

# حقائقِ افسان

حضرت ماجیہ الحریضیہ مولانا نور الدین غلیفۃ المسیح الاول

ہے  
درس ہائے وشنہ آن کریم، تصانیف اور خطبات سے مرتبہ

تفسیر کے نکات

جلد سوم

## (الفهرست)

---

سُورَةُ الْكَافِ	.....	1
سُورَةُ مَرْيَمَ	.....	56
سُورَةُ طه	.....	82
سُورَةُ الْاَنْبِيَاءِ	.....	114
سُورَةُ الْحَجِّ	.....	138
سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ	.....	140
سُورَةُ النُّورِ	.....	198
سُورَةُ الْفُرْقَانِ	.....	235
سُورَةُ الشُّعَرَاءِ	.....	256
سُورَةُ النَّمْلِ	.....	262
سُورَةُ الْقَصَصِ	.....	304
سُورَةُ الْحَنْكَبُوتِ	.....	329
سُورَةُ الرُّومِ	.....	338
سُورَةُ الْقَمَلِ	.....	359
سُورَةُ السَّجْدَةِ	.....	364
سُورَةُ الْاَحْزَابِ	.....	388
سُورَةُ سَبَا	.....	426
سُورَةُ فَاطِرٍ	.....	434
سُورَةُ الْيُسُفِ	.....	454



٢٧٨	.....	سُورَةُ الصَّفَّاتِ
٢٧٩	.....	سُورَةُ ص
٢٩٤	.....	سُورَةُ الزَّمَرِ
٥١٢	.....	سُورَةُ الْمُؤْمِنِ
٥٣٢	.....	سُورَةُ حَمْدِ السَّجْدَةِ
٥٣٣	.....	سُورَةُ الشُّورَى
٥٥١	.....	سُورَةُ الزُّمُرِ
٥٦٨	.....	سُورَةُ الدِّخَانِ
٥٧١	.....	سُورَةُ الْجَاثِيَةِ
٥٧٤	.....	سُورَةُ الْأَحْقَافِ
٥٨٠	.....	سُورَةُ مُحَمَّدٍ
٥٨٤	.....	سُورَةُ الْفَتْحِ



## سُورَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۲- الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ

الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا □

سورہ بنی اسرائیل میں زیادہ تر یہود سے خطاب ہے۔ اور انکی دو شدید تباہیوں کا ذکر کر کے مسلمانوں کو بھی متنبہ کیا ہے۔ اب اس سورہ شریف میں زیادہ بحث پہلے عیسائیوں سے کی ہے پھر مجوس سے اور وہ میان میں کچھ یہود کو بھی خطاب کیا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ فتنہ و جال سے بچنے کے واسطے ہر جمعہ کو سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں اور پچھلی دس آیتیں پڑھو۔ ان آیات کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ دجال کون ہے اور اس کے کیا صفات ہیں اور اس سے بچنے کی کیا راہ ہے۔

الْكِتَابَ، کامل جامع کتاب۔ لکھی ہوئی۔ ایک لشکر جو شبہات کو دور کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں بصورت کتاب

موجود تھا۔

عِوَجًا: دو معنی ہیں۔ ۱۔ ٹیڑھا پن۔ اس کتاب میں کوئی غلط تعلیم نہیں ۲۔ جو ٹیڑھا ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

۳ تا ۵- قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا لِّمَن لَّدُنْهُ

يُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ

أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا □ مَا كَثِيرٌ فِيهِ آيَاتٌ □

## يُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۚ

قِيَمًا: ۱۔ مُسْتَقِيمًا۔ بالکل سیدھے راہ پر اور سیدھی راہ بتانے والی ۲۔ مصدقاً و صدائقوں کی اور اپنی صدائقوں کی ۳۔ حافظ۔ اس پر عمل کرنے والوں کیلئے شدید کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ سخت مخالفت کے واسطے تیار ہے۔

أَن لَّهُمْ: عملِ صالح کا نتیجہ ہے۔ اجرِ حسن

أَبَدًا: بہت لمبا زمانہ

وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا: یہ آیت بتلاتی ہے کہ قوم و جال کون ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۶۔ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِإِبْنَائِهِمْ كِبَرَتْ

كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا

كَذِبًا ۚ

مِنْ عِلْمٍ: یہ قوم بڑی سائنسدان بن گئی۔ ہر بات پر دلیل پیش کرتی ہے۔ مگر اپنے مذہب کے متعلق صاف اقرار کرتے ہیں کہ مسیحؑ کے ابن خدا ہونے اور تثلیث۔ کفارہ وغیرہ کے واسطے دلیل کوئی نہیں۔ قرآن شریف نے پہلے سے پیشگوئی کی ہے کہ یہ ایسا کہیں گے۔

إِبْنَائِهِمْ: ان کے باپ دادوں کو بھی علم نہ تھا۔ یورپ ایک بت پرست قوم تھی۔ جاہل لوگ تھے۔ پرانے بتوں کے عوض رفتہ رفتہ سلطنتوں کے اور حکام کے رعب میں آکر یسوع کا بت پوجنے لگ گئے۔ وہ تو خود جاہل تھے ہی۔ اور اب ان کی اولاد گلے پڑا ڈھول بجا رہی ہے۔

كَلِمَةً: تینز واقع ہوئی ہے اس واسطے منصوب ہے۔

أَفْوَاهِهِمْ: منہ سے نکلتی ہے۔ دل سے نہیں نکلتی۔ دل جانتے ہیں کہ یہ بے دلیل بات ہے

صحیح نہیں۔

۷۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ عَلَىٰ اثَارِهِمْ إِنَّ لَمْ

يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ۝

اُثَارِہُمْ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کشف میں اس قوم کا جاہ و چشم دکھایا گیا جس سے آپ کو غم ہوا کہ اتنی بڑی بظاہر معزز قوم اسلام کی نعمت سے بے نصیب رہے گی۔ تو ان کی وجاہت کتنوں کو اسلام سے مرتد کر دے گی۔ اس پر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ سب اشیاء عارضی اور زمینی ہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۹۸۔ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِينَةً لِّمَن يَنْبُلُوهُمْ

اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا

صَعِيدًا جُرُزًا ۝

اَحْسَنُ عَمَلًا: دنیوی زیب و زینت کے معاملہ میں کون بڑا کاریگر ہے۔ یہ بات ظاہر کر دی جائے گی۔

جُرُزًا: لیس فیہا شئیٰ۔ خالی میدان۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا

مِّنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ۝

عَجَب: کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ بہت عجیب بات ہے۔ ایسے ایسے لاکھوں نشانات خدا تعالیٰ کے ہیں۔

الرَّقِيْم: رقم کرنا۔ لکھنا۔ کھودنا۔ یہ انکی نشانی ہے۔ تحریر کا کام بہت ہوگا۔ ہر امر ان کے ہاں لکھا جائے گا۔

کَہَف: وہی ہے جس کو انگریزی میں کیپ (CAPE) کہتے ہیں۔ اب تک وہ جگہ اسی

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

نام سے مشہور ہے۔

الْكَهْفِ : ملک کی ایک سرحد پر۔ کنارہ پر (تشیخ الاذمان جلد ۸، ص ۹۶۴)  
 اصحاب کہف جس قوم کا نام ہے۔ ایک تو ان کا نشان ہے۔ کہ ہر چیز پر کچھ نہ کچھ لکھا ہوتا ہے  
 دوم وہ پہلے ایسے ملک میں ہجرت کر کے گئے۔ جو ایک کنارہ پر ہے اور سورج اس سے ہمیشہ دکن  
 کی طرف رہتا ہے۔

میرادل چاہتا ہے۔ تمہارے معاملات دنیوی بالکل صاف ہوں اور تم خدا کے حکم کی تعمیل میں  
 میں چھوٹے سے چھوٹا معاملہ بھی ہو تو اسے لکھ لو۔ فَاصْبِرُوا صَغِيرًا اَوْ كَبِيرًا۔  
 ایک سفر میں چند بھائی میرے ساتھ تھے۔ وہ خرچ کرتے تھے۔ میں نے کہا لکھ لو تو انہوں نے  
 میری تحقیر کی۔ اور کہا ہم بھائی بھائی ہیں۔ تم ہم میں تفرقہ ڈالنا چاہتے ہو۔ آخر ایک موقع پر جا کر وہ  
 سخت لڑے۔ تب میری بات کی قدر معلوم ہوئی۔

تم لوگ جو یہاں رہتے ہو۔ وہ دوسرے کیلئے نمونہ ہو۔ پس تمہارا یہاں رہنا بڑا خطرناک ہے  
 سنبھل کر رہو۔ اور اپنے تئیں قرآن مجید کے سچے منبع بناؤ۔ اللہ تم کو قرآن پر عمل کی توفیق دے  
 (بدر، ۱۷ اگست ۱۹۱۳ء ص ۳)

۱۱۔ اِذَا دَاوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا

اٰتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَحَيِّ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا

رَشَدًا ۝

الْفِتْيَةُ : نوجوان حضرت مسیحؑ کو صلیبی موت سے بچانے کے معاملہ میں جو موید جماعت  
 تھی۔ اس پر بڑا ابتلاء آیا۔ حاکم پلاطوس اور اسکی بیوی بھی اس مقدمہ میں قید ہوئے۔ مگر کچھ لوگ  
 ایسے تھے جو وہاں سے بھاگ نکلے۔ کچھ مغرب کو گئے۔ کچھ مشرق کو۔ یہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں  
 نے بلاد غربی میں جا کر کہف میں جا پناہ لی۔ جو کہ انگلستان کے جنوب مغربی گوشہ آرمیتیا میں واقع  
 ہے۔ انہیں نوجوانوں میں یوسف آرمیتیا بھی تھا جس نے حضرت مسیحؑ کے بچانے میں بڑا حصہ  
 لیا تھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَحَيِّ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا : اے ہمارے رب ہم کو  
 اپنے پاس سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملہ میں ہمیں راہ کھول دے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۶۹)

۱۳۱۲۔ فَضَرَبْنَا عَلَىٰ أَذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ

عَدَدًا ۱۲ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ

لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ۱۳

ضَرَبْنَا عَلَىٰ أَذَانِهِمْ: کچھ مدت تک باہر کی کوئی خبر اس گروہ کو نہ پہنچی۔  
بَعَثْنَا: آخری ترقی دیوی کی طرف اشارہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)  
فَضَرَبْنَا عَلَىٰ أَذَانِهِمْ: دوسرے لوگوں سے بے خبر رہے۔  
(تسحیذ الاذنان جلد ۹ ص ۶۴)

۱۴۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ

فِتْيَةٌ أَمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۱۵

..... میری طبیعت تو ضعیف ہے۔ مگر دل میں آیا کہ زندگی کا بھروسہ نہیں۔ معلوم نہیں کہ  
کسی وقت موت آجھاوے۔ کچھ قرآن سنا دیا جائے تو اچھا ہے۔ فرمایا۔ آج مجھے بہت جوش ہوا کہ  
درس قرآن سننے والوں کے واسطے خصوصیت سے دعائیں کروں۔ پس جو اس وقت حاضر ہیں۔ ان  
کے واسطے میں نے بہت بہت دعائیں درس شروع کرنے سے پہلے کی ہیں۔  
نَقُصُّ: اصل قصہ کا اب بیان شروع ہوا ہے۔

نَبَأًا: عظیم الشان بات۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا

رَبُّنَا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنُؤْتِيَ عُواثًا

مِنْ شَطَطٍ ۱۶

شَطَطًا: پراگندہ بات۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)



۱۶۔ هُوَ لَا رِقَوْمَنَا اتَّخَذَ دُونَهُ إِلَهَةً لَوْلَا  
يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ أَظْلَمُ

مَنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝

مِنْ دُونِهِ : رومی قوم کی طرف اشارہ ہے جو بت پرست تھی اور یہودی بھی غیر ملک  
میں جا کر ان قوموں کی صحبت کے اثر سے کچھ غلطیوں میں مبتلا ہو چکے تھے۔  
یاد رکھو۔ شرک کبھی فی الذات ہوتا ہے جیسا کہ مجوس نے خالق الظلمت و خالق النور (خدا)  
بنائے ہیں۔ اور جیسے آریہ لوگ پانچ چیزوں کو خدا کے ساتھ غیر مخلوق مانتے ہیں۔ اور جیسے عیسائی  
تین خدا قرار دیتے ہیں۔ یا صفات میں ہوتا ہے جیسا کہ بعض مسلمانوں میں اس کے آثار پائے  
جاتے ہیں۔ یہ سب افتراء ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۷۔ وَإِذَا غَرَزْتُمُوهُمْ دَمَا يَعْْبُدُونَ إِلَّا

اللَّهُ فَأَوَّالَى الْكَهْفِ يَنْشُرْكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ دَحْمَتِهِ

وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مَرْفَقًا ۝

وَإِذَا غَرَزْتُمُوهُمْ : جب تم نے ان غیر معبودوں کی پرستش کرنے والوں کو چھوڑ  
دیا۔ تو اب کھف کو چلے جاؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۸۔ تَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزُورُ عَنْ

كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ

ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ۚ ذَلِكَ مِنْ

آيَاتِ اللَّهِ ۚ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ

يُضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا ۝

تَذَوُّرٌ : تَعْيِلٌ - جھک جاتا ہے

چونکہ وہ مقام خطِ سرطان سے اوپر ہے اور سورج خطِ سرطان کے اوپر نہیں جاتا بلکہ نیچے رہتا ہے۔ اس واسطے طلوعِ آفتاب کے وقت مشرق کی طرف وہاں سے دیکھا جاوے تو سورج دائیں ہاتھ نظر آئے گا اور وقتِ غروب مغرب کی طرف دیکھا جاوے تو بائیں ہاتھ نظر آئے گا۔ سورج کسی ان کے سر پر نہیں آتا۔

فَجْوَةٌ : وسعت کی جگہ - فراخی کی جگہ میں ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام کہف کے تین پتے ہیں ۱۔ شام و روم سے بہت دُور ہے ۲۔ خطِ سرطان سے شمال کی طرف ہے - ۳۔ وہ امن کی جگہ ہے جہاں دشمن کا قابو نہ تھا۔

مِنْ آيَاتِ اللَّهِ : سورج کا سرطان تک پہنچنا اور آگے نہ جانا۔ پھر جدی تک جانا اور آگے نہ پہنچنا یہ سب اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

وَمَنْ يُضِلِّ : اور جس کو اس کی بدی کے سبب گمراہ کرتا ہے۔ دوسری جگہ قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ (بقرہ : ۲۷) فاسقوں کے سوائے وہ دوسرے کو گمراہ نہیں کرتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ : ۱۰۱ : ۱۰۱)

وَتَرَى الشَّمْسَ : ایسے ملک میں گئے کہ مشرق کی طرف منہ کر کے دیکھو تو آفتاب دائیں رہ جائے۔ مغرب کی طرف تو بائیں۔ (تشیذ الاذعان جلد ۹ ص ۲۱۲)

۱۹- وَتَحْسَبُهُمْ آيَةً وَأَنْهُمْ رُقُودٌ

نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ - وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ - لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ

رُغْبًا ۱۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اصحاب کہف کا حال منکشف ہوا اور آپ نے انہیں دیکھا رُقُودٌ : راقد۔ سونے والے۔ سخت ہی ٹھہرے ہوئے۔ دراصل وہ تو ٹھہرے ہوئے تھے



کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں وہ قوم سست پڑی تھی۔ مگر آپ نے ان کی حالت آئندہ کی دیکھی۔

نَقَلَبَهُمْ: عنقریب تجارت کے واسطے سب طرف نکلیں گے۔ دائیں بائیں جاویں گے۔ کیا معنی۔ مشرق اور مغرب میں پھیلیں گے۔

كَلْبُهُمْ: یہ انکی شناخت بتلائی گئی کہ ان کے دروازے پر کتا ضرور ہوگا۔ ممکن ہے کہ ابتدائی اصحاب کہف کے ساتھ بھی کوئی کتا ہو۔

آج کل کتے کی تعریف و فاداری میں بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں حالانکہ اس جانور کے اخلاق نہایت قبیح اور مذموم ہیں۔ شہوت۔ حرص۔ طمع میں بہت رذیل جانور ہے اور ان امور میں گرا ہوا ہے۔ وَلَئِنَّ: یہ بھی ایک شناخت ہے۔ ان کی کوٹھیاں وسیع اور رعب دار ہوں گی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰، مارچ ۱۹۱۰ء)

وَنَقَلَبَهُمْ: ایک وقت آئے گا کہ یہ دور دراز پھیل جائیں گے ان کی نشانیاں یہ ہیں کہ انکی کوٹھیوں میں کتا رہتا ہے۔ اور ان کا رعب ہے۔ (تشمید الاذمان جلد ۸، ص ۹۷۲)

۲۰۔ وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ: قَالَ

قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ، قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ

بَعْضَ يَوْمٍ، قَالُوا اذْبُكُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ،

فَانْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ

فَلْيَنْظُرِ آيُمًا أَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ

مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝۱۱

لَبِثْتُمْ: اس حالت میں حالت سستی میں کتنی مدت تم رہے۔

يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ: ہزار۔ نو سو سال۔ اوسط ساڑھے نو سو سال۔ اتنے ہی عرصہ کے بعد یہ قوم باہر نکلی اور انہوں نے کپنیاں بنائیں اور تجارتیں شروع کیں اور غیر ملکوں کی طرف گئے۔

قرآن کریم میں یوم ہزار سال کا نام بھی آیا ہے۔ اور تاریخ شہادت دیتی ہے۔  
 فَابْعَثُوا، ایک مجمع بناؤ۔ کمپنی قائم کرو۔ روپیہ روانہ کرو اور ایک کو افسر بناؤ۔  
 طَعَامًا، ہمارے ملک میں غلہ کی کمی ہے۔ یہاں سے روپے لے جاؤ اور وہاں سے غلے لے  
 لِيَتَلَطَّفَ: نرمی سے کام کرو۔

لَا يُشْعِرَنَّ: اپنا بھید کسی کو نہ دو۔ اور دوسرے کا بھید لو۔ مدارات سے کام کرو اور  
 دوسروں کے حالات سے مفصل اطلاع حاصل کرتے رہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۲۲۔ وَكَذَلِكَ أَغَثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ

وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ

يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ

بُيُوتًا، رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ

أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ۝۲۲

أَغَثَرْنَا عَلَيْهِمْ: دوسرے لوگوں کو ان کے حالات سے آگاہ کیا اور غیر قومیں ان کے  
 ماں بھی جانے لگیں۔ ابتدائی اصحاب سے بھی ارد گرد کے لوگ آگاہ ہوئے اور ان کے مطیع ہوئے۔  
 يَتَنَازَعُونَ: ابتدائی لوگوں نے ان کے متعلق جھگڑا کیا اور آخر انکی یادگار بنائی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ: یہ پیشگوئی ہے۔ اپنے وقت پر ظاہر ہوگی۔

(تشمیذ الاذمان جلد ۹ ص ۴۶۲)

۲۳۔ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّا بَعْضَهُمُ كَلْبُهُمْ، وَ

يَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَأَوْهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ،

وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي

أَعْلَمُ بَعْدَ تِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ لَا قَلِيلٌ ۖ فَلَا تُعَارِ  
فِيهِمْ إِلَّا مِرَآءَ ظَاهِرٍ ۚ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ

مِنْهُمْ أَحَدًا ۝

سَيَقُولُونَ: اختلاف مؤرخین کا ہے کہ کتنے تھے کتنے نہ تھے۔  
سَبَّحَةُ: حضرت ابی عباسؑ کا قول ہے کہ سات والی بات صحیح ہے۔ کیونکہ پہلے اعداد کے  
ساتھ خدا تعالیٰ نے رَجَمًا بِالْغَيْبِ فرمایا۔ اس کے ساتھ نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ امر کہ عیساؑ یوں کے ہاں  
سات بڑے کلیسیا مشہور ہیں۔ اس سے صاف صاف پتہ لگتا ہے کہ سات ہی تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۲۴، ۲۵- وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ رَافِيًا عِلُّ ذٰلِكَ

غَدًا ۝ إِلَّا اَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ ۚ وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا

نَسِيتَ وَقُلْ عَسَى اَنْ يَهْدِيَنَّ رَبِّيْٓ لِقَرَبٍ

مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝

لَا تَقُولَنَّ: کبھی بھی نہ کہو۔

إِلَّا اَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ: جہاں کہیں خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا خیال نہ ہو۔ نتیجہ اچھا نہیں  
ہوتا۔ سب سے پہلی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی ہے۔ جنہوں نے اِنَّا لَكُ  
لَحَافِظُونَ (یوسف: ۱۳) اِنَّا لَنَاصِحُونَ (یوسف: ۱۲) اِنَّا لَفَاعِلُونَ (یوسف: ۱۱)  
وغیرہ الفاظ کے ساتھ دعویٰ کیا۔ مگر کہیں وفانہ ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)  
اس سے بڑھ کر دکھ کی کہانی ایک ہے۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام  
کے نام سے عام مسلمان واقف ہیں۔ مگر سلیمان علیہ السلام کے بیٹے کے نام کی وہ شہرت نہیں جو  
باپ داؤد کی ہے۔ اور پوتے کا نام تو قریباً معدوم ہے۔ حدیث میں اس راز کا ذکر ہے۔ حضرت سلیمان  
علیہ السلام نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میری بیویاں بہت ہیں۔ ان سے بڑی اولاد اور عظیم الشان لوگ  
پیدا ہوں گے۔ اس دعویٰ کے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا۔ نتیجہ خراب ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی ہجرت کے ارادے کو ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ انشاء اللہ کہہ لو۔

اَقْدَبَ : آئندہ حالت موجودہ سے پُر امن ہوگی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ص ۱۴۱ مارچ ۱۹۱۰ء)

ایک عیسائی کا اعتراض :

”اگر پیغمبر علیہ السلام سچے ہوتے تو اصحاب کہف کی بابت انکی تعداد میں غلط بیانی نہ کرتے“

کے جواب میں فرمایا۔

نہ قرآن کریم نے اصحاب کہف کی تعداد بیان فرمائی اور نہ رسول کریمؐ نے۔ معلوم نہیں ہو سکتا کہ سائل نے غلط بیانی کا اتہام کیونکر لگایا۔ حضرت رسالت مآبؐ نے تعداد کو بتایا ہی نہیں اور اس کا بیان ہی نہیں کیا۔ تو غلط بیانی کہاں سے آگئی؟ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ سائل کسی کے دھوکہ میں آکر یہ سوال کر بیٹھا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں جہاں اصحاب کہف کا قصہ لکھا ہے۔ وہاں تعداد کے متعلق یہ آیت ہے۔

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ  
كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قَدْ  
رَبَّيْنَا أَعْلَمُ بِتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ۔

ترجمہ : لوگ کہیں گے تین ہیں چوتھا ان کا کتا۔ اور کہتے ہیں پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے۔ بے نشانہ تیر چلاتے ہیں اور کہتے ہیں سات ہیں اور آٹھواں کتا ہے۔ تو کہہ دے (اے محمدؐ) میرا رب ہی ان کی تعداد جانتا ہے۔ اور ان کو محفوظ رکھے ہی جانتے ہیں۔

اس آیت شریف سے صاف صاف واضح ہے کہ لوگ ایسا ایسا کہیں گے اور لوگ فلاں فلاں تعداد اصحاب کہف کی بیان کریں گے۔ لاکن ان لوگوں کا کہنا ”بن نشانہ تیر چلانا ہے“ اعتبار کے قابل نہیں۔ غرض حضرت نبی عربؐ نے کوئی تعداد اصحاب کہف کی نہیں بتائی۔

ایک عیسائی کے تین سوال اور انکے جوابات ص ۵۸

۲۶، ۲۷۔ وَلَيْشُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ

وَازْدَادُوا تِسْعًا ۖ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَيْشُوا لَهُ

غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ  
مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ، وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ

أَحَدًا ۝۲۸

لَبِثُوا: یہ لوگوں کا قول ہے۔ سَيَقُولُونَ پر عطف ہے۔ مثال کے واسطے سورہ لقمان کا دوسرا شروع دیکھو۔ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ - لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ (لقمان: ۱۳) سے وعظ شروع ہوا۔ درمیان میں وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ (لقمان: ۱۵) اور دیگر ذکر آگیا۔ پھر يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ (لقمان: ۱۷) سے وہی وعظ شروع ہوا۔

اللَّهُ أَعْلَمُ: تین سو یا نو سو والی باتیں صحیح نہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲ مارچ ۱۹۱۰ء)

۲۸، ۲۹ - وَاثِلٌ مَّا أُورِجِي إِلَيْكَ مِنْ كِتَابٍ رَبِّكَ

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ

مُلْتَحَدًا ۝۲۹ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ

رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ

وَلَا تَعْدُ عَيْنُکَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ

الدُّنْيَا، وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا

وَاتَّبَعَهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝۳۰

لَا مُبَدِّلَ: یہ پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی۔ اس آیت پر عیسائی لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور قرآن شریف خود اس امر کو تسلیم کرتا ہے تو پھر انجیل اور توریت بھی محرف و مبدل نہیں ہوں گی۔ یہ ایک دھوکہ ہے جو عیسائیوں کو لگا ہے۔ یا وہ دوسرے کو دیتے ہیں۔ اس آیت کے معنی تو صرف یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو پیشگوئی کی ہے۔ وہ ضرور پوری ہوگی

اس کے ٹالنے والا کوئی اس کے سوا نہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے جو سنت قائم کر دی ہے۔ اس کے خلاف ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مثلاً یہ قانون الہی ہے۔ کہ صادق کامیاب اور بامراد ہوتا ہے۔ پس اس میں تبدیلی نہیں۔ اور ایسا کبھی نہ ہوگا۔ کہ کاذب کے مقابلہ میں صادق نامراد اور ناکام رہے۔ باقی رہا حروف میں تغیر و تبدل۔ یہ تو ظاہر ہے کہ قاری کو بھی سہو ہو جاتا ہے۔ کاتب بھی غلطیاں کرتا ہے۔ بعض بائبلوں اور قرآن شریفوں میں لفظی غلطیاں چھاپے کی نکالنے والوں کو انعام دیا جاتا ہے۔ فی زمانہ خود عیسائیوں کے درمیان رومن کیتھولک فرقہ کی بائبل میں اور پروٹسٹنٹ فرقہ کی بائبل میں بہت جگہ اختلاف لفظی ہے جس سے ظاہر ہے کہ دونوں میں سے ایک غلط ہے۔ پس اس آیت سے عیسائیوں کا استدلال ہرگز صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اس اعتراض کی سزا ہے کہ اصل کلام ہی دنیا سے مفقود ہو گیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان نمبر ۱ مارچ ۱۹۱۰ء)

وَاصْبِرْ : یہاں سے ہجرت کے متعلق احکام ہیں کہ اس وقت آپ کو کیا کرنا چاہیے۔ اس آیت شریفہ سے صدیق اکبرؓ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے ساتھ رکھا۔ معلوم ہوا کہ وہ غافل قلب والے نہ تھے۔ وَالْآنَ ان کو ساتھ نہ رکھتے۔ دکھوں اور مصیبتوں کے وقت تین علاج حضرت حق سبحانہ نے فرمائے ہیں۔ ۱۔ اللہ کا ذکر کرتے رہنا۔ ۲۔ وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ قرآن شریف اکثر پڑھتے رہنا۔ ۳۔ پاک لوگوں کی صحبت میں رہنا جو مستفاد ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ غافلوں کی صحبت و تعلق سے کنارہ کشی رہے۔ غافل وہ ہے جو یاد الہی نہ کرے اور گری ہوئی خواہشوں کے پیچھے پڑا رہے۔ (بدر، اگست ۱۹۱۱ء ص ۳)

۳۲۔ اُولَئِكَ لَهُمْ جَنَّاتٌ يَدْخُلُونَهَا مِنْ تَحْتِهَا

الْأَنْهَارُ يُخَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَ

يَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَاسْتَبْرَقٍ

مُتَّعِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرْشِ نِعْمَ الثَّوَابُ

وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا



يُحَلِّتُونَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ : یہ سونے کے کڑے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں دئے گئے  
(تشیذالاذمان جلد ۸ ص ۹ ص ۴۶۴)

يُحَلِّتُونَ : زیور دئے جائیں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ خود پہننے کے واسطے۔  
دنوی رنگ میں بھی یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ قیصر و کسریٰ کے خزانے مدینہ میں آئے جن میں اس  
قسم کے کپڑے اور زیور بھی تھے جو ان آیات میں مذکور ہوئے ہیں۔ عیسائی لوگ بہشت کے متعلق اعتراف  
کرتے ہیں۔ حالانکہ بائبل میں خود بہشت کا ذکر ہے۔ اور حضرت مسیحؑ نے باغ کی تمثیل دی۔ جن کو  
مفصلہ ذیل مقامات میں دیکھنا چاہیے۔ متی باب ۲۱ آیت ۳۳۔ مرقس باب ۱۲ آیت ۱۔ لوقا باب ۲  
آیت ۹۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ص ۴۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا

لَاَحَدٍ مَّا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَغْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا

بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا ذَرْعًا ۝

اس رکوع میں جو تمثیل ہے۔ وہ میں بشرح صدر اور یقیناً کامل کے ساتھ بیان کرتا ہوں کہ  
حضرت ابراہیم کی اولاد کی دو قوموں کے متعلق ہے۔ بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل۔ اول الذکر کو خدا تعالیٰ  
نے ملک کنعان کا باغ عطا کیا۔ ان میں انبیاء بھیجے۔ انہیں بادشاہ بنایا اور بڑے بڑے انعام ان پر کئے  
جائے اس کے کہ وہ خدا کا شکر کرتے۔ انہوں نے اپنے بھائی بنی اسماعیل اہل عرب کو حقارت کی  
نگاہ سے دیکھا۔ اپنے باغوں اور مال اور دولت کے گھنڈ میں آگئے۔ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے اور دنیا کو  
معبود بنالیا۔ انبیاء کے قتل کے درپے ہو گئے۔ انجیل میں بھی اس تمثیل کو لکھا ہے۔ چنانچہ متی ۲۱ آیت  
۳۳ میں ہے۔ ایک اور تمثیل سنو۔ ایک گھر کا مالک تھا جس نے انگورستان لگایا اور اس کو چاروں  
طرف روندنا اور اس کے بیج کھود کر لہوگاڑا اور برج بنایا اور باغبانوں کو سونپ کے آپ پر دیس  
گیا۔ اور جب میوے کا موسم قریب آیا۔ اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس بھیجا کہ اس کا  
پھل لاویں۔ پر ان باغبانوں (بنی اسرائیل) نے اس کے نوکروں (انبیاء) کو پکڑ کے ایک کو پیٹا اور  
ایک کو مار ڈالا۔ اور ایک کو پتھر اڑا کیا۔ پر اس نے اور نوکروں جو پہلوں سے بڑھ کر تھے۔ انہوں نے  
ان کے ساتھ بھی ویسا ہی کیا۔ آخر اس نے اپنے بیٹے (حضرت مسیحؑ) کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ

وے میرے بیٹے سے دیں گے۔ لیکن جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا آپس میں کہنے لگے (بنی اسرائیل کی نبوت کا آخری) وارث یہی ہے۔ آؤ اسے مار ڈالیں کہ وہ میراث ہماری ہو جاوے اور اسے پکڑ کر اور انگورستان کے باہر لے جا کر (اپنی طرف سے تو) قتل (ہی) کیا۔ جب انگورستان کا مالک آوے گا۔ ان باغبانوں کے ساتھ کیا سلوک کریگا۔ وے اسے بولے۔ ان بدوں کو بری طرح مار ڈالے گا اور انگورستان کو اور باغبانوں کو سونپے گا۔ جو اسے موسم پر میوہ پہنچاویں۔ یسوع نے انہیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راجگیروں نے ناپسند کیا وہی کوئے کا سرا ہوا (عرب کی طرف اشارہ ہے) یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت (نبوت و نصرت الہی) تم (بنی اسرائیل) سے لے لی جائے گی اور ایک قوم (بنی اسماعیل اہل عرب) کو جو اس کیلئے میوے موسم پر (اب بھی ایام حج کو موسم کہتے ہیں) لاوے گی دی جاوے گی۔ جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائے گا۔ پر جس پر وہ گرے۔ اسے پس پیس ڈالے گا۔“

مذکورہ بالا عبارت انجیل خطوط وحدانی کے اندر جو الفاظ ہیں وہ تشریحاً و تفسیراً ہم نے لکھے ہیں اناجیل کے مفسرین نے بھی اقرار کیا ہے کہ ان آیات میں بیٹے سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام اور پہلے باغبانوں سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔ دیکھو تفسیر عماد الدین اور تفسیر پادری ہو صاحب وغیرہ۔

رَجُلَيْنِ : مراد بنی اسرائیل و بنی اسماعیل۔

لَا أَحَدَهُمَا : حضرت اسحق کی اولاد کی طرف اشارہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ص ۱۱۰، مارچ ۱۹۱۰ء نیز دیکھیں تشیخ الانبان جلد ۱، ص ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱



تفسیر: باغ لگانے والا وہی خداوند بنی اسرائیل ہے۔ یسعیاہ ۵ باب ۲-۳۔ انگور بنی اسرائیل کی قوم ہے۔ زبور باب ۹۱۔ تاکستان یروشلم ہے۔ غزل الغزلات ۸ باب ۱۳۔ یسعیاہ ۵ باب آیت ۳، ۴، ۵۔ قرآن بھی کہتا ہے۔ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ (البقرہ: ۲۶) یاد رکھو۔ مالک کے آنے تک دیر ہے۔

اور موسم پر ایک نوکر کو باغبانوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس انگور کے باغ کا پھل اس کو دیں لاکن باغبانوں نے اس کو پیٹ کے خالی ہاتھ پھیرا۔

تفسیر دیکھو یرمیاہ ۲۴ باب ۱۵-۳۸

پھر اس نے دوسرے نوکر کو بھیجا۔ انہوں نے اس کو پیٹ کے اور بے عزت کر کے خالی پھیرا تفسیر۔ یہ شخص اویا تھا۔ یرمیاہ ۲۶ باب ۲۳۔ یہ اس لئے کہ متی ۲۱ باب ۳۵ میں مار ڈالنا لکھا

ہے۔

پھر اسی لئے تیسرے کو بھیجا۔ انہوں نے گھاٹل کر کے نکال دیا۔

تفسیر۔ ۲ تاریخ ۲۴ باب ۲۱

تب باغ کے مالک نے کہا۔ کیا کروں۔ میں اپنے پیارے بیٹے (یہ مسیح ہیں) کو بھیجوں گا۔ شاید اسے دیکھ کر دُوب جاویں۔ جب باغبانوں نے اسے دیکھا۔ آپس میں صلاح کی اور کہا۔ یہ وارث ہے۔ آؤ اس کو مار ڈالیں۔ میراث ہماری ہو جاوے۔ تب اس کو باغ کے باہر نکال کر مار ڈالا۔ اب باغ کا مالک ان کے ساتھ کیا کریگا۔ وہ آوے گا اور ان باغبانوں کو قتل کرے گا۔ اور باغ اور ان کو سونپے گا۔

تفسیر۔ مرقس ۱۲ باب ۶۔ اب اس کا ایک ہی بیٹا تھا۔ جو اس کا پیارا تھا۔ بیٹے کا لفظ یہاں بمعنی صلح کار کے لیا ہے۔ بیٹے کا لفظ کتب مقدسہ میں وسیع معانی کے ساتھ مستعمل ہے۔ بیٹے کے حقیقی معنی باپ کے نطفے اور اس کی جورو کے رحم سے پیدا ہونے والے کے ہیں۔ عیسائیوں کے نزدیک بھی یہ معنی صحیح نہیں۔ رہے مجازی معنی بیٹے کے۔ وہ وسیع ہیں۔ ہم نے حسب حال صلح کار کے لئے ہیں۔ متی ۵ باب ۹۔ مہارک وے جو صلح کار ہیں کیونکہ خدا کے فرزند کہلائیں گے اور مسیح صلح کا شہزادہ ہے۔ یسعیاہ ۹ باب ۶۔

حسب بیان مرقس ایک ہی بیٹے رہ گئے۔ بنی اسرائیل میں کامل صلح مسیح میں تھی۔ اور اس سے بنی اسرائیل کے گھرانے کی نبوت و رسالت کا خاتمہ ہو گیا۔ خدا کے فرزند کا محاورہ دیکھنا ہو تو دیکھو مبعث الوہیت مسیحؑ ”وہاں ثابت کیا ہے۔ حسب محاورہ کتب مقدسہ فرشتے خدا کے بیٹے ہیں۔ ایوب باب ۶ اور

انبیاء اس کے بیٹے۔ ایوب ۳۸ باب ۷۔ اور بدکار خدا کے بیٹے۔ یسعیاہ ۳۰ باب ۱۔ سب فرزند یوحنا ۱۱ باب ۲۵۔

اب مارڈالا کی تحقیق سن لو۔ یہاں سخت ایذا کو مارڈالتا کہا ہے کیونکہ مکاشفات ۵ باب ۹ میں ہے۔ گویا ذبح کیا۔ یہودی کہتے ہیں ہم نے مسیح کو قتل کر ڈالا۔ قتل کے تو عیسائی بھی منکر ہیں۔ پر قرآن کا مسیح کے قصے میں یہ کہنا مَاقَتَلُوْهُ (نساء: ۱۵۸) بالکل سچ ہوا اور بعض یہود کہتے ہیں کہ ہم نے صلیب دی اور یہ بھی غلط ہے۔ اس زمانے کی سولی یہ نہ تھی۔ جیسے اس وقت ہوتی ہے۔ بلکہ آدمی کو کسی لکڑی پر ٹانگ دیتے تھے اور مصلوب مجھ کا پیاسا ایذا میں پاتا مدت کے بعد مر جاتا تھا۔ اگر جلد اترتے تو ہڈیاں توڑ ڈالتے۔ حضرت مسیح جلد اترے گئے۔ مسیح کی ہڈیاں توڑی نہیں گئیں۔ پس قرآن کا یہ کہنا وَمَا صَلَبُوْهُ بالکل سچ ہو گیا۔

عربی میں مصلوب اسی کو کہتے ہیں جس کی پیٹھ کی ہڈی توڑی جاوے۔ دیکھو قاموس لغت صلب اور مسیح ہڈی توڑنے سے محفوظ رہے۔ دیکھو یوحنا ۱۹ باب ۳۳۔ بات یہ ہے حاکم مسیح کا حامی تھا دیکھو اس نے ماتھ دھوئے اور کہا۔ میں اس راست باز کے خون سے پاک ہوں۔ متی ۲۷ باب ۲۴۔ حاکم کی عورت حامی اور مددگار تھی۔ خصم کو کہتی ہے مجھے اس راست باز سے کام نہ ہو۔ متی ۲۷ باب ۱۹ صوبے دار اور یسوع کے نگہبان بھی حامی اور وہی تھے۔ اور پھر عیسائی۔ متی ۲۷ باب ۵۳۔ یوسف نام آرمینیہ کا دولتمند۔ سائنڈرم (مجلس شاہی کا ممبر بھی حامی۔ متی ۲۷ باب ۵۷۔ اور شاگرد منتظر بادشاہت تھا۔ مرقس ۱۵ باب ۲۳۔ تو ۲۳ باب ۵۰۔ یہود کے خوف سے خفیہ رہتا یوحنا ۱۹ باب ۳۸ اس شخص نے لشکر کے چند گھنٹے بعد جب اندھیرا ہوا۔ بادشاہ سے کہا یسوع مر گیا ہے۔ لاش مجھے مرحمت ہو۔ پلاطس حاکم نے تعجب کیا کہ ایسا جلد کیونکر مرا۔ اور یوسف اور صوبہ دار معتقد گواہ ہیں اور یہود بے چارے سبت کے بکھڑے میں موجود ہی نہیں۔ قبر میں رکھا اور مٹی کی ٹہر کی اور کوئی محافظ اس وقت نہ تھا۔ خیر خواہ اپنے خاکسار کو نکال لے گئے۔ بیشک مسیح مردہ یہودیوں سے جی اٹھے۔ ابدی زندگی میں جلال پا گئے۔ ایت وار کو حفاظت شروع ہوئی۔ پس صاف آشکار ہے وہ بے گناہ پچ گئے اسی واسطے قرآن کا کہنا وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ (نساء: ۱۵۸) بالکل درست ہے۔ یا انجیلی محققوں کے طور پر کہتے ہیں۔ آپ کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں۔ ویسے ہی مر گئے۔ بے ایمان یہودی اسی بات پر یقین رکھتے اور کہے گئے۔ ہم نے مسیح کو مار ڈالا۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ

وَلَعَنَ شَيْبَهُ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ. مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ  
عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا. بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ. (نساء: ۱۵۸، ۱۵۹)  
وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِمْ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ  
عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (نساء: ۱۶۰)

بات دور چلی گئی۔ ان باغبانوں نے اپنے آخری نبی راست باز۔ صلح کار کو اپنے زعم میں قتل کیا۔ بار  
ڈالا۔ بنی اسرائیل کے سارے نبی خدا کے پلوٹے تھے۔ اور مسیح آخری پلوٹے۔ اب باغ اوروں کے  
سپرد ہوا۔ باغ یروشلم تھا۔ پہلے اس کے باغبان بنی اسرائیل میں سے رہے۔ ان کی بے ایمانی سے اب  
وہ باغ بنی اسمعیل کے سپرد ہوا۔ مہوج دراز گوش کہتے ہیں۔ وہ آخری آپکے۔ اب محمدؐ کو ہے عقل والو!  
سوچو انجیل میں لکھا ہے۔ مالک باغ باغ اوروں کو سپرد کریگا۔ آخر کہاں آپکے۔ معاملہ ختم نہیں کبھی  
پہلے بنی اسماعیل اس کے مالک ہوئے۔ اب تیرہ سو برس سے مالک ہیں۔ یہود اور عیسائیوں کے لئے  
عہدہ باغبانی نہیں رہا۔ باغ کا نام بھی بدل گیا۔ یروشلم سے بیت المقدس بنا۔

متی اس نئی قوم کے حق میں کہتا ہے۔ وہ موسم پر پھل دیں گے متی ۲۱ باب ۴۸۔ اور عرب میں حج  
کے ایام کو موسم کہتے ہیں۔ پھر لوقا ۲۰ باب ۱۶۔ انہوں (بنی اسرائیل) نے یہ سُسن کے کہا۔ ایسا نہ ہو تب  
اُس نے ان کی طرف دیکھ کے کہا۔ پھر وہ کیا ہے۔ جو لکھا ہے کہ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا۔ وہی  
کوٹنے کا سرا ہوا۔ ہر ایک جو اس پتھر پر گرے چود ہوگا۔ اور جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالے گا اور متی  
۲۱ باب ۴۳ اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں۔ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جاوے گی اور ایک قوم جو اس  
کے پھل لادے دی جاوے گی۔ یاد رہے۔ بنی اسرائیل صرف روحانی بادشاہ نہ تھے بلکہ روحانی اور جسمانی  
عیسائی منصفو! یہ پتھر وہی ہے جس کو دانیال نے دیکھا اور وہ پھر پہاڑ بن گیا۔ دانیال ۲  
باب ۳۴۔ جو اس پر گرا چور ہوا۔ اور جس پر وہ گرا۔ اُسے پیس ڈالا۔ .....

قدیم زمانہ میں تصویریں زبان کا بڑا رواج تھا۔ اسی خیال پر عیسائیوں نے موسوی رسومات کو صرف  
نشان قرار دیا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں۔ قربانی توریت مسیحؑ کی قربانی کا نمونہ تھی۔ گو جانور خاموش جان دیکھے  
اور مسیحؑ نے ایللی ایللی پکارتے جان دی۔ ظاہری طہارتیں اصل طہارت کا نمونہ تھیں۔ یوہنا ۱۶: ۱۷۔ مسیحؑ کا  
جی اٹھنا تھا۔ یوحنا نے بارہ پتھر اٹھوائے اور بقول عیسائیوں کے وہ بارہ حواریوں کا گویا نشان تھا

یوشع ۲ باب ۶ وغیرہ وغیرہ۔ اب سوچو حجر اسود مکے میں کونے کا پتھر تھا۔ اور اسلام سے پہلے سالہا سال کا موجود۔ لوگ اسے چومتے اور اس کے ساتھ ہاتھ ملا تے تھے۔ گویا یہ پتھر کونے کا سرائے میں تصویری زبان میں کتب مقدسہ کا یہ فقرہ تھا۔ وہ پتھر جسے معماروں نے بنادیا۔ وہی کونے کے سرے کا پتھر ہوا عرب اُقی محض تھے۔ اور صاحب کتاب نہ تھے۔ ان کیلئے بجائے کتاب یہی پتھر گویا کلام الہی تھا۔ اس پتھر کو عرب یحییٰ الرحمن کہتے تھے۔ اب جو اصل آگیا اور اس کی منزلہ کتاب میں **إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنْهَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ (الفتح، ۱۱)** کافر مان آرا۔ عرب چونک اٹھے اور کہنے لگے **مَا التَّحْنُ ؟** **النَّسْجُ دِيْعَاتٍ مُدْنًا وَزَادَهُمْ نُفُورًا (الفرقان، ۶۱)** اس کے تشریف لاتے باغبانی بنی اسرائیل سے چھٹی گئی۔ جو اس پر گرا۔ چور ہوا۔ جس پر وہ گرا پس گیا۔ یہ پتھر کونے کا سرائے تو مسیح ہیں۔ کیونکہ مسیح نے اس کے ظہور کیلئے اپنے بعد کا زمانہ بتایا۔ دیکھو توحہ ۲ باب ۱۶۔ متی ۲۱ باب ۴۳۔ دانیال ۲ باب ۳۳ (فصل الخطاب حصہ دوم (طبع ثانی) ص ۶۹ تا ۷۴)

**وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا تَجْلِيْنِ :** میں بنی اسرائیل و بنی اسمعیل کا ذکر ہے۔ بنی اسرائیل نبوت۔ سلطنت دونوں باغوں کے مالک تھے (بائبل میں بھی اس کی تمثیل ہے) بنی اسمعیل کو جنت سے دیکھتے۔ خدا نے نبوت بھی چھین لی اور سلطنت بھی۔

عبرت کا مقام ہے۔ یہود دنیا میں بالشت بھر زمین کے مالک نہیں اور نہ ان کا کوئی تھرو لیم۔ **تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُوْنَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا۔ (الکہف: ۴۴)** (بدھ، ۱ اگست ۱۹۱۱ء ص ۳)

۳۶ تا ۳۷ - **وَعَلَّتَا الْجَنَّتَيْنِ اثَّتْ اُكْلَمَا وَلَمْ تَظْلِمَا مِنْهُ شَيْئًا، وَفَجَرْنَا بِكُلْمَا نَهْرًا ۖ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ۔ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ اَنَاْ اَعْثَرُ مِنْكَ مَآلًا وَاعْزُزْ نَفْرًا ۚ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ، قَالَ مَا اَظُنُّ اَنْ تَبْقِيَ هَذِهِ اَبَدًا ۚ**

دونوں باغوں نے دیا میوہ اپنا اور نہ کم کیا اس میں سے کچھ۔ اور بہادی ہم نے درمیان ان

دونوں کے نہر اور تھا واسطے اس کے میوہ۔ پس کہا اس نے واسطے ہم نشین اپنے کے اور وہ سوال جواب کرتا تھا۔ اُس سے۔ میں زیادہ تر ہوں تجھ سے مال میں اور زیادہ عزت والا ہوں آدمیوں کو اور داخل ہوا باغ اپنے میں اور وہ ظلم کرنے والا تھا جان اپنی پر کہ میں نہیں گمان کرتا یہ کہ ہلاک ہووے یہ باغ کبھی۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۶۹)

وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ - قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا -

ظَالِمٌ: اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال دیا تھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ص ۱۹۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۴۱ - فَعَسَىٰ رَبِّي أَن يَكُونَنَّ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ  
يُزِيدَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا  
زَلَقًا

خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ: چنانچہ محمدیوں کو عراق عرب۔ عراق عجم۔ مصر۔ یورپ۔ ایران ملا  
(تشمین الاذیان جلد ۹ ص ۳۶۵)

اس رکوع شریف سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو نہ چاہیے کہ کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ص ۱۹۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۴۲ - وَأَضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا الْخَيُوفَةَ الَّتِي بَنَىٰ عَمَاءُ  
أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ  
فَأَصْبَحَ حَشِيشًا تَذَرُوهُ الرِّيحُ. وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ شَيْءٍ

مُقْتَدِرًا

اس رکوع میں مخاطب یہود نہیں ہیں کیونکہ نہ تو وہ کوئی اتنے بڑے دولت مند ہیں۔ اور نہ ملکوں کے مالک ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ کی امت کو مخاطب کرتا ہے۔ بلکہ



خصوصیت سے مسلمان مثلاً بنو امیہ و بنو عباس مخاطب ہیں کہ اب تم اس باغ (ملک کنعان) کے مالک بننے والے ہو۔ دیکھو کوئی ایسا کام نہ کرنا جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث ہو جائے۔

هَشِيحًا: چورا چورا۔ دنیا داروں کے پاس جب دنیا بہت جمع ہو جاتی ہے تو وہ غالباً متکبر اور آخر کار غافل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل اور آخر مفلس کر دیتا ہے۔ امراء کا یہ حال ہے کہ جس کے پاس کچھ روپیہ جمع ہو جائے وہ مسجد میں جانا ہتک عزت سمجھتا ہے۔ اور علماء اس کے نزدیک ارذل ترین مخلوق ہوتے ہیں۔ اس میں گوان علماء دنیا طلب کا بھی قصور ہے۔ مگر امراء چاہیں تو علماء کے گروہ میں بہت اصلاح ہو سکتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۴۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا: یہ عیسائی مخاطب ہیں۔ متی ۴ باب ۹ آیت متی ۱۲ باب ۱۲ آیت۔ متی ۱۹ باب ۲۴ آیت۔ ان میں لکھا ہے کہ دولت مل سکتی ہے شیطان کے سجدہ سے۔ چنانچہ ان لوگوں نے کیا اور دولت مند ہوئے اور لکھا ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوتا۔ (تشیذ الاذعان جلد ۹ ص ۴۶۵)

۴۷۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِينَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، وَ

الْبَقِيَّةُ الصَّالِحَةُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ شَوْاۤءًا خَيْرٌ

اَمَلًا ﴿۱۸﴾

الْبَقِيَّةُ الصَّالِحَةُ: اعمال صالحہ۔ نماز میں سُبْحَانَ اللّٰہ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَكْبَرُ اور کل اعمال جو رضائے الہی کا موجب ہیں۔

۴۸۔ وَیَوْمَ نُسِطِرُ الْجِبَالَ وَتَرٰی الْاَرْضَ بِمَازِدَةٍ،

وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمَّا نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾

جبال سے مراد بادشاہ اور بڑے بڑے سردار ہیں۔ جو عذاب الہی کے باعث ان کا نام و نشان مٹے۔ اور ظاہری پہاڑ بھی ہوں تو کیا عجب ہے۔ آخر تمام مخلوق میں تغیر آ

رہا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بد رقلیاء ص ۴۴ مارچ ۱۹۱۰ء)  
نُسَیْدُ الْجِبَالِ : سلطنتیں بڑی بڑی ہوں گی مگر آخر اڑیں گی۔  
(تشمید الاذیان جلد ۸، ص ۹۷۵)

۵۰۔ وَوَضَعَ الْكِتَابَ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا

فِيهِ وَيَقُولُونَ يَوَيْلَتَنَا مَا لَ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ

صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا . وَوَجَدُوا مَا

عَمِلُوا حَاضِرًا . وَلَا يَظُنُّهُمْ رَبُّكَ أَحَدًا ۝

الْكِتَابُ : اعمال نامہ۔

الْمُجْرِمِينَ : جناب الہی سے قطع تعلق کرنے والے لوگ۔

مُشْفِقِينَ : ڈرنے والے۔ اس ملک میں چونکہ عربی کا مذاق نہیں رہا۔ اس واسطے عموماً  
خطوں میں شفیق کی بجائے مشفق کا غلط لفظ استعمال کرتے ہیں۔

صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً : ہر ایک گناہ کا ایک ابتداء ہوتا ہے۔ پھر اس کے مراتب تدریجی ترتیب  
کے ہوتے ہیں۔ وہ صغیرہ ہیں اور ایک بدی کا انتہا ہے۔ وہ کبیرہ ہے۔ مثلاً نظر بد صغیرہ ہے اور  
اسکا آخر نتیجہ زنا کبیرہ ہے۔

صوفیائے کرام نے مشاہدہ سے لکھا ہے کہ ارتکاب بدی کے بعد دل کے اوپر ایک سیاہ دائرہ  
نظر آتا ہے۔ جس سے ملائکہ نفرت کرتے ہیں اور شیطان محبت۔ پھر ایسے شخص کا تعلق آہستہ آہستہ  
شیاطین کے ساتھ بڑھتا جاتا ہے۔ اور وہ فاسق و فاجر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نیکی کے بعد ایک نورانی  
دائرہ دل کے گرد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کو دیکھ کر ملائکہ اس دل والے سے محبت کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بد رقلیاء ص ۴۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۱۔ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا

إِلَّا إِبْلِيسَ . كَافَّ مِنَ الْغِيٓثِ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ .

اَفْتَتَّخِذْ مِنْهُ وَذُرِّيَّتَهُ اٰوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ  
عَدُوًّا يَّهْتَسِبُ لِلظَّالِمِيْنَ بَدَلًا ۝۵۱

اس سے پہلے رکوعوں میں دنیا کی نریب وزینت . صنعت اور ترقی کا ذکر ہے کہ لوگ اس میں پھنس کر دیں سے اکثر قافل ہو جاتے ہیں . اگر دنیا کو بالکل ترک کیا جائے تو بھی دین میں حرج ہوتا ہے . اور رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً (بقرہ: ۲۰۲) اس واسطے میانہ راہ اختیار کرنی چاہیے ایک روایت میں ابلیس کے متعلق آیا ہے کہ كَانَ مِنْ خُذَّانِ الْجَنَّةِ . اس ملک میں بڑے خزانوں والا تھا . اسی کبریائی نے اسے ہلاک کر دیا . ان آیات میں جو ذکر ہے . اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے .

اَسْجُدْ وَا : فرماں برداری کرو . بہت سے فرشتوں کو یہ حکم ہوا تھا . ابلیس کو الگ حکم ہوا .  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ص ۱۶۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۴- وَرَا الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا

وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝۵۴

فَظَنُّوْا : پس انہوں نے یقین کر لیا . (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ص ۱۶۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۵- وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِنٰسٍ مِنْ حُلٰ

مَشَلٍ ؕ وَكَانَ الْاٰدَمُ نَسَابًا اَكْثَرُ شَيْءٍ جَدَلًا ۝۵۵

عام رواج دنیا میں دیکھا گیا ہے . کہ جو لوگ پڑھے لکھے ہیں . اور اپنے آپ کو عقلمند سمجھتے ہیں . ان کی یہ حالت ہے کہ جب وعظ میں ان کو کوئی نظیر دو . تو اس نظیر کو اپنے پر صادق نہیں آنے دیتے . مثلاً اگر کہا جاوے . فلاں نے بدی کی اور سزا پائی . تو کہتے ہیں . کیا ہم وہ ہیں . اگر نبی . ولی صحابی کا حوالہ دیں کہ انہوں نے ایسا کیا . تم بھی ایسا کرو . تو کہتے ہیں . ہم نبی ہیں یا ولی یا صحابی پھر یا تو واعظ کو نادان قرار دیتے ہیں یا آپ اپنی تحقیق پر خوش و خرم . مگر انبیاء سے بڑھ کر کون قوی مَوْجِبَہ کے ساتھ سمجھانے والا ہے . آخر وہ بھی ارشاد فرماتے جاتے ہیں کوئی مانے ! مانے .



صَدَقْنَا : ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہیں۔

مِنْ كُلِّ مَثَلٍ : ہر ایک عمدہ بات۔

جَدَلًا : جھگڑنے میں۔ ایسے ہی لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کو اس قسم کے کلمات بولے ہیں کہ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (مومنہ: ۲۵) یہ تو ہمارے ہی جیسا ایک انسان ہے۔ اور بس تُبْرِيدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ (مومن: ۲۵) چاہتا ہے کہ تم پر بڑا آدمی بن جائے۔ شاعر ہے۔ ساحر ہے۔ کاہن ہے۔ مجنون ہے وغیرہ۔

بعض لوگ ہدایت سے ایسے بے نصیب ہوتے ہیں کہ جب انہیں کوئی نیکی کی راہ بتلائی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم نبی ہیں یا ولی کہ ایسے کام کریں۔ اور اگر بدی سے روکا جاوے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم فرعون ہیں جو ہم کو ایسی نصیحت کی جاتی ہے اور بہر حال اپنی ہی رائے کو بڑا سمجھتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدلتقلویان ۳۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۶۔ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ

الْهُدَى وَيَسْتَغْفِرُوا ذُنُوبَهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةٌ

الْأُولَىٰ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝۶

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ : کس چیز نے روکا۔ کیا مطلب۔ کسی چیز نے نہیں روکا۔ اگر روکا ہے تو ان کے شامت اعمال نے ہی روکا ہے۔ عذاب جو ان پر آتا تھا تو اب استغفار کیسے کریں۔

قُبُلًا : اس کے تین معنی ہیں ۱۔ فجاءہ ۲۔ اچانک ۳۔ عیاناً۔ ظاہر ۳۔ سامنے

(ضمیمہ اخبار بدلتقلویان ۳۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۷۔ وَمَا نُزِّلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَ

مُنذِرِينَ، وَ يُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ

لِيُذْهِبَ حُضُوْبَهُ الْحَقِّ وَاتَّخَذُوا إِلَٰهًا مَّا تُذَرُّوْا

هُزُوًا ۝۷

مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ : فرماں برداروں کو بشارت دیتے ہیں اور نافرمانوں کو عذاب سے ڈراتے ہیں۔

لِيُذْخِرُوا : گراوے۔ باطل کروے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۸- وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا

وَنَسِيَ مَا قَدْ مَتَّ يَدَاهُ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً

أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ تَدْعُهُمْ

إِلَى الْهُدَى فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ﴿۵۸﴾

ذُكِّرَ، یاد دلائی جاتی ہے۔

مَا قَدْ مَتَّ يَدَاهُ : ہر شخص اپنے اعمال کا محاسبہ کرے اور انصاف سے سوچے تو وہ اپنی قیمت آپ لگا سکتا ہے۔

أَكِنَّةٌ : روک (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۹- وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ

بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ

لَنْ يَجْعُدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا ﴿۵۹﴾

مَوْئِلًا : جہاں آخر جانا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۶۱- وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَبْلُغَ مَجْمَعَ

الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۱﴾

کسی کتاب الہی۔ کلام یا عظیم اثنان شخص کی کسی بات کے معنی کرنے کے واسطے ضروری ہے

کہ جس موقعہ کی کلام ہو وہاں کی آب و ہوا اور اس قوم کی عادات اور حالات اور وہاں کے جغرافیہ کا مفسر کو علم ہو۔ ورنہ آئندہ آتیوالی نسلوں کے واسطے ایک ابتلاء انگریز غلطی کا اندیشہ اس مفسر کے بیان سے لگ جانے کا احتمال ہے۔ مثلاً ایک کتاب صدائق العشاق میں لکھا ہے کہ ایک شخص جہاز پر سوار تھا۔ کارِ قضاء جہاز ڈوب گیا۔ وہ شخص ایک تختہ پر چڑھا۔ اور تختہ رفتہ رفتہ کشمیر میں جا لگا۔ آج جغرافیہ دان اس بات کو سمجھ سکتے ہیں۔ کہ سمندر میں جہاز کہاں اور کشمیر کہاں۔ ایسا ہی اس رکوع میں مجمع البحرین کے متعلق بھی بعض نے لکھا ہے کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں روم اور فارس کے دریا ملتے ہیں۔ حالانکہ ایسی کوئی جگہ ان ممالک میں نہیں۔ جہاں تک میں نے اس معاملہ میں غور کیا ہے۔ مجمع البحرین یا تو وہ مقام ہے جہاں نیل ازرق اور نیل ابیض باہم ملتے ہیں۔ مصر میں ایک شہر خرطوم نام مشہور ہے۔ اس کے قریب ایک جگہ ستار نام ہے۔ یہاں دیائے نیل کی دو شاخیں ملتی ہیں۔ اسی مقام کا نام مجمع البحرین ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قیام فرعون کے ساتھ جنگ کرنے سے پہلے مصر میں ہی تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا تھا کہ هَلْ اَعْظَمُ مِنْكَ؟ کیا تجھ سے بڑا بھی کوئی آدمی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ ایک ہے۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے عرض کی کہ كَيْفَ بِيَ السَّبِيلِ اِلٰی لَقِيْهِ؟ اس سے ملاقات کی کیا راہ ہے۔ حکم ہوا کہ ایک مچھلی لے۔ لو۔ آپ نے جو ان مخلص یوشع کو ساتھ لیا اور حکم تھا۔ جہاں مچھلی گم ہوگی۔ وہاں وہ ملے گا۔ یہ ایک نشانی تھی۔

لَا اَبْدَحُ : نہیں ٹلوں گا۔ نہ رکوں گا۔

حَقْبًا : اس لفظ حقبة کے تین معنی آئے ہیں۔ ایک برس۔ ستر برس۔ اسی برس۔ مدت دراز پر

بھی بولتے ہیں۔

صوفیاء نے اس سے ایک نکتہ نکالا ہے۔ کہ ایک ہی مدرسہ میں پڑھنے سے انسان کے خیالات میں وسعت نہیں ہوتی۔ میں بھی پسند کرتا ہوں۔ کہ آدمی چل پھر کر دیکھے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ علم حدیث کے پڑھنے سے بھی بہت سے دینی معلومات بڑھتے ہیں اور مختلف مشائخ کی صحبت سے اس کے فہم میں مدد ملتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار مبدع القایان ص ۱۶۱ مارچ ۱۹۱۰ء)

اِذْ قَالَ مُوسٰی : مجوسی مخاطب ہیں سلطنتیں دو بڑی ہیں۔ حضرت موسیٰ کے وقت کیانی حضرت

نبی کریم کے وقت ساسانی تھے دانیال نبی کی پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دوسینگوں والا مینڈھا۔

مَجْمَعُ الْبَحْرَيْنِ : نیل ابیض اور نیل ازرق مراد ہو سکتے ہیں۔ خرطوم پر میرے نزدیک وہاں

مراو ہے۔ جہاں دین و دنیا کی بہتری تھی۔ معراج ہے حضرت موسیٰ کا۔  
(تشمیذ الاذعان جلد ۸، ص ۹۷۵)

۶۲۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا

فَاتَّخَذَ سَمِثْلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝

نَسِيَا حُوتَهُمَا: دونوں سے نسبت کی ہے۔ حالانکہ مچھلی صرف یوشع کے پاس تھی۔ عربی میں ایسا آجاتا ہے۔ جیسا کہ صَغَتُ قُلُوبَكُمْ (تحریم: ۵) قَلْبًا عَمَّا نہیں فرمایا۔  
سَرَبًا: چلا جانا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ص ۱۹۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)  
بُھونی مچھلی کا پتہ قرآن میں نہیں۔ اور نہ احادیث صحیحہ میں اور نہ ہمارا عقیدہ ہے کہ بُھونی مچھلی زندہ ہو جاوے۔

اس قصہ میں تین واقعات کا ذکر ہے۔ جو خود موسیٰ علیہ السلام کے کاموں کے قریب قریب تھے قرآن کریم میں ہے۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا..... جب وہ طے کے موقع پر پہنچے۔ مچھلی کو بھول گئے۔ بتاؤ اس میں بُھونی ہوئی مچھلی اور اسکی زندگانی کا ذکر کہاں ہے..... اس میں تو اتنا ہی ذکر ہے کہ مچھلی ان کی یاد سے اتر گئی اور ندی میں چلی گئی۔ اور یہ ان کیلئے مقرر نشان تھا کہ جہاں اُن میں مچھلی کے بھول جانے کا واقعہ پیش آئے گا۔ وہاں مردِ خدا انہیں ملے گا۔ سو ایسا ہی ہوا خدا تعالیٰ نے جو غیب سے انہیں ایک نشان دیا تھا۔ وہ پورا ہوا۔ یہ ایسے واقعات ہیں جو مردِ خدا کی سوانح زندگی میں ملتے ہیں اور یہ ایسے واقعات ہیں کہ اُن سے سالکانِ منازلِ الہیہ کے قلوب و ایمان تازہ ہوتے ہیں۔  
(نور الدین طبع سوم ص ۱۷۵)

۶۳۔ فَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ إِنِّي خَدَاءُ نَارٍ لَقَدْ

لَقِيتُنَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا انْصَبًا ۝

إِنِّي خَدَاءُ نَارٍ: ایک بات سے دوسری بات یاد آتی ہے۔ کھانے سے مچھلی کا خیال آیا۔  
(تشمیذ الاذعان جلد ۸، ص ۹۷۵)

نَصَبًا: حدیثوں میں آیا ہے کہ مَا وَجَدْنَا نَصَبًا إِلَّا إِذَا جَاوَزَا تَهْكَانَ اس وقت معلوم ہوا جبکہ اصل مقصد کی جگہ سے آگے چل پڑے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کے نویدِ فراست پر دلیل ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

۶۳۔ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي

نَسِيتُ الْحَوْتَ، وَمَا أَنْسِينِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَن

أَذْكُرَهُ، وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۝

أَرَأَيْتَ: آپ کو خبر بھی ہے۔

عَجَبًا: عجیب بات ہے۔ (جدا کلمہ ہے) یا یہ کہ مچھلی کا گم ہو جانا ایک عجیب بات ہے  
أَنْسِينِيهِ: صُرفی نکتہ ہے کہ ضمیر غائب کے ماقبل۔ زیر یا ہی ہو تو ہا پر زبر ہوتی ہے اور اگر یہ نہ ہو تو پھر پیش!

اس جگہ اعتراض کیا گیا ہے جس کا جواب یہ ہے کہ جہاں توجہ دلائی مقصود ہو یا کسی کی تفتیح وہاں غیر فصیح الفاظ لاتے ہیں۔ چنانچہ یہاں شیطان کی تفتیح مطلوب ہے۔ .... “

فائدہ: آج کل لوگ نسیان کی بہت شکایت کرتے ہیں۔ امام شافعی صاحب فرطتے ہیں۔

شكوتُ إِلَى وَكَيْعٍ سَوْءٍ حَفْظِي فَادْصَانِي إِلَى تَدْرِكَ الْمَعَاصِي

فَانِ الْحَفْظَ فَضْلٍ مِنْ إِلَهِي وَفَضْلَ اللَّهِ لَا يُعْطَى لِمَعَاصِي

ترجمہ: میں نے وکیع کے آگے حافظہ کی خرابی کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا۔ کہ گناہوں کو ترک کرو کیونکہ حافظہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور فضل گناہ گار کو نہیں ملتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

۶۴۔ فَوَجَدَ عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ

عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ۝

عَبْدًا آمِنًا عِبَادِنَا: حضرت خضر جو ملک ہیں بشر نہیں۔ اور اب بھی بعض ولیوں کو ملتے

ہیں۔ نبی کریمؐ کے معراج میں انطلق انطلق آتا ہے۔ یہ مناسبت ہے۔

(تشیخ الاذہان جلد ۹ ص ۴۵)

مِنْ لَدُنَّا عَلِمًا: لدنی علم جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے خاص بندوں کو ہے۔ جیسا کہ اس گاؤں میں رہنے والے ایک شخص کو بغیر اس کے کہ اس نے سفر کیا ہو یا کسی استاد کی شاگردی کی ہو یا کسی پیر کی مریدی کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی روحانی علوم پڑھا دیے۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۶۷۔ قَالَ لَهُ مُوسَى هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِي مِمَّا

عُلِّمْتَ رُشْدًا ۖ

هَلْ أَتَّبِعُكَ: یہ حصولِ علم کے واسطے طریقِ ادب کے ساتھ سوال کیا گیا۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۶۸۔ قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۖ

لَن تَسْتَطِيعَ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ آپ نے بادشاہ کے گھر میں پرورش پائی ہے اور مزاج شامانہ ہے۔ صبر کے رنگ میں میرے ساتھ رہنا مشکل ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۷۱۔ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ

أُحَدِّثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۖ

لَا تَسْأَلْنِي: اس میں ایک ادب سکھایا ہے۔ میں نے اس فقرہ سے بہت بڑا فیض پایا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے سامنے کبھی سوال کرنے میں تقدیم نہ کرتا تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۷۲۔ فَأَنْطَلَقَا ۖ وَهُوَ حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ

خَرَقَهَا، قَالَ آخِرَ قَتْلَهَا يَتَغَرَّقُ أَهْلَهَا، لَقَدْ جِئْتُ  
شَيْئًا مَرًّا ۝

خَرَقَهَا: اُسے توڑ دیا۔  
إِمْدًا: بہت بڑی بات خطرناک (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۴۴۔ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُزِيقْنِي مِنْ

أَمْرِي عُسْرًا ۝  
بِمَا نَسِيتُ: اس لئے کہ میں بھول گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۴۵۔ فَأَنْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَمًا فَاقْتَلَهُ، قَالَ

أَقْتَلْتُ نَفْسًا زَحِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ، لَقَدْ جِئْتُ شَيْئًا

نُكْرًا ۝

غُلَمًا: جوان۔ طَرَّ شَارِبُهُ: جس کی مونچھیں بڑی بڑی ہوا سے ہلتی ہوں۔  
زَحِيَّةً: بے قصور۔

قَتَلَهُ: مار ڈالا اس کو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ فَأَنْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا آتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا

أَهْلُهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا

يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ فَأَقَامَهُ، قَالَ لَوْ شِئْتُ

لَتَّخَذْتُ عَلَيْهِ جُرًّا ۝

اسْتَطْعَمَا: ایک دفعہ مجھے بھی ایسا موقعہ پیش آیا۔ کسی نے مجھے کہا۔ مانگ لو۔

قرآن مجید میں اسْتَطْعَمَا آیا ہے! میں نے کہا انہیں کب مل گیا تھا۔ (تشمید الافغان جلد ۹ ص ۴۶۵)



۷۹۔ قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ، سَأُنَبِّئُكَ

بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝۹۱

تأویل، حقیقت (ضمیمہ اخبار بدیع قادیانی ۳۰ اپریل ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۸۰۔ اَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسْكِينٍ يَعْمَلُونَ فِي

الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَدَّاءُ هُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ

عَلَى سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝۹۲

فَكَانَتْ لِمَسْكِينٍ: فقراء و مساکین میں فرق ہے۔ فقیر کا ترجمہ محتاج۔ محتاج کی کئی قسم ہیں۔ مثلاً روٹی نہیں۔ سرمایہ لحاف نہیں۔ خرچ کم ہو گیا۔ وہ چاہے گھر میں امیر ہی ہو۔

باقی ۷ مسکین، قابل ترقی آدمی ہے۔ ترقی کا سایا ہی نہیں۔ مثلاً جلد سازی جانتا ہے۔ مسلمان نہیں (تشیخ الاذکار جلد ۸، ص ۲۶۵)

۸۱۔ وَ اَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ ابَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا

اَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَ كُفْرًا ۝۹۳

يُرْهِقُهُمَا: ان دونوں کے ذمے مڑھ دے۔

اس بیان میں تین باتوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا ہے۔ ۱۔ کشتی کے ٹوٹنے پر

۲۔ لڑکے کے قتل پر۔ ۳۔ بے مزدوری لینے کے دیوار بنانے پر۔ حالانکہ یہ ہر سہ واقعات خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے گھر میں ہو چکے ہیں۔

لِتُخْرِقَ (کہف: ۷۲) کا اگر کوئی خوف تھا تو کیا موسیٰ کی ماں نے خود موسیٰ کو دیا میں نہیں بہا دیا تھا۔ کیا دیا میں بہا دینے سے حضرت موسیٰ غرق ہو گئے تھے۔ اس کے بعد فرعون کے وقت خود حضرت موسیٰؑ نے ساری قوم کو دیا میں ڈال دیا تھا۔ جہاں بظاہر غرق آب ہو جانے کا خوف تھا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰؑ نے مدین میں کنویں پر عورتوں کے (موشیوں) کو پانی پلایا اور بغیر کسی مزدوری لینے کے خود ہی ان کا کام کر دیا پھر



قبضی کے قتل کے وقت اور ( بعد ازاں قارون کے قتل کے وقت ) ایک جان کو بلا وجہ مار دیا تھا۔  
 دراصل یہ بیان گو نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معراج کا ہے۔ اس معراج میں دو عبد بطور  
 ایک فرشتے کے ساتھ تھے۔ اور راہ کے خضر تھے۔ اور یہ سب باتیں آئندہ واقعات کا بیان کرتی ہیں۔ ان  
 میں سمجھایا گیا کہ تمہیں ایک ظالم بادشاہ کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑے گا اور اس سے اور اس کے لشکر سے  
 بچنے کے واسطے تمہیں دیا عبور کرنا پڑے گا اور پھر جنگ کرنی پڑے گی جس میں بہتوں کو قتل کرنا ہوگا۔  
 دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ البرکات والسلام ایک صالح نبی تھے۔ ان کے دو بیٹے  
 تھے۔ ایک بنی اسحاق۔ ایک بنی اسمعیل۔ حضرت ابراہیمؑ کے دین کو لوگوں نے جب خراب کر دیا تو وہ دیوار  
 ان کی گرنے کو تھی۔ اسکی حفاظت کے واسطے اللہ تعالیٰ نے دو نبی بھیج دیئے۔ حضرت موسیٰؑ اور ہمارے  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یہ اس دیوار کو اٹھانے والے تھے اور اس طرح وہ پاک تعلیمات کا خزانہ  
 محفوظ رہا۔

اس واقعہ کے معراج ہونے کی اس بات سے بھی تائید ہوتی ہے کہ یہودیوں میں اب تک ایک  
 پرانی کتاب چلی آتی ہے جس کا نام ہے معراج موسیٰ۔ اس میں جس فرشتے کو حضرت موسیٰؑ کا رہبر بتلایا جاتا ہے  
 اسی کا نام خضر لکھا ہے ( دیکھو انسائیکلو پیڈیا بلیکا۔ حروف موسیٰ۔ وایا کے پس )  
 فائدہ : حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی آئندہ کے واقعات بتلائے گئے تھے۔ مگر  
 حضرت موسیٰؑ تو درمیان میں بول پڑے۔ اس لئے سلسلہ لمبانا چلا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے صبر سے کام لیا۔ اس واسطے بہت سے نظامہ ہائے قدرت دیکھے۔

نکتہ معرفت : ان آیات میں جہاں کسی عیب کا ذکر ہے۔ وہاں صیغہ واحد متکلم کا استعمال کیا گیا  
 ہے اور جہاں عیب و صواب ملا ہے۔ وہاں فرمایا اَرَدْنَا۔ اور جہاں پاس خوبی ہی خوبی ہے۔ وہاں کہا  
 ہے۔ اَرَادَ رَبُّكَ۔ تیرے رب نے ایسا ارادہ کیا ہے۔ اس میں ایک طریق ادب سکھایا ہے۔ حضرت  
 ابراہیمؑ کا بھی یہی طریق عمل ہے۔ چنانچہ فرمایا اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ( شعراء : ۸۱ ) جب  
 میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ مجھے شفاء دیتا ہے۔ مرض کو اپنی طرف نسبت کی اور شفاء کو اللہ تعالیٰ  
 کی طرف۔ یہ طریق ادب طریق انبیاء ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۸۴ - وَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقَرْنَيْنِ ۚ قُلْ سَأَتْلُوا

عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۝

تجہ سے ذوالقرنین (دوسینگ والے) کی بابت پوچھتے ہیں۔ تو کہہ میں ابھی اس کا قصہ سناتا ہوں۔  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۵)

(یہ) قصہ کتاب دانیال کے ایک مشکل مقام کی تفسیر ہے۔ سنئے۔ دانیال کی کتاب میں۔ جو بائبل کے مجموعہ میں ستائیسویں کتاب ہے۔ اس کے آٹھ باب ۴ آیت میں حضرت دانیال نبی کا مکاشفہ ہے۔ دانیال کی نبوت اور اس کا مکاشفہ آپ کے نزدیک کیسا ہی ہو اور کچھ ہی وقعت کیوں نہ رکھے۔ "الا یہود اور عیسائیوں میں جو قصہ ذوالقرنین کے سائل اور عجیب کے مخاطب تھے۔ یہ مکاشفہ صحیح اور دانیال کی کتاب صحیح اور مسلم ہے۔ اور اس مکاشفہ میں یہ بات مندرج ہے۔

”تب میں نے اپنی آنکھ اٹھا کر نظر کی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ندی کے آگے ایک مینڈھا کھڑا ہے جس کے دوسینگ تھے۔ اور وہ دوسینگ اونچے تھے۔ اور ایک دوسرے سے بڑا تھا۔“  
پھر دانیال کو جبرئیل نے اُس مکاشفہ اور خواب کی تعبیر بتائی کہ  
”مینڈھا جسے تو نے دیکھا کہ اس کے دوسینگ ہیں سو وہ ماد اور فارس کی بادشاہت ہے“

(دانیال ۸-۲۰)

قرآن نے اسی بادشاہ کا تذکرہ کیا اور نہایت راست اور صاف فرمایا ہے۔ اس میں کوئی دور از قیاس بات مندرج نہیں۔  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۵)

میں نے کامل یقین سے بلا کسی تردد کے اصحاب کہف کا ذکر کیا تھا کہ وہ کون ہیں۔ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر یقین کے ساتھ میں تمہیں ذوالقرنین کا حال سناتا ہوں۔ ان آیات میں یہود اور مجوسی دونوں کو ملزم ٹھہرایا گیا ہے۔ حضرت نبی کریم کی نبوت کی مفصل پیشگوئی بائبل۔ دانیال نبی کی کتاب میں ہے۔ اس کے باب ۸ آیت ۴ کو ملاحظہ کرو۔ اس میں دوسینگ والے ایک مینڈھے کا ذکر ہے جو پوہب پتھم میں اپنا سر مارتا تھا۔ پھر ایک سینگ والا بکرا آیا ہے جس نے دوسینگ والے کو ٹکڑا کر پاش پاش کر دیا۔ اس کے بعد گیارہ سینگ والے کا ذکر ہے۔ جس میں نبی کریم کی آمد آمد ہے۔ یہ سب حضرت دانیال کا کشف تھا۔ یہود نے اس کے متعلق سوال کیا تھا کہ دوسینگ والے بکرے کا جو ذکر توریت میں ہے اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقَدْنَيْنِ : تجہ سے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کو یہ وہی دوسینگ کا مینڈھا ہے۔ جسے دانیال نے خواب میں دیکھا۔ دیکھو دانیال ۸ باب ۴۔ نبی عرب نے بتایا۔ دوسینگ والا مینڈھا جسے دانیال نے خواب میں دیکھا۔ وہ ایک بڑا بادشاہ ہے جس کا تسلط ایک خاص زمین کے مشرق اور مغرب میں ہوا

..... اس کا نام کیتباد بھی مشہور ہے جو مشرق اور مغرب میدیہ اور ایلام یعنی ایران و فارس کا میچ سے پانچ سو پینتیس سال پہلے میں مادی قوم کا بادشاہ تھا۔ (فصل الخطاب (طبع دوم، حصہ اول ص ۱۴۳)

قرن کے معنی شجاعت و قوت کے ہیں۔ جانوروں کے سینگ کو بھی قرن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ سینگ ان کی قوت میں مدد دیتے ہیں۔ مید و فارس کے بادشاہ چونکہ دو مملکتیں اپنے ماتحت رکھتے تھے اور بلاد کی ماتحتی سے بادشاہوں کو قوت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے بادشاہوں کو خصوصاً ان کے پہلے بادشاہ کو ذوالقرنین کہا ہے۔ دیکھو دانیال باب آیت ۱۰ اور اس کے ساتھ آٹھ باب کی آیت ۲۰۔ جس میں تفصیل بیان کی ہے اور سکندر رومی کو دانیال کی کتاب میں ایک سینگ کا بکرا کہا ہے۔ دیکھو دانیال باب ۸۔ ۶ اور آیت ۳۱ جس کا ترجمہ یہ ہے وہ بال والا بکرا یونان کا بادشاہ اور وہ بڑا سینگ جو اسکی آنکھوں کے درمیان ہے۔ سو اس کا پہلا بادشاہ ہے۔ یہ وہی میخوار سکندر ہے۔ جس نے ہمارے ملک کو بھی زیر و زبر کر دیا تھا اور مکہ معظمہ اس کی دست برد سے محفوظ رہا۔ گویہ بد قسمت مسلمانوں کیلئے اس کے مشیر سلطنت ارسطو کی غلط منطق اور اس کا وہی فلسفہ اب تک نوجوانان اسلام کا برباد کن اور موجب جہالت ہو رہا ہے۔ کاش وہ رد المنطقین شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور تحریم المنطق امام سیوطی کو پڑھیں یا کم سے کم غور کریں کہ ان کو ایسی منطق سے دین و دنیا میں کیا مل رہا ہے جس کو پڑھتے ہیں۔

غرض اس مید و فارس کے بادشاہوں سے پہلے اس بادشاہ نے اپنی حفاظت کے لئے بہت سی تدبیریں کیں..... اس نے دُور دراز ملکوں کا سفر کیا اور ملک کی دیکھ بھال کی۔ اس کے مغرب کی طرف اس وقت دلدلی کنڈہ لمٹے بحیرہ خزر تھیں۔ اس وقت جہاز رانی کا پورا سامان کہاں تھا اور کناروں پر ایسے عمدہ گھاٹ کہاں تھے۔ جیسے اب روز بروز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہاں تم لوگوں کا اجماع خیال ہے کہ پرانے زمانہ میں ہی سیمترار و ریل وغیرہ فنون تھے۔ اور ان کے موجد آریہ ورتی تھے۔ جس لفظ کا ترجمہ تم نے "جا کر دیکھا" کیا ہے۔ وہ لفظ وَجَدَ هَاتَعَرَبُ ہے۔ اس کے معنی ہیں اس نے سورج کو ایسا معلوم کیا اور اس کی آنکھ سے ایسا معلوم ہو کہ وہ دلدلی میں ڈوبتا ہے۔ اب سوچو یہ لفظ ایسا صاف ہے کہ اس میں ذرا اعتراض کا موقعہ نہیں۔ اس نظارہ کو ہر شخص ہر روز اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ سورج اُسے اگر جنگل میں ہو تو درختوں میں ڈوبتا نظر آتا ہے۔ اور اگر سمندر میں ہو تو پانی سے نکلتا اور آخر پانی میں ہی ڈوبتا نظر آتا ہے اور ایسے بدیہی نظاروں پر اعتراض کرنا سوائے اندھے کے اور کس کا کام ہے۔

ایک قابلِ قدر لطیفہ اور باریک نکتہ : الْقَرْنُ مِنَ الْقَوْمِ سَيِّدُهُمْ - قرن

سردار کے معنی میں بھی آتا ہے اور قرآنِ سوبرس کو بھی کہتے ہیں۔ یہ امر صاحب قاموس اللغۃ نے بھی لکھا ہے۔ یہ معنی بہ نسبت اور معنوں کے جو زمانہ کے متعلق اہل لغت نے کئے ہیں۔ بہت صحیح ہیں۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریمؐ نے ایک غلام (جوان یا لڑکے) کو کہا تھا عِشْ قَدْ نَا تو ایک قرن زندہ رہ تو وہ ایک سو سال زندہ رہا۔ اور علی رضی اللہ عنہ کو بھی ذوالقرنین کہتے ہیں۔ کیونکہ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے اِنَّ لَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَاِنَّكَ لَذُوْ قَدْ نِيْهَا کہ تو دونوں طرف جنت کا بڑا بادشاہ ہو گا۔ ظاہر میں تو یہ بات اس طرح صادق ہو گئی کہ آپ اپنے عہدِ مبارک میں عراق کے مالک تھے اور جبل و فرات و جیحون و سیحون آپ کے تحت حکومت تھے۔ اور اب بھی مدعیانِ اتباعِ مولیٰ مرتضیٰ علیہ السلام ہی اس ملک کے اکثر حصہ کے مالک و حاکم ہیں۔ اور صحیح مسلم میں اس ملک کو جنتِ عدن کہا ہے پس ان روایات سے جن کو لغت والوں نے بیان کیا ہے۔ ذوالقرنین کے معنی وسیع ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس امت میں بھی ایک ذوالقرنین گزرا۔

اب ہم اپنے عہدِ مبارک میں جو دیکھتے ہیں۔ تو اس میں ایک امامِ ہمام اور مہدی آخر الزمان عیسیٰ دوران کو پاتے ہیں کہ وہ بلحاظ اس معنی قرن کے جس میں سوبرس قرن کے معنی لئے گئے ہیں ذوالقرنین ہے۔ جیسے ہمارے نقشہ سے ظاہر ہے اور اس قدر دونوں صدیوں کو اس ذوالقرنین نے لیا ہے کہ ایک سعادت مند کو اعتراض کا موقعہ نہیں رہتا بلکہ حیرت اور یقین ہوتا ہے۔ کہ یہ کیسی آیتِ بینہ اور دلیلِ نیر اس امام کیلئے ہے۔ اور اس ذوالقرنین نے بھی نہایت مستحکم دیوار و عاؤں اور حج و دلائلِ نیرہ کی بلکہ یوں کہیں کہ مسئلہ وفاتِ مسیح اور ابطالِ الوہیتِ مسیح کی بنا دی ہے کہ اب ممکن ہی نہیں۔ یا جوج ماجوج ہماری جنتِ اسلام پر حملہ کر سکے۔ اور کبھی اس میں داخل ہو سکے۔ فجزاؤ اللہ احسن الجزاء عن الاسلام والمسلمین۔ سعدی نے مال و زر کو بھی سدا بنایا تھا مگر وہ سدا کیا سدا تھی۔ جیسے سعدی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ے ترا سدا یا جوج کفر از زراست

## سنہ پیدائش حضرت صاحبِ مسیح موعود و مہدی ۱۸۳۹

عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	اختتام اور دوئم سنہ کا آغاز ہوا	عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	کس سنہ کی ایک صدی کا اختتام ہوا
۱	۱۸۴۰ء	۵۶۰۰ شمسی بہود	۸	۱۸۴۷ء	۲۶۰۰ شمسی رومی

عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	کس سنہ کی ایک صدی کا اختتام اور دوسرے سنہ کا آغاز ہوا	عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	کس سنہ کی ایک صدی کا اختتام اور دوسرے سنہ کا آغاز ہوا
۹	۱۸۴۸ء	۱۹۰۰ بکرمی	۴۹	۱۸۸۸ء	۲۲۰۰ مقدونی
۱۳	۱۸۵۲ء	۱۹۰۰ عیسوی انطاکیہ	۵۱	۱۸۹۰ء	۲۰۰۰ صدونیہ
۱۴	۱۸۵۳ء	۲۶۰۰ بنو نصر	۵۲	۱۸۹۲ء	۵۹۰۰ منڈین
۱۶	۱۸۵۵ء	۱۹۰۰ جولین عیسوی	۵۳	۱۸۹۲ء	۴۰۰۰ قسطنطنیہ ملکی
۲۳	۱۸۶۲ء	۱۹۰۰ ہسپانی	۵۵	۱۸۹۴ء	۱۳۰۰ فصلی
۲۷	۱۸۶۶ء	۱۸۰۰ مکابیز	۵۶	۱۸۹۵ء	۱۶۰۰ صودی
۲۹	۱۸۶۸ء	۲۳۰۰ شاہک ساشیک	۵۹	۱۸۹۸ء	۴۰۰۰ سکندی
۳۱	۱۸۷۰ء	۱۹۰۰ کش	۶۱	۱۹۰۰ء	۱۹۰۰ عیسوی
۳۴	۱۸۷۳ء	۱۹۰۰ کتسی	۶۳	۱۹۰۲ء	۷۵۰۰ یونانی منڈین
۳۶	۱۸۷۵ء	۲۰۰۰ صوریہ	۶۹	۱۹۰۸ء	۴۰۰۰ انطاکیہ مندی
۴۰	۱۸۷۹ء	۱۸۰۰ اتھاپی یروشلم	۵۱	۱۸۹۰ء	۱۳۰۰ فصلی اہلی
۴۳	۱۸۸۲ء	۱۳۰۰ ہجری علی صاحبہا	۵۳	۱۸۹۲ء	۱۳۰۰ فصلی
۴۵	۱۸۸۴ء	التمیۃ والسلام ۱۶۰۰ ڈایو کلش	۵۴	۱۸۹۳ء	۱۳۰۰ بنگلہ
۴۶	۱۸۸۵ء	۳۹۰۰ ابراہیمی	۴	۱۸۴۳ء	۱۹۰۰ بروست
۴۸	۱۸۸۷ء	۶۶۰۰ جولین	۶۱	۱۹۰۰ء	۱۹۶۰۸۵۳۰۰ آریہ

( نور الدین طبع ثالث صفحہ ۱۸۹-۱۹۰ )

( نوٹ : کتاب نور الدین کے صفحہ ۱۸۹-۱۹۰ سے مندرجہ بالا نقشہ نقل بمطابق اصل ہے۔ بعد کی تحقیق سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سہی ولادت ۱۸۳۵ء ثابت ہو چکا ہے اس لئے سہی ولادت ۱۸۳۹ء کی بجائے ۱۸۳۵ء اور اسی کے مطابق دی ہوئی عمر میں ہر جگہ ۴ سال کا اضافہ سمجھا جائے۔ سید عبدالحی )

آگ کو لڑائی سے عجیب تعلق ہے۔ پہلے جب لڑائی کے مشورہ کیلئے دعوت ہوتی تھی تو یہی آگ جلائی جاتی تھی۔ پھر پہاڑ پر لاڈ۔ یہ بھی آگ ہی ہے۔ تیر و تلوار کو درست کرنے کیلئے بھی آگ ہی چاہیے



پھر بدوق توپ یہ سب آگ ہی ہیں۔

خود رائی۔ خود پسندی مسلمانوں میں بہت بڑھ گئی ہے۔ وہ کسی سے مشورہ ہی نہیں کرتے اور اپنے مخالف رائے سننے کی تاب ہی نہیں رکھتے۔ سستی کاہلی باہمی رنجشیں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

جیسا مجھے ایک اور ایک دو پر یقین ہے اسی طرح مجھے اس بات پر یقین ہے کہ یا جوج ماجوج وہ قومیں ہیں جو کشمیر ایران بخارا کے شمال میں ہیں۔ چین کی دیوار۔ یورال کی آرمینیا اور آذربائیجان کے درمیان کی دیوار ان قوموں کے حملوں کو روکنے کیلئے بنائی گئی۔

( بدر ۲۴، اگست ۱۹۱۱ء ص ۲ )

## ۸۵۔ اِنَّا مَعَنَّاہُ فِی الْاَرْضِ وَاَتٰیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ

سَبَبًا

مَعَنَّاہُ : طاقت دی تھی۔ قرن کے معنی طاقت کے ہیں۔ سورج کے متعلق حدیث میں آیا ہے فَاِنَّہٗ بَیْنَ قَدَرِ الشَّیْطٰنِ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج کے طلوع کے وقت عبادت اس واسطے منع ہے کہ اس وقت سورج کی پرستش کی شیطنیت کا نورا آتا ہے مید و فارس کی طاقتوں کے مجموعہ کا نام قرنین ہے۔

مجھے بہت افسوس ہے۔ کہ بہت سے لوگوں نے سینگوں کے متعلق بیہودہ بحث کی ہے۔ کہ وہ سونے کے تھے یا چاندی کے تھے۔ بعض نے ذوالقرنین سکندر اول کو قرار دیا ہے۔ یہ غلط ہے اس کے ہاتھ سے مید و فارس کی سلطنتیں تباہ ہوئیں۔ اسے ایک سینگ کا مینڈھا ہا گیا ہے۔ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا : ہر ایک علم جو اس وقت اس کی سلطنت کے مناسب حال تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

سَبَبًا : سبب کے تین معنی ہیں۔ ۱۔ علم ۲۔ پہاڑ کے رستے ۳۔ مناظرہ۔

( بدر ۲۴، سست ۱۹۱۱ء ص ۲ )

فِی الْاَرْضِ کا ترجمہ میں نے خاص زمین کیا ہے۔ جاننے والے تو اس کا ترجمہ جانتے ہیں۔ مگر ہم کھولے دیتے ہیں کہ الف اور لام عربی لٹریچر میں خصوصیت کے معنی بھی دیتا ہے۔ بلکہ عزرا نبی کی کتاب باب ۲ سے جس کا ذکر آگے آتا ہے، اور بھی قرآن کی صداقت ظاہر ہوتی ہے (تصدیق براہین احمدیہ ص ۳۶-۳۷)



إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ، ہم نے زور دیا اس کو خاص زمین میں اور دیا ہم نے اس کو ہر طرح کا سامان اور وہ تابع ہوا ایک سامان کا۔

..... اسکندر کا نام قرآن میں نہیں..... سورۃ کہف میں جس بادشاہ کا ذکر ہے۔ اس کی قرآن نے تعریف کی ہے۔ اور رومی سکندر ایک بت پرست کافر تھا جو شراب خوری میں ہلاک ہوا۔ قرآن کہیں شہدوں کی تعریف کرتا ہے؟

ذو کے معنی صاحب یا والا کے ہیں۔ اور قرنین ثنیہ ہے قرن کا۔ قرن کے معنی سینگ۔ قرنین کے معنی دوسینگ۔ ذوالقرنین کے معنی دوسینگ والا۔ ذوالقرنین کے معنی سکندر ہرگز نہیں اونی عربی دان سے یہ معنی پوچھ لو۔ (فصل الخطاب طبع دوم حصہ اول ص ۱۷۱)

۸۶-۸۷ - فَاتَّبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ رَاٰ اِبْلَكًا مَّغْرِبَ

الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ ۚ وَوَجَدَ  
عِنْدَهَا قَوْمًا قُلْنَا يَذَّالِقَرْنَيْنِ اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَ  
اِمَّا اَنْ تَنْتَحِزَ فِيهِمْ حُسْنًا ۝

فَاتَّبَعَ سَبَبًا: منازل الارض۔ پڑاؤ۔ میلوں کے نشان کے مطابق چلا۔

فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ: بحیرہ کیسپین میں مشہور دلدلیں ہیں۔

مَغْرِبَ الشَّمْسِ: اس ملک کے لحاظ سے سورج کے ڈوبنے کی وہ جگہ تھی۔ جیسے لکھنؤ وغیرہ کے علاقہ کو ممالک مغربی و شمالی اس واسطے کہتے ہیں کہ جب یہ نام رکھا گیا۔ اس وقت یہ صوبہ علاقہ انگریزی کے مغرب و شمال میں تھا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ سارے جہان کا مغرب و شمال وہی ہے۔

وَجَدَهَا: اس نے ایسا پایا۔ بشری آنکھ سے اُسے ایسا نظر آیا نہ کہ فی الحقیقت ایسا تھا۔  
يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ: وہی جو مید و فارس کی سلطنتوں کا مورث اعلیٰ تھا۔ اس جگہ مخاطب ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدرتاویان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

حَتَّىٰ اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ ۚ وَ  
وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا

یہاں تک کہ جب وہ پچھم میں پہنچا۔ اُسے ایسا معلوم ہوا کہ سورج دلدل کے چشمہ میں ڈوبتا ہے۔  
تفسیر: یہ بادشاہ جو دانیال کے خواب میں دو سینگ کا مینڈھا دکھائی دیا اور فارس اور باد  
کا حکمران ہوا۔ اس کا نام خورس ہے۔ جب وہ بلادِ شام اور شمال مغرب کو فتح کر چکا تو بلیک سی یا  
بحیرہ اسود کا دوسرا سمندر اور اسکا کالا دلدل آگے آگیا۔ اتنے بڑے سمندر کا کنارہ کیتباد کو کہاں  
نظر آسکتا تھا۔ وہاں اسے سورج سمندر میں ڈوبتا دکھائی دیا۔ قرآن یہ نہیں فرماتا کہ فی الواقع سورج کالے  
پانی میں ڈوبتا تھا۔ بلکہ کہتا ہے کہ ”اس نے یعنی ذوالقرنین نے سورج کو کالے پانی میں ڈوبتا پایا“  
لفظ وَجَدَهَا تَغْرُبُ پر غور کیجئے جس کے معنی ہیں ”پایا اس نے اس کو کہ ڈوبتا ہے“ (اور یہ  
نہیں کہا وَكَانَ هُنَاكَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ کہ وہاں واقعی سورج ڈوبتا تھا۔ یہ ایسا نظارہ ہے  
جسے ہر ایک بحری سفر کرنے والے کی آنکھ نے دیکھا ہے کہ وسیع اور اتھاہ سمندر میں سورج اسی میں  
سے نکلتا اور اسی میں پھر ڈوبتا دکھائی دیتا ہے۔ اس قدرتی منظر کو جو ذوالقرنین کے پیش نظر واقع  
ہوا۔ قدرت کی صحیح نقل یعنی قرآن نے بیان کیا۔ کورس یا خورس کا تسلط پچھم زمین پر ہوا۔ اول تو  
دانیال ۸ باب ۴ میں ہے ”میں نے اس مینڈھے کو دیکھا کہ پچھم اتر دکن کو سینگ ملتا ہے“ دوم تو ایخ  
ایران پر نظر ڈالو۔ اس واقعہ کے مفصل حالات اس میں ملیں گے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۶)

ایک عیسائی کا سوال :-

”اگر محمد پیغمبر ہوتے تو یہ نہ کہتے کہ سورج چشمہ دلدل میں چھپتا ہے۔ یا غرق ہوتا ہے حالانکہ سورج  
زمین سے نو کروڑ حصے بڑا ہے۔ وہ کس طرح دلدل میں چھپ سکتا ہے...“

جواب میں تحریر فرمایا :-

تمام قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا کہ سورج چشمہ دلدل میں چھپتا ہے یا غرق ہوتا ہے۔ پادریوں  
کو مدت سے یہ دھوکا لگا ہے کہ قرآن میں ایسا لکھا ہے حالانکہ قرآن میں نہیں لکھا۔ بات یہ ہے کہ اس  
ذوالقرنین کا قصہ جس کا ذکر دانیال نبی کی کتاب ۸ باب ۴ میں ہے۔ قرآن کریم نے ایک جگہ بیان فرمایا ہے  
اور اسی میں کہا ہے جب وہ مادہ اور فارس کا بادشاہ اپنی فتوحات کرتا ہوا بلادِ شام کے مغرب کو پہنچا  
تو اس خاص زمین کے مغرب میں ایک جگہ ”سورج دلدل میں ڈوبتا“ ذوالقرنین کو معلوم ہوا۔ غالباً  
جب ذوالقرنین بلیک سی (بحیرہ اسود) یا ٹینیوب کے کنارے پہنچا تو اس وقت ذوالقرنین کو اس نظارہ  
کا موقع ملا۔ ہم نے مانا کہ سورج زمین سے بہت بڑا ہے۔ لاکھوں چوڑے ہم سے بہت ہی دور ہے۔ اس  
واسطے ہم کو چھوٹا سا دکھائی دیتا ہے اور زمین چوڑے کروی شکل ہے اس واسطے غروب کے وقت ہم کو

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے فلاں حصہ یا پہاڑ کی فلانی چوٹی کے پیچھے یا ناظر کے افق کے فلاں درخت کے پیچھے۔ یا ہمارے مغرب میں پانی اور دلدل ہو جیسے ذوالقرنین کو موقع ملا تو ہم کو مغرب کے وقت سورج اس پانی اور دلدل میں غروب ہوتا ہوا معلوم دے گا۔

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات ص ۵۸-۵۹)

کسی خاص ملک کی مشرق اور مغرب پر سورج کا نکلنا اور ڈوبنا بتا دینا مقدس کتب عتیق و جدید کا خاص محاورہ ہے جسے دانیال کی کتاب ۴ باب ۲۲ میں اور ذکر یا ۸ باب، میں لکھا ہے۔ نبوکدتری سلطنت زمین کی انتہاء تک پہنچے اور میں اپنے لوگوں کو سورج کے نکلنے کے ملک اور اس کے غروب ہونے کے ملک سے چھڑا لاؤں گا..... دیکھو زکریا کی الہامی کتب میں صاف لکھا ہے۔ سورج کے نکلنے اور غروب ہونے کے ملک سے اور قرآن میں اعلیٰ درجے کی راستی سے کہا ہے ذوالقرنین کو ایسا معلوم ہوا کہ سورج دلدل میں ڈوبتا ہے۔ یہاں فرمایا ہے

وَجَدَهَا تَغْدُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ

(فصل الخطاب طبع ثانی حصہ اول ص ۱۴۳)

قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا  
ہم نے کہا اے ذوالقرنین تو دو طرح کا برتاؤ کر یا سزا دے روز محشر۔ ورنہ رحم کر یعنی سزا کے لائقوں کو سزا اور رحم کے لائقوں پر رحم کر۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۷)

۸۸، ۸۹۔ قَالَ إِمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ

إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نَّعَرًّا ۖ وَإِمَّا مَنْ آمَنَ وَ

عَمِلَ صَالِحًا حَفَلَهُ جَزَاءً يَأْتِيهِ ۖ وَنَقُولُ لَهُ

مِنْ أَمْرٍ نَأْيُسَرًا ۖ

اس نے کہا ظالموں کو ہم سزا دیں گے پھر اپنے رب کے ہاں جا کر ان پر سخت عذاب ہوگا پھر مومن اور نیکو کار کیلئے نیک بدلہ ہے اور ہم بھی اس سے حسن سلوک سے پیش آویں گے۔  
تفسیر: غرض ماد اور فارس کی سلطنت جب بلاد شام پر فتیاب ہوئی تو اس کے بادشاہ نے حسب وحی الہی اور الہام خداوندی بروں کو سزا اور نیکوں کو انعام دئے۔ اگر کسی کو یہود اور عیسائیوں

سے جو قصے کے مخاطب ہیں۔ اس کی نیکی اور بزرگی بلکہ ملہم ہونے میں کلام ہو تو وہ عزرا کی کتاب کو دیکھئے ”شاہ فارس خورس یوں فرماتا ہے کہ خداوند خدا نے زمین کی سب مملکتیں مجھے بخشیں اور مجھے حکم کیا ہے“ عزرا کی کتاب باب ۱-۲

اس سے ظاہر ہے کہ حسب کتب مقدسہ وہ حکم الہی کا پابند اور مملکتوں کا بادشاہ تھا۔  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۷)

۹۲ تا ۹۰۔ ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا ۱۰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ

الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ يَلِدْهُمْ

مِنْ دُونِهَا سِتْرًا ۱۱ كَذٰلِكَ. وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا

لَدَيْهِ خُبْرًا ۱۲

مَطْلِعِ الشَّمْسِ: مشرقی حدود۔ سلطنت بلوچستان۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

پھر وہ ساز و سامان کر کے روانہ ہوا۔ جب پورب میں پہنچا وہاں سورج کے تلے ایسے لوگ پائے جن پر سورج کے سوا کسی چھت کا سایہ نہ تھا۔ ایسا ہی تھا اور ذوالقرنین کے لاؤشکر کا حال ہم کو خوب معلوم ہے۔ جب خورس بلوچستان میں پہنچا تو وہاں کے لوگ بے خانماں پائے۔ جن کی چھت آسمان اور بستر زمین پر تھا۔ یہ لوگ جب بالکل خانہ بدوش جنگلی تھے۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۷)

مِنْ دُونِهَا سِتْرًا: مکان نہیں بناتے تھے کہ دھوپ سے بچ سکیں۔ پکھی واس لوگ تھے کیتباد ایک شخص گزرا ہے۔ اسکی سرحد میں بلوچستان تھا۔ یہاں اس نے غالباً عمارتوں کا خیال کیا ہے ایک مؤرخ نے لکھا ہے کہ ساٹھیر یا تک پہنچ گیا تھا۔ جہاں لوگ غاروں میں رہتے تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۳ تا ۹۲۔ ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا ۱۲ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ

السَّيِّئَيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ

## يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۝۱۳

پھر سامان کیا اور وہ دو خاص پہاڑوں کے درمیان پہنچا اور ان پہاڑوں کے درمے ایک ایسی قوم کو پایا جو بات سمجھنے میں کمزور تھی۔

تفسیر: یہ وہ مقام ہے جو ایران کے شمال میں در بند کر کے مشہور ہے اور اس کے قریب اب تک قبة نام ایک بستی اسی کی تعداد خورس کے نام سے قرآنہ کی تصدیق کیلئے موجود ہے (تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۸)

بَيْنَ السَّدَّيْنِ: پہلے لوگ اپنے شہروں کی حفاظت میں دیواروں سے کرتے ہیں جس کو فصیل شہر کہتے ہیں۔ لاہور میں بھی فصیل تھی۔ امرتسر کے گرد بھی فصیل و خندق تھی۔ غرض ایک عام دستور تھا۔ اس کے وسیلے سے دشمن سے بچے رہتے۔ کیونکہ آجکل کے یہ خوفناک ہتھیار ان دنوں میں نہ تھے۔

لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا: ان کی بولی مید و فارس کے لوگ اچھی طرح نہ سمجھ سکتے تھے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل / ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

## ۹۵۔ قَالُوا يَا ذَا الْقُرْنَيْنِ إِنَّا يَا جُوجَ وَمَا جُوجَ

مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَمَا نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ

تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُم سَدًّا ۝۱۴

انہوں نے عرض کیا۔ اے ذو القرنین! یا جوج اور ماجوج ہمارے ملک میں آکر فساد کرتے ہیں ہم تجھ کو روپیہ دیتے ہیں جو تو ان کے اور ہمارے درمیان ایک دیوار کھینچ دے۔  
تفسیر: یا جوج ماجوج کون ہیں؟ غور کرو۔ روضۃ الصفا کے خاتمہ پر لکھا ہے۔ "اقلیم چہارم مشرق سے شمال چین سے گزر کر تبت اور جبال کشمیر اور بدخشاں کے شمال سے اور بلاد یا جوج ماجوج کے جنوب سے مغرب کو چلی جاتی ہے۔" یہ تو اقلیم چہارم کا قصہ مختصر ختم ہوا۔

اب لیجئے اقلیم ششم۔ اس کی بابت لکھا ہے "بلاد یا جوج و ماجوج سے یہ اقلیم ششم شمال

میں ہے۔"

پس ہر عاقل اب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ بلاد یا جوج ماجوج اقلیم پنجم میں ہے۔ پس شاننامہ



میں لکھا ہے کہ باختر کے شمال میں یعنی بخارا کی جانب یا جوج ماجوج کا مسکن ہے۔ غیاث اللغات میں... یہ مضمون صاف لکھا ہے اور تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے ”ما بین آذربائیجان اور آرمینیا کے ذوالقرنین نے تیس میل کی دیوار بنائی تھی۔ اور تفسیر معالم میں سدی اور قتادہ سے روایت ہے کہ ترک کو ترک اسی واسطے کہتے ہیں کہ ذوالقرنین نے یا جوج اور ماجوج کے بائیس قبیلوں میں سے ان کو چھوڑ کر باقی قوموں کے حملوں کی روک کے واسطے دیوار بنائی تھی اور ضحاک سے روایت کیا ہے ”یا جوج ماجوج ترکوں کی قوم سے ہیں۔

یہ کچھ کچھ تذکرہ ایشیائی عام اور مشہور کتابوں کا تھا۔ جن میں کسی اہل قلم کی کتاب سے استدلال نہیں کیا۔ اب سنئے۔ حزقیل کے ۳۸ باب میں لکھا ہے (یہ کتاب بائبل کے مجموعہ میں دانیال سے پہلے ہے) ”اے جوج! روس اور مشک (ماسکو) اور طوبال کے سردار میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھر ادوں گا۔ اور تیرے منہ میں بنسیاں ماروں گا“ ۳-۴ اور اسی باب کی آیت اول و دوم میں ہے ”اے آدم زاد! تو جوج کے مقابلے میں جو ماج کی سرزمین میں بتا ہے اور روس اور مسک اور طوبل کا سردار ہے منہ کر کے اس کے برخلاف نبوت کر“ اس سے ناظرین یقین کریں گے کہ روس بے ریب یا جوج ہے۔ گویا یا جوج کی اور قومیں بھی ہوں۔ یا جوج کی تحقیق ختم ہوئی۔

اب ماجوج کا حال سنئے۔ حزقیل کے ۳۹ باب ۵-۶ میں ہے ”اور میں یا جوج پر اور ان پر جو جزیروں میں بے پرواہی سے سکونت کرتے ہیں ایک آگ بھیجوں گا۔“ اُس زمانے میں ایسی دیواروں سے حملوں کی روک ہو جاتی تھی۔ دیکھو چین کی دیوار ایسے حملوں کی روک کے واسطے اہل چین نے بنائی تھی۔ اور ان کیلئے اس وقت کی حالت کے مناسب مفید اور کارگر ہوئی۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۸-۶۹)

ماجوج حسب باب دہم پیدائش اور پہلی تاریخ کے باب ۵ کے یافت کا بیٹا ہے اور حسب ۳۸ باب حزقیل نہر یورال کے شرق میں بسا تھا اور یا جوج حسب تاریخ ایام اول ۵ باب اور سلاطین اول کے ۱۵ باب و ۱۶ یوئیل بن روٹن کا بیٹا ہے اور اس کی اولاد حسب فصول مذکورہ ممالک ماجوج بنیشت میں بسائی گئی، یعنی وہی یورال ندی کے شرقی حصے میں اور حسب حزقیل باب ۳۸ و ۵۵ یا جوج رشیہ اور سیرت پر مسلط ہوئے۔ ان کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ فارس اور جرمن ان کے ساتھ ہوں گے اور اورکوش کی اولاد پر جو جیون سے متصل بستی ہے اور باب ۳۸ حزقیل میں ہے۔ گور کی اولاد یعنی مرو اور ہرات والوں پر ان کا تسلط ہوگا۔ اور اسی فصل سے معلوم ہوتا ہے۔ کابل والے یعنی قبط اس



کے ساتھ ہوں گے اور مکاشفات باب ۲۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا زور اطراف ممالک معتدینہ خداوند چار یا ربی عرب پر ہزار سال ہجری کے بعد ہوگا۔ اور صاف ظاہر ہے کہ یاجوج والی رشید ہرات کے قریب پہنچ گیا اور ماجوج جن کے قبائل جرمن اور شمال فرانس نارمنڈے اور انگلینڈ وغیرہ میں ہیں۔ ۱۶۹۱ء میں مطابق ہزار سال ہجری بلاد اسلام پر مسلط ہونے لگے۔ غرض حسب مکاشفات ۲۰ باب ممتاز یاجوج ماجوج وہ ہیں جو بلاد اسلام پر مسلط ہوں۔ اور کیتباد اور ذوالقرنین کی دیوار وہ ہے جو ماہین آرمینیا اور آذربائیجان بنام بارہ دربند اور یورال کی چوٹیوں پر قریب پانسو بیستیس سال قبل مسیح بنالی گئی اور پلونا کے شمال میں جو قلعہ بنا ہے وہ بھی اسی میں ہے۔ (فصل الخطاب طبع دوم حصہ اول ص ۱۷۴)

سَدَّ: پہلی یہ تفصیل آرمینیا اور آذربائیجان کے درمیان بنائی گئی۔ ۳۰ میل کے قریب جگہ ہے جس سے ملک کو بہت امن پہنچا۔ پھر یورال کی چوٹیوں پر ایسی دیوار کھینچی گئی۔ پھر سمرقند کے قریب بھی ایسی دیوار بنی پھر چین کے لوگوں نے وہ بڑی دیوار بنائی۔ جو مشہور ہے۔ سب یاجوج ماجوج کے حملہ سے بچنے کیلئے بنائی گئی تھیں۔

یَا جُوجَ وَمَا جُوجَ : خدا نے انشراح صدر سے مجھے یقین دلادیا ہے۔ کہ یہ وہ قوم ہے جو بخارا سے لے کر شمال تک رہتی تھی۔ گاتھ نارمنڈے۔ وزی گاتھ سیکش۔ یہ لوگ جرمن۔ فرانس۔ انگلینڈ وغیرہ میں جا کر آباد ہوئے۔

ترکوں کی نسبت لکھا ہے۔ اَتُرُکُ التُّرُکُ۔ ان کو ترک اس لئے کہتے ہیں کہ تَرُکُوا مِن یَا جُوجَ وَمَا جُوجَ۔ انہوں نے شاہان فارس سے معاہدہ کر لیا تھا کہ تمہارے ساتھ چھپر چھاڑ نہ کریں گے ہمیں یہیں رہنے دو۔ بائبل کی کتاب حزقیل باب ۳۸ میں یاجوج ماجوج کا ذکر ہے۔ ماجوج جزائر میں رہنے والے لوگ ہیں۔ یاجوج ماسکو اور ٹوبالسک کا سردار ہے۔

ایک دفعہ میرا ایک دوست لندن گیا۔ جسے میں نے فرمائش کی کہ وہاں کی سب سے پرانی یادگار کا پتہ لگائے چنانچہ اس نے تحقیقات کی تو اسے دو بت دکھائے گئے۔ جو یاجوج ماجوج کے تھے اور اسے بتلایا گیا کہ اس ملک کی سب سے پرانی یادگار تاریخی یہی ہے۔

حضرت حزقیل کی کتاب میں تصریح سے لکھا ہے کہ جزائر میں بے پرواہی سے رہنے والے ماجوج ہیں اس لئے بھی ان کو یہ نام دیا گیا کہ وہ آگ کی پرستش کرتے یا آگ سے بہت کام لیتے۔ آرمینیا اور آذربائیجان کی دیوار کا ذکر تفسیر بیضاوی میں بھی ہے۔ یورال کی دیوار کا ذکر ابن خلدون میں لکھا ہے۔ چین کی دیوار کا ذکر مفسرین نے کیا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۶ تا ۹۸۔ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۚ تَوْنِي زُبْرَ الْحَدِيدِ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الضَّدَّيْنِ قَالَ انْفُخُوا حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ اتُّوْنِي أفرغْ عَلَيْهِ قَطْرًا ۚ فَمَا اسْتَطَاعُوا أَن يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۚ

کہا جو قدرت میرے بت نے مجھے دی ہے بہتر ہے۔ تو تم مجھے صرف اپنے زور سے مدد دو۔ لیکن تم میں اور اُن میں ایک موٹی دیوار بنا دوں گا۔ تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لے آؤ۔ آخر جب اُس نے دونوں پہاڑوں میں برابر کر دیا۔ کہا دھونکو۔ آخر جب اس کو گرم آگ سا کر دیا۔ بولا میرے پاس آؤ میں اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈالوں۔ پھر اُن سے نہ ہو سکا۔ کہ اس سے پھاند جاسکیں اور نہ ہی پڑا کہ اس میں چھید کر سکیں۔ پس آخر یہ جنگ جو قومیں پہلی نہ بیٹھ سکیں۔ جرمن۔ ڈنمارک اور سویڈن ناروے وغیرہ بلاؤں آہستہ آہستہ پھیل گئیں۔ گاتھ قوم نے جزائر برطانیہ آباد کر لئے۔ (تصدیق براہی احمد ص ۶۹-۷۰)

رَدْمًا: بڑی روک کی تجویز کرتے ہوئے کیقباد نے جو دیوار بنائی۔ اس گاؤں کا نام سو باس تھا۔ قبتے بنائے تھے۔

زُبْرَ الْحَدِيدِ: یہ لوہا دروازوں کیلئے تھا اور تانبا اس لئے لگایا کہ مٹی نہ کھائے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ اپریل ۱۹۱۰ء)

۹۹۔ قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِنِّي، فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ، وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ۚ

کہا یہ میرے بت کا احسان ہے۔ پھر جب میرے رب کا وعدہ آیا۔ اسے چُود چُود کر دے گا۔ اور میرے بت کا وعدہ سچا ہے۔

تفسیر، جی حملہ آوروں کیلئے وہ دیوار روک تھی۔ کچھ اور بلاد میں چلے گئے۔ اور جگہوں میں ریاستیں اور سلطنتیں قائم کر لیں۔ آخر عجیب عجیب راستوں سے بعد ہزار سال ہجری وہ قومیں پھر اس ملک پر چڑھنے کے لئے آہستہ آہستہ متوجہ ہوئیں۔ جس کی طرف ان کے پہلے مورت متوجہ تھے اور اس طرح کتب مقدسہ کی سچائی ظاہر ہونے

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۷)

دکھا، ریزہ ریزہ۔ چنانچہ اس زمانہ میں وہ دیواریں کسی کام کی نہ رہیں۔ جنگی حملوں اور ان سے حفاظت کا طرز و طریق بھی بدل گیا۔

(ضمیمہ اخبار بدلتقدیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

(ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کو) آہنی دیوار سے سمندر کے نیچے میں قید کر دیا۔ یہ ایسا سیاہ جھوٹ ہے.... جس میں حق و حقیقت اور روحانی تعلیم کا نام و نشان نہیں۔ ذوالقرنین کی حقیقت تو ہم نے.... لکھ دی ہے.... ہاں یاجوج ماجوج اور دیوار کا تذکرہ ضروری ہے۔ سو سنو۔ مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں جہاں اقلیم چہارم کا حال لکھا ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ اس اقلیم کا دسواں حصہ جبل قو قایا تک ہے اور اسی پہاڑ کو جبل یاجوج ماجوج کہتے ہیں۔ آخر کہا ہے کہ یہ تمام ترکوں کی شاخیں ہیں۔ صفحہ نمبر ۶۰ ابن خلدون پھر اقلیم خامس میں لکھا ہے کہ اس کا نواں جزو ارض یاجوج ماجوج ہے اور اسی اقلیم کے جزو عاشتر میں کہا ہے اور اس کے جزو عاشد میں ارض یاجوج ہے۔ صفحہ ۶۵۔ پھر اقلیم ششم کا بیان کرتے ہوئے صفحہ ۶۷ میں لکھا ہے اور اسی اقلیم کی دسویں جزو بلاد ماجوج ہے۔ پھر اقلیم ہفتم کے بیان میں کہا ہے کہ جبل قو قایا یہاں بھی ہے اور اس کے مشرق میں تمام ارض یاجوج ہے۔ اسدیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج بڑی بڑی شمالی بلاد میں پھیلی ہوئی قوم ہے۔

بائبل کی کتاب حزقیل کے باب ۳۸ میں ہے۔ اور میں ماجوج اور ان پر جو جزیرے میں بے پرواہی سے سکونت کرتے ہیں۔ ایک آگ بھجوں گا اور فے جانیں گے کہ میں خداوند ہوں“ اور اسی باب میں ہے ”تو جوج کے مقابل جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روس۔ مسک۔ تو بال کا سردار ہے“ تمام ہمارے جغرافیوں میں جو عربی میں ہیں۔ اور جرمن فرانس وغیرہ میں طبع ہوئے۔ اور ہیئت کی کتابوں میں جیسے چغینڈہ اور اس کی شروح ہیں اور تمام بڑی لغت اور طب کے علمی حصہ کی کتابوں میں اس قوم کا ذکر ملتا ہے اور یہاں ہمیں کتابوں کے دکھانے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ یہ یاجوج ماجوج کا لفظ آج سے نکلا ہے اور اسی سے آگ پنجابی میں اور آگ اردو میں بولا جاتا ہے۔ اور یہ تمام قومیں جو شبلی آگ کی طرح اوز رنگت میں آگ سے تیز ہیں۔

اگنی ہوتر اور آگ میں اعلیٰ اعلیٰ چیزیں مشک۔ دودھ۔ شہر ڈالتے ہیں اور اس وقت تمام یورپ

کو آگ سے خاص تعلق ہے۔ آگ سے ایسے ایسے کام لے رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ سورج کو بڑا عظیم نشان مرکز آگ کا یقین کر کے اس کی پرستش ہوتی ہے۔ بلکہ عیسائی مذہب نے قدیت کا عظیم نشان حکم سبت کا توڑ کر ”سن ڈے“ بزرگ دن مانا ہے۔ نیز اگر دیانند نے راست بازی اور تحقیق سے کہا ہے کہ آریہ ورتی شمال سے آئے تو کوئی تعجب نہیں کہ یہ لوگ بھی انہیں یا جوج ماجوج کی شاخ ہوں۔ لاکھ اگر یہ ایران سے آئے ہوں تو پھر ذوالقرنین کے ملک سے ہیں جو یا جوج ماجوج کے خلاف تھا۔

پھر میں کہتا ہوں۔ اس قوم یا جوج ماجوج کے ثابت کرنے کیلئے ہمیں کہیں دور دراز جانے کی ضرورت نہیں۔ حقیقت ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ لندن میں ان دونوں قوموں کے درشانِ اعظم کے اسٹیچو (بت) موجود ہیں۔ غور کرو! اور سنو! اس تحقیق میں بھلا اللہ نور الدین اول انسان ہے جس نے اردو میں اس کو شائع کیا ہے۔ افسوس ہمارے یہاں آجکل نوٹو گرافر نہیں۔ والا ہم ان کی تصویر بڑی خوشی سے شائع کرتے۔ اصل رسالہ میں یا جوج ماجوج کی تصویر بھی دی ہے۔ اس تصویر سے ظاہر ہے کہ دو بڑے بڑے کندہ کئے ہوئے بت گلدال کی دیوار کے دو زاویوں پر دھرے ہوئے ہیں۔ یہ دنیا بھر کے مشہور و معروف دیو یا جوج ماجوج ہیں۔ ان کا گلدال سے ایک خاص تعلق ہے کہ اس پر کچھ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اگلے زمانہ میں لارڈ میئر کی نمائش کے دن ان کو باہر لایا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ بت اس لئے بنائے گئے ہیں کہ زمانہ قدیم کے یا جوج ماجوج اور کورینیس (CORENIOS) کی یادگار قائم رہیں۔ جو اس جزیرہ (انگلستان) پر قدیم باشندوں سے جنگ کیا کرتے تھے۔ ایک عرصہ بعد ان دو لڑنے والوں میں سے ایک کا نام بھول گیا تو دوسرے کے نام کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا (تاکہ دونوں کی یادگار قائم رہے) پھر یہ بھی روایتاً یقین کیا گیا ہے کہ ہمارے شہر لندن کی بنیاد اسی حملہ آور یا جوج ماجوج نے ڈالی تھی۔ اور اول ہی اول اس کا نام (TROYVACIAT) یعنی نیا ٹرائے رکھا۔ یہ شہر سن عیسوی سے ایک ہزار سال پیشتر انگلستان (کا) بڑا مشہور شہر ہوتا تھا۔ دونوں بت جو گلدال کے ورائڈے میں رکھے ہیں۔ ہر ایک ۱۴ فٹ بلند ہے یا جوج جو بائیں پہلو کو ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبا عصا ہے۔ جس کے ساتھ زنجیر سے ایک گولہ (کرہ) بندھا ہوا ہے۔ وہ گولہ میخوں سے پُر ہے۔ یہ ایک اوزار تھا جس کو تاریخ وسطی میں صبح کا تارا بولتے تھے۔ علاوہ ازیں یا جوج کی پشت پر ایک کمان اور ترکش ہے۔ جو تیروں سے پُر ہے۔

دائیں طرف دوسرا بت ماجوج کا ہے جو ڈھال اور برچی سے مسلح ہے۔ اس نے ایسا لباس پہنا ہوا ہے جو روسیوں کی مذہبی سوسائٹی کے لوگ پہنا کرتے تھے۔ جن کے زمانہ میں یہ بت بنائے گئے (دیکھو صفحہ ۶۵-۶۶-۶۷-۶۸) رسالہ گائیڈ ٹودی گلدال لندن۔ ایک کتاب مصنفہ ٹامس بارہم مطبوعہ ۱۸۵۰ء میں

لکھا ہے کہ موجودہ بتوں سے پہلے ان کی جگہ دو اور دیوتے جو وصلی اور ٹہنیوں اور چھڑیوں سے بنے ہوئے تھے۔ اور وہ لارڈ میٹر کے دن نمائش کیلئے باہر لائے جاتے تھے۔ لیکن جب بسبب جدید زمانہ کے بوسیدہ ہو گئے۔ تو ان کے قائم مقام موجودہ عظیم الشان مٹھوس بت تراش کر بنائے گئے۔ وہ شخص جس نے ان کو بنایا تھا اس کا نام کپتان رچرڈ سائڈرس تھا۔ جس کو اس کاریگری کے عوض میں ستر پونڈ دئے گئے۔

ہمارے مفسروں نے تو فرمایا ہے کہ وہ پہاڑ چاٹتے ہیں اور ان کو پانی کے برابر کر دیتے ہیں۔ مگر میں بحمد اللہ دیکھتا ہوں کہ انہوں نے پہاڑ دریا۔ لوگوں کا مال۔ عزت جاہ و سلطنت۔ بلند پروازی۔ بہت و استقلال سب کچھ کھا کر موسیٰؑ کے سانپ کی طرح، تم دیکھو، ڈکار بھی نہیں لیا۔ بلکہ جیسے ہمارے ملک میں پاد عیب ہے ان کے یہاں تو ڈکار عیب ہو گیا ہے۔ اور ان کے کان تو اتنے لمبے ہیں کہ مشرق و مغرب ملک کی آواز ہر روز سن کر سوتے اور اٹھتے ہی سنتے ہیں۔

زمانہ سابق میں جبکہ تاریخ پڑو اور توپ کا عام موقع نہ تھا۔ لوگ دیواروں سے حفاظت کا کام لیتے تھے۔ جنہیں فصیل کہتے تھے۔ چنانچہ لاہور کی فصیل ہمارے سامنے گرائی گئی۔ امرت سر کی خندق و فصیل ہمدان سامنے ضائع کی گئی وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ دیانند اور منوجی نے فصیلوں کا اپنے شاستروں میں ذکر فرمایا ہے جن کا آگے حوالہ آتا ہے۔ غرض اپنے اپنے وقتوں میں حملہ آوروں کی حفاظت کیلئے لوگوں نے ایسی دیواریں بنائی ہیں۔ اسی طرح چین کی دیوار مشہور عالم ہے فضل بھی یچی بریکی نے اسلام میں ایک ایسی دیوار بنوائی۔ دیکھو مقدمہ ابن خلدون اقلیم ثالث کا بیان صفحہ ۵۴ میں ہے کہ ترک اور بلاد ختل میں ایک ہی مسلک مشرق میں ہے وہاں فضل نے ایک سد بنوائی۔

سد یا جوج ماجوج ۲۰۶

سد یا ۸۱ - ۹۷

اور بنام در بندہ ۳۵ اور بنام حصن ذوالقرنین۔ ۹۳

سد یا ۹۶ - ۹۷

(تقویم البلدان)

کتاب البلدان میں صفحہ ۷۱، ۲۹۸، ۳۰۱ اور مرصدا لاطلاع کے صفحہ ۱۱۱ میں ہے۔ دیکھو مرصدا لاطلاع باب الباء والالف طبع فرانس جلد اول اور اسی کی تائید آثار باقیہ سے بھی ہوتی ہے صفحہ ۴۱ کہ باب الابواب ایک شہر ہے۔ بحر طبرستان پر جس کو لوگ بحر خزر کہتے ہیں اور وہ جبل قفق کے بہت دروں میں سے ایک دہ ہے۔ اس دہ میں ایک دیوار کو انوشیروان (یہ نیا انوشیروان نہیں پرانا ہے) نے قوم خزر کے حملوں سے بچنے کیلئے بنوایا تھا کیونکہ خزر قوم فارس پر (یہ وہی میدیا کی جزو ہے) ایسے حملے کرتے تھے کہ ہمدان اور موصل تک پہنچ جاتے تھے۔ اور مرصدا لاطلاع کی جلد ۲



باب السین والذال کے صفحہ ۱۷ میں ہے کہ سدیاجوج ماجوج جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ وہ ترکوں کی آخری حد پر مشرق وغیرہ میں ہے اور اسکی خبر عام شہرت رکھتی ہے۔ سلام ترجمان کی خبر میں اسکا مفصل بیان ہے۔ پھر صاحب مرصد نے اس کی تفصیل کی ہے۔ غرض ایسی دیواریں ہوئی ہیں۔

چینی کی دیوار بہت مشہور ہے۔ حاجت ذکر نہیں۔ اور اس کو ہم کسی صورت میں سد ذوالقرنین تسلیم نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ قرآن کا طرز ہے کہ اہل کتاب کے جھگڑوں میں ایسے امور کو بیان کرتا ہے جو غالباً اہل کتاب کی کتابوں میں ہوں۔ اور اہل کتاب کی کتاب دانیال میں ہمیں ذوالقرنین کا حال صاف صاف ملتا ہے۔ کسی چینی بادشاہ کا نام ذوالقرنین کتب سابقہ میں اور اسلامی روایات و لغت سے ثابت نہیں۔ یورال کی گھاٹیوں میں بھی ایسی دیواروں کا پتہ عرب کے بڑے بڑے جغرافیوں سے ملتا ہے۔

۱۔ مرصداقوت حموی مطبوعہ فرانس ۲۔ مسالک الممالک ابوالفتح ابراہیم الاسطخری المکرخی مطبوعہ برازیل ۳۔ تقویم البلدان سلطان عماد الدین اسمعیل پیرس ۴۔ نزہۃ المشتاق الادریسی ۵۔ آثار الباقیہ احمد بیرونی مطبوعہ جرمنی ۶۔ مقدمہ ابن خلدون طبع مصر ۷۔ المسالک والممالک ابن حوقل طبع لندن میرے پاس بحوالہ اللہ ہیں۔ ۸ میں یہی ماجوج ماجوج کا ذکر ہے۔ کتاب البلدان کے صفحہ ۳۔ ۵۔ ۹۵۔ ۱۰۴۔ ۱۹۳۔ ۱۹۸۔ ۲۰۱ اور مسالک الممالک ۷، ۷۷ بلکہ ستیارتھ ص ۱۹۲ سلاسل نمبر ۶ فقرہ ۲۳۵ میں شہر پناہ کے بارہ میں بھی حکم ہے۔ کہ شہروں کے چاروں طرف شہر پناہ رکھنا چاہیئے۔

اسی قاعدہ کے موافق اس بادشاہ نے آرمینیہ اور آذربائیجان کے درمیان جیسا بیضاوی وغیرہ مفسروں نے لکھا ہے۔ دیوار بنائی بلکہ اور اور دیواریں بھی ان بادشاہان مید و فارس نے بنائیں اور ایسی دیوار کیونکر تعجب اور انکار کا موجب ہو سکتی ہے۔ جبکہ تمہارا منہ سیاہ کرنے کو سینکڑوں کوس کی لمبی دیوار چین میں اب بھی موجود ہے۔ بلکہ ہم نے ایک دیوار کانٹے دار جھاڑیوں کی سینکڑوں کوس تک ہندوستان میں صرف سانجھر کی حفاظت کیلئے دیکھی ہے۔ اب بتاؤ۔ ایسی صاف اور واقعی بات کیا اعتراض کا محل ہو سکتی ہے؟

(نور الدین طبع ثالث ص ۱۹۰-۱۹۳)

۱۰۰۔ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا

اور اس دن ہم چھوڑ دیں گے کہ وہ آپس میں ٹکڑ ٹکڑ ہوں۔ اور نرسنگا پھونکا جاوے گا پھر ہم



ان سب کو اکٹھا کریں گے۔

تفسیر : مکاشفات یوحنا کے بیسویں باب کی ساتویں آیت سے پڑھو اور جب ہزار سال ہو چکیں گے (یہ ہزار سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہیں اور شمسی قمری مہینوں کا حساب ناظرین یہاں سوچ کر کر لیں) اپنی قوم سے چھوٹے گا اور نیکے گاتا کہ ان قوموں کو جو زمین کی (وہی خاص زمین یروشلم اور مکہ کی زمین ہے) چاروں کونوں میں ہیں۔ یعنی یاجوج اور ماجوج کو فریب دے اور انہیں لڑائی کیلئے جمع کرے۔ ان قدیمی نوشتوں اور روس اور انگریز۔ جرمنی اور فرانس کے تسلط پر جو ہزار سال ہجری کے بعد سے عرب اور شام کے چاروں کونوں پر شروع ہوا۔ غور کی نگاہ سے دیکھو! اور دیکھو! ۱۶۹۱ء سے کس طرح یہ قومیں اسلامی بلاد پر مسلط ہو رہی ہیں۔ اگر انگریزی تواریخ ہند کچھ صحت رکھتی ہیں اور آریہ قوم بھی انگریزوں سے اعلیٰ نسل میں متحد ہے۔ جو تحقیق لہتہ برج وغیرہ محققان یورپ مستلم ہے۔ تو یہ بھی ماجوج میں داخل ہیں۔ تو ہم آریہ کی اس تیز ترقی کو اپنی مقدس کتابوں کی صداقت ہی یقین کریں گے مگر ہم یقینی رائے قائم نہیں کر سکتے کہ ہندوستانی اور انگریز ایک ہی ہیں۔ ہمارا علم اس تحقیق تک پہنچنے سے اجماعی قاصر ہے۔

قرآن کو نازل ہوئے تیرہ سو برس گزرے اور مکاشفات اور حزقیل نبی کی کتاب کو اور بھی بہت زمانہ گزرا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عالم بالجزئیات والکلیات ہے ان کا ہونا کیسے واضح دلیلوں سے ثابت ہوا۔ اب یہ دونوں قومیں یاجوج روس اور ماجوج انگریز کیسے کیسے نزدیک آپہنچے ہیں۔ اور بہت ہی قریب ہے کہ دونوں آپس میں الجھ پڑیں اور قرآن کریم کا یہ فرمانا ”وَتَدْعُنَا بَعْضُهُمْ رِيْمُوجُ فِي بَعْضٍ“ جو ہمیشہ سے صادق ہے تمام آنکھوں کو اپنی سچائی دکھا دے۔ دیکھو مکاشفات ۲۰ باب ۹ ”اور انہوں نے مقدس چھاؤنی اور عزیز شہر کو گھیر لیا۔ تب آسمان پر سے خدا کے پاس سے آگ اتری اور ان کو کھا گئی اور تو بڑا اندیشہ کریگا۔ اور تو کہے گا کہ میں دیہات کی سڑ میں (وادی القریٰ مکہ معظمہ) پر چڑھوں گا۔ میں ان پر جو چھین میں ہیں اور آرام سے بستے ہیں۔ جو شہر پناہ نہیں رکھتے اور بغیر اڑ بنگوں اور بھاٹکوں کے رہتے ہیں حملہ کروں گا تاکہ تو لوٹے اور مال کو چھین لے۔ اور تو اپنا ماتھا ان ویرانوں پر جواب پسے ہیں اور ان لوگوں پر جو ساری قوموں سے فراہم ہوئے (دیکھو اہل مکہ و مدینہ) جنہوں نے مال اور مویشی حاصل کئے اور جو زمین کی ناف پر بستے ہیں اپنا ماتھا چلا دے اور سب۔ دوان اور ترکیس کے سوداگر اور ان کے سارے بر شیر تجھے کہیں گے۔ کیا تو غارت کرنے آیا“ (حزقیل ۳۸ باب ۱۰-۱۳)

میں نے یہ واقعات اس لئے لکھے ہیں اور یہ تذکرہ صرف اسی واسطے کیا ہے کہ الہام کی قدر نہ کرنے

والے کچھ کچھ تو ان زبردست پیشین گوئیوں کی صداقت کا لحاظ کر کے الہامی کتابوں کی بے ادبیوں سے باز آویں اور غور کریں کہ یا جوج کے باہمی فساد کا کب اور کس حالت اور کس زمانہ میں ذکر کیا گیا۔ جس کا ظہور آج آٹھ سے مشاہدہ کر رہے ہیں اور یا جوج اور ماجوج دونوں قوموں کی نسبت بعض مصنفوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ دراز گوش ہیں۔ اس فقرہ کے سمجھنے میں بہت لوگوں نے جو مقدس کتابوں کے طرز کلام سے بالکل نا آشنا ہیں۔ کئی غلط نتیجے نکالے ہیں مگر وہ یاد رکھیں کہ دراز گوش گدھے کو کہتے ہیں اور جو آدمی علم کے مطابق عمل نہ کرے۔ اسے بھی الہامی زبان میں گدھے سے تشبیہ دی گئی۔ دیکھو قرآن میں آیا ہے۔ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا الثَّوْرَاتِ لَمْ يُخَمِلُوهُمَا كَمَثَلِ الْجَمَارِ يَتَحْمِلُ اِسْفَارًا (الجمہ: ۶) اور ظاہر ہے کہ دوس اور انگریز۔ جرمن اور ڈنمارک والے الہیات کے سچے علوم اور روحانی برکات سے بالکل محروم ہیں۔ علم الہیات ان کا بہت کمزور ہے۔ اور فہم بختہ یقین ہے کہ ہمارے علمی مذاق والے آریہ یہ بھی اس کے ماننے سے انکار نہیں کر سکیں گے۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۳۷۷)

نَفْعَةٍ فِي الصُّورِ: ایک بگل بجایا جائے گا اور قومیں آپس میں لڑیں گی۔  
جَمَعْنَاهُمْ: ہم ان کے درمیان ایک بڑی لڑائی کرا دیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدلتاویاں ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۱۰۱- ۱۰۲- وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ

عَرَضًا ۖ وَالْكَافِرِينَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ

ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ۖ

عَرَضْنَا جَهَنَّمَ: دوزخ سامنے ہوگی۔ یہ پیشگوئی ہے کہ اس وقت جنگ اسلام و تشباز سے ہوگی۔

فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي: دانیال کی کتاب میں پیشگوئی صاف ہے مگر ان کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدلتاویاں ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۱۰۳- اَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا اَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي

مِنْ دُونِي أَوْلِيَآءَ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ  
نُزُلًا ﴿۱۴﴾

کیا کافروں نے سمجھا کہ سوا میرے بندوں کو میرے مددگار بنا دیں۔ ہم نے کافروں کیلئے جہنم کو  
ہمان خانہ بنایا ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۴۴)

جس طرح حدیثوں میں یہ ثابت ہے کہ سورہ کہف کی ابتدائی آیتوں کا پڑھنا فتنہ و جال سے نجات  
کا موجب ہے۔ اسی طرح آخری آیات کا پڑھنا بھی فتنہ و جال سے نجات کا موجب ہے۔ اس لئے پھر  
غور کرو کہ جن کا سورہ کے ابتداء میں ذکر ہے انہی کا انتہاء میں بھی ذکر ہے یا نہیں؟ ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ  
و جال کون ہے اور اس کی صفات کیا ہیں۔

مِنْ دُونِي، مجھے چھوڑ کر۔

أَوْلِيَآءَ، چنانچہ بعض لوگوں نے مسیحؑ کو اپنا والی قرار دیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قوانین ۳۰ اپریل ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

چونکہ یہ یاجوج ماجوج عیسائی شاخ یازدہم ہرقل کے مذہب پر ہیں۔ جس کو حسب دانیال،  
باب ۱۰، حیوان فرمایا ہے اور وہ مسیحؑ کو اپنا مولیٰ خیال کرتے ہیں اور اکثر مریم کو معبود بناتے  
ہیں اس واسطے قرآن کہتا ہے۔

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَآءَ ط  
إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا۔

(فصل الخطاب طبع ثانی حصہ اول ص ۱۴۴)

اور ان لوگوں کے دنیوی کمالات پر اور ان کی ظاہری صنعت پر جیسے ریل تار۔ فوٹو گراف وغیرہ  
وغیرہ بنائے گئے۔ فرماتا ہے۔

۱۰۶۴- قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿۱۴﴾

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ

يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿۱۵﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزْنًا ﴿١٤٩﴾

ہم بتا دیں تم کو کہ کن کے کئے اکارت ہیں وہ لوگ جن کی دوڑ دنیا کی زندگانی میں۔ بھٹک رہے ہیں اور وہ لوگ جانتے ہیں کہ خوب بناتے ہیں کام۔ وہ ہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے مٹ گئے۔ اُن کے کئے۔ پھر نہ کھڑی کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن تول۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۴۵)

اور اسی واسطے ہماری قصص کی کتابوں میں ان کو دراز گوش لکھا ہے۔ کیونکہ دراز گوش احمق کو کہتے ہیں اور الہیات میں جو ضروری چیز ہے۔ انکی عقل اُس چیز پر ہرگز رسا اور پوری نہیں۔ گویا الہیات سے ان کی کھوپڑیوں کو مناسبت ہی نہیں۔ اور جو اسلامی کتب میں کثرتِ اولاد یا جوج کی نسبت لکھا ہے وہ بالکل سچ ہے دیکھو باایں کہ لندن سے ہزاروں باہر نکل جاتے ہیں۔ تب بھی چھتیس لاکھ کے قریب ایک شہر میں ہیں۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۴۵)

ضَلَّ سَبِيلَهُم ہو گئیں۔ دیکھو کس قدر ایجابی ہو رہی ہیں۔ مگر وہ تمام جسمانی راحتوں کے متعلق ہیں۔ روحانیات سے بہرہ نہیں۔ ان کی ساری کوششیں اس دنیا کی زندگی میں خرچ ہو گئی ہیں۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم روپیہ جمع کرنے کا خیال چھوڑ دو۔ کہ اس کا انجام سوائے دکھ و مشکلات کے نہیں یُحْسِنُونَ صُنْعًا: اس قوم نے کاریگروں کو وہ حُسن دیا ہے کہ باند و شاید۔ پسہاری کا پیشہ کیسا ذلیل ہے۔ مگر دانے پیسنے کی ملوں نے اسے کیسا معزز بنا دیا کہ آج ہر لوگ بڑے معزز امر لہ اور رائے بہادر کہلاتے ہیں۔ لوہار بھی کمین ہی سمجھے جاتے تھے مگر اب تو جو اعزاز و اکرام آئرن ورکس والے رکھتے ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔

جراحی جاموں کے سپرد تھی۔ مگر اب تو سر جی کہلاتے ہیں۔ جولا۔ بے بھی ذلیل تھے۔ مگر اب تو یہ پیشہ ایسا معزز ہوا کہ ملکوں کو خرید سکتے ہیں.....

یہ سب آیات اشارہ کرتی ہیں کہ دجال ایک کاریگروں کی قوم کا نام ہے۔ وَزْنًا: ان کے اعمال کو ترازو میں تولنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ سب کچھ اس دنیا میں لے چکے..

“.....”

ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء

۱۱۱۔ قَدْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُؤْتِي رَإِيَّ إِنَّمَا

إِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ. فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ

رَبِّهِ أَحَدًا ۝

اس کے سوا نہیں کہ میں تم سا ایک بشر ہوں۔ مجھے حکم ہوتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہے اور عمل نیک کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ملاوے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۳۵)

جب دو یا کئی چیزیں باہم کسی امر میں شریک ہوتی ہیں اور کسی امر میں مختلف ہوتی ہیں تو ظاہر ہے کہ امر مشترک کے احکام میں ان مشترکہ اشیاء کو اتحاد ہوگا۔ اور جن جن باتوں میں ان چیزوں کو باہمی اختلاف ہوتا ہے ان باتوں میں جو جو احکام ہوں گے ان میں بھی اختلاف ہوگا۔ مثلاً حیوانات و نباتات جسمیت اور نموت میں باہم شریک ہیں۔ مگر حیوانات تحریک بالارادہ خور و نوش وغیرہ اوصاف میں نباتات سے ممتاز ہے۔ پس حیوانات و نباتات کو جسمیت اور نموت کے احکام میں بھی شرکت ہوگی۔ مگر خور و نوش جماع وغیرہ احکام میں حیوانات اور نباتات میں اشتراک ہوگا۔ بلکہ حیوانات کو ان باتوں اور ان کے احکامات میں امتیاز و خصوصیت ہوگی۔ اسی طرح انسان و حیوان کے درمیان کھانے۔ پینے۔ جماع کی خواہش میں جس قدر اشتراک ہے۔ اسی قدر کھانے۔ پینے۔ جماع کے احکام میں بھی اشتراک ہوگا مگر انسان ترقی۔ سطوت۔ جبروت۔ نئے علوم و فنون کی تحصیل اور نئے علوم کو اپنے ابنائے جنس کے سکھلا دینے میں حیوان سے ممتاز ہے۔ ان اشیاء کے احکام میں بھی حیوانات سے ممتاز ہوگا۔ ایسے ہی مادی۔ رسولوں اور عام آدمیوں میں گو عام احکام بشریت کے لحاظ سے اشتراک ہوتا ہے۔ رسولوں کا گروہ بخلاف اور عام آدمیوں کے الہی مہم۔ مصلح قوم۔ مؤید من اللہ ہوتا ہے۔ اس لئے عام احکام بشریت میں اگرچہ عامہ بشر سے اشتراک رکھتے ہیں لیکن اپنی خصوصیت رسالت۔ نبوت۔ اصلاح قوم کے احکام میں عامہ خلایق سے جدا ہوتے ہیں۔ بلاشبہ ایک مفتوح ملک کی رعایا کے ساتھ ایک فاتح اور حکمران گورنمنٹ کا سپہ سالار۔ مہاز حاکم اپنی گورنمنٹ کے حکم سے کوئی معاہدہ کرے اور اس رعایا کو اپنی گورنمنٹ کے احکام سناوے۔ تو اگر اس مفتوح رعایا کے لوگ ان معاہدات اور احکام کی تعمیل نہ



کریں تو ضرور وہ رعایا اس گورنمنٹ کی مجرم - باغی - غدار - نافرمان ٹھہرے گی۔ مگر وہی سپہ سالار اور گورنمنٹ کا ماتحت حکمران اس رعایا کو۔ کوئی اپنا ذاتی کام بتا دے اور اپنے طور پر ان رعایا میں سے کسی سے کوئی معاہدہ کرے اور اس رعایا کا آدمی اس سپہ سالار اور اس حاکم کی بات نہ مانے یا معاہدہ کا خلاف کرے تو یہ شخص جو اس سپہ سالار اور گورنمنٹ کے ماتحت حکمران کے معاہدہ اور حکم کا مخالف ٹھہرا ہے گورنمنٹ کی بغاوت کا مجرم نہ ہوگا۔ کیونکہ پہلی قسم میں اس سپہ سالار اور حاکم کے احکام فاتح گورنمنٹ کے احکام ہوا کرتے ہیں۔ اور اس سپہ سالار کی زبان فاتح گورنمنٹ کی زبان۔ اس کی تحریر فاتح گورنمنٹ کی تحریر ہوا کرتی ہے۔ غور کرو۔ ایک قاتل کو مجاز حاکم کے حکم سے قتل کرنے والے یا پھانسی دینے والے کے ہاتھ اسی گورنمنٹ کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ جس کے حکم سے قاتل کو قتل کرنے والے اور پھانسی دینے والے نے قتل کیا اور پھانسی دیا۔ در صورت دیگر وہی پھانسی دینے والا کسی اور ایسے آدمی کو جس پر گورنمنٹ نے موت کا فتویٰ نہیں دیا۔ قتل کر کے دیکھ لے اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ پس اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول ان کی بھی دو حالتیں اور دو جہتیں ہیں۔ ایک حالت وجہت میں وہ آدمی ہیں بشر ہیں۔ اور دوسری حالت ان کی رسالت و نبوت کی ہے جس کے باعث وہ رسول ہیں۔ نبی ہیں۔ الہی احکام کے مظہر اور احکام رسال ہیں۔ جس کے باعث ان کو پیغمبر کہتے ہیں۔ پہلی حالت وجہت سے اگر وہ حکم فرماویں تو اس حکم کا منکر باغی۔ منکر رسول نہ ہوگا۔ جس کو شرعی اصطلاح میں کافر۔ فاسق۔ فاجر کہتے ہیں دوسری حالت وجہت سے اگر کوئی ان کے حکم کو نہ مانے تو ضرور ان کے نزدیک اسی پر بغاوت۔ انکار کا جرم قائم ہوگا۔ اور ضرور وہ کافر۔ فاسق۔ فاجر کہلاوے گا۔ اس وجہت سے چونکہ وہ خداوندی احکام کے مظہر ہیں۔ اور جس سے معاہدہ کرتے ہیں اس سے خدا کے حکم سے معاہدہ کرتے ہیں اور معاہدہ کنندہ جو معاہدہ ان سے کرتا ہے وہ اصل میں باری تعالیٰ سے معاہدہ کرتا ہے۔ پس اگر معاہدہ کنندہ معاہدہ کے خلاف کرے تو باغی و منکر بلکہ کافر ہوگا۔ نبی عرب محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت و نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول بتایا۔ اب ان کو جن لوگوں نے نبی و رسول مانا اور ان کے احکام کو الہی احکام یقینی کیا۔ لا محالہ آپ سے ان کا معاہدہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ سے معاہدہ ہوگا۔ ہاں جو احکام اور مشورے اس عہد رسالت کے علاوہ فرماویں۔ ان احکام کی خلاف ورزی میں کفر و فسق نہ ہوگا۔ صحابہ کرامؓ آپ کے عہد سعادت مہم میں یہ تفرقہ عملاً دکھاتے تھے۔ بریرہ نام ایک غلام عورت تھی جب وہ آزاد ہو گئی۔ اور اپنے خاوند سے جو ایک غلام تھا بیزار ہو گئی۔ مگر اس کا شوہر اس پر فدا تھا۔ وہ اس کی علیحدگی کو گوارا نہ کرتا تھا وہ اس پر سخت کبیدہ خاطر ہوا اور آنجنابؐ کی خدمت



اقدس میں حاضر ہو کر اس امر کی شکایت کی۔ آپ نے بریرہ سے اس کے ساتھ مصالحت کر لینے کو ارشاد فرمایا۔ بریرہ نے جواب دیا۔ آپ یہ وحی سے فرماتے ہیں یا عہد نبوت سے علاوہ بطور مشورہ کے فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں رسالت کے لحاظ سے یہ حکم نہیں دیتا۔ اپنی ذاتی رائے سے تجھے کہتا ہوں اس نے نہ مانا۔ اور کہا مجھے اختیار حاصل ہے۔ اسی طرح اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ اِلَيَّ اَنْمَآ اِلَهُكُمْ اِلَهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ اَحَدًا۔ اس آیت میں شرک سے ممانعت اور اس امر کا بیان ہے کہ میں ایک بشر ہوں۔ بشریت میں تمہاری مثل ہوں۔ خبردار کبھی شرک نہ کرنا۔ مجھے خدا نہ کہہ بیٹھنا۔ نہ میری عبادت کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۳۲-۲۳۵)

## سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۲۔ كَهْنِيعَص ۝۶

كَهْنِيعَص : میں اسماء الہی کی طرف اشارہ ہے۔ کہنیز۔ المعتال۔ کافی۔ ہادی۔ یحییٰ  
وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ۔ عالم۔ عزیز۔ صادق۔  
اگر صحابہ و تابعین ان کے معنی نہ کرتے تو میں کہی نہ کرتا

(بدر ۲۴، اگست ۱۹۱۱ء ص ۴)

..... اسمائے الہی کریم۔ ہادی۔ یحییٰ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ (المومنہ: ۸۹) (عالم۔ عزیز  
عادل) کی طرف ان حروف میں اشارہ ہے۔ صادق الوعد (مریم: ۵۵) نیز ان آیات میں ان انبیاء کا ذکر  
ہے۔ زکریا۔ یحییٰ۔ ادریس۔ اسمعیل اور مس سے مراد صداقت انبیاء ہے۔ عراق عجم۔ عراق عرب۔ عرب  
اور شام کے انبیاء کا تذکرہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/ ۵ مئی ۱۹۱۰ء نیز تسمیہ الاذنان جلد ۹ ص ۶۶)

۳۔ ۴۔ ذَكَرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ۝۱۴

نَادَى رَبَّهُ نِدًا خَفِيًّا ۝۱۵

نَحْمَتِ رَبِّكَ : کتنے لوگ ہیں جن کے ہاں اولاد ہے۔ مگر ان کا خیال اس طرف نہیں جاتا  
کہ یہ ان کے رب کی رحمت ہے۔

خَفِيًّا : چلا کر۔ دعا کرتے چلا اٹھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/ ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۵۔ قَالَ رَبِّ ارْنِيْ ذِكْرَكَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ

الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمَّا كُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝

قَالَ رَبِّ : دُعا کا طریقہ بتلایا ہے۔ وَهَنَ الْعَظْمُ : لکھا ہے کہ ستر سے کچھ زیادہ عمر ہو گئی تھی۔ بس میری عمر کے برابر ہوں گے۔ وَهَنَ کے معنی ضعیف ہو گئیں۔ پتکیاں ہو گئیں۔

شَقِيًّا : ناکام (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

اولاد کی خواہش بھی کئی وجوہ سے ہوتی ہے (۱) بعض عورتیں بانجھ کہلانا پسند نہیں کرتیں (۲) شریکوں کا مال قبضے میں آجائے (۳) ہمارے مال و اسباب کا کوئی وارث ہو (۴) ہمارا نام رکھنے والا کوئی ہو۔ امتیاء کو بھی اس بارہ میں خواہش ہوتی ہے۔ مگر اس لئے کہ کوئی سچے علوم اور نیکیوں کا وارث ہو... مجھ کو بھی خدا تعالیٰ نے ایسی عمر میں اولاد دی ہے۔ کہ جبکہ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا کا زمانہ ہے۔ اور میں خدا کے فضل پر امید رکھتا ہوں کہ میری اولاد اچھی ہوگی۔

(بدر ۲۴، اگست ۱۹۱۱ء ص ۴)

۷- وَرَئِي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ ذَرَأِي وَ

كَانَتْ أَمْرًا تِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۝

يَرِثُنِي وَيَرِثْ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ

رَضِيًّا ۝

خِفْتُ الْمَوَالِيَ : قوم میں کوئی نیک نظر نہیں آتا۔

يَرِثُنِي : وہ علم۔ وہ نبوت جو تو نے مجھے اور ہمارے آباء و اجداد کو بخشی ہے۔ انکا وارث بنے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

يَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ : وراثت مال کے علاوہ بھی ثابت ہو گئی۔

(تشیذ الاذعان جلد ۸، ص ۹۶۶)

۸- يَرْكَرِيَّا اَنَا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ ۙ اِسْمُهُ يَحْيٰى ۙ

لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝

بِغُلَامٍ : لڑکا جو تیرے سامنے ہی جوان ہوگا۔

یَحْيٰی، اس میں اشارہ ہے کہ اَحْيَاہُ اللہُ بِالْاٰیَمٰنِ ایمان کے ساتھ لمبی زندگی پائے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۔ قَالَ رَبِّ اَنْیَ یَعُوْنُ لِیْ غُلْمٌ وَكَانَتْ اَمْرًاۤیْ

عَاقرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتٰیًا ۝

اَنْیَ یَعُوْنُ لِیْ : یہ کلمہ یاس نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ فرما چکا ہے اِنَّہٗ لَا یَنْتَسُ مِنْ رَّوْجِ اللّٰہِ اِلَّا النُّوْمُ الْکُفْرُوْنَ (یوسف : ۸۸) بلکہ یہ دعا کو عاجزانہ بنانے کا رنگ ہے۔  
وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ : یعنی نکاح ثانی بھی اب نہیں ہو سکتا۔  
عِتٰیًا : اس حد سے آگے جو صحبت کے لائق ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِیْ اٰیَةً ۙ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَا تُحٰکِمُ

النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوَیًّا ۝

اَلَا تُحٰکِمُ النَّاسَ : باتیں چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر و تسبیح سے خاص قسم کی قوت بڑھ جاتی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

اَلَا تُحٰکِمُ النَّاسَ : بہت بولنے والے کے قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں۔

(تشیخ الانبیا جلد ۸ ص ۹۶۶)

اَلَا تُحٰکِمُ النَّاسَ : یہ نسخہ بہت مجرب ہے اور اب بھی نشان ہے۔ کلام نہ کرے اور ذکر الہی میں شاغل رہنے سے قوت بڑھ جاتی ہے۔

شیعوں میں تسبیح فاطمہ مشہور ہے۔ اور سنی بھی اسے منوں سمجھتے ہیں۔ خاتونِ جنت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا کہ مجھے دو تکلیفیں ہیں۔ ایک چکی پیسنی پڑتی ہے۔ دوسم پانی کا مشکیزہ بھی خود ہی لانا پڑتا ہے۔ اور اپنے ہاتھ رکھاٹے اور لونڈی کی التجاؤں کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تجھے اس سے بہتر شے بتلاتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۳ بار

اور اس کے بعد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھ لیا جاوے اور سونے کے وقت بھی۔ جن لوگوں کا میں معتقد ہوں  
ان میں سے ایک نے کہا ہے کہ اس میں برتری یہ تھا کہ ذکر اللہ سے ضعف گھٹ جائے گا اور پھر یہ شکیلیت  
پیدا نہ ہوگی۔ (بدر ۲۴، اگست ۱۹۱۱ء ص ۴)

۱۲۔ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ

أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝۱۲

مومن کی خلوت گاہ شیطان سے لڑائی کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے اسے محراب کہتے ہیں۔  
(بدر ۲۴، اگست ۱۹۱۱ء ص ۴)

مِحْرَاب : لڑائی کا ہتھیار۔ عبادت گاہ۔

أَوْحَى : جلدی جلدی یہ بات کہی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰، اپریل ۵، مئی ۱۹۱۰ء)

۱۳ تا ۱۶۔ يٰحَيُّ خُذِ الْعِثْبَ بِقُوَّةٍ ۖ وَاتِّبْنِ

الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝۱۳ وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَكَاةً ۖ وَكَانَ

تَقِيًّا ۝۱۴ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝۱۵

سَلَّمَ عَلَيْهِ يَوْمَ دُلْدٍ يَوْمَ مَمُوتٍ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ

حَيًّا ۝۱۶

يَا حَيُّ، درمیانی بات چھوڑ گئے۔ کہ قرآن مجید قہر نہیں کہتا۔

حُكْمَ، حکمت کی بات۔

صَبِيًّا، چھوٹا ہی تھا کہ دانائی کی باتیں کرتا۔

جَبَّارًا، بگاڑ کرنے والا۔

وَيَوْمَ مَمُوتٍ، دیکھئے یہ مقام مضارع ہے اور قابل یادداشت ایسی اموات میں داخل

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰، اپریل ۵، مئی ۱۹۱۰ء)

ہے اور اسے مَمُوت فرمایا۔

۱۷- وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ

أَمَلٍ مَّامَعًا نَّاشِرِقِيًّا ۝

نا امیدوں کو امیدیں دلانے والا ہے۔ حضرت زکریا کی طرح مریم کا حال تھا۔ اسی طرح مکہ میں بت سے بت پرستی کا نود تھا۔ کہاں امید ہو سکتی تھی کہ وہاں ایک نبی پیدا ہوگا۔ یسعیاہ نبی کی کتاب میں فرمایا ہے کہ جس طرح ایک مطلقہ تباہ روڈ گار عورت ہو۔ اسی طرح مکہ کا حال ہے۔ مگر میں خاوند والی سے زیادہ بھاگ لگاؤں گا۔ اعلیٰ درجہ کے شہر عروس البلاد کہلاتے ہیں۔ اسی طرح یسعیاہ کی ۴۲-۴۳ بابوں میں فرمایا ہے اور ایک نبی کے ذریعہ عرب کی روحانی ترقی کی پیشگوئی کی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدھ قادیان ۳۰ اپریل ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

پہلے حضرت زکریا کی دعاؤں کا ذکر کیا پھر مریم کا۔ کہ کس طرح مشکلات کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں آسانیاں دیں۔ اسی طرح رسول کریمؐ کو تسلی دیتا ہے کہ دین اسلام ان مشکلات سے نکل جائے گا مومنین کو چاہیے کہ اللہ پر بڑی بڑی امیدیں رکھیں۔ (بدھ ۲۴ اگست ۱۹۱۱ء ص ۴)  
انْتَبَذَتْ، انعدت۔ خدجت۔ تنہا ہوئیں۔ نکلیں۔ جن میں تھیں ان سے الگ ہوئیں۔  
شَرْقِيًّا، کے معنی وَاسِعَةً فَبَسِيطَةٍ بہت نعمتوں میں پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ تنگ مکانوں میں دھوپ کھل کر نہیں پڑتی۔ پس شرقی وہ مکان ہے جس پر سورج اشراق کرتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدھ قادیان ۳۰ اپریل ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

مَكَانًا شَرْقِيًّا، کے معنی ہیں۔ فراخ مکان جس میں دھوپ ہوا خوب لگے۔ کوئی نام تجویز کرنا غلط بات ہے۔ (بدھ ۲۴ اگست ۱۹۱۱ء ص ۴)

۱۸- فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا

إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝

مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا، ان لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھا یعنی یہ الگ رہنے لگیں۔  
رُوحَنَا، ہمارا کلام۔ چنانچہ بہت فرشتوں کے ذریعے یہ کلام پہنچا۔ اس لئے نَا فرمایا وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ (آل عمران: ۴۶)



فَتَمَثَّلَ جَبْرِئِلُ كَاتِبُ نَبِيِّ كَرِيمٍ كَيْ سَاغَنَهُ مَعِيَ آيَا۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۳۰ اپریل / ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

(تشیخ الافغان جلد ۸ ص ۹ ص ۲۶۶)

رُوحَنَا: اپنا کلام۔

۲۲۔ قَالَ كَذَلِكَ۔ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّئْ،

وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا

مَقْضِيًّا ۚ

كَذَلِكَ: یہ بات بھی سچ ہے۔ اور خدا کا کلام بھی سچ۔

مَقْضِيًّا: حکم جاری ہوا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۳۰ اپریل / ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۲۳ تا ۲۵۔ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۚ

فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ۔ قَالَتْ

يَلَيْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَّنْسِيًّا ۚ

فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَا تَحْزَنِينَ قَدْ جَعَلَ رَبُّكَ

تَحْتِكَ سَرِيًّا ۚ

مَكَانًا قَصِيًّا: تفسیروں میں لکھا ہے۔ کہ وہ مصر تھا۔ ابن جریر میں بھی اس کا ذکر ہے۔

نَسِيًّا مَّنْسِيًّا: میں ترک کردی جاتی۔ حالتِ اضطراب میں کلمہ منہ سے نکلا۔

سَرِيًّا: چشمہ۔ چھوٹی نہر۔ سرّی سردار کو بھی کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۳۰ اپریل / ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

يَلَيْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا: کیا معنی ہے بچہ جننے سے پہلے میری قوتِ حسیہ نہ رہتی کہ درد

تکلیف دہ ہوتا۔

(نور الدینی طبع سوم ص ۱۶۵)

## ۲۸۔ فَاتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ، قَالُوا يَمْرُؤٌ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا فَرِيًّا ۝

قرآن مجید کوئی تاریخ کی کتاب نہیں کہ مسلسل واقعات کا ذکر کرے۔ جیسے پیچھے اِنَّا بَشَرُکَ بِغُلَامٍ بِاسْمِهِ یَحْیٰی کَیْ یَا یَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ فرمایا۔ اور درمیانی واقعات کا ذکر نہیں فرمایا۔ ایسا ہی یہاں فَاتَتْ بِهِ قَوْمَهَا فرمایا۔ اور یہاں مصرعے واپس آنے کا ذکر ہے۔

تَحْمِلُهُ کے یہ معنی نہیں کہ گود میں اٹھا لائی بلکہ سوار کر کے لائی۔ دوسرے مقام پر یہ محاورہ قرآن مجید میں موجود ہے اِذَا مَا اَلْوَلٰی لَتَحْمِلْنٰهُ قُلْتُ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُکُمْ عَلَیْهِ (اتوبہ ۹۲) اب اسکو یہ معنی تو نہیں کہ ان لوگوں نے درخواست کی کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں گود میں اٹھا لیں۔ بلکہ سواری مہیا کرنے کے معنی ہیں۔

جِئْتَ شَيْئًا فَرِيًّا سے مراد عجیب امر لاتی ہو۔ اور کیوں ایسا نہ ہو (وہ کہتے ہیں) تیری ماں بھی نیک پارسا تھی۔ تیرا باپ بھی اچھا آدمی تھا۔ اچھوں کے اچھے ہوتے ہیں۔  
(بدر ۲۴، اگست ۱۹۱۱ء ص ۷)

## ۲۹۔ یَاخْتِ هَرُونَ مَا كَانَ اَبُوکَ اَمْرًا سَوِیًّا وَمَا

### كَانَتْ اُمُّکَ بَغِیًّا ۝

هَارُونَ : قوم کے بزرگ کے نام پر لوگوں کے نام ہوتے ہیں۔ جیسے سید گیلانی۔ خواہ وہ پشتوں سے پنجابی ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل / ۵ مئی ۱۹۱۰ء)  
اُخْتُ هَرُونَ : اس لئے فرمایا کہ وہ ہارون کی قوم میں سے تھیں جیسے قریش۔ راجپوت  
(بدر ۲۴، اگست ۱۹۱۱ء ص ۷)

قرآن نے مریم۔ مسیح علیہ السلام کی ماں کو اُخْتُ هَارُونَ۔ ہارون کی بہن کہا۔ یہ بات صحیح نہیں۔  
جواب سنئے۔

۱۔ معترض عیسائی لوگو! کوئی الہامی اور روح القدس کی لکھائی ہوئی تاریخ ایسی نہیں۔ جس میں مریم

کا مفصل حال مرقوم ہو اور ایسی بھی کوئی کتاب عیسائیوں کے گھر میں نہیں۔ جس سے مریم کے بھائیوں اور ماں باپ وغیرہ رشتے داروں کے نام کا یقینی پتہ لگے۔ پھر قرآن کے کلمہ اختِ مارون پر آپ کا اعتراض کیا؟  
۲۔ پادری لوگو! تم نسب ناموں اور قصوں پر اعتراض نہ کیا کرو۔ کیونکہ پووس۔ طمطاؤس کے پہلے خط میں لکھا ہے ”کہانیوں اور بے حد نسب ناموں پر لحاظ نہ کریں۔ یہ سب تکرار کا باعث ہوتا ہے نہ تربیت الہی کا جو ایمان سے ہے“ ۱۔ طمطاؤس باب ۴۔

۳۔ سنو! انجیل متی کی ابتداء میں مسیحؑ کو ابن داؤد اور داؤد کو ابن ابراہیم لکھا ہے۔ متی باب ۱۔ حالانکہ مسیحؑ اور داؤد کے درمیان اور داؤد و ابراہیم کے درمیان پشہا پشت کا فرق ہے۔ بلکہ بقول تمہارے مسیح ابن داؤد ہی نہیں۔

۴۔ سنو! ایصبات کو مارون کی بیٹی کہا گیا (توفا ۱ باب ۵) حالانکہ ایصبات اور زکریا کے زمانہ سے جن کا ذکر تو قانے کیا ہے بہت ہی مدت پہلے مارون مرچکے تھے۔ اور ایصبات اور مارون میں پشت و پست کا فرق ہے.....

بات یہ ہے۔ ناموں میں اشتراک بھی ہوتا ہے۔ دیکھو یوسف اور یعقوب مسیحؑ کے بھائی بھی ہیں۔ اور اُن سے سینکڑوں برس پہلے یوسفؑ اور یعقوبؑ اسحاق نبی کے پوتے اور بیٹے بھی گزرے! پس کیا ممکن نہیں کہ ایک مارونؑ موسیٰؑ کے بھائی ہوں اور دوسرے مریم کے۔

۵۔ سنو! عرب میں اختہ اور اخت کا لفظ وسیع معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ حقیقی بھائی اور ایک ہی پشت کے بھائی پر محدود نہیں۔ دیکھو قرآن:-

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُ صَالِحًا۔ (سیارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۶ آیت ۶۲)

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُ هُودًا۔ (سیارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۵ آیت ۵۱)

حالانکہ صالح اور ہود اپنی اپنی قوم کے حقیقی بھائی نہ تھے۔

اور زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں ازواج کی تاریخ میں صغیہ کے قصے میں لکھا ہے کہ صغیہ بی بی پر جو خیر کے یہود سے تھیں۔ رسول اللہؐ کی اور بیبیوں نے کچھ طعن کیا۔ اور صغیہ نے اُن کے طعن و تشنیع کا تذکرہ اپنے خاوند محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ تو نے کیوں نہ کہا۔ اپنی حارونؑ و عَمِّي مَوْسٰی۔ وَ زَوْجِي مُحَمَّدٌ۔ دیکھو یہاں مارونؑ موسیٰؑ نبی کے بھائی کو اب یعنی باپ کہا ہے حالانکہ بہت مدت پہلے گزر چکے۔ عرب کے لوگ عمدہ تلوار کو اخو ثقیۃ اور بڑے بہادر کو اخو غمرات الثموت کہتے ہیں۔ غرض محتوے بہت تعلق پر اخت کا اطلاق ہوتا ہے۔ مریم صدیقہ

کاہنوں میں پئی۔ اور ذکر کیا کاہن اس کے قریب رشتہ دار تھے۔ اور کاہن بے ریب و تردّد ماروی کے بھائی تھے۔ ایصابات ماروی کی بیٹی مریم کی قریبی رشتہ دار تھی۔ دیکھو تو باب ۱ باب۔ پس کیا تعجب ہے اگر قرآن نے کہہ دیا مریم ماروی کی بہن تھی۔ (فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم ۱۶۶-۱۶۷ء)

۳۲ تا ۳۰۔ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ

مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۚ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ؕ آتَنِي

الْكِتَابَ ۖ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۚ وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا آيِنَ

مَا كُنْتُ ۖ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ

حَيًّا ۚ

كَانَ فِي الْمَهْدِ : یہود علماء بڑے بڑے آدمی تھے۔ حقارت سے کہا۔ یہ کل کا لونڈا ہے اس سے کیا بات کریں۔

آتَنِي الْكِتَابَ : اس سے ثابت ہوا کہ آپ (علیہ السلام) کو نبوت مل چکی تھی۔ کتاب سے مراد توریت ہے۔ توریت کا علم عطا ہوا۔

آيِنَ مَا كُنْتُ : یہ اشارہ ہے اس طرف کہ آپ کو بہت سے ملکوں میں سیر کرنا تھا۔ مصر کنعان۔ کشمیر وغیرہ۔

قصہ لکھا ہے کہ یحییٰ کو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے دعا کرو۔ آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے اچھے ہو۔ مسیح نے کہا کہ میں نے سلامتی کا دعویٰ تو آپ کیا ہے وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مگر تیرے لئے خدا نے سَلَامٌ عَلَيَّ (مریم : ۱۶) فرمایا۔ اس لئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ یہ صوفیاء کا ذوقی لطیفہ ہے۔

(ضمیمہ نمبر ۲۲ قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

۳۶۔ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَنَهُ إِذَا

قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۚ

سُبْحَنَهُ : یہ ایک دلیل ہے کہ بے جرم کو پکڑنا اور مجرم کو چھوڑنا سبحانیت کے

کے خلاف ہے۔ اس میں ابطال کفارہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

۳۸۔ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ، فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ

كَفَرُوا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۳۸﴾

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ، تم میں اگر اس قسم کی بحثیں ہوں کہ خلیفہ اور فلاں کے کیا تعلقات ہیں؟ اور پھر اس پر فیصلہ کرنے لگ جاؤ تو مجھے سخت رنج پہنچتا ہے! تم مجھے خلیفۃ المسیح کہتے ہو۔ میں تو اس خطاب پر کبھی پھولا نہیں۔ بلکہ اپنی قلم سے کبھی لکھا بھی نہیں۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس بیہودہ بحثیں کرنے والے لوگوں کو اپنی جماعت میں نہیں سمجھتا۔ میں تمام جماعت کیلئے دعا کرتا ہوں مگر ایسے لوگوں کیلئے دعا بھی پسند نہیں کرتا۔ ان کو کیا حق ہے کہ تفرقہ اندازی کی باتیں کریں؟ آگ پہلے دیا سلائی سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر آخر کار گھر پھر محلہ پھر شہر کے شہر جلا دیتی ہے۔ ایسے لوگ اگر میری مدد کے خیال سے ایسا کرتے ہیں۔ تو سنی رکھیں کہ میں ان کی مدد پر متوکنا بھی نہیں۔ اگر مخالفت میں کرتے ہیں تو وہ خدا سے جا کر کہیں جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔

سنو! میرا صدیق اکبرؓ کی نسبت یہی عقیدہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ نے خلیفہ نہیں بنایا۔ نہ اس وقت منبر پر لوگوں نے بیعت کی۔ نہ اجماع نے انہیں خلیفہ بنایا۔ بلکہ خدا نے بنایا۔ خدا نے چار جگہ قرآن میں خلافت کا ذکر کیا ہے۔ اور چار بار اپنی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ حضرت آدم کے بارہ میں فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (البقرہ: ۳۱) پھر حضرت داؤد کی نسبت ارشاد کیا یَا دَاوُدَ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ (ص: ۲۷) پھر صحابہ کرامؓ کے لئے فرمایا لَیْسَتْخَلِیْفَتُہُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ (النور: ۵۶) پھر سب کیلئے فرمایا۔ جَعَلْنَاکُمْ خَلِیْفَ فِی الْاَرْضِ (یونس: ۱۵) پس میں بھی خلیفہ ہوا تو مجھے خدا نے بنایا۔ اور اللہ کے فضل ہی سے ہوا۔ جو کچھ ہوا اور اس کی طاقت کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا.....

تہیں چاہیے۔ دنیا کھاتے۔ آپ کھاتے بوی بچوں کو کھلاتے۔ اس سے بچتا تو دوسرے کے نفع اور مخلوق کی شفقت پر خرچ کرتے۔ پھر اس سے وقت بچے تو الحمد للہ۔ لا حول و لا قوۃ۔ استغفار کرو و رود پڑھو۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کرو۔ تمہارے پاس ان لعو کاموں اور باتوں کیلئے وقت کہاں سے آگیا؟ اپنے اخلاق کی کمزوریوں کی اصلاح کرو۔ گندی گالیاں تمہارے منہ سے نہ نکلیں۔ تم میں طمع و حرص نہ

ہو۔ تجارت میں حساب و کتاب رکھو۔ ملازمت میں فرض منصبی کو ایمانداری سے ادا کرو۔ ایک اور بحث بھی ہے کہ مسیح بے باپ تھا کہ نہیں۔ میں کہتا ہوں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کا باپ نہایا نہیں۔ شریعت نے ہمیں اس بات پر مامور نہیں کیا کہ ہم پیغمبروں کے ماں باپوں اور بہن بھائیوں کی تحقیق کرتے پھریں۔ یہ باتیں تمہاری روحانیت میں داخل نہیں۔

ہم نے آج جو کچھ سمجھایا۔ وہ دبدول سے سمجھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سمجھ دے۔ اسی کے قبضہ میں سب کے دل ہیں۔ تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے۔ اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا۔ جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے۔ وہ نہ تو جوان ہے۔ اور نہ اس کے علوم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہیئے لیکن خدا نے تو موسیٰ کے عصا سے جو بے جان لکڑی تھی اتنا بڑا کام لے لیا تھا۔ کہ فرعونیت کا قلع قمع ہو گیا۔ اور میں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں۔ پس کیا عجیب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے لے! تم اختلافات اور تفرقہ اندازی سے بچو!! نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے!!! اللہ سے ڈرو!!! اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہوگا۔

(بدر ۲۴، اگست ۱۹۱۱ء ص ۴)

۴۱۔ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا

يُرْجَعُونَ [۴۱] نَرِثُ الْاَرْضَ: تمام مملکتوں اور جائیدادوں کی ملک پر غور کرنے والے اس آیت پر غور کریں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

۴۲۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّهُ كَانَ

صِدِّيقًا نَبِيًّا [۴۲]

اور بیان کر دے اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ۔ بے ریب وہ راست باز نبی تھا۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۸۸)

وَاذْكُرْ: اس کتاب میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کر دو۔ حضرت ابراہیمؑ کو سہ میں رہتے تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ: آپ بھی اولاد کی طرف سے ناامید تھے۔ ۹۹ سال کی عمر میں



اسحق پیدا ہوئے۔ (تشمیذالاذیان جلد ۹ ص ۴۶۶)

حضرت ابراہیمؑ کی زندگی مومنوں کیلئے نہایت عمدہ اسوہ حسنہ ہے۔ بلحاظ خوراک پوشاک قطع وضع، خصائل فطری، عزت، مقبولیت عامہ، ذکر خیر، اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ اس تمام کامیابی کا گڑ بتایا ہے کہ ابراہیمؑ صدیقی تھا۔ جس کے ادنیٰ معنی راست گفتار کئے ہیں۔ ہر مضبوط کام جس کا نتیجہ عمدہ ہو اسے عرب صدق کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القلوب ۱۲، اپریل ۵، مئی ۱۹۱۰ء)

..... حضرت ابراہیمؑ خدا کے بڑے پیارے بندوں میں ہے اور اپنی ذات میں کمالات کے جامع تھے۔ ہمیں تو ان کے والد کا نام بھی کسی صحیح روایت سے معلوم نہیں۔ پھر بھی ان کی مقبولیت کا یہ حال ہے کہ تمام یورپ۔ تمام امریکہ۔ تمام مسلمان۔ تمام عرب۔ یہودی۔ مجوسی ان کی عظمت کے قائل ہیں۔ کوئی بڑا ہی بد بخت ہو جو منکر ہو۔ بعض اولیاء و انبیاء کو عجیب مقبولیت ہے۔ یہ بھی خدا کی ایک شان ہے۔ سید عبدالقادر جیلانیؒ کو برا کہنے والے بہت کم ہیں۔ ہاں رافضی ہوں تو ہوں۔

سچ بولنا بڑا وصف ہے۔ یہ بڑا ہی کٹھن رستہ ہے۔ آٹھ پہر میں اس بات کی طرف بھی غور کرو۔ کہ تم نے کہاں تک سچ بولا ہے۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ حسن نے زبان پر قابو پایا۔ اس نے بہت سے عیوب پر قابو پایا۔

نبی کے معنی خدا سے خبر پا کر اطلاع دینے والا اور بہت ہی بڑائی والا۔

(بدر ۲۳، اگست ۱۹۱۱ء ص ۴)

۴۳، ۴۴۔ اِذْ قَالَ لَا يَبِيْهُ يٰ اَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا

لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ۚ يٰ اَبَتِ

رَ اِنِّيْ قَدْ جِئْتُكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْ

اَحْدِلْ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝

اب : چچا شمس کی۔ چند ماہ کی۔ مرکزی کی پرستش کی جاتی ہے۔ پھر ان سے اتر کر ان ہیکلوں میں۔

مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ : مسلمانوں میں بھی لوگ "یا شیخ عبدالقادر شئیئاً باللہ" پڑھتے ہیں

یہ باتیں کچھ نفع نہیں پہنچاتیں۔

سَوِيًّا، ہر ایک طرح کی افراط و تفریط سے بچی ہوئی راہ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

ابراہیمؑ نے اپنے باپ کو کہا۔ اے پیارے باپ کیوں بتوں کی پرستش کرتا ہے۔ وہ تو تمہاری دعاؤں کو سنتے نہیں اور تمہاری حالت کو دیکھتے نہیں۔ اور اگر سنتے اور دیکھتے بھی تو تمہاری کچھ بھی حاجت براری نہیں کر سکتے۔ اے میرے پیارے باپ! مجھے تو خدا پرستی کے فوائد کی سمجھ ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ بت پرستی ہمارے تمدنی، اخلاقی وغیرہ میں مضر ہے۔ مگر افسوس تجھے ان باتوں کی خبر نہیں پس تجھے چاہیئے۔ میرا کہا مانی میں تجھے سیدھی راہ بتا دوں گا۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۸۸-۲۸۹)

۴۵، ۴۶۔ يَابَتْ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ رَاۤءَ الشَّيْطَانِ

كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا ۚ يَابَتْ رِئِيۤ اَخَافُ اَنْ يَّمْسَكَ

عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۝۴۷

اے پیارے باپ! نافرمان اور رحمت سے دور شیطان کی فرماں برداری مت کر۔ شیطان تو رحمن جیسے محسن کا نافرمان ہے۔ میرے پیارے باپ بے ریب مجھے تو ڈر ہے کہ تجھے رحمان بھی عذاب دے اور تو شیطان کا ساتھی ہو جاوے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۸۹)

لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا: پہلے آدمی خود بدی کرتا ہے۔ تب خبیث روہیں (شیطان) اس کے یار و آشنا بن جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

۴۷۔ قَالَ اَرَاغِبُ اَنْتَ عَنِ الْهَرْتِ يٰ اَبْرٰهِيْمُ ۝

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَا زَجْمَنَّكَ وَاُحْجِرْنِيۤ مَلِيًّا ۝۴۸

لَا زَجْمَنَّكَ: سنگسار کرنا ترجمہ نہیں۔ بلکہ لَا شَتْمَنَّكَ میں تجھے کالی دوں گا یہاں جو ترجمہ لکھا ہے ٹھیک نہیں۔ کیونکہ یہ معنی صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین نے نہیں کئے۔ ....

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

۴۸، ۴۹۔ قَالَ سَلِّمْ عَلَيْكَ۔ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي۔

إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ۝ وَأَعْتَزَّ لَكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ

دُونِ اللَّهِ وَادْعُوا رَبِّي بِعَسَىٰ إِلَّا أَكُونُ بِدُعَاءِ

رَبِّي شَقِيًّا ۝

ابراہیم نے کہا۔ تجھے بُرے اعتقاد سے سلامتی رہے۔ میری طرف سے تجھے دکھ نہ پہنچے۔ میں تو بہر حال اپنے رب سے تیرے لئے معافی مانگوں گا۔ وہ مجھ پر مہربان ہے اور تم سے اور تمہارے بتوں سے جنہیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو۔ سب سے الگ ہوں اور صرف اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں اور امید ہے کہ جس طرح تم بتوں کو پکار کر پورے کامیاب نہیں ہوتے۔ یقیناً میرا حال ایسا نہ ہوگا۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۸۹۔ ض ۲۹)

قَالَ سَلِّمْ عَلَيْكَ : دیکھو کیا شستہ زبانی اور خوش بیانی ہے۔ باوجود مباحثہ کے ایک

دوسرے کا ادب ملحوظ رہا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

۵۰، ۵۱۔ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

وَحَبْنَاهُ إِشْحَقَ وَيَعْقُوبَ، وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝

وَحَبْنَا لَهُمْ مِنْ ذُرِّيَّتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ

صِدْقٍ عَلَيْنَا ۝

لَمَّا اعْتَزَلَهُمْ : ملک شام میں چلے گئے۔ ان سے الگ ہو گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

پس جب ابراہیمؑ ان لوگوں سے۔ اپنے بُت پرست باپ اور اپنی بُت پرست قوم اور ان کے بتوں سے الگ ہوا تو اسے اللہ تعالیٰ نے نبی بیٹا اسحقؑ جیسا اور نبی پوتا یعقوبؑ جیسا عطا فرمایا۔ اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اتنے انعامات بخشے جن کے بیان کی حاجت نہیں۔ کیونکہ ابراہیمؑ خاندان کے کے برکات ظاہر ہیں۔ تمام دنیا کے لوگ انکی مدح اور ثناء کرتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۹)

چونکہ آپ نے خدا کیلئے ایسا کیا اس لئے اللہ نے اس کے عوض میں وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَ  
يَعْقُوبَ یعنی حضرت اسحاقؑ و حضرت یعقوبؑ ایسے برگزیدہ دئے اور سخت بیانی کے مقابل پر جَعَلْنَا  
لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا فرمایا۔ یعنی ان کا ذکر جمیل دنیا میں کر دیا۔

(بدر ۲۴، اگست ۱۹۱۱ء ص ۴)

۵۲۔ وَ اِذْ كُزِّيَ الْعِصْبُ مُوسٰى رَاٰنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا

وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝۵۲

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولادِ ابراہیم میں حضرت موسیٰؑ سے خصوصیت کے ساتھ  
مشابہت ہے۔ اس لئے ان کا ذکر خاص غور کے قابل ہے۔ قرآن مجید میں کئی جگہ اس مشابہت کا ذکر  
فرمایا۔ مثلاً رَسُوْلًا شَهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (زل ۱۶) شَهِدَ شَهِدًا  
بَنِي اِسْرٰٓءِیْلَ عَلٰی مِثْلِهِ فَاَمَنَ وَ اَسْتَكْبَرْتُمْ (احقاف: ۱۱) اَنْ یُّوْتٰی اَحَدٌ مِّثْلَ مَا  
اُوْتِیْتُمْ (آل عمران: ۷۴)

وَ اِذْ كُزِّيَ: اس کتاب (قرآن شریف) میں حضرت موسیٰؑ کا ذکر لوگوں کو سناؤ۔  
اس مشابہت کا ذکر اس لئے فرمایا تا عیسائی و یہودی اپنے مانے ہوئے رسول حضرت موسیٰؑ کے  
معیارِ صداقت پر اس نبی کو پرکھ لیں۔

كَانَ مُخْلَصًا: حضرت نبی کریمؐ کے اخلاص کا ذکر بھی ایک جگہ فرمایا ہے دَنَا فَتَدَلَّى  
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی (نجم: ۱۰۶)

عرب میں ایک رسم ہے۔ جو دو دوست بننا چاہتے ہیں تو عمائد کو جمع کر کے اپنی اپنی کمانیں ملا تے  
اور اس میں ایک تیر رکھتے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ جو تمہارا دوست۔ ہمارا دوست۔ جو تمہارا  
دشمن وہ ہمارا دشمن۔

جناب الہی سے بھی تعلقاتِ اخلاص ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسے مخلصین کیلئے خدا تعالیٰ حدیثِ  
قدسی میں فرماتا ہے کہ اے ابنِ آدم۔ اگر تو میری طرف چل کر آئے۔ تو میں دوڑ کر آؤں۔ میں نے کہیں نہیں  
دیکھا کہ کوئی مخلص دنیا میں بھی ایسی مشکلات میں پڑا ہو جس کا انجام اس کے حق میں بُرا ہو۔

(ضمیمہ اخبارِ بدیعِ قادیان ۳۰، اپریل ۵، مئی ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَ  
قَرَّبْنَاهُ نَجِيتًا ۝

الْأَيْمَنِ : بائیں ۔ برکت والی ۔  
نَجِيتًا : بلند مقام پر پہنچنے والا ۔ محبت و پیار کی محنتی باتیں کہیں ۔  
( اس قرآن مترجم پر ایک حاشیہ ہے اس کو میں نے کاٹ دیا ہے ۔ کیونکہ اس مترجم کو یہ وہم  
ہوا ہے کہ کلام بغیر وساطت فرشتہ ہوئی ۔ حالانکہ سب سے اعلیٰ وحی وہی ہے جو فرشتوں کے ساتھ ہوں  
نَا کا لفظ جب ہوتا ہے کہ فرشتے ساتھ ہوں (ضمیمہ اخبار بدلتاویان ۳۰ اپریل ۵/ مئی ۱۹۱۰ء)

۵۴۔ وَوَحَّيْنَاكَ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ

نَبِيًّا ۝  
اَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا : اخوت خاص برکات کا موجب ہوتی ہے ۔ جن کے بھائی نہیں ہوتے  
خواب میں ان کے بازو کٹے ہوئے ہوتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ کے بعض فیضان جماعت و اخوت کے ساتھ خاص  
ہیں کہ بغیر اس اخوت کے وہ نازل ہی نہیں ہو سکتے ۔ ہمارے حضرت صاحب بھی کئی مخلصین کو انجی کر کے  
لکھتے ہیں ۔ (ضمیمہ اخبار بدلتاویان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۵۵، ۵۶۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ

صَادِقًا وَاعْتَدُوا كَانَتْ رُسُلًا نَبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ  
أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ ۝ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ

مَرْضِيًّا ۝

فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ : جو وادِ غَيْرِ ذِی زَرْعٍ ۔ بچنے کی امید بھی نہ

رکتہ حق۔

(تشیخ الاذیان جلد ۹ ص ۴۶۶)

صَادِقَ الْوَعْدِ : یہاں ایک روایت لکھی ہے۔ کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میں آتا ہوں  
آپ یہاں ٹھہرو۔ آپ نے کہا۔ اچھا۔ ایک سال تک کھڑے رہے۔ یہ جھوٹی روایت ہے۔ کیا وہ نمازیں  
نہیں پڑھتے تھے۔

کَانَ يٰمُرْ اَهْلَهُ ، اِيک اور جگہ فرمایا ہے وَاضْطَبِرْ عَلَيَّهَا (ظہ: ۱۳۳) مطلب یہ ہے کہ قسم قسم کے پیرایوں میں کہتا ہی چلا جاوے۔ (ضمیمہ اخبار بیدار قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۵۷-۵۸- وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدْرِيسَ ۚ رَاٰهُ كَانَ

وَمَرْيَمًا نَبِيًّا ۖ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝

اِذْ يَسْ : آپ کا دوسرا نام خنوک ہے۔ حضرت نوحؑ سے پہلے ہوئے تھے۔ یہود و اہل کے پہلے خط کے ۴ آیت میں الی کا ذکر ہے۔

رَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا: ہم نے عظیم الشان رفعت (مرتبہ) دی تھی۔

(ضمیمہ اخبار پیدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

٥٩ - اُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ

مِنْ ذُرِّيَّتِهِ آدَمَ، وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ، وَمِنْ

ذُرِّيَّتَهُ إِيزَاقَ وَيَسَاقَ وَإِسْرَآءِيلَ، وَبِمَنْ هَدَيْنَا

وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ

خَرُّوا سُجَّدًا وَبُحِيًّا ﴿٥١﴾

سُجَّداً: قرماں برداری کیلئے گرتے ہیں۔

ایک عجیب کہانی حضرت ایساؑ کے متعلق لکھی ہے۔ کہ ملک الموت سے کہا کہ جان نکال کر دکھاؤ چنانچہ اس نے ایسا کیا۔ خود آپ بہشت میں گئے۔ پھر واپسی سے انکار کر دیا۔ ایسی کہانیاں یہودیوں



کی شرارت سے غالباً اسلامی تفاسیر میں داخل ہوئی ہیں (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۹، مئی ۱۹۱۰ء)

۶۰۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ

وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غِيَاً ۝

پھر ان کے بعد ایسے جانشین پیدا ہوئے جنہوں نے عبادت الہی کو ترک کیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے۔ جلدی وہ سزا کو پہنچیں گے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۹)  
خَلْفٌ: (آل کے سکون کے ساتھ) گندے پیچھے آئیوالے۔ خَلَفَ (آل کی فتح کیساتھ) نیک لوگ پیچھے آئیوالے۔

غِيَاً: جہنم کا نام ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۹، مئی ۱۹۱۰ء)

۶۱۔ جَنَّتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَنُ عِبَادَهُ

بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًا ۝

مَأْتِيًا: آنے والا۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۹، مئی ۱۹۱۰ء)

۶۲۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا

مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝

الْجَنَّةُ: اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ ارض مقدس کے مالک مسلمان ہوں گے۔  
(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۹، مئی ۱۹۱۰ء)

۶۵، ۶۶۔ وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهُ مَا بَيْنَ

أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ ۚ وَمَا كَانَ

رَبُّكَ نَسِيكَ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا  
فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ. هَلْ تَعْلَمُ لَهُ

سَمِيًّا ﴿٦٦﴾

نَتَنَزَّلُ، اس کا فاعل ۱۔ مومن ہیں بہشت میں داخل ہونے کے وقت یا ۲۔ جبرائیل یا مسلمان کا نزول ہے اس ملک میں۔

إِصْطَبِرْ: عبادت پر استقامت کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

سَمِيًّا: ہم نام۔ ولد۔

حضرت جبرائیل سے ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ تم ہر روز کیوں نہیں آتے۔ تو انہوں نے حسب حال یہ آیت پڑھ دی۔ مَا نَنْتَزِلُ إِلَّا مِنْ أَمْرِ رَبِّكَ۔ اب بعض مفسرین نے اس سے یہ سمجھ کر یہ خاص جبرائیل کیلئے ہی ہے۔ مشکلات میں پڑے ہیں۔ یہ طریق تفسیر ٹھیک نہیں۔ اس رکوع میں تو جنتیوں کا ذکر ہے۔ وہی کہتے ہیں کہ ہم جنت میں اللہ کے حکم سے ہی پہنچے ہیں۔ (بدر ۲۴ اگست ۱۹۱۱ء ص ۷)

۶۷۔ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ مَرَّذَا مَا مِثْلُ لَسَوْفَ أَخْرَجُ

حَيًّا ﴿٦٨﴾

الْإِنْسَانُ: وہ انسان جو قیامت کا منکر ہے ایسا کہتا ہے۔ بعض انسان اپنے افعال سے ظاہر کرتے ہیں کہ مَرَّكَحٍ اٹھنے کا خیال ان میں بہت کمزور ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

اگر کامل یقین ہو کہ فلاں بات کا یہ نتیجہ ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ انسان فکر مند نہ ہو۔ برسات آنے والی ہو تو سب کو لپاٹیوں کا فکر پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر لوگ بیچ بونے کی تیاریاں (باوجود ان خوفوں کے کہ کھیتی شاید ہویا نہ ہو پھر اسکے بعد ٹھانی یا کھانی نصیب ہویا نہ ہو) کر لیتے ہیں۔ امتحان قریب ہو تو لائق سے لائق لڑکا کچھ نہ کچھ تیاری کر لیتا ہے۔ یہ اس لئے کہ اسے یقین ہوتا ہے۔ کل امتحان ضرور ہوگا۔ تو پھر اگر قیامت کا یقین پیدا ہو تو انسان کیوں گناہ اور لوگوں کی حق تلفیاں اور اکل مال با باطل کرے

ایسے ایسے بُرے کام کس کے وہ زبانی حال سے جتنا ہے۔ کہ اسے یوم الحساب کا یقین نہیں۔ اگر یقین ہو تو اس کے متعلق تیاری بھی کرے۔ اس کے بعد ایک دلیل بیان کرتا ہے کہ انسان کچھ نہ تھا۔ ہم نے اسے اپنی صفت ربوبیت کے ماتحت بتدریج اس حالت میں پہنچایا جو پورا ثبوت ہے اس بات کا کہ ہم اسے پھر اٹھائیں گے اور حسبِ اعمال جنت یا دوزخ میں پہنچائیں گے۔ اس کی تفصیل فرماتا ہے کہ متقیوں کو پچائیں گے اور ظالموں کو دوزخ میں بھجوائیں گے۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ ظاہری دکھلاوے کا ساز و سامان کہاں تک کسی کے کام آئیوا لا ہے یہاں تک کہ اس دنیا میں بھی یہ چیزیں ان کو حقیقی عزت نہیں دے سکیں۔ ایک شخص نے مجھ پر اعتراض کیا کہ آپ کے قرآن میں نمرود۔ حضرت ابراہیم کے مقابل کا ذکر ہے۔ حالانکہ وہ کوئی شخص نہیں ہوا۔ میں نے کہا یہی تو اعجاز قرآنی ہے کہ اس مد مقابل کا نام نہیں لیا۔ گویا بتلادیا کہ یہ ایسا بے نشان کیا جاوے گا۔ کہ ایک زمانہ میں اس کی ہستی سے بھی انکار کیا جائے گا۔ اس کے خلاف حضرت ابراہیمؑ کو دیکھ لو کہ مجوس۔ عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان۔ سب ہی اس کا نام عزت سے لیتے ہیں۔ اور اس کی اولاد تمام روئے زمین پر موجود ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی پانچ بار تو چھتوں پر آواز بلند پکارا جاتا ہے۔ اور پھر کس عزت کے ساتھ۔ مگر کیا کوئی عقبہ، ربیعہ، شیبہ ابو جہل اور پھر امام حسینؑ کے مقابل زیند کی اولاد ہونے کی طرف بھی اپنے تئیں منسوب کرتا ہے؟ یاد رکھو! آرام کی زندگی کیلئے یہ چالاکیاں۔ یہ ساز و سامان کی حرص مفید نہیں۔ بلکہ قرآن مجید کی سچی فرمانبرداری کرو۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے جس باغ میں میں رہتا ہوں۔ اگر لوگوں کو خبر ہو جاوے تو مجھے بعض دفعہ خیال گزرتا ہے کہ میرے گھر سے قرآن نکال کر لے جاویں۔ مسلمانوں کے پاس ایسی مقدس کتاب ہو اور پھر وہ تکالیف میں مشکلات میں پھنسے ہوں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(بدھ، جولائی ۱۹۱۰ء ص ۱)

۶۸، ۶۹۔ اَوَّلَآئِكَ كُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ

وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۖ فَوَرَّيْكَ لَنَحْشُرَنَّهٗمُ وَالشَّيْطٰنِ

ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهٗمُ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًا ۖ

فَوَرَّيْكَ : وہ رب جس نے تم کو عدم سے وجود دیا۔ پھر نیست کر کے وجود میں لا سکتا ہے۔ ربوبیت الہی کا تقاضا ہے۔ کہ جو ناقص رہ گیا ہے۔ وہ کامل ہو

اور جو کامل ہو گیا۔ وہ ترقی کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)  
 حَوْلَ جَهَنَّمَ: اس سے ثابت ہے کہ الان الہ سے مراد وہی انسان ہے جو منکرانِ قیامت  
 و خدا ہیں۔ دنیا میں بھی کوئی بدکار سکھ نہیں دیکھا گیا گویا یہاں بھی یہ گروہ حَوْلَ جَهَنَّمَ ہی ہے۔  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۷۰۔ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ

عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا ۖ

عِتِيًّا: متمرّد۔ سرکش احکام نہ ماننے والے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۷۱، ۷۲۔ وَإِنْ مِنْكُمْ لَوَادِدُهُمْ، كَانَ عَلَى رَبِّكَ

حَسْمًا مَقْضِيًّا ۖ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ

الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثًّا ۖ

وَإِنْ مِنْكُمْ لَوَادِدُهُمْ: مِنْكُمْ کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اِذَا مَا مِثُّ  
 ... الخ یہ غلط ہے کہ متقی بھی دوزخ میں جائیں گے۔ جیسا کہ ایک جگہ فرمایا ہے۔ يَوْمَ نَخْشِرُ الْمَشِيقِينَ  
 إِلَى الرَّحْمَنِ وَفَدًّا وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَى جَهَنَّمَ وَرِثًا (مریم: ۸۶، ۸۷) یہاں  
 تمیز کر دی۔ پھر فرمایا۔ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهُمْ مُبَعَدُونَ  
 لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ (انبیاء: ۱۰۲) یعنی  
 یعنی متقی تو دوزخ کی بھنبھاٹ تک نہ سنیں گے۔ إِنَّ مِنْكُمْ سے یہ مراد ہے۔ کہ اے منکرانِ قیامت!  
 تم سب دوزخ میں جاؤ گے۔ ثُمَّ نُنَجِّي سے یہ مطلب ہے۔ کہ پھر ہم تمہیں ایک اور بات بتائیں۔ وہ  
 یہ کہ متقی نجات پائیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۷۵۔ وَكَمْ أَهْلَ عَنَّا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ

أَلْمَثَلِ شَائِرًا ۖ

اَنَّا، گمراہ اسباب۔

۸۰۔ كَلَّا، سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ

مَدًّا ۖ

سَنَكْتُبُ، ہم محفوظ رکھیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۸۱۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّا اَرْسَلْنَا الشَّيَاطِیْنَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ

تَوۡذٰهُمۡ اَزۡا ۖ

کچھ علم انسان آنکھ کے ذریعے سے حاصل کرتا ہے۔ کچھ کان کے ذریعے۔ کچھ ناک کے ذریعے۔ کچھ لمس کے ذریعے لیکن ایک علم ان حواس خمسہ کے علاوہ کسی اور ذریعے سے حاصل ہوتا ہے جو بہت ضروری ہے۔ اور جس کی تڑپ انسان کی فطرت میں ہے۔ مگر حواس ظاہری اس کے حصول کی راہ میں رہ جاتے ہیں۔ انبیاء نے ایسے حواس پائے ہیں جو دوسری دنیا کے حالات سے ہمیں آگاہ کریں۔ شیاطین ان باتوں کو نہیں مانتے اور دوسروں کو بھی اس پاک گروہ کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ: کیا تم یہ بھی جانتے ہو۔

تَوۡذٰهُمۡ: اُکساتے۔ اُبھارتے۔ اغراء۔

عَلٰی الْکٰفِرِیْنَ: پہلے انسان اپنے اندر کفر کی حالت پیدا کرتا ہے۔ پھر شیطان اس پر آتا

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

ہے۔

۸۲، ۸۳۔ یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفَدًّا ۖ

وَنَسُوۡقِ الْمُجْرِمِیْنَ اِلَی جَهَنَّمَ وَّزَدًّا ۖ

وَفَدًّا: جیسا کہ بادشاہ کے پاس ایچی آتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۸۸۔ لَا یَمْلِکُوۡنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنۡدَ

الرَّحْمٰنِ عَہۡدًا ۖ

مَنْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا : دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ کہ ۲۵ پارہ سورۃ زخرف اخیر رکوع میں وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (زخرف: ۲۷) یعنی وہ شفیع ہوگا۔ جو آجکل حق کی گواہی دے رہا ہے۔ اور اسے سب جانتے ہیں یعنی سیدنا محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۰، ۸۹۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ۚ لَقَدْ

جِئْتُمْ شَيْئًا زَادًا ۝۱۰

اِذَا : پنجابی لفظ ایڈا غالباً اسی سے نکلا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۱۔ تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ

وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًا ۝۱۱

قریب ہے کہ آسمان چور چور ہو جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ذرہ ذرہ ہو کر گر پڑیں کہ وہ رحمان کا بیٹا پکارتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۷۱)

تَكَادُ السَّمَوَاتُ : یہ پیشگوئی ہے اور ایسے زلازل اس زمانہ میں یسوع پرستوں کے جزائر پر بالخصوص آئے۔

هَدًا : سخت۔ آسمان سے وہ عذاب ہے جو اٹل ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

اسی طرح مشنری عیسائی بڑی بد اخلاق قوم ہے۔ کوئی خلق ان میں ہے ہی نہیں۔ ایک شخص نے کہا۔ انکی تعلیم میں تو اخلاق ہے۔ اور ایک نے کہا۔ ان میں بڑا خلق ہے۔ اب کہنے والے نادان ہیں۔ ان کے ہاں ایک عقیدہ ہے۔ نبی معصوم کا جس کے یہ معنے ہیں ایک ہی شخص دنیا میں ہر عیب سے پاک ہے۔ باقی آدم سے لے کر کل انسانی گنہگار اور بدکار ہیں۔ ان لوگوں نے یہاں تک شوخی سے کام لیا ہے کہ حضرت آدمؑ کے عیوب بیان کئے ہیں۔ پھر حضرت نوحؑ کے حضرت ابراہیمؑ کے۔ حضرت موسیٰؑ کے



الغرض جس قدر انبیاء اور راست باز انسان گزرے ہیں۔ ان کے ذمہ چند عیوب لگائے ہیں۔ پھوٹاری سرکار ہے۔ احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو ان کو خاص تقار ہے اور دھت ہے انکو گالیاں دینے کی۔ باوجود اس گندہ دہنی کے پھر بھی ایسے لوگوں کو کوئی بڑے اخلاق والا کہتا ہے؟ اس کی غیرت دینی پر افسوس! ایک شخص تمہارے پاس آتا ہے۔ اور تم کو آکر کہتا ہے۔ میاں تم بڑے اچھے بڑے ایمان دار۔ آئیے تشریف رکھئے۔ باپ تمہارا بڑا ڈوم، بھڑوا، کنجر، بڑا حرام زادہ، سوراڈا کو بد معاش تھا۔ تم بڑے اچھے آدمی ہو۔ اور ساتھ ساتھ خاطر داری کرتا جائے۔ تو کیا تم اس کے اخلاق کی تعریف کرو گے؟

تم جہاں کے ہادیوں کو جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زیادہ بیان کی جاتی ہے۔ اور میرا تو اعتقاد ہے کہ ان کو کوئی نہیں گن سکتا۔ بدکار، گنہگار کہنے والا، ایک شخص کی ضرورت خاطر داری سے خوش اخلاق کہلا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کی توہتک کرتے ہیں اور تم انکی نرمی اور خوش اخلاقی کی تعریف کرو۔ حد درجہ کی بے غیرتی ہے؟

یہاں تک تو انہوں نے کہہ دیا کہ شریعت کی کتابیں لعنت ہیں۔ پرانی چادر ہیں۔ ان کتابوں کو جو حضرت رب العزت سے خلقت کی ہدایت کیلئے آئیں۔ لعنت کہنا کس خوش اخلاقی کا کام ہو سکتا ہے؟ دیکھو گلاتیوں کا خط کہ اسی میں شریعت کو لعنت لکھا ہے۔ پھر خدا سے بھی نہیں ملے۔ کہتے ہیں۔ اس کا بیٹا ہے۔ (تَكَادُ السَّمُوتُ يَتَفَطَّنَنَّ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخْذُ الْجِبَالُ هَذَا أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا) پھر اس بیٹے پر اس غضب کی توجہ کی ہے۔ کہ اپنی دعائیں بھی اسی سے مانگتے ہیں۔ بیٹے میں ایمان لانے کے بدوں کسی کو نجات نہیں۔ خدا کسی کو علم نہیں بخش سکتا۔ یہ تو روح القدس کا کام ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ کا۔

غرض اس درجہ بد اخلاقی سے کام لینے والوں کو خوش خلق کہنا محض اس بناء پر کہ جب کوئی ان کے پاس گیا تو مشنری نے انجیل دے دی۔ کسی کو روپیہ دے دیا۔ کسی کی دعوت کر دی۔ حد درجہ کی بے غیرتی ہے۔ ان ظالموں نے ہمارے سب ہادیوں کو برا کہا۔ تمام کتب الہیہ کو برا کہا۔ جناب الہی، اسماء و صفات کو برا کہا۔ اسے سمیع الدعاء۔ علم دینے والا نہ سمجھا۔ پھر اخلاق دینے والے بنے ہیں۔ تو یہ تو یہ! انکے کفارہ کا اتو ہی سیدھا نہیں ہوتا جب تک یہ تمام جہاں کے راست بازوں اور تمام انسانوں کو گنہگار اور لعنتی نہ کہہ لیں۔ ان میں خوش اخلاقی کہاں سے آگئی؟

(الفصل جلد ۶، ۲۳ جولائی ۱۹۱۳ء ص ۱۳۱ کالم ۱)

۹۲ تا ۹۴۔ اَنْ دَعَا الرَّحْمٰنَ وَلَدًا ۱۶ وَمَا يَنْبَغِي  
لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۱۷ اِنْ هُوَ فِي  
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اَتٰی الرَّحْمٰنَ عَبْدًا ۱۸

اور رحمن کو سزاوار نہیں کہ بیٹا اختیار کرے کیونکہ سب جو آسمان و زمین میں ہیں رحمان کے حضور  
بندہ بن کر آئیوالے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۱۱)  
مَا يَنْبَغِي: یہ بات صفت رحیمیت کے مخالف ہے کہ اس کا کوئی ولد ہو۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع القادریان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۷۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ

لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وِدًا ۱۹  
وِدًا: میں نے دیکھا ہے۔ کہ خدا کے لئے جب ہم کسی کو چھوڑتے ہیں تو اور بہتر سے بہتر دیت  
دیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القادریان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۹۔ وَكَمْ اَخْلَعْنَا قَبْلَهُم مِّنْ قَرْنٍ ۝۲۰

تُحِشُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۲۱

رِكْزًا: پاؤں کی آواز۔ صَوْتُ الرِّجْلِ۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع القادریان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

## سُورَةُ طه مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۲- طه □

طه : عربی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کسی بات کی دھت لگ رہی ہو.....  
عربی لٹریچر میں محبوبوں کے حسن و جمال - اپنے اظہار خیال - جتنے کی طاقت - دشمن کی ہلاکت  
کی نسبت بہت کچھ پایا جاتا ہے - اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اللہ کی عظمت - اللہ کی جبروت - اللہ کے  
عجائبات قدرت کا بیان ہوتا ہے -  
( بدر ۲۴، اگست ۱۹۱۱ء ص ۴ )

مومن کیلئے تسلی کی بڑی ضرورت ہے اور تسلی میں نمونہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں - صحابہ کرام اور  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طرف سے دشمن میں گھرے ہوئے تھے - اس حالت میں ان کو حضرت  
موسیٰ کا بیان سنایا جاتا ہے کہ کیونکر وہ دشمنوں سے محفوظ رہے اور آخر کار منظر و منصور ہوئے - اس  
رکوع میں واعظ کے سہارے کا ذکر ہے -

طہ جس کو کسی کام کی دھت لگی ہوئی ہو کہ ضرور ہو جائے اور اس میں وہ کامیاب ہو تو طہ  
کہتے ہیں -  
( ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء )

اس سورۃ میں قبولیت دعا کی تائید ہے -  
طہ : او بڑے آدمی - او حریص ( تحفۃ الاذنان جلد ۹ ص ۴۶۶ )

۳ تا ۶- مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى □

إِلَّا تَذْهِقَ حَمْرًا لِّمَنْ يَخْشَى □ تَنْزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ

الْأَرْضَ وَالسَّمَوَاتِ الْعُلَى □ الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ

اِسْتَوَى □

لِشَّقِي، تُو اور تیرے ساتھی ناکام رہیں۔ ایسا نہ ہوگا۔

تَذَكُّرَةً؛ یاد دلانے والا۔ نصیحت۔ جو کچھ فطرت میں ہے اسے یاد دلانا۔

عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى؛ وہ اپنے تختِ سلطنت پر بے عیب ہو کر قائم ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

اسْتَوَى؛ عدل و حکومت میں نقص نہیں۔ بَلَّغَ أَشَدَّهُ (کمال کو پہنچ گیا۔ علی (سب

پر والی بنے)

ظَهَرَ؛ (غالب ہے) اسْتَقَرَّ (بادشاہت میں نزول نہیں) اِسْتَهْلَى (صفات میں یکتا)

(تشیخ الاذیان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۶۶)

۹۸- وَإِنْ تَجَهَّرَ بِالنَّوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ

وَإِخْفَى ۝ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَاءُ

الْحُسْنٰی ۝

ترجمہ ہے جو اس وقت ہمارے اندر ہے اور اِخْفَى وہ ہے جو آئندہ حالات میں ان کے ارادے ہو سکتے ہیں۔ اور جو خود اس شخص کو بھی معلوم نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے اور پھر مثلاً ایک سال بعد میرے دل میں جو خیال آنے والا ہے

اسے بھی جانتا ہے يَعْلَمُ السِّرَّ وَإِخْفَى (بدر ۲۴ اگست ۱۹۱۱ء ص ۴)

لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی؛ قرآن میں اللہ کیلئے صفات کا لفظ کہیں نہیں آیا۔ اسماء ہی

(بدر ۲۴ اگست ۱۹۱۱ء ص ۴)

فرمایا۔

۱۱۰- وَهَلْ أَشْكُ حَدِيثُ مُوسَى ۝ إِذْ رَأَى نَارًا

فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي

أَرِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجْدُ عَلَى النَّارِ مُدًى ۝

کیا موسیٰ کی بات تجھے پہنچی۔ جب اس نے آگ دیکھی۔ پس اپنے اہل کو کہا۔ مٹھر جاؤ۔ میں نے آگ دیکھی ہے تاکہ میں وہاں سے انگارے لے آؤں یا آگ پر کوئی راہ بتانے والا مجھے مل جاوے۔ پس جب اس کے پاس آیا۔ پکارا گیا۔ اے موسیٰ یقیناً میں تیرا رب ہوں.....

اس آیت سے صاف واضح ہے کہ آگ خدا نہیں اور نہ آگ سے ندا آئی۔ بلکہ ندا کرنے والے نے تو یہ کہا کہ — بُوْرَكَ مَنْ فِي النَّارِ (النمل: ۹)

یعنی آگ میں اور اس کے ارد گرد والے کو برکت دی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ تو جہانوں کا اور ان سب اشیاء کا جی سے اس کا علم آتا ہے۔ جن میں آگ بھی ایک ہے۔ پالنے والا ہے..... جناب موسیٰ علیہ السلام نے آگ سے باتیں نہیں کیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے صرف اللہ تعالیٰ کی آواز سنی۔ محیط الکل اللہ تعالیٰ نے ہرگز آگ میں حلول نہیں فرمایا..... اسی قصہ میں دوسری جگہ فرمایا۔

إِنِّي أَنشَأْتُ نَارًا تَلْعَلِيْ أَتِيْنَكُمْ مِنْهَا خَبِرٌ أَوْ جَذْوَةٌ مِنَ النَّارِ تَلْعَلْكُمْ تَصْطَلُونَ (قصص: ۳۰)

میں نے آگ دیکھی ہے تاکہ میں تمہارے پاس اُس کی کوئی خبر لاؤں یا آگ کی کوئی چنگاری لاؤں تاکہ تم تاپو۔

آیات کا منشاء صاف ظاہر ہے۔ اصل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر جاتے ہوئے راستہ میں رات کے وقت آگ دکھائی دی۔ اور آگ کے دیکھنے کے بعد ان کو وہ خواہش پیدا ہوئی جو ہمیشہ سمجھلے اور عقل مند مسافروں کو پیدا ہوا کرتی ہے۔ راستہ میں آگ جلانا پہاڑی ملکوں کا دستور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سفر میں رات کے وقت سردی کا موسم پیش آیا۔ اس پر راستہ بھول گئے۔ وہ آگ کو دیکھا۔ اسے دیکھ کر ساتھ والوں کو فرمایا۔ تم لوگ مٹھرو۔ میں تمہارے لئے آگ سلگا لانا ہوں۔ تاکہ تم اسے سردی میں تاپو۔ اور وہاں جا کر کسی سے راستہ کا پتہ بھی لوں گا.....

قرآنی کریم میں صاف لکھا ہے آگ اللہ تعالیٰ کی فرماں بردار اور اس کے حکم کے ماتحت ہے اور یہ بھی قرآن نے لکھا ہے کہ مخلوق کی عبادت جائز نہیں غور کرو۔

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيْمَ ﴿۵۴﴾ أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ۚ أَأَنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ - نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذَكُّرًا وَرَمَاءً لِلْمُقَوِّينَ - (الواقعة: ۵۴، ۵۵)

اور مخلوق کی نسبت حکم ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ - لَا تَسْجُدُوا  
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ  
تَعْبُدُونَ - (خم السجدة ۳۸)

..... سورۃ قصص کی اس آیت میں جس میں یہ قصہ مندرج ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ  
آواز جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا تھا۔ آگ سے نہیں آئی۔ بلکہ ایک درخت کی طرف سے وہ  
آواز سنائی۔ چنانچہ اس میں فرمایا ہے۔

فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ  
الشَّجَرَةِ أَنْ يَمْوَسَّىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ - (القصص: ۳۱)

..... اگر ہم مان لیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ سے آواز سنی مگر یہ تو پھر بھی نہیں ہو سکتا کہ ہم  
مکذّب کی طرح کہیں کہ آواز دینے والی خود آگ ہی تھی..... آگ کا غیر ناطق۔ غیر متکلم جز ہونا صاف  
گو اہی دیتا ہے کہ وہ کلام آگ کا نہ تھا بلکہ کسی اور کا کلام تھا.....

سنو۔ ہم کو جب الہی آواز کان میں پڑے گی تو ضرور ہے کہ اگر وہ ہم کسی موجود۔ مخلوق کے  
سامنے کھڑا ہے۔ تو اسی چیز سے یا ہم کے قلب سے اس کو وہ آواز سنائی دے گی۔ اس میں شبہ  
ہی کیا ہے؟ مشاہدہ فطرت سے عیاں ہے۔ پر دیکھنے والی آنکھیں بھی ہوں۔ اگر ہم مان لیں کہ آگ  
سے وہ آواز سنائی دی۔ پھر بھی وہ آواز آگ کی کیسے ہو سکتی ہے۔ مثلاً ہم دیوار یا کسی جڑھ پدارتھ  
کے پاس ایسے جنگل میں جہاں کوئی بولنے والا نہ ہو۔ کوئی کلام سنیں۔ تو کیا ہم یہ کہہ دیں گے کہ دیوار بول  
رہی ہے۔ یہ یقینی امر ہے۔ کہ جو آگ جناب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی تھی وہ عنصری آگ نہ تھی۔ بلکہ  
عالم مثال کی ایک کیفیت تھی اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی کشفی آنکھ نے اُسی نور الانوار کی زبردست تجلّی  
کو دیکھا۔ (تصدیق برائین احمدیہ ص ۱۵۲ تا ۱۵۵)

حَدِيثُ: شَرِيعَتُ

اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى، اس آگ پر جو لوگ ہیں۔ شاید وہ میری راہنمائی کریں جب  
ہم پرانی تاریخ دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی کو مقابلہ کرنا منظور ہوتا۔ تو وہ جہانی کرتا اور  
اپنے دوستوں کو مدعو کر کے اپنے خطرے سے آگاہ کرتا۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ پہاڑیوں پر بہت سی  
آگ جلا دیتے

میان دو کس جنگ جہاں آتش است



پھر بات بڑھی تو بارود وغیرہ بھی آگ ہی ہے۔ پھر رسولوں کے اعداء کیلئے جہنم آگ ہی ہے حضرت موسیٰؑ کو ایک تجلی ہوئی۔ جس کا یہ معنی تھا کہ تم کو اور تمہاری قوم کو کچھ لڑائیاں پیش آئیں گی اور یہ قصہ نبی کریمؐ کو سنایا کہ آپ کو بھی آگ (جنگ) سے واسطہ پڑے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

موسیٰ کے معنی جس سے ہمدردی کی جائے۔ اسی واسطے اس کے ساتھ ہمدردی کرنے والے کو آسی کہا گیا ہے۔ .... امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو مخالفت و مقابلہ کا پیش آنا ضروری ہے اور تمام دنیا میں ایک جنگ ہے۔ پھیلیوں کے حالات طعمو۔ پرندوں پر نظر کرو۔ کس طرح ایک دوسرے کو شکار کرتے ہیں۔ انسان کے پیٹ میں روٹی نہیں پہنچتی۔ جب تک کٹی جنگلیں نہ ہوں۔

حضرت موسیٰؑ کو آگ دکھائی گئی جس میں یہ اشارہ تھا کہ جنگوں کے بغیر کامیابی نہ ہوگی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمتہ للعالمین تھے۔ جنہوں نے تیرہ برس تک بڑے ضبط و استقلال کیساتھ صبر کیا۔ ان کو بھی بتایا گیا کہ آپ کو جنگ کرنے پڑیں گے۔ (بدر ۲۲، اگست ۱۹۱۱ء ص ۴)

۱۳۔ اِنِّیْ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ بِاَلْوَادِ

الْمُقَدَّسِیْنَ طُوٰی ۝۱۳

اَخْلَعْ نَعْلَیْكَ، بعض لوگوں نے یہ مراد لی ہے کہ فرمایا کہ جوتی اتار دو۔ اگر جوتی پاک بھی ہوتی ہے۔ اس کا جواب ہے کہ گدھے کے چمڑے کی تھی۔ یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ حالت کشفی تھی۔ نعلین سے بیوی اور بچے مراد ہیں۔ کہ اس وقت ہم سے ہم کلامی ہوتی ہے گویا فرمایا بیوی بچے کا خیال چھوڑ کر بالکل ہماری طرف آجاؤ۔ چنانچہ اسی محاورے کے مطابق روحانی نفسانی تعلقات کے بارے میں ایک کتاب خلع النعلین لکھی گئی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۱۶۔ اِنَّ السَّاعَةَ اَتَتْکَ ۚ اَکَادُ اُخْفِیْہَا لِتُجْزِیْ کُلَّ

نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی ۝۱۶

تحقیق وہ گھڑی آنے والی ہے قریب ہے میں اسے ظاہر کر دوں۔ تو کہ ہرجی اپنے کئے کا بدلہ پائے۔ یہ معنی بالکل صاف اور صحیح ہیں۔ ان میں کسی قسم کا اخفا نہیں ہے۔ اور نہ ان معنوں پر کچھ اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی کہے اُخْفِیْہَا کا مادہ ہے خفی۔ اس کے معنی ظاہر کروں کیسے ہوئے تو اسے زبان عرب میں غور کرنا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ خفی کا لفظ متضاد معانی رکھتا ہے۔ اب خفی بمعنی ظاہر ہوا کا محاورہ سنو۔ خَفِيَ الْبَرْقُ خَفَوًا وَخَفَوًا اَي لَمَعَ عَنِ الْبَرْقِ کے معنی ہیں بجلی چمکی۔ خَفِيَ الشَّيْءُ اَي ظَهَرَ عَنِ خَفِيزِ ظَاهِرِ ہوئی۔ خَفِيَ الْمَطَرُ النَّافِقُ عَنِ مِثْنِہِ نے چوہے کے چھپے بل کو ظاہر کر دیا۔ اگر خفی بمعنی چھپا کے لیں۔ تو بھی وہی ترجمہ جو میں نے کیا ہے صحیح ہے کیونکہ اُخْفِیْ مزید علیہ مجرور مادہ خفی کا ہے۔ اور اُخْفِیْ افعال کا باب ہے جو کبھی سلب کے معنی دیتا ہے۔ یعنی مادہ مجرور کے معنی کو دور کر دینا۔ دیکھو اَشْعَيْتُ میں نے شکوہ دور کیا۔ اَشْكَلْتُ میں نے مشکل کو دور کیا۔ طَاقٌ يَطِيقُ مُجْتَدًا بمعنی برداشت کرتا ہے۔ اور اَطَاقُ يَطِيقُ مَنِئِدًا بمعنی برداشت نہیں کرتا۔ اسی طرح خَفِيَ کے معنی ہیں چھپا۔ اُخْفِیْ ماضی کے معنی ہیں ظاہر کیا۔ اور اُخْفِیْ مضارع کے معنی ہیں ظاہر کروں گا۔

ایک اور دلیل جو نہایت صفائی سے اس ترجمے کی صحت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے اَكَادَ کے معنی ہیں "میں ارادہ کرتا ہوں" قرآن میں دوسری جگہ بھی یہ محاورہ موجود ہے كَذَلِكَ كَذَبَ لِيُؤْسَفَ (سیپاہ ۱۳۔ سورہ یوسف: ۳۷) یعنی ایسا ہی ہم نے یوسف کیلئے ارادہ کیا۔ اور عرب کا محاورہ ہے لَا أَفْعَلُ وَلَا أَكَادُ۔ نہ میں کرتا ہوں اور نہ میرا ارادہ ہے پس اَكَادُ اُخْفِیْہَا کا ترجمہ ہوا۔ میں ارادہ کرتا ہوں اُسے ظاہر کر دوں۔

(فصل الخطاب (طبع ثانی) حصہ اول ص ۱۴۲ نیز بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

اَكَادُ اُخْفِیْہَا : ایک پادری نے اُخْفِیْ کے معنی چھپانے کے لے کر ایک مولوی پر اعتراض کیا ہوا تھا۔ میں بھی وہاں پہنچا۔ میں نے یہ ترجمہ کیا۔ قریب وہ زمانہ ہے کہ اس کے خفاء کو ہم دور کر دیں۔ خَفِيَ کے معنی چھپنے کے ہیں اُخْفِیْ کے معنی خفا دور کرنے کے ہیں۔ (باب افعال سے جو بمعنی سلب آتا ہے) جیسا اُخْفِیْ الْبَرْقُ لَمَعًا۔ حضرت موسیٰ کو جب علم حاصل ہوا کہ رٹائی ہوگی۔ تو اس کی فکر پڑی۔ خدا تعالیٰ اس میں کامیابی کا راہ بتاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۱۹۔ قَالَ هِيَ عَصَايَ. اَتَوَكَّلُ عَلَيْهَا وَاَحْشُ بِهَا

## عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَّ فِيهَا مَا رُبُّ أُخْرَىٰ ۝۱۹

قَالَ هِيَ عَصَايَ، محبوب سے بات کرنے میں لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے تطویل کی۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کے حق میں فرمایا۔ ہم تجھے گندہ بناتے رہے..... انبیاء کو بہت مجاہدات کرنے پڑتے ہیں۔ پہلے شہزادہ کی حالت میں پرورش پائی۔ پھر بیابان میں ایک بزرگ کی بکریاں چرانے لگے۔ میرے ایک استلوغے عبدالقیوم۔ وہ فرمایا کرتے کہ پہاڑوں میں بکریاں چرانا بڑا مشکل کام ہے مضبوط لٹھ رکھنا پڑتا ہے جو شیر اور ریمچ کا مقابلہ بھی کرے۔ پھر بکریوں کو بھی مانگنا پڑتا ہے۔ گویا ایسا آدمی چاہیے جو گرم بھی ہو اور نرم بھی۔ (بدر ۲۴ اگست ۱۹۱۱ء ص ۷)

## ۲۰۔ قَالَ أَلْقَهَا مُوسَىٰ ۝۲۰

أَلْقَهَا يَمْوَسَىٰ: یہ سب کشفی واقعہ ہے۔ گویا یہ دکھایا کہ خدا تعالیٰ تمہیں ایک جماعت دے گا۔ جو تیرے دشمن کی ہلاکت کا موجب ہوگی۔ وہ ایسی مطیع ہوگی جیسے تیری لامٹی اور وہ ایسی خوشنود ہوگی جیسے یہ سانپ

اسلام کو بھی سانپ سے تشبیہ دی اور آپ کے قریہ کو تَأْكُلُ الْقُدَىٰ فرمایا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

## ۲۳۔ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ

## بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ ۝۲۳

وَاضْمُمْ يَدَكَ: حضرت موسیٰؑ کو فرماتا اور نبی کریمؐ کو سمجھاتا ہے کہ تیری بغل میں بھی ایک کتاب ہوگی جو بالکل بے عیب اور فہرہ میں ہوگی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

## ۲۵۔ إِذْ حَبَّ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ أَنَّهُ طَغَىٰ ۝۲۵

طَغَىٰ: حد سے بڑھ گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۲۶ تا ۳۵۔ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿۱﴾ وَيَسِّرْ لِي  
 أَمْرِي ﴿۲﴾ وَاجْلُ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿۳﴾  
 يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿۴﴾ وَاجْعَلْ لِّي ذَرْئًا مِّنْ أَهْلِي ﴿۵﴾  
 هُرُونَ أَخِي ﴿۶﴾ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿۷﴾ وَأَشْرِكْهُ  
 فِي أَمْرِي ﴿۸﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿۹﴾ وَنَذْكُرَكَ  
 كَثِيرًا ﴿۱۰﴾

اے میرے رب میرے سینے کو کھول دے اور میرا امر میرے لئے آسان کر دے اور میری  
 زبان کی گرہ کھول کہ میری بات (تبلیغ احکام الہی) کو سمجھ لیں۔ اور میرے خاندان سے میرے بھائی ہارون  
 کو میرا بوجھ اٹھانے والا بنا۔ اس سے میری پیٹھ کو تقویت دے اور میرے معاملہ میں اسے ساجھی  
 بنا تو کہ ہم مل کر تیرے نام کی تقدیس کریں اور تجھ بہت یاد کریں۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۹)

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي: شرح صدر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرماں برداری کیلئے  
 دل تیار ہو جاوے۔ جس کو انشراح صدر ہوتا ہے۔ اسے اللہ پر ایمان ہوتا ہے۔ ۲۔ ذِکْرُ الْإِلهِ کرتا ہے  
 ۳۔ بہادر ہوتا ہے۔ ۴۔ آنکھ۔ زبان، اعضاء کسی امر لغو کا مرتکب نہیں ہوتا۔ ۵۔ اللہ کی طرف جھکا  
 رہتا ہے۔ ۶۔ مخلوق سے احسان کرتا ہے۔ ۷۔ دانا ہوتا ہے۔ ۸۔ عجز اور کسل کا اس میں نام نہیں ہوتا  
 ۹۔ متوکل علی اللہ ہوتا ہے۔ ۱۰۔ سعی والا ہوتا ہے۔

مومن کو چاہیئے کہ:

و۔ ہدایت کا علم سیکھے اور سکھائے ب۔ شبہات کو دلائل۔ دعا اور تدبیر سے دور کرے۔  
 ج۔ خواہشوں اور شہوتوں میں شیطان کا مقابلہ کرے۔ د۔ زبان، جان، مال سے اللہ کے دشمنوں کا  
 مقابلہ کرے۔

وَاجْلُ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي: عُقْدَةُ اللِّسَانِ کلام میں روانگی نہ ہونے کا نام ہے۔

(ضمیمہ اخبار سبدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي، قبولیت دعا کا ذکر جو اس سورۃ کا منشاء ہے۔ موسیٰ مانگتے ہیں  
نبی کریم کو فرمایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ (تشمید الاذعان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۶۷)

۴۱۔ اِذْ تَمْشِيْ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی مِّنْ  
يَّعْفُلُهُۥٓ. فَرَجَعْنٰكَ اِلٰی اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَ لَا  
تَحْزَنَ ۚ وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ  
وَ فَتَنَّاكَ فُتُوْنًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْ اَهْلِ مَدْيَنَ ۚ  
ثُمَّ رَجِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ مُّوْسٰی ﴿۴۱﴾

وَ فَتَنَّاكَ فُتُوْنًا، تجھ ہمیشہ مصفا بناتے رہیں (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۹، مئی ۱۹۱۰ء)  
اور ہم نے تیرا خوب امتحان لیا (نور الدین طبع سوم ص ۸)

۴۵۔ فَقُوْلَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ اَدَّ

يَخْشٰی ﴿۴۵﴾

قَوْلًا لَّيِّنًا، کیونکہ اس کو بادشاہ بھی میں نے بنایا ہے۔ پس اس کے شاہی مزاج اور درباری  
قوانین کا لحاظ رکھو۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۹، مئی ۱۹۱۰ء)

قَوْلًا لَّيِّنًا، حفظ مراتب ضروری ہے۔ (تشمید الاذعان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۶۷)  
اللہ تعالیٰ نے قَوْلًا لَّيِّنًا ارشاد کر کے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہدایت فرمائی کہ  
”فرعون کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنا“ یہ امر قابل غور ہے۔ جن لوگوں کو خدا کی باریک و درباریک مصلحتوں  
نے امیر بنایا ہوتا ہے ان کے مراتب کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ بعض نادان کہتے ہیں۔ ہم کیوں کسی کی خوشامد  
کریں مگر جب خدا نے کسی کو خوشامد کیلئے بنایا تو بندے کی کیا ہستی اس کی مخالفت کرے۔ ہمارے ضلع  
میں ایک صوفی چشتی تھے۔ حضرت شمس الدین۔ کسی نے ان کی نسبت کہا کہ فقیر نہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو  
فرمایا کہ وہاں ڈپٹی کشنریا تحصیلدار آتے ہیں تو مرغ پکتا ہے اور ہمارے لئے وال۔ میں نے اسے کہا کہ  
خدا تعالیٰ آپ کو گھر میں کیا دیتا ہے۔ کہا۔ روکھی سوکھی روٹی۔ اور ان تحصیلداروں اور ڈپٹیوں کو کیلوتیا

ہے۔ کہا۔ گوشت و پلاؤ۔ تب میں نے کہا کہ پھر حضرت خواجہ صاحب پر اعتراض کرنے سے پہلے خدا پر اعتراض کرو گے کہ اس جناب میں لحاظ داری ہے۔

ایک دفعہ ایک بڑا معزز قوم و عہدے کے اعتبار سے یہاں آیا اور اس نے مجھے کہا کہ یہاں بڑی لحاظ داریاں چلتی ہیں۔ میں نے کہا۔ کیونکر۔ کہا۔ دیکھئے کل مولوی عبدالکریم صاحب کیلئے حضرت صاحب نے کھانے کے متعلق کس قدر تاکید فرمائی ہے۔ میں نے کہا۔ پھر لحاظ داری کیا ہوئی؟ لحاظ داری ہوتی تو آپ جو ان سے باعتبار قوم و عہدہ معزز ہیں۔ آپ کیلئے کوئی خاص اہتمام ہوتا۔ اس طرح اسے سمجھا کر میں نے پھر دکھایا کہ دیکھو۔ گھاس پر ہم دونوں کا پاؤں پڑ رہا ہے مگر اس بڑکی چوٹی پر نہیں۔ خدا نے ایک کو بڑا بنایا۔ ایک کو چھوٹا.....

خدا تمہیں نیک مجلس عطا کرے اور عاقبت اندیشی سے گفتگو کرنے کا طرز آوے۔ لوگوں سے ان کے قدر کے مطابق بات کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ اَمَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ۔ جب کوئی بات کرنے والا بیہودگی کی راہ اختیار کرے تو تم ایسی تدبیر کرو کہ وہ بیہودگی چھوڑ دے۔ (بدر ۲۴، اگست ۱۹۱۱ء ص ۷)

۴۷۔ قَالَ لَا تَخِبَا فَاِنَّنِي مَعَكُمْ اَسْمَعُ وَاَذِي ۝

معیت مشابہ ہے محکم نہیں۔ کیونکہ باعتبار ذات کے تو اللہ تعالیٰ فرعون، ہامان کے ساتھ بھی ہے پھر ایک اور مقام ہے۔ جب حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں نے کہا۔ ہم پکڑے گئے تو حضرت بولے۔ عَلَا اِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ (الشعراء ۶۳) دیکھئے یہاں بنی اسرائیل کے ساتھ بھی محبت نہ رکھی۔

(بدر ۲۴، اگست ۱۹۱۱ء ص ۷)

۴۸۔ فَاتِيهِ فَقُولَا اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَارْسِلْ

مَعَنَا بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّنْ رَبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتٰبَعَهُ

الْمُذٰی ۝

سو جاؤ تم دونوں اس کے پاس اور تم دونوں کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے



ہیں اور تو بھیج ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور ان کو دکھ نہ دے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۵۷)  
 پائیت، اس آیت کا ذکر ساتھ ہی کر دیا ہے۔ کہ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتٰتِهٖ الْهُدٰی  
 سلامتی کا نزول اسی پر ہے جو ہدایت کتابچہ ہوا۔ اور عذاب اس پر جس نے حق کو جھٹلایا اور نہ پھرا۔  
 آخر فرعون عذاب میں گرفتار ہو کر غرق ہوا۔ اور حضرت موسیٰؑ سلامت رہے۔ جس سے دنیا پر ثبات ہو گیا  
 کہ ہدایت پر کون ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

## ۵۲۔ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولٰٓئِ ۚ

بات کو مال کر دوسری طرف جانے کیلئے کہا۔ (تشیذ الاذعان جلد ۹ ص ۴۶۷)

## ۵۳۔ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَ سَلَكَ

لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْ ثَبَاتٍ شَتٰی ۚ

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْ ثَبَاتٍ شَتٰی: پھر نکالا ہم نے اس سے بھات بھات

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۳۵)

سبزہ۔

## ۵۴۔ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا

نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰی ۚ

مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ: اس میں حشر اجساد کا اشارہ فرمایا کیونکہ اس سے پہلے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ

بھی فرمایا۔

ایک اور جگہ فرمایا وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ (بقرہ: ۳۷)

یہ ایک بحث ہے کہ انسان جب مر جاتا ہے تو وہ چیز جو اس کے اندر رہتی ہے وہ کہاں جاتی

ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال کے مطابق جسم و مکان ہوگا۔ بعض کی نسبت عرش کی تندیوں میں

ہونا لکھا ہے۔

قبر اس مکان کا نام ہے جہاں پر نفس بعد الحیات اپنے اعمال کے مطابق رہتا ہے۔ ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ (عبس: ۲۲) آیت سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ وہ کون سی قبر ہے جس میں میت کو حسب اعمال آرام یا دکھ پہنچتا ہے۔ پس اسی قسم کے اعتراض کہ ہمیں قبر میں بچھو۔ سانپ کاٹنے والے اور آگ نظر نہیں آتی وغیرہ حاصل ہو جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

انیس سو سال سے حضرت عیسیٰؑ ان لوگوں کے زعم میں آسمان پر رہتے ہیں اور چند سالوں کے لئے یہاں آئے تو ان کا مستقر آسمان ہی ٹھہرا حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ (البقرہ: ۳۷) (بدر ۲۴، اگست ۱۹۱۱ء ص ۷)

۵۹ تا ۵۷۔ وَلَقَدْ آرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ۝

قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ  
يَمُوسَىٰ ۝ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرِ مِثْلِهِ فَأَجْعَلْ  
بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ  
مَكَانًا سُوًى ۝

فَكَذَّبَ: تکذیبِ رسل بڑا بھاری جرم ہے فرماتا ہے۔ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ (عنکبوت: ۶۹)

وَأَبَىٰ: انکار بہت سے خطرناک جرموں کا اصل ہے۔ ابلیس کی نسبت فرمایا۔ ابی واستکبر (بقرہ: ۳۵) انسان جب تکذیب کے بعد بدظنی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو انکار پر کمر باندھتا ہے۔

لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا: یہ فرعون کی چالاکی تھی۔ الزام بغاوت لگا کر اپنی تمام قوم کو حضرت موسیٰؑ کے خلاف بھڑکا دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ جون ۱۹۱۰ء)

بدظنی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اس بات کی تیز کہ جو ظن میں نے کیا ہے بد ہے۔ یا نیک یہ بھی خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ موسیٰؑ کو ایک فراست بخشا ہے۔ فرعون کو بدظنی نے ہلاک کیا۔ اس نے بدظنی کی کہ حضرت موسیٰؑ حکومت کے خواہشمند ہیں۔ حالانکہ مجھے جیسا ایک اور ایک دو پر یقین ہے۔ ایسا ہی اس بات پر کہ انبیاء خلفاء ائمہ کے دل میں قطعاً ریاست، دولت، حکومت

کا خیال نہیں ہوتا۔ اور یہ بات چوتھ فوج پر گزری ہے۔ اس لئے اسے خوب سمجھتا ہوں۔ حضرت موسیٰؑ کو جناب الہی میں سے ارشاد ہوتا ہے کہ تم کو رسالت دی گئی۔ فرعون کی طرف جاؤ۔ مگر آپ ہیں کہ میرا بھائی ماروی اَفْصَحُ مَقْنِ لِسَانًا (۳۵) اگر قلب کے کسی گوشہ میں ذرا بھی نبی بننے کی خواہش ہوتی تو ایسا کبھی نہ فرماتے۔  
(بدر ۵، اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۱۱)

مَكَانًا سَوًی : وہ مکان جو میرے اور آپ کیلئے مساوات کا رنگ رکھتا ہو۔ یعنی میری وجاہت اور آپ کی غربت کا فرق نہ رہے۔ یہ بات فرعون کی فراخ حوصلگی پر دال ہے۔ ایک طرف اپنی قوم کو بھڑکاتا ہے اور دوسری طرف یہ منصفانہ بات ! مسلمانوں کو مباہلات میں ایسی باتوں کا خیال چلیے مگر افسوس کہ وہ تنگ دل ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو بھی مسجد میں گرجا کر لینے کی اجازت دی تھی۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۶۰ - ۶۱ - قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ وَأَنْ

يُخْشَرِ النَّاسُ ضُحًی ۱۰ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ وَجَمَعَ

كَيْدَهُ ثُمَّ آتَى ۱۱

وَأَنْ يُخْشَرَ النَّاسُ ضُحًی : حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مکہ کو ماہ رمضان میں عید کے قریب ضحیٰ کے وقت فتح کیا۔ اور مکہ کی نسبت سَوَاءً مِنَ الْعَاجِفِ (۳۶، ۳۷) آچکا ہے۔ یہ قصہ گویا پیشگوئی کے رنگ میں ہے۔

كَيْدَهُ : ہر قسم کی تدابیر جو اپنی فتح مندی کیلئے کر سکتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غزوہ میں پوچھا ہے کہ مَا تَكِيدُونَ تو اس کا جواب دیا گیا کہ ہم خندق کھودیں گے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۶۲ - قَالُوا إِنْ هَذَا مِنْ لَسَحِرٍ يَأْتِيهِمْ أَنْ

يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِ هَٰذَا هَبَا

بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثَل ۱۲

وَيَذْهَبَا، یعنی ملک کے علاوہ تمہارے مذہب کو بھی برباد کرنے پر تیار ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۹، مئی ۱۹۱۰ء)

۶۷-۶۸۔ قَالُوا يَمُوسَىٰ إِنَّمَا أَنْتَ تُلْقِي وَرِثَانًا

تَهْكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَى ۖ قَالَ بَلْ أَلْقُوا، فَإِذَا

حَبَالُهُمْ وَعَصِيَّتُهُمْ يَخِثِلُ إِلَيْهِ مِنْ

سِحْرِهِمْ أَنَّهُمْ تَسْعَى ۖ

اِنَّمَا أَنْتَ تُلْقِي، صوفیاء نے لکھا ہے۔ یہ ادب ان کے کام آیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔  
اِنَّمَا تَسْعَى، حبال اور عصی کے رنگ میں جو کچھ تدابیر جمع کر رکھی تھیں۔ وہ لوگوں کو ایسا خیال  
پڑتی ہیں کہ وہ منظر و منصور ہونے میں سعی کر رہی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۹، مئی ۱۹۱۰ء)  
ان کی رتیاں اور سونے قوت متغیلہ کو چلتے معلوم ہوتے تھے ..... (یعنی) ان کے رتے لورٹے  
ان کے واسطوں اور تختیوں کو چلتے نظر آئے اور ساحروں نے عام لوگوں کو دھوکے میں ڈالا اور ڈرانا چاہا  
اور بڑا دھوکہ کیا۔ یہ نظارہ قانون قدرت اور سائنس کے نزدیک ایسا واقعی اور صاف ہے کہ بڑی تشریح  
کی بھی ضرورت نہیں۔ ..... ساحروں کے سحر یعنی دھوکے بازوں کے دھوکے جہاں غیر واقعی طور پر اپنا  
جلوہ دکھاتے ہیں وہاں بڑے مراضیوگی۔ جن۔ اور ان سب سے بڑا تر جناب الہی سے مؤید و منصور قوم  
انبیاء و رسل اور ان کے مخلص اتباع کی حقیقت بھرے آیات و معجزات دھوکے کے جھوٹ اور افتراء کو  
تباہ کر کے واقعات کا اظہار دنیا پر کدیتے ہیں۔ (نور الدین ص ۱۵۴-۱۵۵)

۶۸-۶۹۔ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ۖ

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ۖ

فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً، یہ ڈر نہیں تھا کہ ہم پر غالب ہو جائیں گے یا خدا کا دین باطل  
ہو جائے گا۔ بلکہ انبیاء کو اس بات کا ڈر ہوتا ہے۔ کہ لوگ کم فہمی سے ابتلاء میں پڑ کر دین حق سے  
محروم ہو جائیں گے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بھی وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ

اِنَّ تَخْشَہُ (احزاب: ۳۸) آیا ہے وہاں بھی یہی معنی ہیں کیونکہ آگے اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسَالَاتِ اللّٰهِ وَیَخْشَوْنَہُ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ (احزاب: ۴۰) فرمایا قرآن کریم میں ایسی کئی نظیریں ہیں وَجَدَکَ ضَالًّا (الضحیٰ: ۸) بھی فرمایا اور مَا ضَلَّ صَلاٰجُکُمْ (نجم: ۳) بھی آیا ہے اور اِنَّکَ لَا تَهْدِی (القصص: ۱۷) بھی فرمایا اور اِنَّکَ لَتَهْدِی (بقرہ: ۵۳) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ وَالْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِکَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا اِثْمًا

صَنَعُوا کَیْدَ سَیْرِ، وَلَا یُفْلِحُ السَّیْرُ حَیْثُ اَتٰی ۝

فِیْ یَمِیْنِکَ : یعنی ہم نے تجھ کو جو کچھ راست بازی کی قوت کے اندر انعام دیا ہے۔ اس سے کام لیکر ان تمام حیلے حوالوں کو باطل کر دو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۴۱، ۴۲۔ فَالْقِ السَّحْرَةَ سَجْدًا قَالُوا اَمَّا بِرَبِّ

هٰرُونَ وَمُوسٰی ۝ قَالَ اَمَنْتُمْ لَہٗ قَبْلَ اَنْ اَذِنَ

لَکُمْ، اِنَّہٗ لَکَبِیْرُکُمْ الَّذِیْ عَلَّمَکُمُ السِّحْرَ،

فَلَا قَطْعَنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَزْجَلُکُمْ مِّنْ خِلَافٍ

وَلَا صَلْبَیْنِکُمْ فِیْ جُدُوِّ النَّخْلِ، وَ لَتَعْلَمُنَّ

اَیْنًا اَشَدُّ عَذَابًا بَاقِی ۝

اِنَّہٗ لَکَبِیْرُکُمْ : یہ چالاک لوگوں کا شیوہ ہے کہ وہ ناکام رہ کر وقت پرندامت

مٹانے کیلئے جھٹ کوئی بات گھڑ لیتے ہیں۔

مباحثات میں بھی اب ایسے لوگوں کے وارث دیکھے جاتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی احتمال نکال کر دلیل

کو باطل قرار دے لیتے ہیں میرے نزدیک تو اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطُلَ الْاِسْتِدْلَالِ کے یہ

معنی ہیں کہ جو شخص بات بات میں احتمال نکالنے کا عادی ہے اس کے لئے کوئی دلیل

منہد نہیں ہو سکتی۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۳۔ قَالُوا لَنْ نُّوْثِرَكَ عَلَى مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ  
وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ . إِنَّمَا  
تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ : مومن اور کافر کا فرق اس آیت سے ظاہر ہے کہ وہ حالتِ کفر میں تو کہتے ہیں اِنَّ لَنَا لَآجِدًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ (اشعراء: ۲۲) گویا وہ اپنی تمام کرشمہ نمائی و سحر سازی کا مول چند پیسے سمجھتے ہیں۔ اور فرعون کے تقرب کو بڑا اعلیٰ درجہ کا انعام سمجھتے ہیں یا اب حالتِ ایمان میں یہ حال ہے کہ کس جرأت سے کہتے ہیں فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا۔

(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۴۔ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ

لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ

پلید رُوحوں میں بھی عذاب دینے کیلئے ایک جس پیدا کی جاتی ہے۔ مگر نہ وہ مردوں میں داخل ہوتے ہیں نہ زندوں میں جیسا کہ ایک شخص جب سخت درد میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ بدحواسی کی زندگی اس کے لئے موت کے برابر ہوتی ہے اور زمین و آسمان اس کی نظر میں تاریک دکھائی دیتے ہیں انہیں کہ بارے میں خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آئے گا۔ اس کیلئے جہنم ہے۔ وہ اس جہنم میں نہ مرے گا۔ اور نہ زندہ رہے گا اور خود انسان جب اپنے نفس میں غور کرے کہ کیونکر اس کی روح پر بیداری اور خواب میں تغیرات آتے رہتے ہیں تو بالضرور اس کو ماننا پڑتا ہے کہ جسم کی طرح روح بھی تغیر پذیر ہے۔ اور موت صرف تغیر اور سلب صفات کا نام ہے۔ ورنہ جسم کے تغیر کے بعد بھی جسم کی مٹی تو بدستور رہتی ہے لیکن اس تغیر کی وجہ سے جسم پر موت کا لفظ اطلاق کیا جاتا ہے۔ (تشیذ الاذمان جلد ۶ ص ۲۴۲-۲۴۵)



۷۸۔ وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اسْرِ بِعِبَادِي

فَاضْرِبْ لَهُم طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَفُ

دَرْكًا وَلَا تَخْشَى ۝

یہ کہ رات کو لے چل میرے بندوں کو۔ پھر چل ان کیلئے ایک خشک راہ جو دریا میں ہے مت ڈریو۔ کسی کے احاطہ سے۔ اور نہ کسی قسم کا خوف کرنا۔ (نور الدین طبع ثالث ص ۱۵۸)  
اس رکوع میں قصہ تو موسیٰ کا ہے مگر خدا تعالیٰ نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ اور آپ کے پیچھے آنے والوں کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ اس لئے فرمایا لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولَى الْأَلْبَابِ (یوسف : ۱۱۲)

اِنَّ اَسْرِبِعِبَادِي : اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ حکم ہونا تھا چنانچہ گویا یہیں اشارہ فرمادیا اور یہ سورۃ مکی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکرؓ جیسے پاک بندے کے ساتھ راتوں رات گئے۔

فِي الْبَحْرِ : بَحْرٌ عربی زبان میں کھلے میدان کو بھی کہتے ہیں عَلَمَتُهُ بَحْرًا وَسِحْرًا۔ فلاں آدمی سے میں نے بات کھل کے کی۔ سمندر کو بحر بھی اس لئے کہتے ہیں۔ وہ محاورے حدیثوں کے اس وقت یاد آگئے ہیں۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جب رسول کریمؐ کی کچھ مخالفت کی تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ اس بحر کے لوگ اتفاق کر چکے ہیں کہ اس کو بادشاہ بناویں۔ آپ کے آنے سے یہ منصوبہ پورا نہیں ہوا۔ اس لئے یہ حسد کرتا ہے۔

مکہ و مدینہ میں جو وسیع میدان تھا۔ اس کو بحر کہتے ہیں۔  
يَبَسًا : موسیٰؑ جس رستے سے گئے تھے وہ خشک تھا۔ چنانچہ فرمایا کہ تم اس رستے جاؤ جو سمندر میں خشک پڑا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۷۹۔ ۸۰۔ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَخَشِيَهُمْ مِنَ

الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا

هَدَى ۝

فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بھی لوگ پکڑنے کے لئے دوڑے اور پکڑ کر لانے والے کیلئے ۳۳ اونٹ انعام مقرر کئے۔

مَا غَشِيَهُمْ : جیسے فرعونوں پر بلا آئی۔ ویسے ہی مشرکان مکر پر بھی آئی

أَصْلَ فِرْعَوْنُ : وہاں فرعون تھا اور یہاں ابو جہل

أَصْلَ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ : فرعون نے اپنی قوم کو ہلاک کیا۔ (نوالیہیں طبع سوم ص ۷۷)  
جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ پکڑ لیتا ہے۔ اس میں کسی فرعون کی خصوصیت نہیں بلکہ اگر مرزا ٹی بھی ایسا ہوگا تو وہ بھی پکڑا جائے گا۔

ابن ابی لیلیٰ کے پاس ایک مجرم پکڑا آیا۔ آپ نے اُسے سزا دی۔ مگر نرم۔ اس نے عرض کیا کہ پہلی دفعہ کا جرم ہے۔ تخفیف فرمائیے۔ آپ نے دگنی سزا دی اور فرمایا۔ کہ تم نے جھوٹ بول کر عدالت کی توہین کی۔

ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت وہ تو رحم کے قابل تھا۔ آپ نے سزا بڑھا دی۔ فرمایا۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ (المائدة ۱۶۱) جس سے معلوم ہوا کہ وہ پہلی دفعہ نہیں پکڑتا۔ پس اس کی گرفتاری اس کو ثابت کرتی ہے کہ یہ جرم کئی دفعہ اس سے ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے۔  
(بدر ۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۱۲)

۸۱۔ يَبْنِيْ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنَاكَ مِنْ عَدُوْكَ

وَدَعَاكَ جَانِبَ الطُّورِ الْاَيْمَنِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ

الْمَنْ وَالسَّلْوٰى ۝۸۱

الْمَنْ : بے محنت رزق۔

السَّلْوٰى : تسلی کی چیزیں۔ شہد۔ بعض مبیر کو کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۸۲۔ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ

اے بعض روایات کے مطابق ایک تہ اونٹ انعام مقرر کیا گیا تھا۔ دیکھیں سیرۃ ابن ہشام باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ (مرتب)

فَيَحِلُّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي، وَمَنْ يَحِلُّ عَلَيْهِ غَضَبِي

فَقَدْ هَوَىٰ ﴿۸۳﴾

لوگ کہتے ہیں۔ فلاں زبان محدود ہے۔ محدود کیا ہوتی ہے۔ عقلاء و فصحاء قوم خود ہی زبان کو وسعت دے لیتے ہیں۔ طغیانی کہتے ہیں مذہبی حد سے باہر نکل جانے کو۔ انبیاء بھی جب آتے ہیں تو حدود اللہ مقرر کرتے ہیں۔ جو قوم اس سے گزرے اسے طاغیہ کہتے ہیں۔

(بدر ۵، اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۱۲)

۸۳۔ وَرَإِيَّ لَخَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

ثُمَّ اخْتَدَىٰ ﴿۸۴﴾

چار باتیں ہوں تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔  
۱۔ آدمی اپنی اصلاح کرے۔ ۲۔ ایمان لائے ۳۔ عمل صالح کرے ۴۔ جو بُری بات چھوڑ دی ہے۔ اس کے بالقابل بھی بات اختیار کرے۔ (بدر ۵، اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۱۲)

۸۴۔ وَمَا أَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَمُوسَىٰ ﴿۸۵﴾ قَالَ

هُمُ أَوْلَاءُ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ﴿۸۶﴾

وَمَا أَعْجَلَكَ: اس موقعہ کا ذکر ہے۔ جب موسیٰؑ طور پر گئے تھے۔ ہمارے نبی کریمؐ بھی دنیا سے جلدی چل دئے۔ ہم بھی ان کے پیچھے آخرو میں حاضر ہونے والے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان بھی فتنہ میں پڑے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)  
عَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ: سے استنباط ہوا کہ نماز میں اول وقت جانا چاہیئے۔ (بدر ۵، اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۱۲)

۸۶۔ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ

وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝۸۹

اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ: سامری نے انہیں ہلاک کیا۔ (نور الدین طبع سوم ص ۷)

۸۹۔ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا آلَهُ خُورًا فَقَالُوا

هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَىٰ ۖ فَتَنَىٰ ۝۹۰

النَّاسُ عَلَىٰ دِينٍ مِّلُّوْهُمْ: حاکم قوم کا اثر محکوم پر ضرور ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر بال ہی لو سکھوں کے عہد میں لوگ بڑے بڑے بال رکھتے تھے مگر اب قلعی سے ایسے کتراتے ہیں گویا ہیں ہی نہیں۔ پھر بھی بعض برداشت نہیں کر سکتے۔

اسی طرح فرعون اور اس کی قوم گائے پرست تھے۔ اسی لئے اس کا تاج گٹھنکھی تھا بنی اسرائیل پر بھی اس کا اثر ہوا۔ اور اس عظمت کو نکالنے کیلئے حضرت موسیٰؑ کی معرفت حکم الہی ہوا۔ کہ وہ دشنی گائے ذبح کر دو۔ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقْرَةً (البقرہ ۶۸) اور اللہ حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کر دو۔ لوگ رسوم کے بہت تابع ہیں۔ جتنی دولت مند قوم ہے ان کے نزدیک گٹھنکھا حرام ہے ہزاروں لاکھوں بکرے ذبح ہوتے ہیں اور شور نہیں مچاتے برخلاف اس کے گائے پر شور مچتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گائے ذبح کرنے کا رواج عام نہیں کیا گیا

(بدھ ۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۱۲)

۹۰۔ أَفَلَا يَرَوْنَ إِلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا ۖ

وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۝۹۱

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ محض بے جان چیز تھی۔ اس میں نفع رسائی یا ایذا دینے کی کوئی طاقت نہ تھی۔ (نور الدین طبع سوم، ص ۱۶۹)

یہ اس کے معبود ہونے کا ثبوت دیا ہے کہ اللہ تو وہ ہے جس کے آگے تم تضرع کرو تو وہ جواب دے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

الْأَيْزِجَةُ لَهُمْ: الہام کے منکر بھی اپنے خدا کو بچھڑا رہی تجویز کرتے ہیں۔ (تشمید اللذکران جلد ۸ ص ۴۶)

۹۱، ۹۲۔ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَقَوْمِ  
 إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ، وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي  
 وَأَطِيعُوا أَمْرِيَ ۖ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عِكِفِينَ  
 حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَى ۖ

فُتِنْتُمْ بِهِ: بُرے بھلے کی تمیز کرنے کیلئے یہ ایک ابتلاء آیا ہے۔  
 حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَى: ہارون بھی رسول نبی تھے اور حضرت موسیٰؑ بھی۔ مگر ہارون کے  
 سامنے انہوں نے بت پرستی کی۔ رُعب ایک الہی فضل ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کا خوف تو ظاہر ہے کہ وہ  
 کہتے ہیں کہ ان کے آنے تک ہم اسی بات پر جے رہیں گے مگر ہارون کو تو اس فعل میں شریک گردانتے ہیں  
 اس کی وجہ یہ ہے کہ ہارون نے نرمی اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت ہارون کی بریت ظاہر فرماتا ہے۔  
 حضرت علیؑ کی نسبت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ  
 هَارُونَ مِنْ مُوسَى۔ چنانچہ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا جیسے ہارون کے ساتھ یرجیو  
 کا معاملہ تھا۔ ایسا ہی حضرت عثمانؓ کے قتل میں حضرت علیؑ کو شریک گردانا گیا۔ مگر آپ کا دامن بالکل پاک  
 تھا۔

ان آیات سے مجھے حضرت علیؑ کی بریت اور حضرت عثمانؓ کے قتل سے بالکل الگ ہونے کا یقین ہے  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۵۔ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي، إِنِّي  
 خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَلَمْ  
 تَرْقُبْ قَوْلِي ۖ

يَبْنَؤُمَّ: بہ نسبت باپ کے ماں میں زیادہ محبت و راحت جو شس مارتی ہے۔ اس لئے اس  
 سے منسوب کیا تارحمت کی طرف جھکیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۷، ۹۸۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يُسَامِرِي ۚ قَالَ بَصُرْتُ

بِمَالَةٍ يَبْصُرُ وَايَهُ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ

الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ۚ

يُسَامِرِي، سامرہ ایک قوم کا نام ہے۔

بَصُرْتُ بِمَالَةٍ يَبْصُرُ وَايَهُ: یعنی میں خوب سمجھتا ہوں۔

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً..... سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي: یعنی میں نے اے رسول! (موسیٰ) تیری

تعلیم توحید سے کچھ لیا تھا۔ اب میں اسے چھوڑتا ہوں۔ کیوں؟ میری مرضی۔

جبرئیل کے گھوڑے کے قدموں کی مٹی لے کر بھپڑا بنانا ایک جھوٹی کہانی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۹، مئی ۱۹۱۰ء)

بَصُرْتُ بِمَالَةٍ يَبْصُرُ وَايَهُ: مجھے علم ہے جو تجھے نہیں۔

مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ: رسول کی کچھ متابعت کی پھر چھوڑ دی۔

(تشیخ الاذعان جلد ۲، ص ۴۶)

مطلب یہ ہے کہ۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو فرمایا۔ اے سامری۔ تیری یہ بڑی بھاری کاروائی

کیوں ہوئی؟ بولا۔ کہ میں بصیرت حاصل کر چکا ہوں ساتھ ایسے کام کے کہ اس کام کے ساتھ ان لوگوں کو

بصیرت نہیں۔ پھر قبض کر لیا تھا میں نے ایک قبضہ اس رسول کے اثر میں سے۔ پھر پھینک دیا اُسے

اور اسی طرح یہ کام میری جان نے مجھے مہلک رکھ دیا۔ اس مقام پر تسویل کا لفظ قابل غور و تامل ہے

التسویل تَزْيِينُ النَّفْسِ بِمَا يَخْدُصُ عَلَيْهِ وَتَصْوِيْدُ الْقُبْحِ مِنْهُ بِصُورَةِ

الْحُسْنِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا (یوسف: ۱۹) تسویل کے

معنی ہیں نفس کا اپنی پسندیدہ چیز کو خوبصورت کر دکھانا چنانچہ اس کی گواہی قرآن شریف کی اس

آیہ سے ملتی ہے۔ جو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے بات کی ”بلکہ تمہارے نفسوں نے بُری بات

کو خوبصورت کر دکھایا۔“ پس اس آیت کا مطلب صرف اسی قدر ہے۔ کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے

اس بت پرستی کے بانی سامری سے دریافت فرمایا کہ تو نے یہ کیا کام کیا۔ تو اُس نے بتایا کہ میں ایک

بصیرت پر ہوں جس بصیرت سے یہ لوگ نا آشنا ہیں یعنی موسیٰ رسول کے احکام سے کچھ مانا ہوا تھا

سواب میں اس موسوی مذہب کے مانے ہوئے حقہ کو ترک کر بیٹھا ہوں۔ (نور الدین طبع سوم ص ۱۶۹)



۹۸۔ قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَوةِ أَنْ تَقُولَ  
لَا مِسَاسَ ۖ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَنْ تُخْلَفَهُ، وَانْظُرْ إِلَى  
إِلَهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ  
لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۸﴾

لَا مِسَاسَ: یہ سزا دی ہے کہ جب تورستے میں چلے تو پوش پوش کہتا جائے۔ یہ جھوٹی کہانی  
ہے کہ جو اسے چھوٹا اسے محرقہ بخار ہو جاتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۱۰۰۔ كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ  
وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ﴿۱۰۰﴾

كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ: پیشگوئی فرماتا ہے کہ اسلام میں بھی ایک مارون ہوگا۔ اس وقت  
قوم فتنہ میں پڑے گی۔ ایک سامری ہوگا۔

عبداللہ بن سبا بن کارہنے والا یہودی جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس نے ازراہ شہرت  
اظہار اسلام کیا۔ بصرہ۔ کوفہ میں گیا۔ اور عثمان کے مطاعن یاد کر لئے۔ شام تک گیا۔ حضرت معاویہ  
اسے مدینہ میں قید کر دیا۔ جیلے حوالے کر کے چھوٹا تو مصر میں گیا۔ وہاں قوم کو بھڑکایا اور عثمانؓ کے عزل  
پر لوگوں کو بہکایا۔ مگر وہ سامری آخر میں ذلیل ہو گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۱۰۳ تا ۱۰۵۔ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ

الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۳﴾ يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ  
إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۴﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ  
إِذْ يَقُولُ أَثَلُّهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۵﴾

زُرْقًا، نیلی پیلی آنکھوں والے (تشیخ الاذمان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۶۷)

عَشْرًا: ہم دنیا میں دس صدیاں رہیں۔ یہ ایک خاص قوم کی نسبت بیشکوئی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹، مئی ۱۹۱۰ء)

عَشْرًا: ہزار برس شان و شوکت تھی (تشیخ الاذمان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۶۷)

۱۰۶، ۱۰۷۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا

رَبِّي نَسْفًا ۖ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝

جِبَال: بڑے آدمی۔ عرب میں ایسے نام بھی رکھے جاتے ہیں۔

نیک آدمی کا ذکر ہے جسے امر بالمعروف کا شوق تھا۔ کہ اس نے ایک امیر کے ملازم (جو اس کے منہ چڑھا ہوا تھا) کے ہاتھ میں ایک غیر مشروع چیز دیکھی تو اسے پکڑ کر توڑ دیا۔ امیر نے اس قسم کی چیز اپنے ہاتھ میں لی اور واعظ کو بلایا اور پوچھا کہ آپ نے ہمارے آدمی کی چیز توڑ دی ہے کہا۔ ہاں۔ پوچھا کیوں؟ کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ۔ جو کوئی تم میں سے کوئی غیر مشروع امر دیکھے تو اپنے ہاتھ اسے بدلے اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے سمجھائے۔ یہ بھی نہ ہو تو دل سے برا منائے اور یہ سب سے بڑھ کر ضعیف ایمان ہے۔

اس پر اس امیر آدمی نے کہا۔ میرے ہاتھ میں بھی وہی چیز ہے۔ وہی سلوک اس سے کیوں نہیں کرتے؟ اس نے کہا آپ کو سمجھانے والے کا ذکر قرآن شریف میں لکھا ہے۔ اس نے پوچھا۔ کہاں؟ تو اس نے یہ آیت پڑھی۔ اور اس زور سے پڑھی کہ مارے دہشت کے وہ چیز اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اور ٹوٹ گئی۔

يَنْسِفُهَا: ان کو اللہ تعالیٰ اُڑا دیگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹، جون ۱۹۱۰ء)

عَنِ الْجِبَالِ: ان سلطنتوں کو مٹا دیگا۔ (تشیخ الاذمان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۶۷)

۱۰۹، ۱۱۰۔ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ،

وَحَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا  
 هَمْسًا ۝ يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ  
 الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝

حَشَعَتِ : خوف سے جھک جائیں گی ۔  
 ان آیات میں اُن سلطنتوں کے متعلق پیشگوئی ہے ۔ جو اپنی تدابیر کے گمنڈ میں آکر کہتے ہیں کہ ہمیں  
 توڑنے والا کون ہے  
 رَضِيَ لَهُ قَوْلًا : اس کی باتیں پسندیدہ ہیں ۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۱۲، ۱۱۳ - وَعَنْتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ  
 مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ  
 مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَفُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ۝

عَنْتِ : فرماں بردار ہوں گے ۔  
 فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا : کوئی اس پر ظلم نہ کر سکے گا ۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۱۴ - وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا  
 فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ

ذِكْرًا ۝

عَرَبِيًّا : کھول کر سنانے والی ۔  
 ایک شخص نے مجھے کہا ۔ کھول کر کوئی اور زبان سنانے والی نہیں ہمیں نے کہا ۔ کہ تم اللہ کا  
 نام کسی اور زبان میں ایسا بتادو ۔ جو خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو ۔ تو اس نے اقرار کیا کہ کوئی نام

ایسا نہیں جو محض اس ذاتِ جامع صفات سے مختص ہو۔  
يُخَدِّثُ لَهُمْ ذِكْرًا : نئی نصیحت بھی کریں گے۔ میں جب قرآن شریف پڑھتا ہوں تو  
اسے نئی شان میں پاتا ہوں۔ قرآن کے بعد کوئی نئی کتاب آنے والی نہیں۔ بس وہی نئی شان میں جلوہ گر  
ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۱۱۵، ۱۱۶۔ فَتَعَلَىٰ اللَّهُ الْمَمَلِكُ الْحَقُّ، وَلَا تَعْجَلْ

بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ، وَقُلْ

رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَمِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ

فَنَسِيهِ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ : قرآن میں نبی کے لئے تین باتوں کا حکم آیا ہے يَتْلُو عَلَيْهِمْ  
آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (جمعہ ۳) پہلے وہ آیات پڑھیں۔ پھر تعلیم کریں  
پھر فکر کریں کہ کس تدبیر سے لوگ سمجھیں۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ آپ  
پہلے قرآن سنیں ثُمَّ إِنَّا عَلَيْنَا بَيَانُهُ (قیامتہ ۲۰) پھر ہمارے ذمہ اس کا سمجھانا ہے۔ پھر  
ایسے دل تیار کرنا جو اس کی تعمیل کریں... اس آیت کے متعلق ایک یہ نکتہ بھی ہے۔ کہ واعظ کیلئے  
وعظ میں سب سے مقدم قرآن مجید ہے۔ اور اس کے بعد اس کی اپنی تقریر۔ قرآن مجید کی  
پیشگوئیوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھنے کی جلدی نہ کر۔

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا : جب اس بادشاہ کیلئے یہ حکم ہے۔ تو ہماری کیا بساط ہے اسی  
لئے میں قرآن شریف پڑھتے ہوئے یہ دعا بالالتزام پڑھتا ہوں۔

۱۔ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (بقرہ: ۳۳) ۲۔ اِهْدِنِي لِمَا خُتِفَ

فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ۔ اِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

۳۔ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي (طہ: ۲۶، ۲۷)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

صاحب شرع اسلام تک کو رغبت دلاتا ہے کہ وہ دائمی اور ابدی ترقیات کیلئے ہمیشہ  
دعا مانگتا رہے۔ اور ترقی علم چاہتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا..... کہہ لے

میرے رب میرے علم میں ترقی بخش۔ (نور الدین طبع سوم ص ۱۳ دیا چہ)

پہلا الہام جو ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا وہ بھی بِقُدْرَةِ اِيَسْمٰئِيْلَ (المع ۲۱) ہی تھا اور پھر رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا کی دعا تعلیم ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ علم کی کستہ ضرورت ہے۔ سچے علوم کا مخزن قرآن شریف ہے تو دوسرے لغظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے پڑھنے اور سمجھ کر پڑھنے اور عمل کے واسطے پڑھنے کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اور یہ حاصل ہوتا ہے تقوی اللہ سے۔ مامور میں اللہ کی پاک صحبت میں رہ کر۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی سلامتی صدق نیت۔ شفقت علی خلق اللہ۔ غَايَةُ الْبَعْدِ عَنِ الْاَغْنِيَاءِ۔ آسانی۔ جودت طبع۔ سادگی دور بینی کی صفات سے فائدہ پہنچاتے ہیں۔ (الحکم ۷، اپریل ۱۹۰۱ء ص ۷)

قرآن کریم پر غور کرنے سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جو اعلم باللہ اور جامع کمالات نبوت و انسانیت ہیں) کو اللہ تعالیٰ نے ایک دعا تعلیم فرمائی۔

قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا اے میرے رب میرا علم زیادہ کر دے۔

(میں بھی کہتا ہوں رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا) آمین تو پھر بھلا کون شخص ہے جس کو علم کی ضرورت نہیں۔ یہ آیت جہاں فضیلت علم کو ظاہر کرتی وہاں دوسری طرف ضرورت علم پر بھی دلیل ہے۔

(الحکم ۲۸، جون ۱۹۱۸ء ص ۷)

فَنَسِيَ: بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ آدم باوجود حکم تاکید کے کس طرح بھول گیا۔ میں انہیں پوچھتا ہوں۔ گھر سے اہتمام کے ساتھ مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے آتے ہیں۔ اور پھر اس میں سہو ہو جاتا ہے۔ یہ کیوں؟

وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا: حضرت آدم علیہ السلام نے گناہ کا ارادہ نہ کیا تھا۔ ارادہ سے اس شجر کو نہیں کھایا۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۹، جون ۱۹۱۰ء)

اگرچہ آدم علیہ السلام شیطان کے کہنے پر نہ چلے۔ مگر مدت کے بعد وہ درخت کے پاس جانے کی اپنی ممانعت کو بھول گئے۔ ایسی بھولوں سے بچنے کے واسطے باری تعالیٰ نے ہمارے مادی اور سردار عالم رحمت عالمیاں کو قرآن کریم کے یاد رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کا قصہ فرمایا ہے۔ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ۔ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔ وَلَقَدْ عَاهَدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا۔ اور اَنسِيَانِ پر آدم علیہ السلام کو عَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ (طہ: ۱۲۲) فرمایا۔ اور جلدی مت کر قرآن سے قبل

اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر پوری ہو اور کہو اے رب مجھے علم نیا وہ دو۔ اور ہم نے آدم سے عہد کیا۔ وہ مہول گیا اور اس میں اس کا کوئی قصور نہ تھا۔ (تصدیق برائین احمدیہ ص ۱۳۴-۱۳۵)

۱۱۷، ۱۱۸۔ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا

اِلَّا اِبٰلٰیۡسَ ؕ اَبٰی ۙ فَعَلْنَا یٰۤاٰدَمُ مَرَاتَۃًۢ هٰذَا عَدُوُّكَ

وَلِرِزْوٰجِكَ فَلَآ یُخْرِجُکُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰی ۙ

آدم سے مراد عظیم الشان انسان ہے۔ جیسا حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم علیہما السلام۔ اسجدوا؛ فرماں برداری کرو۔

جَنَّةٍ؛ ملک آرمینیا۔

فَتَشْقٰی؛ تو تھک جائے۔ تجھ پر بڑی مصیبت پڑے۔

۱۱۹، ۱۲۰۔ اِنَّ لَّكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْہَا وَلَا تَعْرٰی ۙ وَاَنَّكَ

لَا تَظْمَوُۤا فِیْہَا وَلَا تَضْحٰی ۙ

اَلَّا تَجُوْعَ؛ قحط کا خوف نہیں۔

لَا تَعْرٰی؛ ایسی عمدہ آب و ہوا ہے کہ کپڑے نہیں اتارنے پڑے۔

وَلَا تَضْحٰی؛ شدید دھوپ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۱۲۱۔ فَوَسْوَسَ اِلَیْہِ الشَّیْطٰنُ قَالْ یٰۤاٰدَمُ هٰذَا

اَدْ لُکَ عَلٰی شَجَرَةٍ الْخُلْدِ وَ مَلٰٓئِکَ لَا یَبۡلٰی ۙ

شَیْطٰنٌ؛ ابلیس کا منظر ہے۔

مَلٰٓئِکَ لَا یَبۡلٰی؛ ہمیشہ کی سلطنت۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)



۱۲۲۔ فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا  
وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ ذَرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصَى

آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى ﴿۱۳۱﴾

فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا : ان پر اپنی کمزوریاں ظاہر ہو گئیں۔  
بعض باتوں میں عقل و قیاس سے کام لینا ایک قسم کی خیرات ہے۔ جو میں ناپسند کرتا ہوں۔ اس لئے  
اس کی حقیقت حوالہ بخدا ہے۔ اتنا ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو چند اوارہ۔ چند نواہی دیتا  
ہے۔ خبیث روح ان کے خلاف منصوبہ کرتی ہے۔ ان کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ ان کے ساتھیوں کے  
عیش کو مکرر کرتی ہے۔ گواہی دہنہ کی کھاتی ہے۔ خود نبی کریمؐ کی زندگی کے واقعات سے یہ قلعہ کھل  
سکتا ہے۔ آپ اپنی بی بی خدیجہؓ کے ساتھ آرام سے بسر کر رہے تھے۔ دعویٰ نبوت کے بعد ان کے  
خلاف جوش اٹھا۔ جس سے اپنی کمزوریوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر اس کمزوری کے دور کرنے کی  
کوئی نہ کوئی سچائی کا پتہ اپنے اوپر لیتے ہیں۔ پتہ جلد خشک ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے  
اپنی طرف سے دلائل دیتے ہیں جو کمزوری ہوتی ہے۔ آخر خدا سے مدد پا کر منظر و منصور ہوتے ہیں۔  
وَعَصَى آدَمُ : مسلمانوں میں دو مذہب ہیں۔ ایک شیعہ ان کا عقیدہ ہے کہ امام جو ہوتا  
ہے۔ وہ تمام قسم کے گناہوں سے۔ صغیرہ۔ کبیرہ۔ عمد۔ سہو سے معصوم ہوتا ہے۔ مگر اس کے  
ساتھ ہی عجیب اعتقاد ہے کہ تقیۃً خواہ بت کے آگے سجدہ کرے یا کلمۃ الکفر کہہ لے۔ یہ جائز ہے  
خوارج کے نزدیک ایک طرف اتقاء کا یہ اہتمام ہے کہ عورت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے سے  
وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ گناہ کفر ہے۔ مگر دوسری طرف خلفاء راشدین میں سے دو کو انہوں نے ہی قتل  
کیا۔ سنی مذہب والوں کو عجیب عجیب مشکلات پیش آتے ہیں۔ اس لئے ان میں سے کچھ لوگوں نے یہ کہا  
ہے کہ انبیاء سے ارتکاب گناہ بعد نبوت نہیں ہوتا۔ قبل از نبوت ممکن ہے ان کے متکلمین نے کہا  
ہے۔ کہ عصی خلاف وندی کا نام ہے۔

أَشْرَتْ إِلَيْهِ فِي أَمْرٍ وَلَدِيَهَا فَعَصَانِي فَلَا أَدْرِي كَوْنِي فِي مَشْوَرِهِ دِيَا تَحَا۔ مگر اس نے  
منا نہیں۔ الْفَلَانُ أَشْرَتْ إِلَيْهِ بِشَرِّ الدَّاءِ وَلَعَنَّ الْمَرِيضَ عَصَانِي۔ یہ نہیں بولتے کہ  
فَصَارَ عَاصِيًا لِي۔ اسی طرح آدم کے حق میں عصی فرمایا صَارَ عَاصِيًا لِي نہیں کہا۔ میرا اپنا اعتقاد

یہ ہے کہ مومن کی نسبت - اولیاء کی نسبت - انبیاء کی نسبت - محسنوں مقربوں کی نسبت جرم کا لفظ کہی نہیں آتا۔ اسی طرح جناح کا لفظ بھی نہیں آتا۔

يَخْصِفْنَ : لینے لگے۔

غَوَى، فَسَدَ عَلَيْهِ عَيْشُهُ : زندگی میں آپ کو تکلیف پہنچی (دیکھو لسان العرب) بڑے بڑے مشکلات میں پھنسے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جولائی ۱۹۰۸ء)

۱۲۴۔ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

عَدُوٌّ، فَاَمَّا يٰۤاَتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هٰذَا فَمَنْ اَتْبَعَ

هٰذَا يَ فَلَا يَصِلْ وَلَا يَشْتَقِ ۝

فَمَنْ اَتْبَعَ هٰذَا يَ فَلَا يَصِلْ وَلَا يَشْتَقِ، پھر جو چلا میری بتائی راہ پر۔ نہ پہکے گا اور نہ تکلیف میں پڑے گا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۶)

۱۲۵۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَن ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهُ مَعِيشَةً

ضَنْكًا وَّ نَحْشُرَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ اَعْمٰی ۝

مَعِيشَةً ضَنْكًا، مخالفین رسول رفتہ رفتہ تنگ دست ہو جاتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء)

ایک عیسائی کا اعتراض :

”جو قرآن سے منہ پھیرے۔ اس کی معیشت تنگ ہوگی۔ یہ باطل ہے۔ کروڑوں قرآن کو نہیں مانتے اور ان کی معیشت تنگ نہیں اور قیام قرآن تنگ ہیں اور لڑائیوں میں دُکھی ہوئے کے جواب میں فرمایا۔

بھلا کتب مقدسہ میں نہیں لکھا۔ ہاں شریر کا دماغ بجایا جائے گا ایوب ۱۸ باب ۵ تنگ حالی اس کے پاس مستعد رہے گی۔ ایوب ۱۸ باب ۱۲۔ وہ ویران شہروں میں بسے گا ایوب ۱۵ باب ۲۸ پر جانتے ہو۔ بہت شریر خوش ہیں۔ نہیں بات یہ ہے۔ شریروں کی خوشی کرنی تھوڑے دن کی ہے

اور ریاکاروں کی شادمانی لمحے کی ایوب ۲۰ باب ۵ - پس جو لوگ قرآن کو نہیں مانتے ان پر معیشت بے شک تنگ ہے۔ انکا چراغ گل ہوگا۔ معیشت مضنک۔ تنگ حالی ان کے پاس مستعد رہے گی۔ وہ ویران شہروں میں بسیں گے۔ ان کی شادمانی لمحے کی ہے۔ قرآن بھی کہتا ہے۔ مَتَّاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (النساء: ۷۸)

دوسرے جملہ اعتراض کا جواب :

وہ دُکھ جو خدا کیلئے ہے ایک بخشش ہے۔ فلی ۱ باب ۲۹۔ وہ دُکھ جو خدا کیلئے ہے خوشی کا باعث ہے۔ اعمال ۵ باب ۴۱۔ کیونکہ باپ کے ہاتھ سے ملتا ہے۔ یوحنا ۱۸ باب ۱۱۔ یہ پیالہ ہے۔ نہ سمندر زبور ۷۵ باب ۸۔ اس میں غوطہ لگا کر مرتے نہیں آرام سے تا امید نہیں یسعیاہ ۴۳ باب ۲۔ ۲۔ قرنتی ۴ باب ۸۔

..... یہ ایسی بات ہے جیسی توفا کہتے ہیں۔ تمہارے سر کے بال بھی نہ ملیں اور یہ بھی کہو قتل کریں گے۔ توفا ۲۱ باب ۱۶-۱۸ اور متی ۲۴ باب ۹۔ ایک اور حقیقی جواب بخاری میں لکھا ہے۔ ضنک کے معنی شقاوت اور بد بختی کے ہیں۔ اور یہی معنی ابن عباسؓ نے کہے ہیں۔ پس سوال کا موقع ہی نہ رہا۔

(فصل الخطاب طبع اول ض ۱۷۱-۱۷۱)

۱۲۷۔ قَالَ كَذِبَكَ أَتَشْكُ أَيُّتُنَا فَنَسِيَّتَهَا، وَكَذِبَكَ

الْيَوْمَ تَنْسِي [۳۷]

تَنْسِي: ترک کیا گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۱۳۰۔ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا

وَأَجَلٌ مُّسَمًّى [۳۸]

وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ: عذاب کیلئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ چنانچہ مشرکان عرب کے بارے میں فرمایا۔ مَا كَانَ لِلَّهِ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (الفال: ۳۴) پھر فرمایا عَسَى أَنْ

يَكُونُ رَدْفَ لَحْمٍ (نمل: ۷۳) اور فرمایا لَحْمٌ مِيعَادُ يَوْمٍ (سبا: ۳۱) جس سے ظاہر ہے کہ عذاب نبی کریم کی ہجرت کے بعد ایک سال آئے گا۔ یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۲۱ میں اس کے متعلق پیش گوئی کی گئی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ قیداریوں کی سال کے بعد کمرٹٹ جائے گی۔ اس آیت میں ان باتوں کو یاد دلایا گیا ہے۔

لِذَا مَا: لازمی آنے والے عذاب۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۱۳۱۔ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ

الْيَلِ فَسَبِّحْهُ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ

سَبِّحْ: نماز پڑھو

آنَاءِ الْيَلِ: مغرب۔ عشاء۔ تہجد۔

أَطْرَافَ النَّهَارِ: دن کے ڈھلنے سے پہلے اشراق و ضعی اور بعد ظہر۔

إِصْبِرْ: دشمنوں کی ہلاکت کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی نسخہ نہیں۔ ایک صبر کرنا۔ دوم

نمازیں سنوار کر پڑھنا۔ ہم نے بہت تجربہ کیا ہے۔

لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ: ان نمازوں سے کچھ ایسی بات ملے گی کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

اس سوال کے جواب میں کہ قرآن مجید میں تو فَسَبِّحْ ہے اس سے نماز کس طرح ثابت ہوئی

فرمایا کہ جب مولیٰ علیؑ یا امام حسینؑ بولا جاتا ہے۔ تو اس کا مفہوم جو قائلین شیعہ کے دلوں میں ہے

وہ کس طرح کھلا۔ یہ تاریخی روایات و تواتر پر مبنی ہے۔ ورنہ موجودہ لوگوں نے نہ علیؑ کو دیکھا۔ نہ

حسینؑ کو۔ مگر یقیناً سب کرتے ہیں۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے

اور صلوٰۃ کے جو معنی سمجھے اور جیسا کچھ اس حکم کی تعمیل کی۔ اس کے لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان گواہ

ہیں۔ اور قرآن مجید سے بھی زیادہ تواتر کے ساتھ یہ بات ہم کو پہنچی۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے صلوٰۃ کے معنی کیا بیان فرمائے۔ پس اس کا انکار کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور کیوں ایک شخص واحد

کی جو تیرہ سو برس بعد پیدا ہوا۔ مان لیں۔ کوئی ضرورت نہ تھی کہ قرآن مجید میں اس کا تفصیلی بیان

کیونکہ ممکن تھا کہ بعض اسے منسوخ ٹھہراتے۔ مگر ہمارے لئے تعامل سے صلوٰۃ کی حیثیت مخصوصہ مع اذکار قرآن مجید سے بھی زیادہ تواتر کے ساتھ محکم ہو گئی۔ اسلام کے جس قدر فرقے ہیں۔ جن میں سے بعض ایک دوسرے کے خون کے پیالے سے ہیں اور ایک دوسرے کی مسجدوں تک نہیں جاتے سب کے سب صلوٰۃ کے ان معنوں پر متفق ہیں جو تعامل سے بقدر مشترک ثابت ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ واقعہ کربلا۔ نادر علی۔ یزید۔ معاویہ کو تو مانتے ہیں۔ اور جس ذریعہ سے مانتے ہیں۔ جب اس ذریعہ سے صلوٰۃ کی ہیئت ثابت کی جائے تو اس سے انکار کریں۔

ایک اور لطیفہ بھی قابل یادداشت ہے کہ بادشاہوں نے یہاں تک زور پایا۔ کہ بڑے بڑے ائمہ کو قید کر دیا یا مار دیا۔ جیسے امام ابو حنیفہؒ کو امام احمد بن حنبلؒ کو۔ پھر بھی ان سب کی نمازیں رہی۔ چشتیاء۔ نقشبندی۔ سہروردی۔ ان سب کے مشائخ کی نمازیں بھی یہی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹، جون ۱۹۱۰ء)

۱۳۲۔ وَلَا تُمَدَّنْ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا

مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ

وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَى ۝

أَزْوَاجًا مِنْهُمْ: قسماں کے بے ایمانوں کو۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹، جون ۱۹۱۰ء)

۱۳۳۔ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

لَا تَسْأَلْكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ

لِلتَّقَى ۝

وَأْمُرْ: حکم کرتے ہو۔

وَاصْطَبِرْ: استقلال سے حکم کرتے ہو اور آپ نماز پر پکے رہو۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹، جون ۱۹۱۰ء)

۱۳۴۔ وَقَالُوا لَوْ لَا يَأْتِيُنَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ؕ أَوَلَمْ

تَأْتِيَهُم بَيِّنَةٌ مَّا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۖ

بَيِّنَةٌ مَّا فِي الصُّحُفِ : سب سے بڑی بیئتہ تو یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر کتابیں الہی کہلاتی ہیں ان سب میں جس قدر صداقتیں ہیں وہ اس قرآن مجید میں موجود ہیں۔ حالانکہ نبی اُمّی ہے اور عرب میں کوئی بیت العلوم کوئی کتب خانہ تک نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۱۳۵۔ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا

رَبَّنَا لَوْ لَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ

مِن قَبْلِ أَن تَنزِلَ وَنَحْزِي ۖ

لَوْ لَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا : اللہ تعالیٰ نے اسی اتمام حجت کیلئے اب مجددین کا سلسلہ رکھا ہے۔ ۸۳ سال ۴ ماہ کے بعد مجدد آتا ہے۔ خارجیوں کے نزدیک ۵۰ سال بعد بقول بعض ۲۵ سال بعد شیعہ بھی ایک اُعلم اہل الارض کی موجودگی کے قائل ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)



## سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۲۔ اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي

غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ □

نزدیک آیا ہے واسطے لوگوں کے حساب اُن کا اور وہ بیچ غفلت کے منہ پھیر رہے ہیں۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۶۹)

انبیاء پر کیا اعتراض ہوتے ہیں ان کے ساتھ لوگ کیا سلوک کرتے ہیں۔ انبیاء کی موافقت و مخالفت کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ انبیاء کے آنے کی کس وقت اور کیا ضرورت ہوتی ہے ان باتوں کا ذکر اس سورۃ میں ہے۔

وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ: پس انبیاء اس وقت آتے ہیں جب لوگ ایک عام غفلت میں پڑے ہوتے ہیں۔ ایک بھائی خدا کو مانتا ہے اور دوسرا نہیں۔ بایں ہمہ آپس میں محبت سے رہتے بہتے ہیں غیرت دینی باہم نہیں رہتی۔ جیسا کہ آج کل یورپ و امریکہ کی حالت ہے۔ اس کا کچھ نہ کچھ رنگ ہمارے ملک میں پایا جاتا ہے۔

ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی توجہ بعثت کی طرف ہوتی ہے۔ ہزار برس کے بعد ایسا وقت ضرور آتا ہے۔ سو برس کے بعد بھی بلکہ بعض کے نزدیک اس سے کم۔ طب کے معاملہ میں بھی اس کا نظارہ دیکھا ہے۔ تورات میں طاعون کا ذکر ہے کہ ستر ہزار آدمی مارے گئے مگر اب تو ہفتہ وار اتنی تعداد کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ: ادھر انسان کام کرتا ہے ادھر اس کا نتیجہ بھگتا ہے۔

(تشمیذ الاذیان جلد ۸ ص ۹ ص ۴۶)

اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ: جس شخص یا قوم یا جماعت کا حساب ہونا ہوتا ہے وہ چوکس رہتی ہے۔ پس آدمیوں کو اس حساب کیلئے کس قدر سنبھل کر رہنا چاہیئے۔

..... تفسیروں میں جہاں طاعون کا ذکر ہے۔ ستر ہزار موتیں بڑی سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن اب تو ہر سال لاکھوں آدمی اس سے مرتے ہیں۔ مگر جب ذرا افاتہ ہوتا ہے۔ لوگ اپنے میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے۔ جو مشرک ہیں۔ وہ شرک پر جمے ہیں۔ جو چود ہیں وہ چود ہی سے نہیں ڈرتے۔ جو دغا باز ہیں وہ دغا بازی پر قائم۔ جو تجارت جھوٹ پر چلاتے ہیں وہ اسی اصل پر مستحکم ہیں۔ جو ملازم ہیں وہ بدستور ملازمتوں میں سست۔  
(بدرد ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۳)

۳۔ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِمْ

مُحَدِّثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ﴿۳﴾

ذِکْرِ مُحَدِّثِ کے معنی ہیں۔ نئے نئے پیرایوں میں کلام بھیجتے رہے۔ یہی معنی صحیح ہیں کیونکہ کلام کو میں اللہ تعالیٰ کی صفت مانتا ہوں اور مشکلم خدا کی ذات ہے اور میں قرآن مجید کو مخلوق نہیں مانتا۔

میں نے کوئی منصوبہ باز ایسا نہیں دیکھا کہ اسے خدا کا خوف ہو اور موت یاد ہو۔

(بدرد ۲، اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۳)

مُحَدِّثِ پیرایہ جدید ہوتا ہے۔ إِلَّا زیادہ تر ذکر وہی ہوتا ہے۔ جو پہلے نبیوں کی زبانی پر ظاہر ہو چکا۔  
(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۔ لَا هِيَّةَ قُلُوبُهُمْ وَأَسْرُوا النَّجْوَىٰ ۖ

الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْلَ هَذَا لَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ،

أَفْتَاتُونَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿۴﴾

لَا هِيَّةَ قُلُوبُهُمْ: آجکل کے لوگ ایسے بہت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت سے ان کے دل غافل ہیں۔

هَلْ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ: جو کچھ انبیاء کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر ہے کہ ایسی باتوں سے ٹالتے ہیں۔ یہ نرم فقرہ ہے اَرَادْنَا بِأَدَىٰ الدَّرَآئِ (صود ۲۸) کہنے والے بھی گنہ چکے ہیں

اَفْتَاتُونَ السَّحَرَاءُ، وَلِ رُبَابَاتِيں کرتا ہے (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹، جون ۱۹۱۰ء)

۶۵۔ قُلْ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ:

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ

بَلْ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۝ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ

كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ۝

رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ: یہ اس بات کا جواب دیا ہے کہ تم پر فرد جرم لگ چکا۔ نرا ملے گی۔  
 أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ: جب انبیاء کے اخلاق کو اعلیٰ درجہ پر دیکھتے ہیں تو پھر ان میں سے  
 بعض بشرِ مثکم نہیں کہتے۔ وہ کہہ دیتے ہیں۔ پریشان خوابیں آتی ہیں۔ یہ اس لئے کہ انبیاء اسی  
 قدر بتاتے ہیں جس قدر ان پر کھلے۔ اس پر پیشگوئی کی مشکلات کو نہ سمجھتے ہوئے معترض ہوتے ہیں  
 بَلْ افْتَرَاهُ: یہ کہنے والے ان پہلوں سے ایک قدم بڑھے ہوتے ہیں۔

شَاعِرٌ: کلام مؤثر لاتا ہے۔ شاعر ہے۔ یہ ان سے بڑھے ہوئے ہیں۔

كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ: یعنی بالکل ہلاک ہو جاویں۔

سید احمد خان وغیرہ نے دھوکہ کھا کر معجزات سے انکار کر دیا۔ میں نے ایسے مقامات سے  
 جہاں سے استدلال کیا جاتا ہے کہ آپ نے نشان نہیں دکھایا۔ نشان بتائے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹، جون ۱۹۱۰ء)

۹۸۔ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِي

إِلَيْهِمْ فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ

لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا

يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ۝

إِلَّا رِجَالًا: بِشَرِّ مَثَلِكُمْ کا مفصل جواب دیتا ہے۔

أَهْلَ الذِّكْرِ : یہ سورۃ منکى ہے۔ یہودی وہاں اتنے تھے۔ نہیں۔ اس لئے اس سے مراد اہل کتاب نہیں۔

جَسَدًا إِلَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ : انبیاء کے کھانوں پر اعتراض کرنے والے غور کریں۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا

تَعْقِلُونَ ﴿۱۱﴾

ذِكْرُكُمْ : شرفِ کُم بھی معنی صحیح و پختہ ہیں۔  
أَفَلَا تَعْقِلُونَ : اپنے آپ کو بدیوں سے کیوں نہیں روکتے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

ذِكْرُكُمْ : شرفِ کُم انہیں تاریخی آدمی بنانے کیلئے۔  
(تشیید الاذیان جلد ۹ ص ۴۶۷)

۱۲۔ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً

وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا خَيْرِينَ ﴿۱۲﴾

كَانَتْ ظَالِمَةً : یہ قَصَمْنَا کی وجہ بتلائی۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۱۳۔ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَى مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ

وَمَسْكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَسْأَلُونَ ﴿۱۳﴾

تَسْأَلُونَ : بڑے امیر ہو۔ شاید تم سے پوچھا جاوے کہ کیا گزری۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۱۷۱۶- فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ

حَتَّى جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ ﴿۱۷﴾ وَمَا

خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعِبِينَ ﴿۱۸﴾

حَصِيدًا خَامِدِينَ : ایرانی - یونانی - عرب - پٹمان - مغول - سکھ - یہ سب اسی ملک میں بڑے گرو فرسے آئے اور پھر کچھ بھی نہ رہے۔  
لِعِبِينَ : آسمان و زمین اور ان کے اندر جس قدر چیزیں ہیں۔ ہر ایک نتیجہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔

۲۱- يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴿۲۱﴾

لَا يَفْتُرُونَ : ایک فقیر سے میں نے پوچھا۔ کبھی آپ عبادت کرتے تھکتے بھی ہیں۔ اس نے کیا عمدہ جواب دیا۔ کیا تم سانس لیتے۔ آنکھیں جھپکتے تھک جاتے ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۵۲۲- لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ﴿۲۲﴾

أَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ إِلَهًا. قُلْ هَاتُوا

بُرْهَانَكُمْ. هَذَا إِذْ حُرِّمَ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ

قَبْلِي. بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ. الْحَقُّ فَهُمْ

مُخْرِضُونَ ﴿۲۵﴾

لَا يُسْأَلُ : انسان خدا کے مقابل پر کچھ نہیں کر سکتا۔ جو کچھ اس نے کرنا ہے۔ اُسے کو مل سکتا ہے۔

مِنْ قَبْلِي، تمام انبیاء جو پہلے ہو چکے ہیں۔  
 أَكْثَرُهُمْ؛ ضماؤ کا مسئلہ خوب سمجھ لو کہ اس سے پہلے ان کا ذکر نہیں جو ہُمْ کا  
 مرجع ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۲۷۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحَنَهُ بَلْ

عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿۲۷﴾

لیکن وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے۔ اس سے بڑھ کر نہیں بول سکتے اور اسی کے حکم پر  
 کام کرتے ہیں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۳۷)

عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ؛ یہ وَلَد کی حقیقت سمجھائی ہے۔ کہ اولیاء اللہ کو تقرب کے ایک مقام  
 پر وَلَد کا خطاب دیا جاتا ہے۔ مگر وہ وَلَد حقیقی نہیں ہوتے۔

مومن وہ ہوتا ہے جو دنیا اور دین دونوں کے کام سمجھے۔ جیسے دنیا کے کارخانے ہیں۔ ویسے  
 ہی دین کے کارخانے بھی ہیں۔ دنیا کی بھی کھیتی ہے۔ دین کی بھی تجارت ہے۔

جب زمین میں بہت خشکی آتی ہے تو خدا تعالیٰ بارش بھیجتا ہے۔ اسی طرح بعض زمانہ الہامات کا نہیں  
 ہوتا۔ پھر ایک وقت الہامات کی بارش ہوتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۲۹۔ يَحْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ

خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿۲۹﴾

وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ؛ اور سفارش نہیں کرتے مگر اسی کی جس سے وہ  
 راضی ہو۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۳۸)

۳۱۔ أَوَلَمْ يَرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا، وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ



## شَيْءٌ حَتَّىٰ أَفْلَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۱﴾

سَمَوَاتِ جَمْع ہے سَمَا کی اور اس کے معنی ہیں۔ اوپر کی چیز اور بادل کو بھی کہتے ہیں۔ رَتْثِ کے معنی ہیں جوڑنا۔ بند کرنا۔ قحط خشک سالی۔ فَتَقَّ ضِدِّ ہے رَتْثِ کی۔ اُس کے معنی ہیں۔ پھاڑنا کھولنا۔ سماں جسے ارزانی کہتے ہیں، دیکھو قاموس۔ السَّمَاءُ: كُلُّ مَا ارْتَفَعَ إِلَىٰ أَنْ قَالَ وَالسَّحَابُ: الْفَتْقُ۔ الشَّقُّ: فَتَقَّهُ: شَقَّهُ، وَالْخَصْبُ وَالذَّتْقُ ضِدُّهُ۔ پس ٹھیک ترجمہ آیت کا یہ ہوا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے (نہیں سوچتے) کہ اوپر کی سطح (بادل) اور زمین بند ہوتے ہیں (یعنی خشک سالی واقع ہوتی ہے) پھر ہم انہیں کھول دیتے ہیں (یعنی مینہ برستا ہے) اور ہر جاندار چیز کو پانی سے بناتے ہیں یعنی آسمان سے مینہ برستا ہے۔ زمین سے نباتات نکلتے ہیں سماں ہوتا ہے۔ ارزانی ہوتی ہے۔

اگر کوئی شخص سماوات پر جو سماں کی جمع ہے اعتراض کرے تو اُسے ایوب ۳۸ باب ۲، پڑھنا چاہیئے۔ جہاں لکھا ہے۔ کوئی اپنی دانش سے بادلوں کو گئی سکتا ہے۔ عربی اور عبری زبانیں دونوں قریب قریب ہیں۔

یہی محاورہ کتب مقدسہ میں موجود ہے۔ دیکھو پیدائش، باب ۱۱، ۱۲۔ آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں۔ چالیس دن اور رات پانی کی جھڑی لگی رہی۔

پیدائش ۸ باب ۲۔ آسمان کی کھڑکیاں بند ہوئیں اور آسمان سے مینہ ختم گیا۔

اول سلاطین ۸ باب ۳۵۔ پھر جب آسمان بند ہو جائیں اور بارش نہ ہو۔

تجۃ باب ۱۰۔ آسمان بند ہے۔ اوس نہیں گرتی۔

۲ تاریخ ۶ باب ۲۶۔ اگر آسمان بند ہو جاویں اور نہ برسیں۔

۲ تاریخ، باب ۱۳۔ جو میں آسمان کو بند کروں کہ بارش نہ ہو۔

لوقا ۴ باب ۲۵۔ سارے تین برس آسمان بند رہا۔ زمین حاصل دینے سے باز آئی۔ اور

میں نے خشک سالی کو طلب کیا۔ (فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم ۱۴۴۲ھ)

أَوَلَمْ يَدَّبَّذُوا الْكَافِرِينَ كَافِرًا: کافر اس بات کا یقین نہیں کرتے یا یہ معنی۔ کیا بار بار

نظارہ نہیں کیا۔

رَتْثًا: بند۔

فَفَتَقْنَهُمَا : وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ( طاق: ۱۳۱۲ )  
 میں اس کی تشریح ہے۔ پانی بخار بن کر بادل بنتا ہے اور پھر برستا ہے۔ أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا  
 وَمَرَعَهَا ( النُّزْمَات: ۳۲ )

أَفَلَا يُؤْمِنُونَ : اس وقت ایک بارش ہوئی ہے۔ طبائع حسب فطرت پھل لائیں گی۔  
 ۷ درباغ لالہ روید و در شوره بوم و خس  
 پوچھتا ہے تم کس جماعت میں بننا چاہتے ہو۔ کیا مومن نہیں بنیں گے۔

( ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء )  
 کَانَتَا رَتْقًا : جب بارش نہیں ہوتی تو آسمان بند اور زمین روئیدگی نہیں دیتی۔ اسی طرح وحی  
 کی بارش شروع ہو گئی۔ ( تسمیذ الاذنان جلد ۹ ص ۴۶۷ )

۳۲۔ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيزَ بِهِمُ

وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ □

أَنْ تَمِيزَ بِهِمُ : کہ وہ پہاڑ بھی ان کے ساتھ چکر کھاتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے یہ معنی  
 کئے ہیں۔

لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ : جس طرح پہاڑوں میں رستے بنائے۔ اسی طرح دینی مشکلات حل کرنے  
 کے رستے بھی بنائے۔ دیہی کے رستے میں بھی پہاڑ ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ . فَكُ رَقِبَتِهَا وَأُطْعِمُ  
 فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ يَتِيئُهَا زَمِقْدَبَةٌ أَوْ مِسْكِينٌ إِذَا مَشَى ( البلد ۱۳-۱۷ )  
 ( ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء )

۳۳۔ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا

وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ □ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي

فَلَيْكِ يَسْبَحُونَ: چکی (قطب شمال یا جنوبی میں) یا چرخے (جیسے خط استواء) کی طرح پھرتے ہیں۔ بخاری میں ہے۔ قال المجاهد بحسبان كحسبان الترحي وقال الحسن في فلك مثل فلكة المغزل يسبحون - (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء)

٣٥، ٣٦- وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ،  
أَفَإِنَّ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ﴿٣٥﴾ كُلُّ نَفْسٍ  
ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ، وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ  
فِتْنَةً ، وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٣٦﴾

مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ : اس مقام پر مفسرین لکھ جاتے ہیں۔ سب مر گئے۔ پھر دوسرے  
موقعہ پر عیسیٰؑ کے بارے میں یہ قول بھول جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدعتاویان ۹، جون ۱۹۱۰ء)  
وَنَبَلُّوكُمْ بِالْأَشْرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً : اور ہم امتحان کے طور پر تمہیں بدی اور نیکی میں  
بتلا کر دیتے ہیں۔ (نور الدین طبع سوم ص ۸۷)

قُلْ مَنْ يَعْزِلُكُمْ بِآثِيلٍ وَالنَّهَارِ - ٢٢٣، ٢٢٤ -

مِنْ الرَّحْمَنِ. بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ  
مُعْرِضُونَ ﴿٣٣﴾ اَقْلَهُمُ الْاِلَهَ تَمْنَعُهُمْ مِنْ

دُونَنَا، لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ

مِنَّا يُصْحَبُونَ ﴿۳۳﴾

يَكَلُّوكُمْ، يَحْفَظُكُمْ نگہبانی کرتا ہے۔

لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ؛ دنیا میں جس قدر معبود بنائے گئے ہیں وہ خود مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ دکھوں میں مبتلا ہوئے تا یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی کسی کے دکھ دور کرنے والا نہیں۔

وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ؛ یہ پیشگوئی ہے کہ تمہیں بتوں کی مدد کا بھروسہ ہے۔ وہ تمہاری مدد کیا کریں گے۔ انکی تو اپنی خیر نظر نہیں آتی۔

يُصْحَبُونَ؛ صاحب دیئے جائیں گے۔ يَنْصُرُونَ

(ضمیمہ اخبار بدرتا دیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۴۵۔ بَلْ مَثَّغْنَاهُمْ وَلَا آتَاءَهُمْ حَتَّى

طَالَ عَلَيْهِمُ الْحُمُرُ، أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي

الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا، أَفَهُمُ

الْغَالِبُونَ ﴿۳۴﴾

أَطْرَافِهَا؛ امراء۔ غریب۔ شرفاء و ضعیف۔ سب طبقے کے لوگوں سے آدمی نکل کر اس دین میں شامل ہو رہے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدرتا دیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۴۶۔ قَدْ إِنَّمَا أَنذِرُكُمْ بِالتَّوْحَىٰ ۚ وَلَا يَشْمَعُ

النُّجْمُ الذُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذِرُونَ ﴿۳۵﴾

أَنذِرُكُمْ بِالتَّوْحَىٰ؛ انبیاء قیاس سے پیشگوئیاں نہیں کرتے۔ بلکہ وہ جو کچھ اس بارے میں کہتے ہیں۔ اعلام الہی سے کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدرتا دیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۴۷۔ وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ

رَبِّكَ لَيَقُولَنَّ يَوْمَئِذٍ إِنَّا عُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٧﴾  
 وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ  
 فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ  
 خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ ﴿٢٨﴾

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی میزائیں رکھیں گے۔ تم کیسے نادان ہو کہ میزان کو مادیات میں  
 منحصر سمجھتے ہو۔ میزان کو تم کیوں وسیع نہیں خیال کرتے۔ دیکھو جب تم نے حساب پڑھا تھا اس وقت  
 تم کو جمع کی میزان۔ تفریق کی میزان۔ ضرب کی میزان۔ تقسیم کی میزان، علم حساب میں نہیں بتائی گئی اس  
 سے تم اندھے کیوں ہوئے اور کیوں میزان کی حقیقت میں غور نہیں کرتے۔ کہ وہ بہت ہی وسیع ہو سکتی  
 ہے۔ (نور الدین طبع سوم ص ۱۲)

۴۹۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى دَاجِرُونَ الْفُرْقَانَ

وَضِيَاءٌ وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٢٩﴾

الْفُرْقَانُ : ایک امتیاز۔ دشمن کے مقابلہ میں کامیابی۔  
 (ضمیمہ اخبار بدردقاویان ۹ جول ۱۹۱۰ء)

۵۲۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ

وَكُنَّا بِهِ عَلِيمِينَ ﴿٣٠﴾

رُشْدُهُ : رُشدِ فہمِ سلیم کو کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدردقاویان ۹ جول ۱۹۱۰ء)

۵۹۔ فَجَعَلْنَاهُمْ جُذًا إِلَّا كَثِيرًا لَّهُمْ

لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾

إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ : اپنے بڑے بت کی طرف توجہ کریں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدرتا دیان ۹ جول ۱۹۱۰ء)

۶۴۔ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا

فَسَلُّوا هَٰذَا نَ كَانُوا يَنْطِقُونَ ﴿۶۴﴾

بَلْ فَعَلَهُ : کسی کرنے والے نے کچھ کیا ہے۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ یہ کام کس نے کیا۔  
مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہارا بڑا معبود موجود ہے۔ اس سے پوچھ لو۔ گویا انکی غلطی کی طرف اس پیرائے میں توجہ دلائی۔  
(ضمیمہ اخبار بدرتا دیان ۹ جول ۱۹۱۰ء)

۶۹ تا ۷۲۔ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِمَتَكُمْ إِنْ

كُنْتُمْ فِعْلِينَ ﴿۶۹﴾ قُلْنَا يَنَّا رَكُوتِي بَرَدًا وَ

سَلْمًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿۷۰﴾ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا

فَجَعَلْنَاهُمْ الْآخِرِينَ ﴿۷۱﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا

إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ﴿۷۲﴾

قَالُوا حَرِّقُوهُ : حضرت ابراہیمؑ جس شہر میں پکڑے گئے تھے۔ اس کا نام اور تھا۔ پشتو میں اب تک اور کو آگ کہتے ہیں۔ اس شہر میں آتشکدہ تھا۔ (ضمیمہ اخبار بدرتا دیان ۹ جول ۱۹۱۰ء)  
اس سوال کے جواب میں کہ ابراہیمؑ کیلئے آگ سرد ہوئی۔ پھول کھل پڑے۔ چشمے جاری ہو گئے۔  
لَيْتَمَزَّ كَذَيْمَر کے لئے کیوں سرد نہ ہوئی۔ فرمایا۔ پھول کھلے۔ چشمے جاری ہوئے۔ قرآن کریم میں تو نہیں  
مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہارے یہاں کی متواتر کہانی پہلا دکی کیا بتاتی ہے۔ متواتر کا منکر احمق اور ضدی ہوتا ہے  
اور اگر اسی کے منکر ہو تو منوجی اور بھرگ سنگتا میں کیا لکھا ہے۔ اسے پڑھو۔ دیکھو اس کا ادھیلا  
شلوک ۱۱۶۔ ” اگلے زمانہ میں تبش رشی کے چھوٹے بھائی نے ان کو عیب لگایا اور تبش رشی نے اپنی  
صفائی کے واسطے آگ کو اٹھایا لیکن تمام دنیا کے عمل نیک و بد جاننے والے اگن نے رشی کا ایک بال



بھی نہ جلایا ” کیا تم اب اپنی کسی نیکی پر اگنی کو اٹھا سکتے ہو یا اس شلوک کو غلط قرار دیتے ہو۔ یا اس کی کوئی تاویل کرتے ہو یا یہ قول منوکا وید کے کسی شلوک کے خلاف سمجھ کر رد کرتے ہو۔ اصل بات قرآن کریم میں اس قدر ہے۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا إِلَهُتَكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ فَعِلِينَ - قُلْنَا يَنْدُرُ  
كُونِي بِزُدُّوهُ سَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ - وَارَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ  
الْأَخْسَرِينَ - وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا  
لِلْعَالَمِينَ - (انبیاء: ۶۹ تا ۷۴)

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللَّهُ  
مِنَ النَّارِ (عنکبوت: ۲۵)

قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا  
فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ (صافات: ۹۸، ۹۹)

انہوں نے کہا اسے جلادو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر کچھ کرنا ہے۔ ہم نے کہا اے آگ  
تو ابراہیم پر سرد اور سلامتی ہو جا۔ انہوں نے ابراہیم سے جنگ کرنی اور خفیہ تدابیر سے انہیں ایذا  
دینی چاہی۔ مگر ہم نے انہیں نیاں کار کیا اور ہم نے ابراہیم اور لوط کو مبارک زمین میں پہنچایا (اور  
دوسری جگہ ہے) اس کی قوم کا جواب یہی تھا کہ اسے مار ڈالو۔ یا جلادو۔ سو خدا نے اُسے آگ سے  
بچالیا۔ (اور تیسری جگہ ہے) انہوں نے مشورہ کیا کہ اس کیلئے ایک مکان بناؤ اور اسے آگ  
میں ڈالو۔ انہوں نے ابراہیم کی نسبت ایذا رسانی کا منصوبہ کیا۔ سو ہم نے انہیں اس منصوبہ میں پست  
اور ذلیل کیا۔

ان آیتوں سے کس قدر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو تم نے لکھا ہے۔ بالکل لغو اور غلط ہے اس  
قصہ میں یہ چند کلمات طیبات ہیں۔ جو مقام غور اور توجہ کے قابل ہیں۔ پہلا کلمہ ہے۔ ارَادُوا بِهِ  
كَيْدًا دوسرا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ۔ تیسرا۔ قُلْنَا يَنْدُرُ كُونِي بِزُدُّوهُ سَلَامًا  
عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ۔ چوتھا۔ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ  
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر ایک گزشتہ نبی کا قصہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ  
کے پیروں کی صداقت اور حقیقت کے ثبوت کیلئے ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں اور ہر ایک مسلمان کو  
ضرور ہوا کہ حضرت نبی کریمؐ اور مونا نارووف رحیم کے ماجرے اس بارہ میں دیکھیں۔ اس لحاظ سے

جب قرآن کریم کو پڑھتے ہیں تو اپنے نبی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم الدین کے بارہ میں یہ کلمات ہمیں ملتے ہیں۔

۱۔ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ اَوْ يَقْتُلُوكَ اَوْ يَخْرُجُوكَ  
(انفال: ۳۱) اور اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا (طارق: ۱۶) ۲۔ اور آپ کے دشمنوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولَئِكَ جِذْبُ الشَّيْطَانِ۔ اَلَا اِنَّ جِذْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَسِرُونَ (المجادلہ: ۲۰) ۳۔ کلمہ طیبہ ہے جو بخوبی آگ کے مسئلہ کو حل کرتا ہے۔ کَلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ (الانعام: ۲۵۸)۔ کلمہ ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (مومن: ۵۲)

ان مقامات کا مقابلہ دونوں قصوں قصہ حضرت نبی کریمؐ اور قصہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ کرو وہاں اگر ابراہیمؑ کے مخالفوں نے آگ جلائی اور حد قوہ کا فتویٰ دیا تو یہاں تمام بلاد عرب نے نار الحرب کو جلایا اور صد ہا مسعد الحرب اٹھ کھڑے ہوئے اور جس طرح وہاں ابراہیمؑ علیہ السلام کیلئے آگ کو بزد اور سلام بتایا اسی طرح ہمارے مادی و معتد اع کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو بجھلایا اور فرمایا۔ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ یعنی جب کبھی ہمارے نبی کریمؐ کے دشمنوں نے آتشیں جنگ جلائی۔ اللہ نے اسے بجھلایا۔

..... ابراہیمؑ کے زمانہ پر ہزاروں برس اور ہمارے شفیع (صلی اللہ علیہ وسلم) پر چودہ سو برس گزرتے ہیں اور تو نے اور ایک تیرے اس معاملہ میں مؤید وہم زبان، تیز زبان، نوجوان امرتسری مولوی نے بھی اس طرح خطاب کیا ہے۔ ”چاہیئے کہ آجکل کسی اہل اسلام کو جو ملہم اور پیغمبر ہو کر خدا کے ساتھ عیسیٰؑ یا موسیٰؑ کی طرح باتیں کرنے کا دم بھرتا ہے۔ ایک لمبی چوڑی بھٹی کو آگ سے بھر کر بیچ میں پھینک دیا جائے۔ اگر آگ گلزار ہو جاوے تو سمجھیں کہ قرآنی معجزے سب بیچ ہیں“ امرتسری مولوی پھر اپنی کتاب میں فرماتے ہیں ”یہ مرزا قادیانی کی طرف اشارہ ہے۔ مرزا جی کے حق تو کیا کہتے ہو“ (ترک اسلام)

..... ہم خدائے تعالیٰ کے فضل سے کامل یقین اور پورے اعتقاد سے دعویٰ کرتے ہیں اور تمہیں اور تمام جہان کو سناتے ہیں کہ ہمارا مہدی اور عیسیٰ بن مریمؑ اس وقت موجود ہے اور اسکو جی ہو چکی ہے۔ پھر سنو۔ اور غود سے سنو۔ اور وحی الہی جو امام زمان کو ہوئی ہے یہ ہے۔

نَظَرْنَا اِلَيْكَ مُعْطِرًا وَقُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ

اس وحی الہی میں ہمارے امام ہمدی علیہ السلام حضرت مرزا غلام احمد کو ابراہیمؑ کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ عالم الغیب قادر خدا نے یہ بھی وحی کی ہے۔ ”آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہمدی غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے“ اور پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ كَمِثْلِكَ دُرٌّ لَا يُضَاعُ یعنی تیرے جیسا موتی ہرگز ضائع نہیں کیا جاتا.....

سنو۔ تبش رشی نے تو خود آگ میں ہاتھ ڈالا تھا مگر ابراہیم علیہ السلام خود آگ میں نہیں کودے تھے۔ اور نہ مومنوں فتنوں راست بازوں اور اللہ کے رسولوں کا یہ فعل ہوتا ہے کہ اللہ کو آزمائیں بلکہ ان کو حکم ہے لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (بقرہ ۱۹۱) یعنی اپنے تئیں خود ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اس سنت الہی کی اتباع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں خود کود کر نہیں گرے تھے بلکہ لوگوں نے کہا۔

حَزَقُوهُ وَالْأَصْدُ وَالْمَتَكُمُ إِنَّ كُنْتُمْ فَعِلِينَ.....

اب خدا تعالیٰ کی اسی سنت کے موافق تم اور سارا جہان اور اس سفلی جہان کی ساری طاقتیں اور شوکتیں اور عداوتیں ہمارے امام ہمدی اور مسیح کو آگ میں ڈال کر دیکھ لیں۔ یقیناً خدا تعالیٰ اپنے زندہ اور تازہ وعدہ کے موافق اس ہمدی کو اسی طرح محفوظ رکھے گا جیسے پہلے زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا۔ یہ ہمارا آقا غلام احمد ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ احمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اتباع کی برکات اور ثمرات اسے حاصل ہوں۔ جیسے خدا تعالیٰ نے اس کے قبوع کو وَاللّٰهُ يُعْصِمُكَ مِنَ التَّاسِ بِالدَّهْرِ کا وعدہ دیا۔ اسی طرح اسے بھی برسوں پیشتر یَعْصِمُكَ اللّٰهُ وَلَوْ لَمْ يَعْصِمُكَ النَّاسُ کا وعدہ دیا۔ یہ خدا کا مسیح اور ہمدی یقیناً تمہاری آگ سے بچے گا اور ضرور بچے گا۔ اس نے طاعون جیسی آگ کی خبر دی کہ آنے والی ہے۔ اور کہا۔ کہ میرے لئے آسمان پر ٹیکا لگ چکا ہے آخر وہی ٹیکا سچا نکلا اور زمینی ٹیکا بیکار ہو گیا۔ جیسا ٹی لوگوں پر ہوں۔ سکھوں اور آریہ سماج نے پھر خصوصیت سے لیکھرام کے واقعہ پر کیا آگ نہیں لگائی اور شیعہ۔ سنی۔ مقلد غیر مقلد متصوفوں اور ان کے شرکاء نے کیا کوشش میں کی ہے اور کیسی آگیں جلائیں۔ مگر سب خائب و خاسر ہوئے۔ اب ظاہری آگ یا اس سے بھی زیادہ آگ کو لگا کر دیکھو۔ پھر تم دیکھو گے۔ یہ تمہاری آگیں مجسم ہوتی ہیں۔ کہ نہیں۔ یہ بھی رسولوں کے رنگ میں ہے تم اعداء الرسل کی طرح اس کا مقابلہ کرو اور دیکھو اس موعود انبیاء اور جانشین خاتم الرسل و خاتم النبیین کے لئے بھی اسی طرح تمہاری آگ بند و سلام ہوتی ہے کہ نہیں۔ یاد رکھو۔ وہ برد و

سلام ہوگی اور ضرور ہوگی۔ مگر تم نادانی سے کہتے ہو کہ وہ خود آگ میں جاویں۔ کیا یہ اتباعِ انبیاء و رسل ہے۔ دیکھو قرآن میں ہے **حَرِّ قُوَّةٌ سَوْفَ مَحْضُ قُوَّةٍ** کا حکم اپنے ذریعات اور سواروں اور پیادوں کو کرو اور بس پھر دیکھو۔ ابراہیم کی طرح آگ برد و سلام ہوتی ہے کہ نہیں۔ ہاں بے ریب لیٹی مریشپ بادشاہ انگلینڈ ایڈورڈ ششم کا درباری تھا۔ ۱۵ اکتوبر ۱۵۵۵ء کو ملکہ میری کے عہدِ سلطنت میں پرائسٹنٹ مذہب پر قائم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب آگ میں جلایا گیا۔ رڈے بشپ پرائسٹنٹ مذہب پر قائم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب لیٹی مر کے ساتھ آگ میں جلایا گیا۔ کینیئر آرچ بشپ پرائسٹنٹ ہونے کی وجہ سے قید کیا گیا تھا اس نے توبہ کی مگر وہ خفیہ تھی۔ باہر آ کر پھر پرائسٹنٹ ہونے کا اقرار کیا اور یہ بھی اقرار کیا کہ موت کے ڈر سے میں نے اپنا مذہب چھوڑنے کا وعدہ کیا تھا۔ ۱۵۵۶ء میں آگ میں جلایا گیا۔ مگر یہ تو بتاؤ یہ ثنائی مثلث خدا کو ماننے والے تین میں ایک۔ ایک میں تین کے معتقد تمام الہی شریعت کو جو توریت میں تھیں لعنت کہہ کر اس پر پانی پھیرنے والے کفارہ مسیح پر اعتقاد کر کے بدوں اعمال بہشت کے وارث بننے والے ابراہیم کی طرح کیوں بچائے جاتے؟ کیا خدا تعالیٰ ایسے ناپاک مشرکوں کو پاک مومندوں کی جگہ پر اتارا کرتا ہے! .... یہ سب لوگ ابراہیمؑ کے ایمان کے بالکل مخالف اور ضد ہیں۔ جہاں تک تاریخ پتہ دے سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مرسل و مامور اپنے اعداء کے سامنے ناکام ہو کر نہیں مرے اور نہ ہلاک ہوتے اور نہ مارے جاتے ہیں۔ مامورین کے ساتھ جدال و قتال ہوتا ہے جس کا ذکر **فَلَمَّا قَتَلْتُمُوهُمْ إِنَّ كُنْتُمْ مَدْقِینَ** (آل عمران: ۱۸۴) اور **فَلَمَّا تَقَاتَلُوا أَنْبِیَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنَّ كُنْتُمْ مُوْمِنِینَ** (بقرہ: ۹۲) میں ہے۔ مگر یہ مقاتلہ و مقابلہ کرنے والے ناکام و نامراد مرتے ہیں۔ اور مامور لوگ اللہ کے فضل سے مظفر و منصور اور کامیاب ہو کر دنیا سے جاتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا **الْیَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ** (مائہ: ۲) کی آواز کس نے سنی۔ کیا اس بد انجام نے جو ویدوں کا ترجمہ بھی کامل نہ کر سکا۔ اور جو کیا۔ اس میں بھی پنڈت لوگوں کا تصرف و دخل شامل ہو گیا۔ جس کے باعث وہ ترجمہ بے اعتبار ہے اور تم کو آگاہی نہیں۔ **اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَدَعَا النَّاسَ لِيَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللَّهِ اَفْوَاجًا**۔ (نصر: ۲) کی وحی کس کو ہوئی۔ جناب اللہ ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور جناب الشیطان ہمیشہ خائب و خاسر مرتا ہے۔ یہی بات تو ہے جس پر ہمارا امام اور ہم خوشیاں مناتے ہیں۔ لیکر ام کو آگ لگی۔ اور جل کر کباب ہو گیا۔ اور اسکا مخالف اب تک عیش و آرام میں ہے۔ اس کے لئے اس کے گھر میں باغ ہے اور چشمے جاری ہیں ۵

خدا خود سوزد و کرم دنی را  
 کہ باشد از عذو و آن محمّد  
 (نور الدین طبع سوم ص ۱۷۵)

۷۳۔ وَ هَبْنَا لَهُ إِشْقَ، وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً،  
 وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ﴿۷۳﴾

نَافِلَةً : پوتا  
 (ضمیمہ اخبار بدرقاویان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۷۹۔ وَ دَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ إِذْ يَخْكُمَنِ فِي الْحَرْثِ إِذْ  
 نَفَسْتُمْ فِيهِ غَمَرُ الْقَوْمِ، وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ  
 شَاهِدِينَ ﴿۷۹﴾

يَخْكُمَنِ فِي الْحَرْثِ : وہ فیصلہ نہ قرآن میں مذکور ہے نہ حدیث میں۔ یہیں ضرورت  
 تفتیش نہیں۔  
 (تشیذ الاذعان جلد ۹ ص ۴۶۷)

۸۰۔ فَهَمَمْنَاهَا سُلَيْمَانَ، وَكُلًّا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَ  
 عِلْمًا، وَ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ  
 وَالطَّيْرَ، وَكُنَّا فَاعِلِينَ ﴿۸۰﴾

فَهَمَمْنَاهَا سُلَيْمَانَ : اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بڑوں کو بعض وقت  
 بات نہیں سمجھاتا جو چھوٹوں کو سمجھا دیتا ہے۔

الْجِبَالَ : پہاڑی قومیں  
 الطَّيْرَ : جانور تالبع کئے تھے۔  
 (ضمیمہ اخبار بدرقاویان ۹ جون ۱۹۱۰ء)  
 داؤد و سلیمان کے بیان میں بتایا کہ بعض وقت چھوٹے وہ حق بات کہہ جاتے ہیں جس کی طرف  
 بڑوں کا ذہن منتقل نہیں ہوتا۔  
 (تشیذ الاذعان جلد ۹ ص ۴۶۷)



۸۱۔ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِيُخْصِنَكُمْ

مِنْ بَأْسِكُمْ، فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ﴿۸۱﴾

لَبُوسٍ لَّكُمْ : ہمارے نبی کریمؐ نے زرہ بنائی۔ وہ اسلام ہے اور پھر میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ قرآن ہے۔ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کوئی شخص اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مجھ سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں دشمن کے مقابل پر اس کے معنی سمجھاؤں گا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ جول ۱۹۱۰ء)

۸۲۔ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي

بِأَمْرِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا، وَكُنَّا بِكُلِّ

شَيْءٍ عَلِيمِينَ ﴿۸۲﴾

الرِّيحَ : ہوا کے جہاز ان کے ماتحت چلتے۔

بِأَمْرِ : آپ کے حکم سے گویا چلتے۔

بَرَكْنَا فِيهَا : خلیج فارس کے جہاز ہندوستان کی چنیویں شام تک لے جاتے۔ یورپ اور افریقہ کے اسباب بحیرہ روم کے ذریعے پہنچتے ہیں۔ حبش، شمالی لینڈ۔ یمن اور جزائر کی چنیویں بحیرہ قلزم کے ذریعے پہنچتی تھیں غرض تین طرف سے بحری سفر ہوتا۔ خلیج فارس ۲۔ بحیرہ روم ۳۔ بحیرہ قلزم۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ جول ۱۹۱۰ء)

۸۳۔ وَمِنَ الشَّيْطَانِ مَنْ يَغْوُ صَوْتًا لَهُ

وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَلِكَ، وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ﴿۸۳﴾

الشَّيْطَانِ : شَاطِنُ الْبُذْرِ۔ یہ کنواں بڑا گہرا ہے۔ گہرے کنوئیں کو شَاطِنُ کہتے ہیں۔ شاید تم نے نطلہ نہیں دیکھے۔ جو غوطے لگاتے ہیں۔ سپیال لاتے ہیں۔ دورستے ہوتے ہیں۔ دیر تک اس کے نیچے رہتے ہیں۔ صبح سے لے کر نصف النہار تک غوطہ لگا سکتے ہیں۔ انہی کو شیاطین



کہا گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القادریان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

وَمِنَ الشَّيْطَانِ : دور دور کے لوگ۔ (تشہید الاذعان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۸۸۔ وَذَٰلِ الشُّوْنِ إِذْ ذُحِبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ

أَنْ لَّنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ

الظَّالِمِينَ ﴿۸۸﴾

مُغَاضِبًا : جو کسی غضب میں آکر چل دئے۔

لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ : ہم اس پر کسی قسم کی تنگی نہیں کریں گے۔ یہ معنی نہیں کہ قادر نہیں

(ضمیمہ اخبار بدیع القادریان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

حضرت یونسؑ کی دعا بھی اپنے اندر بہت سے اسرار رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے لَا إِلَهَ إِلَّا

أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔

پہلے لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سے مسئلہ کی تعریف کی ہے۔ اور اسے مبداء تمام فیوضات کا اور

اپنی ذات میں کامل اور صمد قبول کیا اور لَا أَنْتَ سے اس پر بہت زور دیا وَإِنْ يَحْسَبَنَّ

اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ (انعام، ۱۸) اگر تجھے اللہ کسی تکلیف میں ڈالے تو اس کا

دور کرنے والا بھی اس کے سوا کوئی نہیں “ کے ماتحت دُکھ درد دور کرنے والا اللہ ہی کو مانا اور اسے

تمام نقصوں سے منزہ اور تمام عیبوں سے مبرا جانا۔ دوسری طرف مَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ

فِي مَا كَسَبَتْ آيَاتُنَا لَكُمْ (شوری، ۳۱) (جو تمہیں مصیبت پہنچے تو وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں

سے ہے) کے موافق اس مصیبت کو اپنی کسی کمزوری کا نتیجہ قرار دیا۔ پھر سُبْحَانَكَ سے تمسک

کر کے اپنی مصیبت میں پڑنے اور اپنی کمزوری کا اقرار کیا۔ کہ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

گویا استغفار کیا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ توحید ہے۔ اور توحید فاتح ابواب خیر ہے اور استغفار

مُغْلِقُ أَبْوَابِ الشَّرِّ ہے۔ اور اس دعا میں سب کچھ ہے اور اس پر صادق آتا ہے۔ وَ

يَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ (انبیاء، ۹۱)

(تشہید الاذعان جلد ۱ ص ۳۷)

۹۲- وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا  
مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً  
لِّلْعَالَمِينَ ﴿۹۳﴾

مِنْ رُوحِنَا: اپنا پاک کلام (ضمیمہ اخبار بدر قلیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)  
فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا: اپنا کلام اس کو پہنچایا۔  
(تشمیذ الاذعان جلد ۸، ص ۹۷۸)  
حضرت مریم میں الہی کلام کو پہنچایا۔ (نور الدین طبع سوم ص ۹۳)

۹۴، ۹۵- فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ  
مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ، وَإِنَّا لَهُ  
كَاتِبُونَ ﴿۹۶﴾ وَحَرَّمْنَا عَلَىٰ قَرِينَةٍ أَهْلَكْنَاهَا  
أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿۹۷﴾

یہ رکوع بڑا مشکل ہے۔ میرے لئے نہیں، کیونکہ مجھ پر اللہ نے اس کے معنی کھول  
دیئے ہیں۔ زیادہ تر تو لوگوں نے خود ہی اسے مُعَلَّق کر دیا۔  
لَا كُفْرَانَ: ناقدری نہ ہوگی۔

حَرَامٌ: ۱۔ ضروری ۲۔ عزم (پکی بات)  
أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ: وہ اپنی شرارتوں سے کبھی رکنے والے نہ تھے۔ اور انکی مثل  
بھی پیدا نہ ہوں گے۔ مگر اس زمانہ میں کہ یا جوج ماجوج فتح ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قلیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۹۷- حَتَّىٰ إِذَا افْتَرَحَتْ يَأْجُوجُ وَمَاجُوجُ وَهُمْ

مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ﴿۹۸﴾  
مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ: یہ لوگ کسی بڑی سے بڑی سلطنت کو زیرِ نظر

رکھ لیتے ہیں۔ جب اس کو فتح کر لیا تو اس سے کم درجے کی ریاستیں خود ہی قابو میں آجاتی ہیں نہروں میں بھی یہی طرہ ملتی ہے کہ حسب (کمر) کی تلاش رکھتے ہیں۔ پھر اس پر قبضہ کر کے اور اسے سیدھا کر کے سیدھی نہر میں لے جاتے ہیں۔

يَا جُوجَ وَمَا جُوجَ : یہ ان قوموں کے مؤثر اعلیٰ کا نام ہے۔ میرے ایک دوست نے مجھے بتا دیا تھا کہ سب سے پرانا بت لندن میں یا جوج ماجوج کا ہے۔

تورات میں جوج۔ مسک۔ ٹابولسک کے سردار کو کہا اور جزائر کے رہنے والے کو (خرقیل باب ۳۳) کسی زمانے میں وسط ایشیا میں ان کا زور تھا۔ مید و فارس کو بہت دکھ دیتے تھے۔ ان سے روکنے کیلئے ذوالقرنین نے دیوار بنائی۔ پھر آہستہ آہستہ تمام ممالک میں پھیل گئے۔ چونکہ ان ناموں کا مادہ آج (آگ سے) ہے۔ یہ تو میں بلحاظ اپنے رنگ اور اپنے کاموں کے آگ سے کام لینے والے ہیں۔ غرض تمام قسم کی بدکاریوں۔ آزاروں۔ خدا کے انکار۔ انبیاء کی ہتک کے ظہور کا زمانہ۔ ان کے پھیل جانے کا وقت بتاتا ہے (ضمیمہ اخبار بد قایان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

وَإِذَا افْتَحَتْ : زمانہ خروج یا جوج ماجوج ہر نیک و بد کا نمونہ موجود ہوگا۔  
(تشمیذ الاذمان جلد ۸، ص ۹۷۸)

۹۸۔ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ  
ابْتَصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا، يُؤْيَلْنَا قَدْ كُنَّا فِي  
غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ۝

کُنَّا ظَالِمِينَ : ہم بہت مشرک تھے۔ (ضمیمہ اخبار بد قایان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۱۰۵۔ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ  
كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا، إِنَّا  
كُنَّا فَاعِلِينَ ۝

كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ : جس طرح مضمون کے اندر اس کی تحریر

و مضمون محفوظ رہتا ہے۔  
 جس دن لپٹیں گے آسمان کو مانند لپٹنے کاغذ کتاب کے جیسے ہم پہلے پیدائش کو شروع کیا۔ ہم  
 دہرا دیں گے اُس کو۔  
 (ضمیمہ اخبار بدقادیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء)  
 (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۴۵)  
 کُتِبَ السَّجِلِ، جس طرح ایک تحریر اپنی مکتوب چیز و مضمون کو لپیٹ لیتی ہے۔  
 (تشیذ الاذعان جلد ۸ ص ۹۷۸)

۱۰۶۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ

أَنَّ الْأَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿۱۰۹﴾

فی الزَّبُورِ: زبور کے معنی انبیاء کی کتب۔  
 بَعْدِ الذِّكْرِ: ذکر سے مراد۔ اُم الکتب۔ لوح محفوظ۔ بعضوں نے کہا۔ ذکر سے  
 مراد قرآن یا تورات ہے۔

الْأَرْضُ: بہشت کی سبز میں۔ اسی دنیا سے طنی شروع ہوتی ہے۔ اور پھر آگے  
 بڑھتی باقی ہے۔ اور اس کے وارث صالح بندے ہوتے ہیں۔ اسی طرح جہنم کی زندگی بھی بدروح  
 کیلئے یہیں سے شروع ہوتی ہے۔  
 (ضمیمہ اخبار بدقادیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۱۳۔ قُلْ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ، وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ

الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ ﴿۱۱۳﴾

قُلْ رَبِّ احْكُم: یہ محمد رسول اللہ کی دعا ہے۔

(تشیذ الاذعان جلد ۸ ص ۹۷۸)

## سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۲- يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ

السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ □

انسان کو جب راحت - آرام - کامیابی ہو تو خوش ہوتا ہے۔ اگر اس خوشی میں اس کی تدبیر کو دخل ہو تو بہت ہی فخر ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے ناکاموں پر آوازے کتا ہے۔ جب ناکامی ہو جائے۔ نامرادی یہ دیکھے تو اس وقت خدا یاد آتا ہے (اگر خدا کا قائل ہو) ورنہ کلمات کفر زبان سے نکالتا ہے۔ کامیابی میں تکبر۔ ناکامی میں تنزل انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ تنوی میں ایک حکایت ہے کہ ایک متکبر امیر کے کانٹا چبھ گیا۔ اس کو نکالنے کیلئے سر نیچا کرنا پڑا تو اسے کہا گیا یہ ہے تکبر کی حقیقت کہ ایک کانٹے نے سر جھکا دیا۔  
اتَّقُوا: کامیابی میں بھی متقی ہو۔ ناکامی میں بھی۔ خوشی میں بھی تقویٰ کی حد بندی کو نگاہ رکھو۔

إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ: ایک نہ ایک وقت مصیبت کا آتا ہے۔ اس وقت مال پتے کو مہول جاتی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء)  
اس سورۃ میں تمام قوموں کو آگاہ کرتا ہے۔ کہ زلزلہ السَّاعَةِ آتا ہے۔ (جنگ)  
(تشیذ الاذیان جلد ۸، ص ۹ ص ۶۸)

۳- يَوْمَ تَرْوُنَهَا تَذْمَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا

أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ

تَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَرَىٰ وَلَٰكِنَّ

عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ﴿۲﴾

سُكَرَى : عشت اور سُکر کا لفظ اچھے معنوں میں ہمارے ہاں نہیں آیا۔ نہ قرآن میں عشت کا لفظ ہے۔ صحیح حدیث میں متوالا اس کے معنی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ

عِلْمٍ وَ يَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ ﴿۳﴾

بِغَيْرِ عِلْمٍ : افسوس کہ ا سبکل کے کالجیٹ اور نئے تعلیم یافتہ مولوی اللہ کی ذات صفات۔ احکام۔ افعال۔ تعلیمات میں بحث کرنے کو تو ہر وقت تکلے رہتے ہیں۔ مگر مطلقاً علم قرآن و حدیث سے بے خبر ہوتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۔ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ

يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ الشَّعِيرِ ﴿۴﴾

مَنْ تَوَلَّاهُ : اس گروہ سے جو خدا تعالیٰ سے دُور ہیں اس سے جو دوستی رکھے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۹ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي ذَيْبٍ مِنَ الْبَحْثِ

فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ

مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَ غَيْرِ

مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَ نُقَرِّ فِي الْأَرْحَامِ



مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا  
ثُمَّ لِنَبْلُغُ أَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ وَ  
مِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَذَلِّ الْأُمُورِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ  
مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا وَتَرَى الْأَرْضَ كَامِدَةً  
فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ  
وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝

نُطْفَةٌ : تھوڑی سی چیز۔ منی کے جس حقے سے انسان بنتا ہے۔ وہ بدول خوردبین  
نظر ہی نہیں آتا۔

لِنُبَيِّنَ لَكُمْ : تا بیان کریں ہم، کہ تم اپنے محافظ خود نہیں۔ بعض بغیر کامل ہوئے گریہ  
جاتے ہیں۔ بعض صورت پذیر ہوتے ہیں۔

طِفْلًا : اس حالت میں انسان طفیلی ہی ہوتا ہے۔ کہ خود کھا سکتا ہے۔ نہ پہن سکتا  
ہے بلکہ کھڑا تک نہیں ہو سکتا۔

یہ تغیرات قیامت کے قیام اور ایک خاص وقت پر نبوت کے ظہور پر وال ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۸۔ وَ أَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا، وَأَنَّ

اِلٰهٌ يَّبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝

يَّبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ : اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جو کافر ہیں۔ ان میں سے کئی  
مومن ہوں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۹۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اِلٰهِهِ بِخَيْرٍ

## عَلِيمٌ وَلَا هُدًى وَلَا حِثٌّ مُنِيرٌ ۝

لَا هُدًى : اکثر لوگ جو علم پڑھتے ہیں۔ ان میں خشیۃ اللہ ہرگز نہیں ہوتا۔  
وَلَا حِثٌّ مُنِيرٌ : واعظ بجائے اس کے کہ قرآن وحدیث کا وعظ کریں۔  
مُضِحَّاتٍ وَمُبْعِيَّاتٍ کو وعظ کی روح رواں سمجھتے ہیں اور اس قسم کی حکایتیں یاد کئے  
ہوئے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ جول ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ ثَانِي عَطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝

ثَانِي عَطْفِهِ : اس کے معنی ہیں۔ متعطفاً۔ متکبر شخص اپنی گردن کو مروڑ کر بات  
کرتا ہے۔ وَلِي مُسْتَبْكِرًا عَانَ لَمْ يَسْمَعْهَا (لقمان ۸) اس کی تفسیر میں ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ جول ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ

فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَ إِنْ

أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ وَ خَسِرَ الدُّنْيَا

وَالْآخِرَةَ ۚ ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝

مکہ میں صریح دشمن موجود تھا اور مدینہ طیبہ میں بھی کئی قسم کے دشمن موجود تھے۔ تین  
یہودیوں کے۔ دو مشرکوں کے۔ ایک عیسائیوں کا۔ ساتواں گروہ منافقوں کا۔

یہ سورۃ میرے نزدیک مدنی ہے۔ اور اس میں مخاطب مکہ والے بھی ہیں۔ اسی میں فتح مکہ  
کا اشارہ ہے اور انداز ہے سب مخالفین کو پہلے رکوع میں صریح دشمن مخاطب تھے۔ دوسرے  
رکوع میں منافقوں سے خطاب ہے۔

عَلَى حَرْفٍ : مومن وہ ہے جو خوشحال و تنگ حالی میں خدا کی قضاء پر راضی رہے۔  
فَإِنْ أَصَابَهُ ... إلخ : یہ طریقہ منافقوں کا ہے۔  
خَيْرٌ : آرام۔ بھلائی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۱۴۔ يَدْعُوَالْمَنْ ضَرَّةً أَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ۔

لَيْئَسَ الْمَوْلَى وَلَيْئَسَ الْعَشِيرُ ۱۴

لَمَنْ ضَرَّةً أَقْرَبُ۔ رامپور میں ... ایک شخص اپنے آقا کی خدمت کرتا اور کہتا  
خدا اور نمازیں بھی دیکھ لیں۔ جو کچھ ہے یہی ہے۔ ایک ماہ خدمت کر چکا۔ ابھی تنخواہ نہ پائی تھی کہ  
ہیکدم قتل کیا گیا۔ اس وقت اسے معلوم ہوا۔ کہ يَدْعُوَالْمَنْ مِنْ دُونِ اللَّهِ (یونس، ۶۷) کا  
کیا ضرر ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۱۶۔ مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنَّ لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ فِي

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ

ثُمَّ لِيَقْطَعَهُ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا

يَغِيظُ ۱۶

لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ : ہ کا مرجع نبی کریمؐ ہے۔ ضماثر کا مسئلہ قابل غور ہے نبی کریمؐ  
کا ذکر نہیں ہو چکا اور ضمیر آگئی۔ فرماتا ہے حمید باور کورنا ہے کہ دنیا میں اس نبی کو مدد نہیں ملیگی  
فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ : اس آیت کے دو معنی کئے گئے ہیں۔ ۱۔ وہ کوئی  
ترکیب بنا کر آسمان میں جائے اور محمد رسول اللہ کو جہاں سے نصرت آتی ہے۔ وہاں سے کاٹ  
دے (بغیر اس کے کوئی طریقہ نہ ہو سکے گا) گویا اس نادان کو سمجایا ہے کہ آسمانی نصرت کو کون  
روک سکتا ہے۔ ۲۔ سحاء کے معنی چھت کے ہیں۔ جو شخص کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نصرت نہیں ہوگی اسے چاہیئے کہ چھت میں رتہ لٹکا کر پھانسی لے لے  
(اور خود کشی کر لے)۔ یہ نصرت تو ضرور آتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۱۸۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا

وَالصّٰبِئِيْنَ وَالنّٰصِرِيْ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِيْنَ

اَشْرَكُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

الْقِيَمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۱۸﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا : ان سب قوموں کا نام لیا ہے۔ جن کا متنبہ کرنا مقصود ہے۔ (تشمیذ الاذکار جلد ۹ ص ۴۶۸)

الصّٰبِئِيْنَ : صابیوں کو صبیہ کہتے ہیں۔ ثابت بن قمرہ ایک مشہور طبیب ہے۔ انہی میں سے ہے۔ صابیوں کے تین مذہب ہیں۔ تینوں کا اثر مسلمانوں میں دیکھتا ہوں۔ (۱) ایک تو تعویذ۔ گندے۔ ٹوٹکے اور ستاروں کے سعد و نحس کا خیال یا بدروح کا لفظ انہی سے لیا گیا ہے۔

(۲) صوفیانہ طبیعت رکھتے ہیں معتزلہ و نیاچرہ میں ان کے دلائل پائے جاتے ہیں۔ (۳) ایک ان میں سے اپنے طور پر نماز پڑھتے۔ وضو کرتے ہیں۔ رو بقبلہ بھی ہوتے ہیں۔ بغداد میں بھی ہیں۔ مسلمان نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۹ جون ۱۹۱۸ء)

۱۹۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَشْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ

وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ

النَّٰسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ

يُؤْمِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ

مَا يَشَاءُ ۝۱۹

اِنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ : یہاں کہتے ہیں کہ سجدہ فرض ہے۔ میرے نزدیک بھی ایسا ہی ہے۔ کیونکہ پیشگوئی کو بڑے زور سے بیان کیا اور وہ پوری ہوئی۔ آخر طوعاً و کرہاً خدا کے حکم کو ماننا پڑا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۲۰۔ هٰذِیْنَ خَصَمْنِ اِخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ :

قَالِیْهِنَّ كَفَرُوْا قُطِعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ

یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِیْمُ ۝۲۰

خَصَمْنِ : کافر۔ آگے ان دونوں کا انجام بیان ہوتا ہے۔  
ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ : دنیا میں یہ نار جنگ کے رنگ میں ظاہر ہوئی۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ كُلَّمَا اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْۤا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ

اُعِیْذُ وَاٰفِیْئَهَا ؕ وَذُوْۤا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝۲۳

عَذَابَ الْحَرِیْقِ : ظاہری رنگ میں ان کے باغات جلائے گئے۔ حضرت علیؑ حضرت حمزہؑ حضرت معاویہؑ یہ تین تھے جن کے مقابلہ میں عتبہ شیبہ۔ ولید کھڑے تھے۔ ان کا بیان ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۲۴۔ اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا

وَعَمِلُوْۤا الصّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا

اَلَا تَنْہَرُ یَحْلُوْنَ فِیْہَا مِنْ اَسَاوِرٍ مِّنْ ذَّہَبٍ

وَلَوْ لُؤْلُؤًا ۭ وَّلِبَاسٌ مِّمَّا حَرِیْرٌ ۝۲۴

یہ سورۃ فتوحات کیلئے بیان فرمائی۔ اس میں فتح مکہ، مدینہ۔ فتح عراق کی طرف اشارہ ہے  
عرب ایک خوش پوش قوم تھی۔ اونٹوں۔ بکریوں۔ گوسفندوں کے بالوں کے کپڑے پہنتے۔ نہ ریشم  
نہ لشمینہ۔

جَنَّتِ تَجْدِی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ، اللہ تعالیٰ رسول کے ذریعہ بشارات دیتا ہے  
کہ تم عراق عرب ایسے ممالک کے فاتح ہو گے۔ اور بجائے خوش پوشی کے ریشم دیا جاوے گا۔  
يُخَلَّتُونَ، زیور دئے جائیں گے۔ جنگ میں عورتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔ یہ سب چیزیں بھی  
کے پہننے کی تھیں۔ انہیں کو پہنائی جائیں۔ مگر انعام میں اکثر چیزیں اب بھی مردوں کو ملتی ہیں۔ یہ  
مطلب نہیں ہوتا کہ مرد پہن لیں۔

سراقہ بن جعشم ایک شخص تھا۔ اس کو رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ کہ تجھے کسریٰ کے کپڑے  
دئے جائیں گے۔ اس نے ماتہ تنگا کر کے کہا کہ ان ماتھوں میں کپڑے؟ فرمایا۔ میں تو دیکھ رہا ہوں  
چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اسے پہنائے گئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۲۵۔ وَ هُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۝

هُدُوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ ۝

إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ، زبان کی شائستگی عرب کو بالخصوص بخشی گئی تھی۔  
عرب اپنے مرکز کے لحاظ سے کبھی مفتوح نہیں ہوئے۔ یونانی باوگولہ بھی پنجاب تک پہنچا  
مگر عرب پر وہ بھی تسلط نہ کر سکا۔ روم کی سلطنت بھی عظیم تھی اور فراعنہ مصر کی بھی۔ لیکن  
سب کی دست برد سے محفوظ رہے اور خود بھی فاتح نہ ہوئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۲۶۔ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ

أَنْ لَا تُشْرِكَ بِى شَيْئًا وَطَهِّرَ بَيْتِىَ

لے خوش :- گھروں۔ سخت (مرتب)



لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝

طَهْر: پاک رکھو کہ کسی قسم کی بُت پرستی نہ ہونے پائے۔  
حضرت ابراہیمؑ نے سات دعائیں کی ہیں۔ ۱۔ جب عمارت بنائی۔ باپ بیٹا مل کر دعا کرتے تھے۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ (بقرہ: ۱۲۹) الہی ہمیں اپنا قریب و دربار بنالے  
۲۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (بقرہ: ۱۲۹) ۳۔ وَآرِنَا مَنَاسِكَنَا  
۴۔ وَتَبَّ عَلَيْنَا (بقرہ: ۱۲۹) پھر دعا کی  
۵۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ  
۶۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ ۷۔ وَيُزَكِّيهِمْ (بقرہ: ۱۲۹)  
کل بناء کعبہ میں سات دعائیں کی ہیں۔ اس واسطے مومن سات دفعہ وہاں طواف کرتا ہے اور یہ دعائیں کرتا ہے۔ اسی مقام کو ڈھونڈتا ہے جہاں یہ دعائیں قبول ہوئیں۔  
(ضمیمہ اخبار سیدہ نقادیاں ۹، جون ۱۹۱۰ء)

۲۸۔ وَآذِن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا

وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝

اور پیکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آویں تیرے پاس پیدل اور سوار دُبلے دُبلے  
اُونٹوں پر چلتے آتے راہوں پر دُور سے کہ پہنچیں اپنے بھلے کی جگہوں پر۔  
(فصل الخطاب حصہ اول ص ۴۳)

۲۹۔ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا نِعْمَةَ

اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةٍ

الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا أَمْرَ الْفَقِيرِ ۝

مَنَافِعَ لَهُمْ: حج کے منافع عجیب و غریب ہیں۔ ان کا جب اپنے وطن میں رہتا ہے

تو بوجہ محبت، وطن چھوڑ نہیں سکتا۔ مگر جو قومیں گھروں کے چھوڑنے کی عادی ہیں وہ بہت ہی نفع میں رہیں۔ ہمارے امراء بہت سُست ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء) وضعیتِ ہمارے ملک میں بہت ہی راکھ ہے۔ اس کے توڑنے کیلئے جج ہے۔ جس میں ایسی وضع داریاں خاک میں مل جاتی ہیں۔

پھر بڑا نفع تو یہ ہے کہ لاکھوں آدمی جب مل کر دُعا کرتے ہیں تو ضرور مقبول ہوتی ہے اور اس وقت خصوصیت سے ایک جوش اُٹھتا ہے۔ کوئی مدبر۔ کوئی حکیم۔ کوئی فلسفی۔ کوئی موجد کوئی عالم دنیا کے کسی حصے میں پیدا ہو۔ وہاں ضرور خبر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ تمام ممالک کی مخلوق کا کوئی نہ کوئی نمونہ وہاں موجود ہوتا ہے۔

میں نے مکہ میں ایک بزرگ دیکھے کہ وہ جلد جلد عربی میں بات کرتے۔ مگر ان کی کوئی بات علمِ حدیث سے باہر کی نہ ہوتی لیکن سوال کے جواب میں فرمایا۔ کہ یہ مطلب نہیں کہ مکہ میں منافع ہی منافع ہیں۔ نقصان بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر زیادہ منافع ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۳۱۔ ذٰلِكَ ۚ وَ مَن يُعْظِمُ حُرْمَتِ اللّٰهِ فَمُوْ

حٰیْرَتُهُ عِنْدَ رَبِّهٖ ۚ وَاُجِلَّتْ لَكُمْ اٰلَاٰئُهُ لَا مَا

یُثَلِّ عَلَیْكُمْ فَاَجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ

وَاَجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ ۖ

وَمَن يُعْظِمُ حُرْمَتِ اللّٰهِ ۖ جس کو خدا نے بڑا بنایا ہے۔ اس کی تعظیم کرو۔ اس سے یہ مسئلہ بھی نکل آتا ہے کہ حاکمِ وقت کی اطاعت چاہیئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

فَاَجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاَجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ حُنَفَآءَ

بِاللّٰهِ غَیْرَ مُشْرِئِیْنَ بِہٖ ۖ بتوں کی ناپاکی سے بچو۔ اور جھوٹی باتوں سے بچو۔ اور شرک سے بیزار ہو جاؤ۔ (نور الدین طبع سوم ص ۱۹ دیباچہ)

۳۲۔ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهِ ، وَمَنْ

يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ

الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهٖ الرِّيحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۲﴾

بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے بچو اور شرک سے بیزار ہو جاؤ۔  
(نور الدین طبع سوم ص ۱۹ دیا چہ)

۳۳۔ ذٰلِكَ ، وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا

مِنْ تَقْوٰى الْقُلُوْبِ ﴿۳۳﴾

شعائر اللہ : جس سے اللہ کا شعور پیدا ہو۔ قرآن کریم کی بہت تعظیم ہے کہ یہ شعائر اللہ میں سے اعظم ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶۹ جول ۱۹۱۰ء)  
پاؤں قبلہ کی طرف کر کے سونا تعظیم قبلہ کے خلاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوٰى الْقُلُوْبِ اور تعامل اسلام میں ہم کسی کو نہیں پاتے کہ قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں (بدر ۲۷ فروری ۱۹۰۸ء ص ۳)

۳۵۔ وَ لِيُعَلِّمُ الْاُمَّةَ جَعَلْنَا مُنَسِّكًَا لِّیْذُكُرُوْا

اِسْمَ اللّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَہِیْمَةٍ اِلٰلٰہِیَّةٍ

فَاَلْهٰكُمْ اِلَہٗ وَّ اٰحَدٌ فَلَہٗ اَسْلِمُوْا ، وَ بَشِّرِ

الْمُخْلِیْنَ ﴿۳۵﴾

قربانی ایک اصل الاصول ہے تمام ترقیات کا۔ کوئی مذہب کوئی سلطنت۔ کوئی تمدن قربانیوں سے خالی نہیں۔ گند میں جو اجرام پیدا ہوتے ہیں وہ شیر۔ چلتے۔ بھڑیے سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ ان کے زہر کے تریاقوں میں سے دھوپ۔ روشنی۔ ہوا ہے۔ بڑے اہتمام سے پاخانوں اور ایسے گندے مقامات کی صفائی کروائی جاتی ہے۔ مگر یہی گند کھاد بن کر ایسی

خوشنما نباتات پیدا کرتا ہے کہ جس کے اکثر حصہ پر انسان کی حیات کا دار و مدار ہے۔ گویا یہ اجرام قربان کئے جاتے ہیں انسان کیلئے۔ پھر دیکھا جاوے تو انسان کی زندگی کیلئے کس قدر نباتات قربان کئے جاتے ہیں۔ وسیلہ فعل کیلئے کس قدر پھیلیاں قربان کی جاتی ہیں ادنیٰ آدمی بڑے آدمیوں کیلئے اپنا آرام۔ اپنی صحت اپنا وقت اور جسم خرچ کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر فوجوں کا نظارہ ہے کہ سپاہی سے لے کر افسر۔ کمانڈر انچیف تک درجہ بدرجہ بادشاہ کیلئے جان تک قربان کرتے ہیں۔

غرض یہ سلسلہ بڑا لمبا ہے۔ اور ہر قوم میں قربانی موجود ہے۔ اسی لئے فرمایا وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا۔ مسلمانوں کے لئے ماہ الاقیاز فرمایا۔ کہ وہ قربانی کے موقع پر اللہ کو یاد کر لیا کریں۔ اور اس بات پر غور کریں کہ ادنیٰ اعلیٰ کیلئے کس طرح پر قربان کیا جاتا ہے۔ اور کیونکر ایک جانور اپنا آپ اپنے سے اعلیٰ انسان کے آگے چپ چاپ کھ دیتا ہے۔ پس اسی طرح ہم کو اپنی جانیں آستانہ اوبیت پر قربان کرنے کیلئے تیار رہنا چاہیے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۳۶۔ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ

وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا آصَابَهُمُ الْمُقِيمِ الصَّلَاةِ

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿۳۶﴾

وَالْمُقِيمِ الصَّلَاةِ لَا : نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔ تسبیح۔ تکبیر۔ تہلیل تمام لوگوں کیلئے دُعا اور بتل ال اللہ۔ اللہ کی جانب سے پناہ۔ درود سب کچھ اس میں موجود ہے بلکہ اس کی ہیئت بھی جامع ہے۔ تمام تعظیفات کی اور ذکر جامع ہے تمام اذکار کا۔ اور اس میں تعظیم لامر اللہ ہے۔

مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ : یہ اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ شفقت علی خلق اللہ پس جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔ اس میں سے کچھ دو۔ مال۔ طاقت۔ علم۔ ہنر رَزَقْنَاهُمْ میں شامل ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۳۸۔ لَنْ يَنَالَ اللهُ لُحُومَهَا وَلَا دِمَافُهَا  
وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ، كَذَلِكَ سَخَّرَهَا  
لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللهَ عَلَىٰ مَا هَذِكُمْ، وَبَشِّرِ

### الْمُحْسِنِينَ

لَعَنَ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ط : اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ جیسے وہ (جانوں)  
تمہارا فرمان بردار ہے۔ ایسے ہی تم میرے مطیع ہو جاؤ۔ راضی بقضاء۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جولائی ۱۹۱۰ء)

اللہ تعالیٰ کی کتاب کو غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تقویٰ بہت  
پسند ہے۔ اگر انسان اللہ کے ساتھ سچا معاملہ نہ کرے تو اس کے ظاہری اعمال کوئی حقیقت  
نہیں رکھتے۔ انسان فطرۃً چاہتا ہے کہ کوئی اس کا پیارا ہو جو ہر صفت سے موصوف ہو۔ سو  
اللہ سے بڑھ کر ایسا کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ پیارے تو آخر جدا ہوں گے۔ ان کا تعلق ایک دین  
قطع ہونے والا ہے۔ مگر اللہ کا تعلق ابد الابد تک رہنے والا ہے۔ دنیا کی فانی چیزیں محبت  
کے قابل نہیں کیونکہ یہ سب فنا پذیر ہیں۔ کیا دنیا میں کوئی ایسی چیز ہے جو بقاء رکھتی ہے۔ ہرگز نہیں  
پس اس کی رحمت اور اس کے فضل کا سہلا پکڑو۔ اور اسی کو اپنا پیارا بناؤ کہ وہ باقی ہے۔۔۔  
جو اللہ کیلئے انشراح صدر سے ایسی قربانیاں کرتے ہیں۔ اللہ بھی ان کے اجر کو ضائع نہیں  
کرتا۔ اس کے بدلے ابراہیمؑ کو اتنی اولاد دی گئی کہ مردم شماریاں ہوتی ہیں۔ مگر پھر بھی ابراہیمؑ  
کی اولاد صحیح تعداد کی دریافت سے مستثنیٰ ہے۔ کیا کیا برکتیں اس مسلم پر ہوئیں۔ کیا کیا انعام الہی  
اس پر ہوئے کہ گننے میں نہیں آسکتے۔ ہماری سرکار خاتم الانبیاءؐ سرور کائنات حضرت محمد  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی ابراہیمؑ کی اولاد سے ہوئے۔

پھر اس کے دین کی حفاظت کیلئے خلفاء کا وعدہ کیا۔ کہ انہیں طاقتیں بخشے گا۔ اور ان  
کو مشکلات اور خوفوں میں امن عطا کریگا۔ یہ کہانی کے طور پر نہیں۔ یہ زمانہ موجود۔ یہ مکان موجود  
تم موجود۔ قادیان کی بستی موجود۔ ملک کی حالت موجود ہے کس چیز نے ایسی سروری میں تمہیں  
دور دور سے یہاں اس مسجد میں جمع کر دیا۔

سنو! اسی دستِ قدرت نے جو متقیوں کو اعزاز دینے والا لایا ہے۔ اس سے پہلے پچیس برس پر نگاہ کرو۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ کون ایسی سردیوں میں اس گاؤں کی طرف سفر کرنے کیلئے تیار تھا۔ پس تم میں سے ہر فرد بشر اس کی قدرتِ نمائی کا ایک نمونہ ہے۔ ایک ثبوت ہے کہ وہ متقی کے لئے وہ کچھ کرتا ہے جو کسی کے سان و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ یہ باتیں ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتیں یہ قربانیوں پر موقوف ہیں۔ انسان عجیب عجیب خوابیں اور کشوف دیکھ لیتا ہے۔ الہام بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ نصرت حاصل نہیں کر سکتا۔ جس آدمی کی یہ حالت ہو وہ خوب غور کر کے دیکھے کہ اس کی عملی زندگی کس قسم کی تھی۔ آیا وہ ان علامات کے قابل ہے یا نہیں۔ یہ مبارک وجود نمونہ ہے۔ اسے جو کچھ ملا۔ ان قربانیوں کا نتیجہ ہے جو اس نے خداوند کے حضور گزاریں۔ جو شخص قربانی نہیں کرتا جیسی ابراہیمؑ نے کی اور جو شخص اپنی خواہشوں کو خدا کی رضا کیلئے نہیں چھوڑتا تو خدا بھی اس کیلئے پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کیسے دشمن موجود تھے۔ مگر وہ خدا جس نے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ اٰمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (المومن: ۵۲) فرمایا۔ اس نے سب پر فتح دی۔ صلح حدیبیہ میں ایک شخص نے آکر کہا تم اپنے بھائیوں کا جتنا چھوڑو ایک ہی حملہ میں یہ تمہارے پاس بیٹھنے والے بھاگ جائیں گے۔ اس پر صلحہ بننے لگا ایک خطرناک آواز سنی۔ اور وہ ہٹکا بکا رہ گیا۔ یہ حضرت نبی کریمؐ کے اللہ کے حضور بار بار قربانی کرنے کا نتیجہ تھا کہ ایسے جاں نثار مرید ملے اور وہ جو باپ بنتے تھے۔ جو تجربہ کار تھے۔ ہر طرح کی تدبیریں جانتے تھے۔ ان کے سب منصوبے غلط ہو گئے۔ اور وہ خدا کے حضور قربانی کرنے والا متقی نہ صرف خود کامیاب ہوا بلکہ خلفاء راشدین کیلئے بھی وعدہ لے لیا۔۔۔۔۔

متقیوں کی جماعت میں شامل ہونا پھر ہر سال میں دیکھنا کہ جیسے ہم ایک جانور پر جو ہمارے ملک اور قبضہ میں ہے جنروری مالکیت کے دعوے سے چھری چلاتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں بھی اپنے مولیٰ کے حضور جو ہمارا سچا خالق ہے اور ہم پر پوری اور حقیقی مالکیت رکھتا ہے۔ اپنی تمام نفسانی خواہشوں کو اس کے فرمانوں کے نیچے ذبح کر دینا چاہیئے۔

قربانی کرنے سے یہ مراد نہیں کہ اس کا گوشت اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے بلکہ اس سے ابراہیمؑ اور اسماعیل علیہما السلام کی فرماں برداری کا نظارہ مقصود ہے تا تم بھی قربانی کے وقت اس بات کو مد نظر رکھو کہ تمہیں بھی اپنی تمام ضرورتوں۔ اعزازوں۔ ناموریوں اور خواہشوں کو خدا کی فرماں برداری کے نیچے قربان کرنے کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ جس طرح ان جانوروں کا خون گراتے ہو۔ ایسا ہی تم



بھی خدا کی فرماں برداری میں اپنے خون تک سے دریغ نہ کرو۔ انسان جب ایسا کرے تو وہ کوئی نقصان نہیں اٹھاتا۔ دیکھو ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کا نام دنیا سے نہیں اٹھا۔ ان کے عزت و اکرام میں فرق نہیں آیا۔ پس تمہاری سچی قربانی کا نتیجہ بھی بد نہیں نکلے گا۔ وَلٰكِنْ يَنْتَظِرُ الْتَّقٰوٰی۔ تقویٰ خدا کو لے لیتا ہے۔ جب خدا مل گیا تو پھر سب کچھ اسی کا ہو گیا۔

معجزوں کی حقیقت بھی یہی ہے۔ جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو اس کو تمام ذراتِ عالم پر ایک تصرف ملتا ہے۔ اس کی صحبت میں ایک برکت رکھی جاتی ہے اور یہ ایک فطری بات ہے کہ ایک انسان کے اخلاق کا اثر دوسرے کے اخلاق پر پڑتا ہے۔ بعض طبائع ایسی بھی ہیں جو نیکوں کی صحبت میں نیک اور بدوں کی صحبت میں بد ہو جاتی ہیں۔

(بدر ۲۳، جنوری ۱۹۰۸ء ص ۹)

لَنْ يَنْتَظِرَ اللّٰهُ لَحْوْمُهَا: قربانی کے سلسلہ میں خدا گوشت کا بھجوا نہیں۔ بلکہ خدا کو پانے کیلئے تقویٰ ہے۔ وہ ہمیں اپنے تک پہنچنے کا ایک طریق سکھاتا کہ ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کر دو (بدر ۲۱، جنوری ۱۹۰۹ء ص ۸)

قربانی جو عید الاضحیٰ کے دن کی جاتی ہے۔ اس میں بھی ایک پاک تعلیم ہے۔ اگر اس میں مد نظر وہی امر رہے جو جناب الہی نے قرآن شریف میں فرمایا۔ لَنْ يَنْتَظِرَ اللّٰهُ لَحْوْمُهَا وَ لَا دِمَآءُهَا وَلٰكِنْ يَنْتَظِرُ الْتَّقٰوٰی مِنْكُمْ۔

قربانی کیا ہے؟ ایک تصویری زبان میں تعلیم ہے جسے جاہل عالم پڑھ سکتے ہیں! خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھجوا نہیں۔ وہ يُطْعِمُ وَلَا يَطْعَمُ (الانعام: ۱۵) ہے۔ ایسا پاک اور عظیم الشان بادشاہ نہ تو کھانوں کا محتاج ہے نہ گوشت کے چڑھاوے اور لہو کا! بلکہ وہ نہیں سکھانا چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور اسی طرح قربان ہو جاؤ اور ادنیٰ اعلیٰ کیلئے قربان ہوتا ہے۔

کل دنیا میں قربانی کا رواج ہے۔ اور قوموں کی تاریخ پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ادنیٰ چیز اعلیٰ کے بدلے میں قربان کی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیزوں میں پایا جاتا ہے۔

ہم بچے تھے تو یہ بات سنی تھی کہ کسی کو سانپ زہریلا کاٹے تو وہ انگلی کاٹ دی جاوے تاکہ کل جسم زہریلے اثر سے محفوظ رہے۔ گویا انگلی کی قربانی تمام جسم کے بچاؤ کیلئے کی گئی۔

۲۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بہلا کوئی دوست آجاوے تو جو کچھ ہمارے پاس ہو اس کی

خوشی کیلئے قربان کرنا پڑتا ہے۔ کبھی آٹا گوشت وغیرہ قیمتی اشیاء اس پیارے کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتیں۔

۳۔ اس سے زیادہ عزیز ہو تو مرغی مرغیاں حتیٰ کہ بھیڑیں اور بکرے قربان کئے جاتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر گائے اور اونٹ تک جہاں کیلئے قربان کر دئے جاتے ہیں۔

۴۔ میں نے اپنی طب میں دیکھا ہے کہ وہ قومیں جو جائز نہیں سمجھتیں کہ کوئی جاندار قتل ہو وہ بھی اپنے زخموں کے کٹی سینکڑوں کیڑوں کو مار کر اپنی جان پر قربان کر دیتی ہیں۔

۵۔ اس سے اوپر چلیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ادنیٰ لوگوں کو اعلیٰ کیلئے قربان کیا جاتا ہے۔ مثلاً چوہڑے میں آج عید کا دن ہے مگر ان کے سپرد پھر بھی وہی کام ہے بلکہ صفائی کی زیادہ تاکید ہے گویا ادنیٰ کی خوشی اعلیٰ کی خوشی پر قربان ہوئی۔

۶۔ ہندو گنور کھشا بڑے جوش سے کرتے ہیں (لداخ کے ملک میں تو دودھ تک نہیں پیتے کیونکہ یہ بھڑوں کا حق ہے) اور یہاں کے ہندو تو دھوکہ دیکر دودھ لیتے ہیں۔ مگر پھر بھی اس سے اور اس کی اولاد سے سخت کام لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے کاموں کیلئے انہیں مار مار کر درست کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔

۷۔ ادنیٰ سپاہی اپنے افسر کیلئے اور وہ افسر اعلیٰ افسر کیلئے اور اعلیٰ افسر بادشاہ کے بدلہ میں قربان ہوتا ہے پس خدا تعالیٰ نے اس فطرتی مسئلہ کو برقرار رکھا اور اس میں قربانی کی تعلیم دی کہ ادنیٰ اعلیٰ کیلئے قربان کیا جاوے۔

۸۔ محبت میں انسان بے اختیار ہوتا ہے۔ مگر اس میں بھی قربانیوں کا ایک سلسلہ ہے چنانچہ محبت بھی بتدریج محبوبوں کے مراتب رکھ کر ایک کو دوسرے پر قربان کرتا رہتا ہے۔ اپنا پیسہ یا جان محبوب ہے مگر دوسرے محبوب پر اسے قربان کر دیتے ہیں عند نہیں۔ انسان کو مال کی محبت ہے۔ بی بی کی محبت ہے۔ بچوں کی محبت ہے۔ یار و آشنا کی محبت۔ امن و چین کی محبت ہے۔ اللہ کی کتابوں۔ اللہ کے رسولوں سے محبت ہے۔ سچے علوم سے بھی محبت ہے ان تمام محبتوں کے مراتب ہیں اور ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔

(بدلہ ۳۰، دسمبر ۱۹۰۹ء ص ۲۰۱)

سَخَّذْهَا لَكُمْ: جیسے یہ تمہارے فرماں بردار ہیں۔ ویسے ہی تم اللہ کے فرماں بردار بنو  
(تشیذالاذمان جلد ۸، ص ۹۸)

قربانی میں یہی سمجھایا۔

۳۹۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدْفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اِنَّ

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۹﴾

اِنَّ اللّٰهَ يُدْفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی حد بندی مقرر کر دی ہے جب اس حد سے کوئی چیز بڑھنے لگتی ہے تو اس کو دفع کرنے والی چیز پیدا کر دیتا ہے۔ کفر بڑھ گیا ہے اس لئے حضرت محمد رسول اللہ اور ان کی جماعت کو پیدا کر دیا۔ کیونکہ وہ کفر کیشوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ خیال کہ کوئی ہمدی ایسا آئے گا جو تمام ان انوں کو مسلمان بنا لے گا۔ ایک لغو خیال ہے۔ کیا وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قوت قدسیہ رکھنے والا کوئی ہوگا؟ کیا وہ قرآن شریف سے بڑھ کر کتاب لائے گا؟ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو ایک حد کے اندر رکھنا چاہتا ہے!

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ اٰذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقْتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظَلَمُوْا۔

وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن سے لڑائی کی گئی اس لئے کہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ انہیں دشمن پر غالب کر دینے پر قادر ہے.... اسلام کا خدا تعالیٰ نے دونوں طرح کا غلبہ دکھانا چاہا ہے ایک وقت تھا جب دشمن نے اسلام کے استیصال کیلئے تلوار اٹھائی۔ مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تو اسلام نے مسلمانوں کو بغاوت سے روک دیا کہ غدر نہ کرنا۔ اس ملک سے نکل جاؤ جہاں تکلیف ہے! اس لئے مکہ معظمہ کا ملک چھوڑ دیا گیا۔ جب دشمن کو اس پر صبر نہ آیا اور اس نے تعاقب کیا تو آخر اسلام نے تلوار اٹھائی اور کامیاب ہو گیا!

پھر اس وقت چودھویں صدی میں صرف حج کے اسلحہ سے اسلام سے جنگ شروع ہو گئی اسلام کے باعث کوئی قوم کسی مسلمان پر ہتھیاروں سے اب کام نہیں لیتی۔ تو اسلام نے بھی براہینِ نیرہ اور حج ساطعہ اور دلائل واضحہ (ترکِ رشی) سے مقابلہ شروع کیا!

بت پرست قومیں اسلام کے مقابلہ سے مار کر بت پرستی کے دعوے سے باز آ رہی ہیں اور بالکل اس مسئلہ میں صلح جو ہو رہی ہیں۔ کیونکہ انڈیا میں کچھ برسوں ہو گئے ہیں اور کچھ آریہ سماج

اور ادھر یورپ و امریکہ میں یونی ٹیری۔ فری تھنکروں کا سمندر موج مار رہا ہے۔ اور کیا خوب ہوا۔ حضرت مسیحؑ کی خدائی نیست و نابود ہو رہی ہے..... مخلوق اسلام کے مقدس مذہب میں آرہی ہے۔  
(نور الدین طبع سوم ص ۱۲۴-۱۲۵)

جو دنیا میں نیکی ہے۔ اس کے ساتھ کچھ مشکلات بھی ہیں اور سکھ کے ساتھ دکھ اور دکھ کے ساتھ سکھ۔ آخر الذکر کی مثال دردِ زہ اور پھر فرزندِ نرینہ کی پیدائش ہے۔  
صحابہ کرامؓ مکہ معظمہ میں سخت تکالیف میں مبتلا تھے۔ ۱۔ بعض آدمیوں کے ایک پاؤں کو ایک اونٹ سے اور دوسرا پاؤں دوسرے اونٹ سے باندھ کر مخالف سمتوں میں چلا کر چیرا جاتا۔

۲۔ بعض عورتوں کی شرمگاہوں میں برہمی ماری ہے اور گلے سے نکالی ہے۔  
۳۔ تین برس بنو ہاشم کو غلہ پہنچانے میں روکیں ڈالی گئیں۔  
۴۔ بعض صحابہ کو شدت سے گرم کٹے ہوئے پتھروں میں ٹپایا جاتا تھا۔ مگر وہ لوگ بڑے صبر۔ استقلال۔ اور ہمت سے ان تمام تکالیف کو برداشت کرتے۔  
محرم میں جب امام حسینؑ کی تکالیف کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر صحابہؓ نے جو جو تکالیف اٹھائی ہیں وہ ان سے بعض اوقات بڑھ کر ہیں۔ سو اس صبر کے عوض جہاد کی اجازت دی گئی۔ یہ غلط ہے آپؐ کو جتنے کا انتظار تھا۔ لَا تُكَالِفُ إِلَّا أَنْفْسَكَ (النساء: ۸۵) کا حکم اور غزوہ حنین میں سب کے بھاگنے پر کھڑا رہنا اس کا شاہد ہے۔ پس یہ جھوٹ ہے کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلایا گیا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۲۱۔ يَا زَيْنَ اُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ

حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَقُولُوا رَبَّنَا اللّٰهُ وَلَوْ اَدْفَعُ اللّٰهُ

النَّاسَ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ لَّهٖ مَتَّ صَوَابُهُ

وَيَسِيْعُ وَصَلَوْتُ وَ مَسْجِدُ يُذَكِّرُ فِيْهَا اَسْمُ

اللَّهُ كَثِيرًا، وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ، إِنَّ اللَّهَ  
لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۴۱﴾

بَخِيرِ حَقِّ : سوا کسی وجہ و جینہ کے ۔ اگر خدا ہر چیز کی مدد بند ہی نہ کرتا ۔  
صَوَامِعُ : صابی قوم کے گرجے ۔  
بَيْعٌ : یہودیوں کے گرجے ۔  
صَلَوَاتٌ : عیسائیوں کے گرجے یا ہندوؤں کے ٹھا کر دوارے ۔

(ضمیمہ اخبار بدرتادیان ۱۶ جولائی ۱۹۱۰ء)

حکم ہوا ان کو جن سے لوگ لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا ۔ اور اللہ ان کی مدد کرنے  
پر قادر ہے وہ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور کچھ دعویٰ نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں  
ہمارا رب اللہ ہے ۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۹۹ و ص ۱۰۲)

اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور  
عبادت خانے اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت ۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۰۲)

ایک اور احسان اسلام نے کیا جو میرے خیال میں دنیا کے کسی ریغار مر اور مصلح کو نہیں  
سوجھا وہ یہ ہے :

إِنَّ اللَّهَ يُدْفِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا . إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُفْرًا  
وَأَنْ يَكْفُرُوا ..... لَهْدِمَتِ صَوَامِعُ وَبَيْعٌ وَصَلَوَاتٌ وَ  
مَسْجِدٌ يُذَكِّرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۔

ہم بعض اوقات خود حفاظتی کا حکم دیتے ہیں اور اس سے غرض یہ ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو  
گرجے تباہ ہو جاویں ۔ دھرم شالے اور یہودیوں کے معبد تباہ ہو جاویں ۔ اور ہم نہیں چاہتے  
کہ وہ تباہ ہوں ۔ کیا یہ سنہری اصل دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں پایا جاتا ہے ؟ اگر یہ فقرہ انجیل  
میں ہوتا تو مسیحی لوگوں نے جو بسلوک اپنے مخالف لوگوں سے کیا ہے وہ نہ ہوتا ۔ متھالوجی کو  
پڑھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ مسیحی لوگوں سے پہلے کس قدر معبد تھے جن کا آج نام و نشان بھی نہیں مثلاً  
پٹرامول کا عظیم الشان مندر تھا ۔ جہاں سکندریہ اعظم پیادہ حج کرنے آیا تھا ۔ مگر آج کوئی نہیں



بتا سکتا کہ وہ مندر کہاں تھا۔

اس قدر تنگ دلی۔ ضد اور تعصب اور ہٹ اسلام پسند نہیں کرتا۔ کہ معبد گرا دئے جائیں مسلمانوں نے جہاں آٹھ سو برس۔ ہزار اور گیارہ سو برس بھی راج کیا ہے اس ملک کے معابد اب تک موجود ہیں۔ اور ان کو تباہ نہیں کیا۔ مگر بڑی روشنی والی قوم سے پوچھیں کہ پڑاموں کا مندر کہاں تھا؟ تو نہیں بتا سکتے۔ نشان تک مٹا دیئے بلکہ یروشلم جیسی جگہ جو بائبل میں بھی مقدس سمجھی گئی تھی۔ پاش پاش کر دی گئی۔ اور وہاں سوڑ کی قربانی کی گئی۔ شاید کوئی کہہ دے کہ سوڑا پاک نہیں۔ مگر بائبل پڑھیں گے تو اس کے خلاف پائیں گے۔

اس کے بالمقابل دیکھو کہ سپین اور فلسطین میں کیسی پر شوکت اسلامی سلطنت تھی۔ مگر دیکھو پرانے سے پرانے معبدوں کو چھڑا نہیں۔ بلکہ فاروق اعظم کے زمانہ میں جب وہ یروشلم تشریف لے گئے تو وہاں کے بشارپ نے کہا کہ یہاں نماز پڑھ لو۔ انہوں نے فرمایا کہ تم بڑے نا عاقبت اندیش ہو۔ اگر میں یہاں نماز پڑھوں تو مسلمان اس کو مسجد بنالیں گے۔ ہماری سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور نحران کے عیسائی آئے۔ اور اتوار کا دن تھا۔ آپ نے فرمایا۔ میری مسجد میں گرجا کر لو۔ وہ لوگ رو من کیھتو لک ہوں گے۔ مگر حوصلہ کے ساتھ ان کو اجازت دی۔ اس سے پایا جاتا تھا کہ جہاں وہ احسان عام کرتے تھے۔ وہاں ابقائے مذہب بھی ان کا مذہب تھا۔ خواہ ہندوستان میں پہلی صدی ہجری میں عرب آئے۔ اور کم از کم ساڑھے گیارہ سو سال تک اسلامی حکومت یہاں رہی..... اس عرصہ دراز میں ہندوستان کے معابد پر اسلامی سلطنت نے کیا اثر کیا؟ ان کی موجودگی خود ظاہر کرتی ہے!

(بدر ۸، جولائی ۱۹۱۲ء ص ۵)

۴۲۔ الَّذِينَ اِنْ مَكَثُوهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا

الصَّلٰوةَ وَآتَوْا الزَّكٰوةَ وَآمَرُوْا بِالنَّعْرُوْفِ

وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، وَيَلِيْهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ [۴۲]

(آیت) پر تدبیر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نصرت الہی ان لوگوں کیلئے ہے۔ جو اللہ کے کاموں میں نصرت کریں۔ اس کے دین کی حمایت کریں۔

۱۔ نمازیں سنوار کر پڑھیں چنانچہ صحابہؓ میں کسی عدا تارک الصلوٰۃ کی نظیر نہیں ملتی۔



یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ میں جو نماز نہ پڑھتا اُسے مسلم نہیں سمجھتے تھے۔ اور مسلمان ہونے کا امتیازی نشان بھی یہی قرار دیا گیا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَأَخِوَانَكُمْ فِي الدِّينِ (توبہ: ۱۱)  
یعنی اگر شرک سے توبہ کر لیں۔ نماز قائم کرتے رہیں۔ زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔

اور حدیث میں ہے۔ مَنْ صَلَّى صَلَاتِنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاعْلَى ذِيحِجَّتِنَا  
فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ۔  
(جو ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلم ہے اس کیلئے اللہ کا ذمہ اور رسول کا ذمہ ہے۔)

پھر ایک اور مقام پر فرماتا ہے۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ... الَّذِينَ يَخْتِمُونَ الصَّلَاةَ (الانفال: ۴۳)  
مومن وہی ہیں..... جو نماز قائم کرتے ہیں۔ دوسری طرف جب دونوں سے پوچھا جائے گا۔ مَا  
سَلَّكُمْ فِي سَفَرٍ؟ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ (المدثر: ۴۳، ۴۴) کہ تمہیں سفر میں کیا شے لے  
گئی۔ تو وہ جواب دیں گے۔ ہم نمازی نہ تھے۔ باوجود اس تاکید شدید کے.....

۳۔ زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ ۴۔ امر بالمعروف اور ۵۔ نہی عن المنکر کرتے رہیں۔  
(تشیخ الاذیان جلد ۶، ص ۳۵۸)

۲۳ تا ۲۵۔ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ

قَوْمُ نُوحٍ وَقَوْمُ هَادٍ وَثَمُودُ ﴿۲۳﴾ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَ

قَوْمُ لُوطٍ ﴿۲۴﴾ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ، وَكَذَّبَ مُوسَى

فَأَمَلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ، فَكَيْفَ كَانَ

نَكِيرٌ ﴿۲۵﴾

اور اگر نبیؐ کو جھٹلا دیں تو ان سے پہلے جھٹلا چکی نوحؑ کی قوم اور عاد و ثمود اور ابراہیمؑ کی قوم اور لوطؑ کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰؑ کو جھٹلایا۔ پھر میں نے وہی منکروں کو

پھر ان کو پکڑا تو کیسا ہوا میرا انکار۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۱۰)

۴۶۔ فَكَأَيُّنَ مِّنْ قَرِيْبَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ

ظَالِمَةٌ فِيْهَا خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَيَبْنِي مَعْطَلَةٌ

وَقَصِيْرٌ مَّشِيْدٌ ﴿۴۶﴾

اَهْلَكْنَاهَا: اس کے بہت نظارنے اس وقت بھی موجود ہیں۔

قَصِيْرٌ مَّشِيْدٌ: شید اور شید کے معنے اونچے کے ہیں.....

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ وَيَسْتَعْجِلُوْكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللّٰهُ

وَعْدَهُ، وَانْ يَّوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ

مِمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۸﴾

كَأَلْفِ سَنَةٍ: سَنَةُ الْفَرَاقِ سَنَةٌ وَسَنَةُ الْوِصَالِ سَنَةٌ وَصَالُ

کا سال ایک برس، اونگھ کے برابر ہوتا ہے مگر جدائی کی گھڑی سال کے برابر۔ منکروں کو کہا تم پر ایک دن آتا ہے۔ جو تمہارے لئے بوجہ مصائب ہزار برس کا ہو جاوے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۵۰، ۵۱۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا كَافٍ نَذِيْرٌ

مُبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۱﴾

مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمرہ سے روکا تھا اور کہا کہ اگر ہم

اس سال اجازت دیں۔ تو ہماری عزت میں فرق آتا ہے۔ اگلے سال آنا اور یہ شرائط مقرر کریں

۱۔ جس قدر آپ کے ساتھ لوگ ہوں انکی تلواریں نیام میں ہوں۔ تیر ترکش میں۔ بھالے چڑوں میں  
۲۔ تین دن سے زیادہ نہ رہیں۔ کوئی مسلمان مکہ میں ہو تو آپ کے ساتھ نہ جاسکے گا۔ اور اگر  
کوئی آپ سے آنا چاہے تو اسے روکو گے نہیں۔

پھر میں نے یہ کہا تھا کہ اس سورۃ میں انداز کیا ہے سب قوموں کو۔ جو عرب، مصر  
عراق، شام میں تھیں۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جو عزت و جاہت لئے پھرتے  
ہو۔ یہ سب خاک ہو جاوے گی۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ : جو میرا ساتھ دیں گے وہ معزز ہوں گے  
اور جو میرے برخلاف کوششیں کرتے ہیں۔ وہ شکست یاب ہوں گے۔ رسول اللہ تو ایمان  
عمل صالح۔ اطاعت رسول اور امر بالمعروف چاہتے ہیں۔ اور کفار نبی کا انکار۔ بدیوں میں ہانہاک  
فسق و فجور۔ کفر و شرک چاہتے ہیں اور ہماری آیات کو عاجز کرنا۔ پس یہ سب مخالف جہنم کے  
کندے بنیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا

نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ،

فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ

أَيَّتِهِ، وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۵۴﴾

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ : مخالفان اسلام اس آیت کے غلط معنے کر  
کے طرح طرح کے اعتراضات پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ قصور خود ان کے فہم کا ہے۔ اس سورۃ  
کے گزشتہ رکوع پر نظر ثانی کرو۔ اس میں کیا مضمون ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ کس زور سے  
اللہ تعالیٰ اپنی توحید و عظمت کو قائم کرتا ہے اور توحید سے پیشگوئی کرتا ہے کہ دشمن اس کے  
تباہ ہوں گے۔ کیا ان چھ رکوعوں کے مضامین کے سامنے اس بیہودہ روایت کی کچھ ہستی ہے کہ  
نبی کریم کی زبان پر اثناء وعظ یہ کلمہ بھی جاری ہوا۔

تِلْكَ الْغَدَائِقُ الْعُلَى وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتَرْتَجَى

جھوٹ بکتے ہیں جو ایسا کہتے ہیں۔ اس طرح تو نبی کریم کے کلام سے امان اٹھ جاوے گا۔

إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ : نبی کی خواہش یہی ہے کہ توحید پھیلے اور کلمۃ اللہ علیا ہو۔ کوئی شریر اٹھتا ہے تو اس کی خواہشوں میں روک ڈالتا اور چاہتا ہے کہ یہ نبی کامیاب نہ ہو۔

فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ : اللہ تعالیٰ اس شریر کی تمام شرارتوں کو مٹاتا ہے یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی نیک اپنی نیکی پھیلانا چاہتا ہے۔ تو کوئی نہ کوئی شریر اس کی مخالفت کرتا اور آخر منہ کی کھاتا ہے۔ اسی گاؤں میں ایک راست باز آیا۔ اس نے حق پھیلانا چاہا مبالغوں نے روک ڈالی۔ مگر وہ سب روکیں اٹھ گئیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں تم تین سو سے زیادہ احمدی بیٹھے ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۵۴۔ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ

فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَآلِقَا سِيَةِ قُلُوبُهُمْ ذَانَّ

الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿۵۴﴾

لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ : شیطان کی شرارتیں فتنہ ہوتی ہیں۔ مگر انہی کیلئے جن کے دلوں میں مرض ہے گویا اس ذریعہ سے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ سورۃ جن میں فرمایا۔ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا (الحج: ۲۸) جب اللہ اپنے غیب خاص کو رسولوں پر نازل فرماتا ہے تو اس کے رسول کے آگے پیچھے چوکی پر ہر جگہ دیتا ہے۔ جب تک وہ ساری بات اللہ کی مخلوق میں پہنچا لے۔ پس یہ ممکن نہیں کہ کوئی شیطان ایسے موقعہ پر دراندازی کر سکے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۵۴، ۵۵۔ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ

مِّنْهُ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ

عَذَابٌ يَوْمَ عَقِيمٍ ﴿۵۵﴾ أَلَمْ تَكُ يَوْمَئِذٍ تِلْكَ

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ، فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

## فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۝

عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ : مجاہد کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ بدد کا دن تھا جس میں تمام عائدِ مکہ ہلاک یا کمزور ہو گئے۔  
 اَمَلْتُ : اس دن ثابت ہو جاوے گا کہ یہ ملک صرف اللہ کے دین کیلئے ہے چنانچہ  
 ایسا ہی ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۹۔ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ

قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا، وَإِنَّ  
 اللَّهَ لَهُمُ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ ۝

سورۃ حج کا مشاعر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے جانشین خلفاء کے مقابلہ پر کھڑے ہونے والوں کا انجام کیا ہوگا۔ یہ تو انداز ہوا۔ (ب) اس کے بالمقابل تبشیر ہے کہ مومنین۔ مجاہدین و انصار۔ ان کے مالک کے فاتح ہوں گے۔  
 هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ : ملک کو چھوڑ گئے۔ غریب و اقارب کو چھوڑ کر۔ ملک کے دم و عقائد اور اپنے محبوب امور کو چھوڑنے والے اللہ کی غرض نفعی کیلئے۔  
 اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَاجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ : بہت سی چیزیں ہیں۔ ازاں جملہ یہ کہ جس مقام یا جس صحبت سے غفلت پیدا ہو اس کو فوراً چھوڑ دینا چاہیئے۔  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۰۔ لَيُدْخِلَنَّهُمُ اللَّهُ خَلَاءَ رِزْوَانِهِ، وَإِنَّ

اللَّهِ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝

لَيُدْخِلَنَّهُمُ : جب مردوں کو یہ آسائش و آرام کے اسباب و مقامات دیگا تو زندگی کو ضرور ہی دیگا۔ خدا کی راہ میں مال و جان کو قربان کرنا کوئی اتنا مشکل نہیں۔ اکثر لوگ دیکھے جاتے

ہیں۔ کہ معمولی سی بات پر خود کشتی کر لیتے ہیں۔ رسم و رسوم کی پابندی میں مال کا بہت سا حصہ ضائع کر دیتے ہیں۔ کئی گیارہویں دینے والے بڑے استقلال سے قرض سے لے کر بھی نافع نہیں کرتے مگر زکوٰۃ کہو تو کہتے ہیں کہ غریب آدمی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت واقع میں تلوار کی فصل پر چلنا ہے۔ اور یہی حقیقت ہے پل صراط کی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۱۔ ذٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهٖ

ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لِيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ

غَفُوْرٌ ﴿۶۱﴾

وَمَنْ عَاقَبَ : ہر شخص خود بدلہ لینے کا مجاز نہیں۔ یہ حکام کے سپرد ہے۔ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ اس کو ظاہر کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۲۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً

فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً اِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۲﴾

فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً : جس طرح ظاہری بارش ہے۔ بے فائدہ نہیں جاتی اسی طرح وحی اپنا پھل لاوے گی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۳۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِی الْاَرْضِ

وَ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ ۚ وَ یُمْسِكُ

السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اِنَّ اللّٰهَ

بِالنَّاسِ لَرءٌ وَّ فَ رَحِیْمٌ ﴿۶۳﴾

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے بس میں کیا زمین والی چیز کو اور کشتیاں دریا میں اُسی



کے حکم سے جلتی ہیں۔ تسخیرِ مفت میں بلا مزدوری کام میں لگا دینے کو کہتے ہیں۔

بے شک کشتیاں، جہاز، دریا، سمندر، سورج، چاند، ستارے، رات دن، چارپائے، مویشی باری تعالیٰ جل شانہ نے محض اپنے لطف و کرم سے مفت ہمارے کام میں لگا رکھے ہیں۔ بایں معنی کہ ان کی خلقت اور فطرت ایسی بنائی ہے کہ بلا اجرت ہمارے منافع اور مصالحِ دنیوی کے اہتمام و انصراف میں لگے ہوئے ہیں۔ بلکہ حقیقتاً ہماری زندگی و معاش انہیں اشیاء اور قولے طبعی کے وجود پر موقوف ہے۔ چونکہ ان بڑے بڑے قولے طبعی مثلاً سمندر، ہوا، سورج چاند ستارگان رات دن وغیرہ پر مبنی حیات الخلق ہم قدرت نہیں رکھتے اور نہ جبراً و قہراً ان سے کام لے سکتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنا فضل و امتنان و احسان جتا کر ہم سے اس مہربانی کی شکرگزاری لینے کیلئے اُن اشیاء کا اور اُن سے ہمیں منافع پہنچنے کا ذکر فرماتا ہے۔ کہ دیکھو ایسی بڑی زبردست چیزیں جن پر تمہارے دستِ قدرت کو رسائی ممکن نہ تھی۔ مفت میں میں نے تمہارے کام میں لگا دی ہیں۔ اُس کے یعنی خدا کے ہمارے کام میں ان اشیاء کو لگا دینے یا ہمارے ان کو کام میں لانے کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے تمام منافع اور مصالح کا مدار ان ہی اشیاء کے وجود پر ہے اور یہ سب تار و پودِ ہستی اور ہنگامہ با آب و تاب انہیں اشیاء کی مدد اور ذریعے سے نبھتا اور چل رہا ہے۔

جو لوگ قانونِ قدرت میں غور و فکر کرتے ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ کس طرح پرہم بعض قولے قدرت سے قدرتی طور پر اور بعض اشیاء کے خود استعمالِ صحیح سے متمتع ہو سکتے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ اہل یورپ نے انہیں قولے قدرت کی طرف توجہ کرنے اور اس کے استعمالِ صحیح (تسخیر) سے مثلاً ایک سٹیم (بخار) ہی کی تسخیر اور کام میں لانے سے کیسے کیسے منافع اٹھائے ہیں۔ کیسے شہر انجن ایجاد کئے ہیں۔ کہ تجارت اور تمول میں اہل عالم پر سبقت لے گئے۔

یہی عملِ تسخیر ہے جسے قادرِ مطلق رحیمِ خدا نے فطرتاً بتفاوت ہر انسان میں ودیعت رکھا ہے۔ مالا مال اور خوشحال وہ لوگ ہوئے۔ جنہوں نے اس قدرتی عطیے اور فیضِ وضیعی سے کام لیا۔ یہ وہ عملِ تسخیر نہیں ہے جسے عوام کالانعام ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ اور شب و روزِ فضل جہد و مجاہدے میں سرگردان اور منہمک رہتے ہیں۔ کیا کوئی شخص کسی قسم کا کلمہ و کلام پڑھ کر سورج اور چاند کو مستخر کر سکتا ہے یا ان کی معمولی قدرتی رفتار اور حرکات میں فرق ڈال سکتا ہے۔ نہیں نہیں۔ یہ وہی قدرتی تسخیر ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اور اُسی ہی کو باری تعالیٰ امتناناً اور احساناً یاد دلاتا ہے۔ سعدیؒ نے اس موقع پر کیا خوب کہا ہے اور کیا خوب اس تسخیر و تسخر کا مطلب

حل کیا ہے۔ گویا سات سو برس قبل عقلمند پادری صاحب کے مجہول اعتراض کا جواب دے دیا ہے  
 ابرو بادومہ و خورشید و فلک در کارند تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری  
 ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار شرط انصاف نہایت کہ تو فرماں نبری  
 (فصل الخطاب طبع دوم ص ۱۶۳-۱۶۴)

سَخَدَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے مسخر  
 کر دیں۔ بلکہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ کہ آسمان کی چیزیں اور شمس و قمر بھی تمہارے لئے مسخر کر دیا  
 مگر افسوس کہ مسلمانوں نے بہت کم ان آیات سے نفع اٹھایا ہے اور عملیات کے ذریعے تسخیر  
 کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جو بالکل لغو اور بے ہودہ بات ہے۔ افسوس کہ جن کی کتاب میں لکھا ہے کہ  
 ”کل کی فکر آج نہ کرو“ دولت مند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ وہ تو سارے جہان کی  
 دولت سمیٹ رہے ہیں۔ اور جن کیلئے سب کچھ مسخر کر دیا گیا ہے وہ بھوکوں مرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے  
 کہ مسلمانوں نے خدا کی کتاب کو چھوڑ دیا اور سُست اور کاہل الوجود ہو گئے۔ اِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي  
 وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ ! (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۶۸۔ لَعَلَّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ

فَلَا يُنَاذِرُ عَنْكَ فِي الْأَمْرِ إِذْ عُرِيَ إِلَى رَبِّكَ . إِنَّكَ لَعَلَّ

هُدًى مُّشْتَقِيْمٌ ۝۶۸

مَنْسَكًا، عربی بولی میں جگہ کو کہتے ہیں۔ کیسی جگہ؟ جہاں جانے کی انسان کو عادت و  
 آفت ہو۔ اس واسطے مسجد و ہر دکان کو جو بازار میں ہو۔ وہ تکیوں۔ حرفہ و پیشہ کی دکانوں  
 بلکہ کنجروں کے بازار کو بھی مَنْسَك کہتے ہیں۔

جناب الہی فرماتے ہیں۔ مسلمانوں کی عبادت گاہیں ہیں۔ اس طرح کے مقامات ہر قوم نے اللہ  
 کے نام کیلئے بنائے ہوئے ہیں۔

۱۔ گنگا جی کے کنارے پر ایک مقام ہے۔ ہر دوار یعنی ہری کا گھر۔ اللہ کا گھر۔

۲۔ بیت ایل (بیت اللہ) یروشلم میں ہے۔

۳۔ تبت میں لاسہ۔ جو آلہ سا کے معنی میں ہے۔ پس ہمارے مکہ کے بیت اللہ پر اعتراض

کرنا غلطی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ جھگڑانہ کریں۔ فَلَا يَتَنَازَعُكَ فِي الْأَمْرِ۔  
(ضمیمہ اخبار بدعتاویاں ۱۶ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاۗءِ  
وَالْاَرْضِ مَا نَ ذٰلِكَ فِیْ حِجۡبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى  
اللّٰهِ یَسِیۡرٌ ﴿۱﴾

فِی حِجۡبٍ، اللہ کی حفاظت میں۔ (ضمیمہ اخبار بدعتاویاں ۱۶ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۔ وَیَعْبُدُوۡنَ مِنْ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزَّلْ بِهٖ  
سُلۡطٰنًا وَّ مَا لَیْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ وَّ مَا لِلظَّٰلِمِیۡنَ  
مِنْ نَّصِیۡرٍ ﴿۲﴾

وَعِبَادُ اللَّهِ، جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ وہ ضرور دکھیا رہے ہیں۔ تا  
ثابت ہو کہ وہ اپنے آرام کے مالک بھی نہ تھے۔ امام حسینؑ، مسیحؑ، رام چند جی۔ سب کے واقعات  
زندگی دیکھو۔ (ضمیمہ اخبار بدعتاویاں ۱۶ جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۔ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٌ تَعْرِفُ  
فِیۡ وُجُوۡهِ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا الْمُنۡعَرَّۗءُ یَكَادُوۡنَ  
یَسۡطُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ یَتَلَوۡنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا قُلْ  
اَفَاَنْتُمۡ بِشَرِّ مِّنْ ذٰلِكُمۡ النَّارُ وَعَدَہَا  
اللّٰهُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا ؕ وَبَشِّرِ الْمَوۡصِیۡنَ ﴿۳﴾

يَسْطُونَ، يَبْطِشُونَ<sup>۱</sup>  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۷۴۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبَ مَثَلٍ فَاستَمِعُوا لَهُ

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا

ذُبَابًا وَلَا لَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ، وَإِنْ يَسْلُبْهُمْ

الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ،

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴿۷۴﴾

يَا أَيُّهَا النَّاسُ : یہاں عام لوگوں کو مخاطب کیا ہے اور آگے چل کر خصوصیت سے مومنوں کو۔

ذُبَابًا : لطیفہ یہ ہے کہ مکھی بنانا تو درکنار۔ یہ جو معبود بنائے گئے ہیں وہ تو اس کی آنکھوں کی صحیح تعداد بھی نہیں جانتے۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی چمگاڑ وغیرہ بھی نہیں بنائی۔

وَإِنْ يَسْلُبْهُمْ الذُّبَابُ شَيْئًا : بت ہی مراد نہیں۔ بلکہ ان کی بھی خصوصیت سے شامل ہیں، اب خواہ کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو اور قوت والا مکھی اپنا حصہ لے ہی جائے گی۔ اس سے چمڑانا محال۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۷۵۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا

وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۷۵﴾

ارْكَعُوا : خدا کی جناب میں جھکے رہو۔ اور اپنے تئیں متکبر و لاپرواہ نہ بناؤ۔  
الْخَيْرَ : ہر قسم کی نیکیاں و بھلائیاں جمع کرو۔

لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ، کامیابی کی راہ بتادی۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۷۹۔ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ

اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ

حَدٍّ مِمَّا آيَتْكُمْ آيَاتِهِ هُوَ سَمُّكُمْ

الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ

الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ

عَلَى النَّاسِ ۖ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ

وَاعْتَصِمُوا بِاللهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ

الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿۷۹﴾

اور محنت کرو اللہ کے واسطے جو چاہیے اس کی محنت۔ اُس نے تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی  
دین میں تم میں کچھ مشکل۔ دین تمہارے باپ ابراہیم کا۔ اُس نے نام رکھا تمہارا مسلمان حکم بردار  
پہلے سے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۲۶)

مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَدٍّ ۖ نَحْنُ رَحِيمُونَ ۖ نَحْنُ رَحِيمُونَ ۖ نَحْنُ رَحِيمُونَ ۖ

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۵)

وَجَاهِدُوا، کوشش کرو اللہ کی راہ میں۔ جس قدر حق کوشش کا ہو۔

مِنْ حَدٍّ ۖ حَرَجٌ، حرج کے معنی تنگی کے ہیں۔ شریعت کے جس قدر کام میں نے مطالعہ کئے

میں سب وسیع ہیں۔ مثلاً نماز، وقت وسیع۔ پھر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر یا لیٹ کر

اور پھر کچھ بھی مشکل نہیں۔ غرض شریعت کے ہر حکم کی تعمیل اپنے اندر ایک سکھ رکھتی ہے۔ پھر

یہ بھی غلبہ ہے کہ غلطی کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ گناہ کیا۔ توبہ کرو۔ وغیرہ ذلک

بِرَأْسِهِ ۖ أَجْمَعُونَ ۖ بَابُ ۖ اس واسطے آیت لکھ فرمایا۔ کیونکہ وہ تمام اچھوں کا

روحانی باپ ہے۔

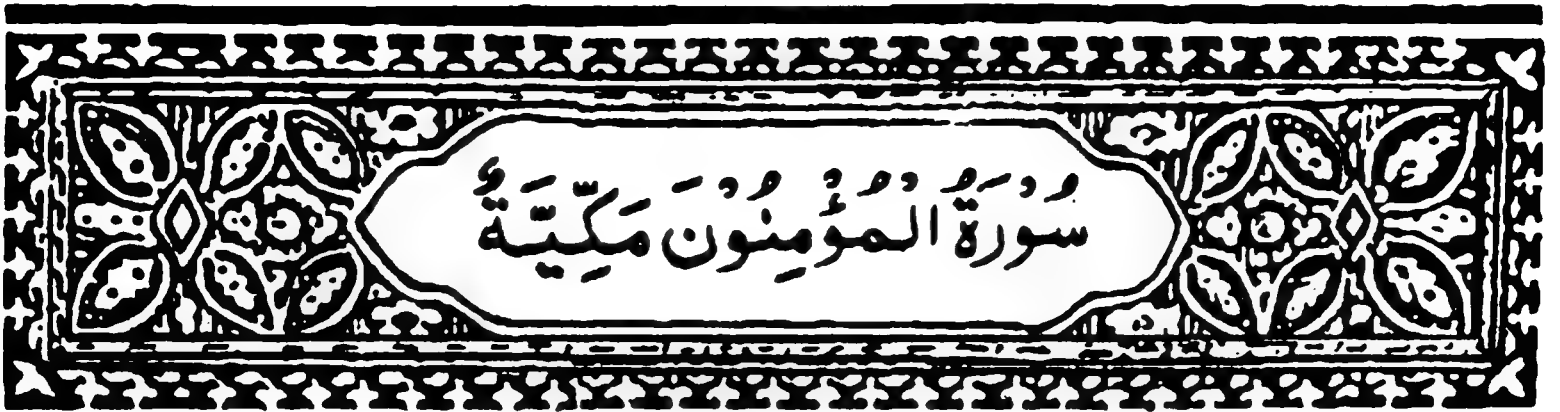
سَمَّيْكُمُ الْمُسْلِمِينَ : اس کے متعلق یہ نکتہ قابل یاد رکھنے کے ہے کہ کسی مذہب کا نام اس کی الہامی کتاب نے نہیں رکھا سوائے اسلام کے۔

هُوَ : اس ضمیر میں جمع گڑا ہے بعض خدا کی طرف کہتے ہیں۔ بعض ابراہیمؑ کی جانب۔ بدلیل اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (بقرہ: ۱۲۹)

إِغْتَصِمُوا بِاللّٰهِ : اللہ کی فرماں برداری کے ذریعے اپنے تئیں ہر دھڑکھ سے بچاؤ۔  
وَلَنَعْمَ النَّصِیْرُ : اگلی سورۃ میں نصرت ہی کا ذکر آوے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القادیاں ۱۶ جولائی ۱۹۱۰ء)





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

سورۃ حج میں میں نے یہ سنایا تھا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفوں اور موزیوں کو اطلاع دی گئی تھی کہ تم پر وہ مصیبت کی گھڑی آئی ہو ہے۔ جس طرح حاملہ حمل گرا دے۔ دودھ پلانے والی اپنے بچے کو بھول جائے۔

اسی سورۃ کے اخیر میں فرمایا ہے کہ نبی و مہاجرین کو مشکلات پیش آتے ہیں۔ مگر وہ آخر میں فتح مند ہوتے ہیں۔ اور فتح مندی کا طریق بتلایا کہ نمازیں قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ کتاب اللہ پر عمل کرو۔ اب اس مندر سورۃ کے بعد مومنوں کو نصرت کی بشارت دیتے ہوئے فتح مندی کے کچھ شرائط مقرر کئے اور کچھ طریقے بتائے ہیں۔

ہر چیز اپنے کمال کو چھ مرتبہ طے کر کے پہنچتی ہے۔ یہاں مومن کے روحانی کمالات کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ان آیات کی خوب تفسیر فرمائی ہے !

۴۲- قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝

فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ

الْفُجُورِ مُعْرِضُونَ ۝

خَاشِعُونَ : ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً (مجم السجود ۴۰) خاشعہ کے معنی ہیں۔ اپنے آپ کو کمال محتاج یقین کرنا اور یہ باور کرنا کہ میرے اپنے پاس کچھ بھی نہیں۔ اسی لئے صوفیاء نے فرمایا ہے

ہم دعا از تو اجابت ہم نہ تو  
نماز میں پورا تذلل اختیار کرے اور اس کے ظاہری نشان یہ ہیں کہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔

لغو حرکات نہ کرے۔

خَاشِعُونَ : ۱۔ تَذَلُّ ۲۔ اَلْقِيَامُ فِي مَا اَمَرَ رَبُّهُ ۳۔ لَا يُجَاوِزُ بَصَرَهُ عَنْ مَضَلَّاهُ ۴۔ لَاتَحْتَ پاؤں کو روک رکھنا ۵۔ ادھر ادھر نہ دیکھنا۔

(تشیذ الاذعان جلد ۸ ص ۹۷۸)

اَللَّغْوُ : کُلُّ باطل۔ کُلُّ معاصی لغویں داخل ہیں۔ تماش، گنجفہ۔ چوسر سب ممنوع ہیں۔ گپیں لانا۔ نکتہ چینیاں وغیرہ۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)  
میں ایک بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ خوب سنو۔ چھوٹے ہو یا بڑے۔ جوان یا بڑھے خواہ سبق لمبا ہی ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ، وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ۔ منظر و منصور وہی مسلمان ہوتا ہے۔ جو لغو سے بچتا ہے۔

یہ ایک معرفت کا نکتہ ہے۔ جب تک یہ عادت ان میں نہ ہوگی۔ کامیاب نہ ہوں گے۔ مگر اب اسلام میں کیا کیا فضول بخشیں چلی ہیں۔ اول حضرت آدم بہشت میں پیدا ہوئے یا زمین پر (۲) حوا آدم سے نکلی یا آدم حوا سے (۳) آدم کا بدن کس شکل کا تھا (۴) کپڑے کیسے تھے (۵) وہ خست کیسا تھا (۶) شیطان کیا چیز ہے (۷) آدم کو جب دھکا دیا گیا تو وہ کہاں اُترا (۸) حضرت نوح کی کشتی کس لکڑی کی تھی (۹) وہ جانور جو پتہ لگانے کے واسطے گیا تھا۔ وہ کون تھا (۱۰) اس کشتی میں لاکھ گھوڑے سب کچھ ڈالے گئے گویا راجہاں ہی ہوا (۱۱) حضرت موسیٰ کی لامٹی کس درخت کی تھی (۱۲) حضرت موسیٰ کا قد کتنا لمبا تھا۔ کہتے ہیں کہ ستر ماٹھ لامٹی تھی، اور ستر ماٹھ حضرت موسیٰ کا قد تھا اور ستر ماٹھ اچھل کر عوج بن عقوق کو مارا مگر اس کے گٹے (ٹخنے) پر لگی۔ گویا اس کا ٹخنہ ۲۱۰ ماٹھ زمین سے اونچا تھا۔ اور اب دریائے نیل پر اس کی ٹانگ کی ٹلی کا پل بنا ہوا ہے اور جب نوح نبی کی لہرائی تو عوج مذکور کو گٹے گٹے آئی۔

غرضیکہ بڑے لمبے لمبے قصے بیان کئے گئے ہیں۔ میں تو ایسے مسکوں سے دنیا میں آگے ہی گھبرایا ہوا ہوں۔ اب میں بڑھا ہوں۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کی کتاب میں لغو سے کام نہ لو! تفسیریں پڑھو۔ جب ایسے قصے آویں۔ انہیں چھوڑ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ اور مجوسیوں نے وہ قصے ڈال دیئے ہیں۔ قصوں کی وہ بھرمار ہے کہ ہم اصل قرآن تو پڑھ ہی نہیں سکتے ہزار در ہزار ورق لکھ دیئے ہیں۔ نعوذ باللہ ایک کہانی ایک آیت پر یہ لکھ دی گئی ہے کہ ایک چارپائی پر

ایک بادشاہ بیٹھ گیا۔ چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دئے اور رگڑیں (گدھیں) بھی باندھ دیں۔ وہ اس کا کھٹولا ہی اڑا کر آسمان کی طرف بے گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ خاص فضل کیا ہے۔ میں تو ان لغو باتوں کے نزدیک بھی نہیں آسکتا۔ اب لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے پہلے خدا کے بولنے کا تو فیصلہ کرو۔ کہ آیا بولتا بھی ہے یا نہیں۔ اب پوچھتے ہیں کہ اگر خدا بروں کو دوزخ میں ڈالتے کا وعدہ کرتا ہے تو کیا نیکیوں کو نہیں ڈال سکتا۔ میں خدا کے فضل سے اس پر بحث کر سکتا ہوں۔ میں نے قرآن کی غرض سمجھی ہوئی ہے۔ مگر لوگوں نے قرآن کی اور ہی غرض سمجھی ہے۔ بعض سمجھتے ہیں کہ قرآن میں صیغے عجیب عجیب ہیں۔ وہ حل ہو جائیں۔ یشقہ (انشاء) کا صیغہ کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے اس میں ترکیبیں مشکل ہیں وہ حل کی جاویں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو دوزخ میں ٹھونسنا ہے اور بدکاروں کو جنت میں بھیجتا ہے تو اس قرآن کا آنا تو خاک میں مل گیا۔

اللہ تعالیٰ کی شناخت میں بھی لغو سے بہت کام لیا گیا ہے بعض

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

وغیرہ کہتے ہیں پھر عیسائی اس قاعدے پر چلے ہیں کہ خدا مجسم ہو سکتا ہے جیسا کہ وہ ہوا۔ پھر ہندو کہتے ہیں۔ کہ خدا ایک سنسار بنا۔ پھر کچھو کچھو گئیں۔ پھر ایک دفعہ سورج بن گیا۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کچھ مجھ وراثتوں ترا سینگہ گوں۔ یعنی شیر بھی تو ہی ہے۔

میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور اپنے بڑھاپے کو حاضر کرتا ہوں۔ میں ہر رات کو یہ خیال کرتا ہوں کہ شاید میں صبح کو ہوں گا یا نہیں۔ میں تم کو کہتا ہوں کہ یہ باتیں بالکل بیہودہ ہیں۔ نہ ہمارے دین کے کام کی ہیں۔ نہ دنیا کے کام کی۔ نہ صحت کے کام کی! صحابہ! ائمہ حدیث۔ ائمہ فقہ۔ ائمہ تصوف چاروں قسم کے لوگوں نے قطعاً یہ بحثیں نہیں کی ہیں۔ جب مسلمان لوگ فاتح ہو گئے اور ہزاروں کتابیں دیکھیں تو وہ باتیں کتابوں میں لکھ ماریں۔

میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر کسی سوال میں اللہ۔ رسول۔ فرشتوں۔ جزا و سزا کے بارے میں۔ اخلاق کے بارے میں نفع پہنچے تو ان مسئلوں پر بحث کرو۔ اگر نہ پہنچے تو ان پر تھوک دو۔ ہم نہیں جانتے کہ موسیٰ کا عصا کتنا لمبا تھا اور کس لکڑی کا تھا۔ آدم کے گرنے کی جگہ کہاں ہے۔ اور نوح کی کشتی کس لکڑی کی تھی وغیرہ۔ میرا ایک استاد منشی قاسم علی رافضی تھا۔ میں اس سے فارسی پڑھا کرتا تھا۔ وہ مجھے کہتا۔ آج بزم کا رقعہ لکھو۔ آج رزم کا رقعہ لکھو۔ آج بہاریہ رقعہ لکھو۔ آج خزاں کا رقعہ لکھو۔ مجھے حکم ہوا کہ آج یہ سب رقعے یاد کر کے ہمیں سنا دو۔ میں اس کو فر فر کر کے سنا

بھی دیا کرتا تھا۔ شاہنشاہ لیکر اُدھر جلا دیا کرتا تھا۔ آٹھ آٹھ ورق کا سہ نامہ میں نے پڑھا ہے۔ اس سے مجھے یہ فائدہ پہنچا۔ کہ میں نے اب سہ ناموں کو جڑ سے ہی کاٹ دیا ہے۔ میرے سر نلے یہ ہیں۔ عزیز۔ عزیز مکرم۔ مکرم جناب۔ السلام علیکم۔ جن سے مجھے محبت نہیں ہے۔ اُن کو میں صرف جناب کہہ دیتا ہوں۔ یعنی تم اس طرف۔ میں اس طرف۔ غرض ہم کو فضول باتوں کی ضرورت نہیں۔ ہم کو پنج بتاء اسلام کی ضرورت ہے۔ اخلاق کی ضرورت ہے

(کلام امیر ص ۲-۳)

## ۵۔ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ﴿۵﴾

زکوٰۃ کا لفظ بہت وسیع ہے۔ ایک نصاب پر۔ دو تم جو کچھ خدا نے دیا ہے اس سے خرچ کرے کسی دُکھارے کی تکلیف اٹھا لینا۔ خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا۔ حتیٰ کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پر ایمان بھی زکوٰۃ ہے۔ کہ یہ بھی موجب تزکیہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۷، جولائی ۱۹۱۰ء)

## ۹۔ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿۹﴾

لِأَمْتِهِمْ: امانت اپنے ماتحت اور رعایا کو بھی کہتے ہیں۔ (تشیذ الاذعان جلد ۸، ص ۹۷۸)

## ۱۰۔ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ يَحَافِظُونَ ﴿۱۰﴾

يَحَافِظُونَ: نمازوں کی محافظت وقت کے لحاظ سے۔ ارکان بتعدیل ادا کرنے کے لحاظ سے۔ خشوع و خضوع و پابندی سے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۷، جولائی ۱۹۱۰ء)

## ۱۳۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ

مِنْ طِينٍ ﴿۱۳﴾

سُلَالَةٍ: خلاصہ در خلاصہ۔ نباتات۔ حیوانات۔ خون۔ پھر نطفہ پھر جا کر انسان بنتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۷، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النَّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ  
مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا فَكَسَوْنَا  
الْعِظْمَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ، فَتَبَارَكَ  
اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ﴿۱۵﴾

فَتَبَارَكَ اللَّهُ: بہت ہی بابرکت (بتدریج ترقی دینے والا) ہے۔  
خَلَقْنَا، خلق کے معنی اندازہ ۵۔ وَلَا أَنْتَ تَفْعَلُ مَا خَلَقْتَ وَبَعْضُ  
النَّوْمِ يَخْلُقُ ثُمَّ لَا يَفْعَلُ۔ توجو اندازہ کرتا ہے اس کے مطابق عمل درآمد کرتا ہے۔ بعض  
لوگ اندازہ کرتے ہیں۔ مگر پھر اس کے مطابق کم ہی کام کرتے ہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۶، ۱۷۔ ثُمَّ أَنْتُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ

إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ﴿۱۷﴾

تُبْعَثُونَ۔ لَمَيِّتُونَ سے یہ وہم ہوتا تھا کہ یہاں خاتمہ ہو گیا۔ اس کا ازالہ فرمایا۔  
قیامت کے پانچ معنی آئے ہیں۔ ۱۔ قرنی (صدی) کا گزر جانا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کیا پانچ سو برس بھی نہ رہے گی۔ اس میں پیشگوئی ہے  
۲۔ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ شیخ ابن عربی فتوح مکیہ میں لکھتے ہیں۔ قیامت  
قیام سے نکلی ہے۔ گویا انسان جب دنیا سے اٹھ کھڑا ہو تو قیامت ہوگی۔  
جس طرح وہی تکمیل چہ باتوں میں فرمائی ۱۔ خشوع فی الصلوٰۃ ۲۔ اعراض عن اللغو۔  
۳۔ فعل للزکوٰۃ ۴۔ حفاظتِ فروج ۵۔ رعایت عہد و امانت ۶۔ حفاظتِ صلوٰۃ۔  
ویسے ہی انسان کی ظاہری جسم کی بناوٹ ہے۔ اس کے بعد بتایا۔ نطفہ۔ علقہ۔ مضغہ  
۴۔ ہڈیوں پر گوشت چڑھانا۔ رُوح کا نفع ۶۔  
آسمان میں بھی سات درجے ہیں۔ ایک امر کی عرش سے تحریک ہوتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ

سما و دنیا کے ذریعے اس کا اثر عناصر پر پڑتا ہے (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۹۔ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً يُقَدِّرُ فَاشْحَنَّهُ

فِي الْأَرْضِ ۖ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ ﴿۱۹﴾

وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ : یہ عام نظارہ قدرت ہے کہ بادل برستا ہے پانی ٹھہرتا ہے۔ وہی پانی پھر آسمان پر چڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح وحی و علوم کا حال ہے ایک وقت دنیا پر رائج ہوتے ہیں۔ دوسرے وقت اٹھائے جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۱۔ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ

بِالْذِّهْنِ وَصَبْغٍ لَّأَعْيُنٍ ﴿۲۱﴾

سَيْنَاءَ : دونوں قرائتیں ہیں۔ سَيْنَاءُ بھی اور سَيْنَاءُ بھی۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۲۔ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيكُمْ

مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا

تَأْكُلُونَ ﴿۲۲﴾

نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا : اسی طرح روحانی تعلیم دنیا کے مختلف مذاہب میں ہے۔ مگر قرآن کی وحی کے ذریعے وہ دودھ کی مانند لگ نکل آئی اور یہ کام دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۶۳۲۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ

يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا



تَتَّقُونَ ﴿۲۲﴾ فَقَالَ الْمَلَأُوا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ  
 قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ  
 عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنْزَلَ مَلَكًا مَّا سَمِعْنَا  
 بِهِ ذَرْقًا أَبَآئِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿۲۳﴾ إِنَّ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ  
 جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۲۴﴾

اس رکوع میں فتح کا بیان ہے۔ جب تک انسان کی مساعی میں اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو  
 فتح کا حاصل ہونا ممکن نہیں۔

مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ، کسی سے فیض حاصل کرنے میں پہلے یہی بات سیدراہ ہو  
 جاتی ہے۔ رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ، لہجکل کے فیلسوف بھی راستبازوں کو یہی کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)  
 یہ آیتیں جو میں نے تم کو سنائی ہیں۔ یہ اس شخص کا قصہ ہے جو دنیا میں اصلاح الناس  
 کیلئے بھیجا گیا تھا۔ اس کا نام نوح ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ایک پہلا انسان ہے جو لوگوں  
 کو آگاہ اور بیدار کرنے کے واسطے غفلت کے زمانہ میں آیا تھا۔ وہ ایک خطرناک ظلمت اور تاریکی  
 کے دنوں میں نور اور ہدایت لے کر آیا تھا۔ یہاں سٹوریاں۔ کہانیاں۔ اور دل خوش کن قصے نہیں بلکہ  
 عِبْدَةَ الْأُولَىٰ الْأَبْصَارِ صدائیں ہیں۔ ان اہل نظر کیلئے جن میں تذکرہ کا مادہ ہوتا ہے جو فہم و  
 فراست سے حصہ رکھتے ہیں ان قصص میں بڑے بڑے مفید اور سود مند نصاب ہوتے ہیں۔ میں نے بجائے  
 خود ان قصص سے بہت بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ ان میں یہ عظیم الشان قصہ قابل غور ہے۔ اس کے  
 کتنے وجوہ ہیں۔

اول: کسی مامور من اللہ کی کیونکر شناخت کر سکتے ہیں۔

دوم: مامور من اللہ کیا پیش کرتے ہیں یا یوں کہو کہ وہ کیا تعلیم لے کر آتے ہیں۔ یا یہ کہو کہ وہ  
 خدا تعالیٰ کے حضور سے کس غرض کیلئے مامور ہو کر آتے ہیں۔

سوم : لوگ ان پر کس کس قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔

یہ امور اس لئے پیش کئے ہیں تاکسی راستباز مامور من اللہ کی شناخت میں تمہیں کوئی دقت نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ مادی کامل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت اور نبوت کو پیش کرتے ہوئے یہی فرمایا۔ اور یہی آپ کو ارشاد ہوا قَدْ مَآ كُنْتُ بِذَٰلِكَ نَذِيرًا (الاحقاف: ۱۰) میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا ہوں جو رسول پہلے آتے رہے ہیں۔ اُن کے حالات اور تذکرے تمہارے پاس ہیں۔ ان پر غور کرو اور سبق سیکھو کہ وہ کیا لائے اور لوگوں نے ان پر کیا اعتراض کئے۔ کیا باتیں تھیں جن پر عمل درآمد کرنے کی وہ تاکید فرماتے تھے اور کیا امود تھے۔ جن سے نفرت دلاتے تھے۔ پھر اگر مجھ میں کوئی نئی چیز نہیں ہے تو اعتراض کیوں ہے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ ان معترضوں کا انجام کیا ہوا تھا؟

الغرض پہلے نبیوں کے جو قصص اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں ان میں ایک عظیم الشان غرض یہ بھی ہے کہ آئندہ زمانہ میں آنے والے ماموروں اور راستبازوں کی شناخت میں دقت نہ ہوا کرے۔ اس وقت میں نے نوح علیہ السلام کا قصہ آپ کو پڑھ کر سنایا ہے۔ سب سے پہلی بات جو اس میں بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا اصل وعظ اور انکی تعلیم کا اصل معتر اور خلاصہ کیا ہوتا ہے۔ وہ خدا کے مال سے کیا لے کر آتے ہیں۔ اور سنونا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ اِنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ غَيْرُهُ اَفَلَا تَتَّقُونَ اللّٰهَ حَلَّ شَاۡئِهِٗ كِي سَمِعْتُمْ فَرَمٰنِ بَرَدَارِی اَخْتِیَارِ کَرُو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اس کی محبت کرو۔ اس کے آگے تذلل کرو۔ اُسی کی عبادت کرو۔ اور اللہ کے مقابل میں کوئی غیر تمہارا مطاع محبوب معبود مطلوب امیدو بیم کا مرجع نہ ہو۔ اللہ کے مقابل تمہارے لئے کوئی دوسرا نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تمہیں ایک طرف بلاتا ہو اور کوئی اور چیز خواہ وہ تمہارے نفسانی ارادے اور جذبات ہوں یا قوم۔ اور برادری (سوسائٹی) کے اصول اور دستور ہوں۔ سلاطین ہوں۔ امراء ہوں۔ ضرورتیں ہوں غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے مقابل پر میں تم پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ پس خدا تعالیٰ کی اطاعت عبادت۔ فرماں برداری۔ تذلل اور اس کی حُب کے سامنے کوئی اور محبوب۔ معبود۔ مطلوب اور مطاع نہ ہو۔ یہ ایک صورت خدا تعالیٰ کے ساتھ بندہ بنانے کی اعتقادی طویر ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ اور مقابل نہ ہو۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی جس طرح پر عبادت کی جاتی ہے۔ جس طرح اس کے احکام کی تعمیل اور اوامر کی تعظیم کی جاتی ہے

دوسرے کے احکام و اوامر کی ویسی ہی اطاعت۔ وہی تعمیل۔ وہی تعلیم۔ اسی طرز و نہج پر امید و وعدہ ہرگز نہ ہو۔ اور کسی کو اسکا شریک نہ بنایا جاوے۔

جب انسان ان دونوں مرحلوں کو طے کر لیتا ہے۔ یا یوں کہو کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑتا اور اس کی اطاعت اور صرف اسی کی اطاعت کرتا ہے تو پھر اس کا آخری مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ وہ انسان متقی ہو جاتا ہے۔ تمام دکھوں سے محفوظ ہو کر سچی راحتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ پس نورؑ نے آکر اپنی قوم کے سامنے وہی تعلیم پیش کی جو تمام راست بازوں کی تعلیم کا خلاصہ اور انبیاء اور مرسل کی بعثت کی اصل غرض ہوتی ہے اور پھر انہیں کہا اَفَلَا تَتَّقُونَ تم کیوں متقی نہیں بنتے۔ یاد رکھو انسان کو جس قدر ضرورتیں پیش آسکتی ہیں۔ جس قدر خواہشیں اور امنگیں اسے کسی کی طرف کھینچ کرے جاسکتی ہیں وہ سب تقویٰ سے حاصل ہوتی ہیں۔ متقی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے اور اللہ سے بڑھ کر انسان کس دوست اور حبیب کی خواہش کر سکتا ہے یا تقویٰ سے انسان خدا تعالیٰ کے تویٰ کے نیچے آتا ہے۔ متقی کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔ متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں۔ متقی کو اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے تعلیم دیتا ہے۔ متقی کو ہر تنگی سے نجات ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ متقی کو ایسی راہوں اور جگہوں سے رزق پہنچاتا ہے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا کہ جیسا کہ اس کی حمید و مجید کتاب میں موجود ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۝ إِنَّ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمَكُمُ اللَّهُ ۝ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۝ اب مجھے کوئی بتا دے کہ انسان اس کے سوا اور چاہتا کیا ہے؟ اس کی تمام خواہشیں۔ تمام ضرورتیں۔ تمام امنگیں اور ارادے ان سات ہی باتوں میں آجاتی ہیں۔ اور یہ سب متقی کو ملتی ہیں۔ پھر نوحؑ ہی کے الفاظ بلکہ خدا تعالیٰ ہی کے ارشاد کے موافق میں آج نہیں کہتا ہوں اَفَلَا تَتَّقُونَ تم کیوں متقی نہیں بنتے؟ اور تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ نام ہے اعتقاداتِ صحیحہ۔ اقوالِ صادقہ۔ اعمالِ صالحہ علومِ حقہ اخلاقِ فاضلہ۔

ہمت بلند۔ شجاعت استقلال۔ عفت۔ حلم۔ قناعت۔ صبر کا۔ اور یہ شروع ہوتا ہے حسن ظن باللہ۔ تواضع اور صادقوں کی محبت سے۔ اور ان کے پاس بیٹھنے۔ ان کی اطاعت سے۔ جبکہ تقویٰ کی ضرورت ہے۔ اور یہ حاصل ہوتا ہے صادقوں کی صحبت اور محبت سے اور حسن ظن باللہ سے۔ تو راستبازوں اور ماموروں کا دنیا میں آنا ضرور ہوا۔ اور ان کی تعلیم اور بعثت کا منشاء اور مدعا یہی ہوا۔ اور یہی تعلیم لے کر نوحؑ آئے تھے۔ اور انہوں نے قوم کو یہی فرمایا۔ مگر ناعاقبت اندیش۔ جلد باز۔ حیلہ ساز منافقوں نے اس کے جواب میں کیا کہا۔ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ۔ نابکار اعدائے ملت ائمہ الکفر نے کہا تو یہ کہا ما هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ کہ یہ شخص جو خدا کی طرف سے مامور ہونے کا مدعی ہے جو کہتا ہے کہ تمہیں ظلمت سے نکالتے کیلئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اس میں کوئی انوکھی اور نرالی بات تو ہے نہیں ہمارے تمہارے جیسا آدمی ہی تو ہے۔

پس یاد رکھو سب سے پہلا اعتراض جو کسی مامور من اللہ۔ راست باز۔ صادق انبیاء و رسل اور ان کے سچے جانشین خلفاء پر کیا جاتا ہے۔ وہ یہی ہوتا ہے کہ اس کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اور اپنی ہی ذات پر اس کو قیاس کر لیا جاتا ہے۔ ایک طرف وہ بلند اور عظیم الشان دعاویٰ کو سنتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اس کے ملائکہ مجھ پر اترتے ہیں۔ دوسری طرف وہ دیکھتے ہیں کہ وہی ماتھ۔ پاؤں۔ ناک۔ کان۔ آنکھ اعضاء رکھتا ہے بشری حوائج اور ضرورتوں کا اسی طرح محتاج ہے۔ جس طرح ہم ہیں۔ اس لئے وہ اپنے انائے جنس میں بیٹھ کر یہی کہتے ہیں، يٰۤاَكُلْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبْ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ (الزمرہ: ۳۴) پس اپنے جیسے انسان کی اطاعت و فرمان برداری کر کے خسارہ اٹھاؤ گے۔

غرض اس قسم کے الفاظ اور قیاسات سے وہ مامور من اللہ کی تحقیر کرتے ہیں اور جو کچھ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وہی کہتے ہیں۔ مگر انبیاء۔ رسل۔ مامور اور اصحاب شریعت کے سچے خلفاء اور جانشین انہیں کیا جواب دیتے ہیں۔ اِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ اور کہتے ہیں۔ وَلَقَدْ عَلِمَ اللَّهُ يُمُنُّ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (ابراہیم: ۱۲) بے شک ہم تمہاری طرح بشر ہیں۔ تمہاری طرح کھاتے پیتے اور حوائج بشری کے محتاج ہیں۔ مگر یہ خدا کا احسان ہوا ہے کہ اس نے ہمیں اپنے مکالمات کا شرف بخشا ہے، اس نے ہمیں منتخب کیا ہے اور ہم میں ایک جذب مقناطیس رکھا ہے۔ جس سے دوسرے کچھ چلے آتے ہیں۔ خدا کی توحید کا پانی جو مایہ حیاتِ ابدی ہے وہ ہمارے ہاں سے ملتا ہے

اور لوگ خوش ہوتے ہیں۔ مگر بدکار انسان جس طرح اپنی بدیوں جہالتوں۔ شہوات و جذبات کا اسیر و پابند ہوتا ہے۔ دوسروں کو بھی اسی پر قیاس کرتا ہے۔ اور ایک نامرادی پر دوسری نامرادی لاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یُزِيدُ اَنْ يُّفَضَّلَ عَلَيْهِ (المؤمنہ: ۲۵) یہ چاہتے ہیں کہ تم پر فضیلت حاصل کر لیں۔ دکان چل جاوے۔ اپنے اور اپنی اولاد کیلئے کچھ جمع کر لیں۔ یہ ان کی اپنی ہی ہوائے نفس ہوتی ہے۔ جس میں دوسروں کو اسی طرح ملوث اور ناپاک خیال کرتے ہیں جیسے خود ہوتے ہیں۔

یہ خطرناک مرض ہے جس کو شریعت میں سُوءِ ظن کہتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں اور ہزاروں قسم کی نکتہ چینیوں سے دوسروں کو ذلیل کرتا چاہتے ہیں۔ اور اسے حقیر بنانے کی فکر میں ہیں۔ مگر یاد رکھو۔ وَ اِنَّ عَاقِبَتَهُ (نمل: ۱۲۱) عقاب کے معنی جو پیچھے آتا ہے۔ انسان جو بلا وجہ دوسرے کو بدنام کرتا ہے اور سُوءِ ظن سے کام لے کر اس کی تحقیر کرتا ہے۔ اگر وہ شخص اس بدی میں مبتلا نہیں جس بدی کا سُوءِ ظن ولے نے اسے مُتہم ٹھہرایا ہے تو یہ یقینی بات ہے کہ سُوءِ ظن کو یوں لاہرگز نہیں مرے گا جب تک خود اس بدی میں گرفتار نہ ہو لے۔ پھر بتاؤ کہ سُوءِ ظن سے کوئی کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے مت سمجھو کہ نمازیں پڑھتے ہو۔ عجیب عجیب خوابیں تم کو آتی ہیں یا تمہیں الہام ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ سُوءِ ظن کا مرض تمہارے ساتھ ہے تو یہ آیات تم پر حجت ہو کر تمہارے ابتلاء کا موجب ہیں اس لئے ہر وقت ڈرتے رہو اور اپنے اندر کا محاسبہ کر کے استغفار اور حفاظتِ الہی طلب کرو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ آیات اللہ جن کے باعث کسی کو رفعت شان کا مرتبہ عطا ہوتا ہے ان پر تمہیں اطلاع نہیں وہ الگ مرتبہ رکھتی ہیں مگر وہ چیزیں جن سے خود راہی۔ خود پسندی۔ خود غرضی تحقیرِ بدظنی اور خطرناک بدظنی پیدا ہوتی ہے وہ انسان کو ہلاک کرنے والی ہے۔ ایک ایسے انسان کا قصہ قرآن میں ہے۔ جس نے آیات اللہ دیکھے مگر اس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰجِنَّهُ لَخَلَدَ اِلَى الْاَرْضِ (الاعراف: ۱۷۷) اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ وَ اِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيثِ بدگمانیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ ورنہ نہایت ہی خطرناک جھوٹ میں مبتلا ہو کر قربِ الہی سے محروم ہو جاؤ گے

یاد رکھو سُوءِ ظن ولے کو کبھی نقصان نہیں پہنچتا۔ مگر بدظنی کرنے والا ہمیشہ خسارہ میں رہتا ہے غرض پہلا مرحلہ جو انبیاء علیہم السلام کے مخالفوں اور ان کی ذریت اور نوابوں کو پیش آیا۔ وہ یہ تھا کہ اپنے آپ پر قیاس کیا۔ پھر یہ بدظنی کی کہ یُزِيدُ اَنْ يُّفَضَّلَ عَلَيْهِ (المؤمنہ: ۲۵)۔ تم پر فضیلت چاہتا ہے۔ پس اس پہلی اینٹ پر جو طبرسی رکھی جاتی ہے۔ جو دیوار اس پر بنائی جاوے خواہ وہ کتنی ہی لمبی



اور اونچی ہو مگر کبھی مستقیم نہیں ہو سکتی۔ اور وہ آخر گرے گی اور نیچے کے نقطہ پر پہنچے گی۔ سوء ظن کہنے والا نہ صرف اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ بلکہ اس کا اثر اس کی اولاد پر، اعتبار پر ہوتا ہے اور وہ الہی مصیبت کے پہاڑ گرتا ہے۔ جن کے نیچے ہمیشہ راست بازوں کے مخالفوں کا سر کچلا گیا ہے۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ سوء ظن خطرناک بلا ہے۔ جو اپنے غلط قیاس سے شروع ہوتا ہے پھر غلط نتائج نکال کر قوانین کلیہ تجویز کرتا ہے۔ اور اس پر غلط ثمرات مترتب ہوتے ہیں اور آخر قوم نوح علیہ السلام کی طرح ہلاک ہو جاتا ہے۔

پھر اس سوء ظن سے تیسرا خیال اور غلط نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ نَوْشَاءُ اللّٰهُ لَا تَنْزِلُ مَلٰئِكَةُ (النوشہ، ۱۵) اگر اس کو قرب الہی حاصل تھا اگر یہ واقعی خدا کی طرف سے آیا تھا تو پھر کیوں خدا نے ملائکہ کو نہ بھیج دیا۔ جو مخلوق کے دلوں کو کھینچ کر اس کی طرف متوجہ کر دیتے اور انکو بھی مکالات الہیہ سے مشرف کر کے یقین دلادیتے۔ اس وقت بھی بہت سے لوگ ایسے موجود ہیں۔ میں اس نتیجہ پر اُن خطوط کو پڑھ کر ہنچا ہوں جو کثرت سے میرے پاس آتے ہیں۔ جن میں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے۔ ہم نے بہت دعائیں کیں۔ توجہ کی اور کوئی ایسا روایا یا مکالمہ نہیں ہوا۔ پس ہم کیونکر جانیں کہ فلاں شخص اپنے اس دعویٰ الہام میں سچا ہے؟ یہ ایک خطرناک غلطی ہے جس میں دنیا کا ایک بڑا حصہ ہمیشہ مبتلا رہا ہے۔ حالانکہ انہوں نے کبھی بھی اپنے اعمال اور افعال پر نگاہ نہیں کی اور کبھی موازنہ نہیں کیا کہ قرب الہی کے کیا وسائل ہیں اور ان کے اختیار کرنے میں کہاں تک سچی محنت اور کوشش سے کام لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر مشیت حق میں یہ بات ہوتی تو ملائکہ بھیجتا۔ یہ مثال ان لوگوں کی طرح ہے جیسے کوئی چھوٹا سا زمیندار جس کے پاس دو چار گھاؤں اراضی ہو۔ اُس کو نمبر وار کہے کہ حاصل ادا کرو اور وہ کہہ دے کہ تو میرے جیسا ہی ایک زمیندار ہے۔ تجھ کو مجھ پر کیا فضیلت ہے۔ صرف اپنی عظمت اور شیخی جتانے کو حاصل مانگتا ہے۔ اور ہمارا روپیہ ماننا چاہتا ہے۔ اگر کوئی بادشاہ ہوتا۔ تو وہ خود آ کر لیتا۔ وہ آپ کیوں نہیں آیا۔ مگر لَقَدْ اسْتَكْبَرْنَا فِيْ اَنْفُسِهٖمْ وَتَوَاعَتْهُ اَعْيُنُهَا (الفرقان: ۲۲)

کیا بڑا بول بولا۔ تاوان زمیندار بادشاہ کو طلب کرتا ہے۔ اسے معلوم نہیں کہ بادشاہ تو رہا ایک طرف اگر ایک معمولی سا چپر اسی بھی آگیا تو وہ مار مار کر سر گنجا کر دیگا اور محض لے لے گا! اسی طرح معمولی کے مخالف ایسے ہی اعتراض کرتے ہیں لیکن جب ملائکہ کا نزول ہو جاتا ہے۔ تو پھر ان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں جو انہیں یا تو چکنا چور کر دیتے ہیں۔ اور یا وہ ذلیل و خوار حالت میں رہ جاتے ہیں اور



یا منافقانہ رنگ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ ایک وہ جو سابق اول المہاجرین تھے اور دوسرے وہ جو فتح کے بعد ملے اور تیسرے اس وقت جو رَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا (۲۴) کے مصداق تھے۔ اس طرح جو لوگ عظمت و جبروت الہی کو پہلے نہیں دیکھ سکتے آخر ان کو داخل ہونا پڑتا ہے اور اپنی بودی طبیعت سے اپنے سے زبردست کے سامنے مامور میں اللہ کو ماننا پڑتا ہے بلکہ آخر یُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ (توبہ ۳۹) کے مصداق ہو کر رہنا پڑتا ہے۔

پھر اس سے ایک اور گندہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب ملائکہ بھی نہیں آتے۔ ہمیں بھی الہام نہیں ہوتا۔ کشف نہیں ہوتا۔ اور یہ دو کا نثار بھی نہ سہی۔ مگر یہ بھی تو دیکھیں کہ کیا ہمارے پیشوا ان مذہب نے اُس کو مان لیا ہے؟ وہ لوگ چونکہ اپنے نفس کے غلام اور اپنے جذبات کے تابع فرمان ہوتے تھے۔ اس لئے پھر کہہ دیتے ہیں کہ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ہم نے یہ باتیں جو یہ بیان کرتا ہے اپنے آباء و اجداد سے تو کبھی نہیں سنی ہیں۔ جب کوئی مامور میں اللہ آتا ہے تو نادان بدقسمتی سے یہ اعتراض بھی ضرور کرتے ہیں۔ کہ یہ تو نئی نئی بدعتیں نکالتا ہے اور ایسی تعلیم دیتا ہے جس کا ذکر بھی ہم نے اپنے بزرگوں سے نہیں سنا۔

اس وقت بھی جب خدا کی طرف سے ایک مامور ہو کر آیا اور اُس نے سنت انبیاء کے موافق ان بدعتوں اور مشرکانہ تعلیموں کو دور کرنا چاہا جو قوم میں بعد زمانہ کے باعث پھیل گئی تھیں تو عاقبت تلبیش ماقدر شناس قوم نے بجائے اس کے کہ اس کی آواز پر آگے بڑھ کر بتیک کہتی اس کی مخالفت شروع کی اور نوح کی قوم کی طرح اس کی باتوں کو سُن کر یہی کہا مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ۔ یہ سلف کے خلاف ہے۔ یہ اجماع امت کے خلاف ہے۔ فلاں بزرگ کے اقوال میں کہاں لکھا ہے یا فلاں مفسر کے مخالف ہے وغیرہ وغیرہ یہی صدا میں ہمارے کان میں آرہی ہیں۔ ورنہ اگر غور کیا جاتا اور ذرا ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر توجہ کی جاتی جو خدا کا مامور لیکر آیا تھا اور سنن انبیاء کے موافق اس کی تعلیم کو دیکھا جاتا تو آسانی کے ساتھ یہ عقدہ حل ہو سکتا تھا۔ مگر افسوس ان نادانوں نے حلد بازی سے وہی کہا جو پہلے معترضوں اور مخالفوں نے کہا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف میں انبیاء و رسل کے مخالفوں کے اعتراضوں کو پڑھ کر مجھے بڑی عبرت ہوئی ہے۔ اور خدا کے فضل سے میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ میرے سامنے اب کسی نشان یا اعجاز کی ضرورت میرے ماننے کیلئے نہیں رہی۔ اس لئے میں تمہیں یہ اصول سمجھاتا ہوں کہ مامور میں اللہ جب آتے ہیں تو کیا لے کر آتے ہیں۔ اور ان پر کس قسم کے اعتراض

کئے جاتے ہیں۔ میں نے بارہا معترضوں اور مخالفوں سے اب بھی پوچھا ہے کہ کوئی ایسا اعتراض کریں جو کسی نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ کوئی نیا اعتراض پیش نہیں کرتے۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ آج جو لوگ حضرت اقدسؑ کی مخالفت میں اُٹھتے ہیں۔ ان کے معتقدات کا تو یہ حال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی اصل غرض اور قرآن شریف کی تعلیم کا خاص منشاء دنیا میں سچی توحید کا قائم کرنا تھا مگر لوگوں کو پوچھو تو وہ مسیحؑ کو خالق مانتے ہیں کَخَلَقَ اللہُ شافی مانتے ہیں۔ عالم الغیب یقین کرتے ہیں۔ مَحْیٰی اُسے مانتے ہیں۔ حلال اور حرام ٹھہرانے والا اُسے سمجھتے ہیں۔ قدوس وہ ہے۔ ساری دنیا کے راستبازوں حتیٰ کہ اصفی الاصفیاء سرورِ انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک کو مبتس شیطاں سے بری نہیں سمجھتے۔ مگر مسیحؑ کو بری کرتے ہیں۔ مسیح خلاء میں ہے۔ زندہ ہے مگر باقی سارے نبی فوت ہو چکے۔ اس کے آئندہ مرنے کے دلائل بھی بودے۔ کمزور اور ایسے الفاظ پر مشتمل ہیں کہ ان پر بہت سے اعتراض ہو سکتے ہیں۔ غرض وہ کوئی صفت خدا میں ہے جو مسیح میں نہیں مانتے۔ اس پر بھی جو ایک خدا کے ماننے کی تعلیم دیتا ہے اور خدا کی عظمت و جلال کو اسی طرح قائم کرنا چاہتا ہے جیسے انبیاء کی فطرت میں ہوتا ہے۔ اس پر اعتراض کیا جاتا ہے اور اس کی تعلیم کو کہا جاتا ہے کہ سلف کے اقوال میں اس کے آثار نہیں پائے جاتے۔ افسوس! یہ لوگ اگر انبیاء علیہم السلام کی مشترکہ تعلیم کو پڑھتے اور قرآن شریف میں ماموروں کے قصص اور ان کے مخالفوں کے اعتراضوں اور حالات پر غور کرتے تو انہیں صاف سمجھ میں آ جاتا کہ یہ وہی پرانی تعلیم ہے جو نوح۔ ابراہیم۔ عیسیٰ علیہم السلام اور سب سے آخر خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آیا تھا۔ اگر تعلیم پر غور نہ کر سکتے تھے تو ان اپنے اعتراضوں ہی کو دیکھتے کہ کیا یہ وہی تو نہیں جو اس سے پہلے ہر زمانہ میں ہر مامور پر کئے گئے ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ قرآن شریف کو پڑھتے ہی نہیں۔

غرض یہ بھی ایک مرحلہ ہوتا ہے جو مامور من اللہ اور اس کے مخالفوں کو پیش آتا ہے اور اس زمانہ میں بھی پیش آیا پھر جب یہ لوگ گہرا اُٹھتے ہیں اور لوگوں کو دینی الہی کی طرف رجوع کرتا ہوا پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ انکی مخالفتیں اور عداوتیں مامور کے حوصلہ اور ہمت کو پست نہیں کر سکتی ہیں اور وہ ہر آئے دن بڑھ بڑھ کر اپنی تبلیغ کرتا ہے اور نہیں تھکتا اور درماندہ نہیں ہوتا اور اپنی کامیابی اور مخالفوں کی ہلاکت کی پیشگوئیاں کرتا ہے جیسے نوح علیہ السلام نے کہا کہ تم غرق ہو جاؤ گے اور خدا کے

حکم سے کشتی بنانے لگے تو وہ اس پر ہنسی کرتے تھے۔ نوحؑ نے کیا کہا اِنْ تَسْخَدُوا مِنَّا فَاِنَّا  
تَسْخَدُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَدُونَ (صودہ ۳۱) اگر تم ہنسی کرتے ہو تو ہم بھی ہنسی کرتے ہیں اور تمہیں انجام  
کاپتہ لگ جاوے گا کہ گندے مقابلہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ اسی طرح پر فرعونؑ نے موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ  
سُن کر کہا۔ قَوْمُ هٰمَانَ عَابِدُونَ (المومن ۲۸) اکی قوم تو ہماری غلام رہی ہے هُوَ مَهِيْنٌ وَلَا يَكَادُ  
يُبِيْنُ (الزمرہ ۵۳) یہ کمینہ ہے اور بولنے کی اس کو مقدت نہیں اور ایسا کہا کہ اگر خدا کی طرف سے آیا  
ہے تو کیوں اس کو سونے کے کڑے اور خلعت اپنی سرکار سے نہیں ملا۔ غرض یہ لوگ اسی قسم کے  
اعتراض کرتے جاتے ہیں۔ اور جب اسکی انتھک کوششوں اور مساعی کو دیکھتے ہیں۔ اور اپنے اعتراضوں  
کا اس کی ہمت اور عزم پر کوئی اثر نہیں پاتے۔ بلکہ قوم کا رجوع دیکھتے ہیں تو پھر کہتے ہیں اِنْ هُوَ  
اِلَّا نَجْلٌ بِهٖ جَنَّةٌ (المؤمنہ ۳۸) میاں یہ وہی آدمی ہے۔ اِن اِن جس قسم کی دعت لگاتے ہیں۔ اسی قسم کی  
رویاء بھی ان کو ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے خیالات کے اظہار سے وہ یہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ تا خدا کی پاک  
اور سچی وحی کو ملتیس کریں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جیسے زَمَال۔ اِحْق جَعْدَار۔ گندے والے۔ فال  
والے ایک سچائی کے ساتھ جھوٹ ملاتے ہیں اسی طرح اس سچائی کا بھی خون کریں۔ اس لئے کہہ دیتے  
ہیں کہ یہ دعت کی باتیں ہیں۔ یہ وعدے اور یہ پیشگوئیاں اپنے ہی خیالات کا عکس ہیں۔ دوستوں کیلئے  
بشارتیں اور اعداء کیلئے انداز۔ یہ جنوں کا رنگ رکھتے ہیں۔ عیسائی اور آریہ اب تک اعتراض کرتے ہیں  
کہ قرآن شریف میں اپنے مطلب کی وحی بنا لیتے ہیں۔ اور وہ کیوں جائیں اس وقت کے کم عقل مخالف بھی  
یہی کہتے ہیں۔ مگر ایک عجیب بات میرے دل میں کھٹکتی ہے کہ وہ کافر جو نوح علیہ السلام کے مقابل میں  
تھے انہوں نے یہ کہا فَنَدَبَصُّوْا حَتّٰی جِئِنَا (المؤمنہ ۶۶) چند روز اور انتظار کر لو۔ اگر یہ جھوٹا اور کاذب  
منفتری ہے تو خود ہی ہلاک ہو جاوے گا۔ مگر ہمارے وقت کے نا عاقبت اندیش اندھوں اور نادانوں  
کو اتنی بھی خبر نہیں اور ان میں اتنی بھی صلاحیت اور صبر نہیں جو نوحؑ کے مخالفوں میں تھا۔ وہ کہتے  
ہیں فَنَدَبَصُّوْا بِهٖ حَتّٰی جِئِنَا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ کاذب کا  
انجام اچھا نہیں ہوتا۔ اس کی گردن پر جھوٹ سوار ہوتا ہے۔ خود اسکا جھوٹ ہی اس کی ہلاکت کیلئے  
کافی ہوتا ہے مگر وہ لوگ کیسے کم عقل اور نادان ہیں جو اس سچائی سے دُور جا پڑے ہیں۔ اور اس معیار  
پر صادق اور کاذب کی شناخت نہیں کر سکتے۔

میرے سامنے بعض نادانوں نے یہ غلط پیش کیا ہے کہ منفری کیلئے مہلت مل جاتی ہے قطع نظر اس  
بات کے کہ اُن کے ایسے بیہودہ دعویٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کی نبوت پر

کس قدر حرف آتا ہے۔ قطع نظر اس کے ان نادانوں کو اتنا معلوم نہیں ہوتا کہ قرآن کریم کی پاک تعلیم پر اس قسم کے اعتراف سے کیا حرف آتا ہے۔ اور کیونکر انبیاء و رسل کے پاک سلسلہ پر سے ایمان اٹھ جاتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کوئی ہمیں بتائے کہ آدمؑ سے لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اور آپؐ سے لے کر اس وقت تک کیا کوئی ایسا مغتری گزرا ہے۔ جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ وہ خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اور وہ کلام جس کی بابت اس نے دعویٰ کیا ہو۔ کہ خدا کا کلام ہے۔ اس نے شائع کیا ہو اور پھر اسے مہلت ملی ہو! قرآن شریف میں ایسے مغتری کا تذکرہ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اقوال میں پاک لوگوں کے بیان میں اگر ہوا ہے تو دکھاؤ کہ اس نے تقول علی اللہ کیا ہو اور بچ گیا ہو! میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ ایک مغتری بھی پیش نہ کر سکیں گے..... میں جب اپنے زمانہ کے راست باز کے مخالفوں اور حضرت نوح علیہ السلام کے مخالفوں کے حالات پر غور کرتا ہوں تو مجھے اس زمانہ کے مخالفوں پر بہت رحم آتا ہے۔ کہ یہ اُن سے بھی جلد بازی اور شتاب کاری میں لگے بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ نوح علیہ السلام کی تبلیغ اور دعوت کو سُن کر اعتراض تو کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتے ہیں فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ چندے اور انتظار کرو۔ مغتری ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا جھوٹ خود اس کا فیصلہ کر دے گا۔ مگر یہ شتاب کار نادان اتنا بھی نہیں کہہ سکے! العجب! ثم العجب!!

(الحکم ۱۳ جنوری ۱۹۰۲ء ص ۶۰)

۲۸۲ - قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَدَّ بُونِ ۖ فَادْحِينَا  
إِلَيْهِ اِنْ اَصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا ۖ وَوَحِينَا ۖ فَاِذَا جَاءَ  
اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنْوُورُ ۖ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ  
زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ وَاَخْلِكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ  
مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوا ۚ اِنَّهُمْ  
مُغْرَقُوْنَ ۖ

فَارَ التَّنَوُّرُ : سحر کا وقت آگیا۔ زمین کے اوپر پانی آگیا۔ عذاب زور سے آگیا۔  
(تشمیذ الاذمان جلد ۹ ص ۴۶۸)

شریروں کی شرارت اور تکذیب حد سے گزر گئی تو چونکہ مامور من اللہ بھی انسان ہی ہوتا ہے اعداء کی تکذیب اور نہ صرف تکذیب بلکہ مختلف قسم کی تکالیف خود اسے اور اس کے احباب کو دی جاتی ہیں۔ تو وہ بے اختیار ہو کر لَوْ كَانَ الْوَبَاءُ الْمُتَّبِعًا کہہ اٹھتا ہے ایسی حالت میں حضرت نوح علیہ السلام نے بھی کہا رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبْتُ - اے میرے مولیٰ میری مدد کر۔ میری ایسی تکذیب کی گئی ہے جس کا تو عالم ہے۔ جب معاملہ اس حد تک پہنچا تو خدا کی وحی یوں ہوتی ہے اِنْ اَصْنَعِ الْفُلَکَ بِاَعْيُنِنَا وَاَوْحِنَا ہماری وحی کے موافق ہماری نظر کے نیچے ایک کشتی تیار کرو۔ اور اپنے ساتھ والوں کو بھی ساتھ لے لو۔ تو ہم تم کو تمہارے ساتھ والوں کو بچا لیں گے۔ اور شریر مخالفوں کو غرق کر دیں گے۔ چنانچہ حضرت نوحؑ نے ایک کشتی تیار کی اور اپنی جماعت کو لے کر اس میں سوار ہوئے۔ خدا کا غضب پانی کی شکل میں نمودار ہوا۔ وہی پانی حضرت نوحؑ کی کشتی کو اٹھانے والا ٹھہرا۔ اور اسی نے طوفان کی صورت اختیار کر کے مخالفوں کو تباہ کر دیا۔ اور نتیجہ نے حضرت نوحؑ کی سچائی پر مہر کر دی۔ غرض یہ آسان پہچان ہے راست باری کی..... جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو اپنی خاص حفاظتوں میں لاتا ہے۔ ارضی بیماریوں اور دکھوں سے بچاتا ہے۔ آسمانی مشکلات سے بھی محفوظ رکھتا ہے اور اسکی نصرت فرماتا ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو سچے طور پر اس کا ساتھ دیتے ہیں یا یوں کہو کہ ان کے رنگ میں رنگیں ہو کر وہی بن جاتے ہیں۔ سچا تقویٰ اور حقیقی ایمان حاصل کرتے ہیں۔ اور مامور کا ادھورا نمونہ بھی بن جاتے ہیں تو مقتدر کی عظمت و ترقی اور نصرت کے ساتھ ان کو بھی شریک کر لیتا ہے۔

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۲ء ص ۷)

۳۰۔ وَقُلْ رَبِّ انْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبْرَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ

## المُنْزِلَيْنِ ﴿٢٠﴾

وَقُلْ رَبِّ اَنْزِلْنِيْ : تعلیم سکھائی۔ دُکھ سے نجات پا کر بھی ان دعا سے غافل نہ ہو



آج کل کل قوموں نے دعا کو چھوڑ دیا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدلتاویان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنْ اعْبُدُوا

اللَّهُ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ، أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۳۳﴾

أَفَلَا تَتَّقُونَ : تم کیوں بدیوں سے نہیں بچتے۔ (ضمیمہ اخبار بدلتاویان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۴۔ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا

وَكَذَّبُوا بِإِلْقَاءِ الْآخِرَةِ وَآثَرُفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ

الدُّنْيَا، مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ، يَأْكُلُ مِمَّا

تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿۳۴﴾

”..... الْمَلَأُ : جن کی بات کی طرف لوگ جھکتے ہیں۔ درباری۔ اشرف۔ حاکم۔

بڑے دنیا دار۔

مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ : انہوں نے مساوات کیلئے کھانے پینے کی حالتوں پر غور کیا

کہ ہماری مانند ہے۔ اس قسم کے خیالات انسان کو اتباع حق سے محروم رکھتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدلتاویان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كُنْتُ بُونِ ﴿۴۰﴾

رَبِّ انصُرْنِي : انبیاء کے ہاتھ میں بھی ایک ہتھیار ہوتا ہے۔ جسے دعا کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدلتاویان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۲۔ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ

غُثَاءً، فَبُعِدَ اللَّقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۴۲﴾

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ : ..... یہ قصہ شموکا نہیں حضرت نوحؑ کا ہے



صیحہ کے معنی عذاب کے ہیں۔ اور مطلق آواز کے بھی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۱۔ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا

إِلَى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝

وَأُمُّهُ آيَةً: آیت کے معنی نیک نمونہ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)  
 آوَيْنَاهُمَا إِلَى رَبْوَةٍ: کشمیر (تشیخ الذلان جلد ۸، ص ۹۷۸)

۵۲۔ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا

صَالِحًا. إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝

كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ: یہ عمل صالح کے نصیب ہونے کی کلید بتا دی ہے کہ طیب  
 کھایا کرو۔ کیونکہ بغیر رزق طیب عمل صالح کی توفیق حاصل نہیں ہوتی۔  
 إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ، اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا فکر جس کو ہے وہ ضرور عمل صالح  
 کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ فَتَقَطَعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ذُبُرًا. كُلُّ

حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝

ذُبُرًا: ..... ایک معنی تو ہیں۔ کہ ہر گروہ یہی سمجھ بیٹھا کہ بس یہی کتاب الہی ہے  
 جو پہلے پاس ہے۔ ۲۔ یا یہ معنی ہیں کہ اور اور نئی کتابیں تصنیف کر دیں جو اصل الاصول  
 کتاب کے خلاف تھیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۸۔ ۶۲۔ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ

مُشْفِقُونَ ﴿۸۸﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ  
يُؤْمِنُونَ ﴿۸۹﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿۹۰﴾  
وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجَلَةٌ أَنَّهُمْ  
إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿۹۱﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي

الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿۹۲﴾

وَجَلَةٌ: ڈر رہے ہیں بایں خیال کہ ہمارے اعمال قابل قبول ہوئے ہیں یا نہیں۔ غاثہ  
صدیقہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آدمی زنا کرے۔ چوری کرے۔ پھر بھی خوف  
کرے تو نجات پائے گا؟ فرمایا نہیں! اے بنتِ صدیق! بلکہ وہ نیک کام کرے اور ساتھ ہی ڈرے  
کہ قبول بھی ہوا ہے یا نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدردقاویاں ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

يُؤْتُونَ مَا آتَوْا: نیکی کرتے ہیں۔ (تشیید الاذکار جلد ۸ ص ۹۷۸)  
مولیٰ کریم۔ رحمان و رحیم مولیٰ۔ ان آیات میں ان کو ان راہوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو  
اس کو ہر ایک قسم کے سکھوں کی طرف لے جاتے ہیں اور اپنے ہم چشموں اور ہم عمروں میں معزز و مقدر  
بنادیتے ہیں۔

ان فطرتی طور پر چاہتا ہے کہ ہر ایک قسم کے سکھوں اور آراموں اور بھلی باتوں کو حاصل کرے  
اور پھر ان سب سے بڑھ کر رہنا چاہتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کے متعلقین خوش و خور سند  
ہیں اور لوگوں کو بھلائی کی طرف متوجہ پاتا ہے۔ اس کے دل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ فلاں بھلائی  
میں سعادت مند قدم رکھا ہے اور فلاں شخص نے بھی رکھا ہے۔ پس میں سب سے بڑھ کر سبقت لے  
جاؤں۔ غرض عام طور پر ان فطرۃً کی پیشانی میں نگار ہوتا ہے اور ساتھ والوں سے سربر آوردہ ہونے  
کا آرزو مند ہوتا ہے۔ بچے چاہتے ہیں کہ کھیل میں دوسری پارٹی سے بڑھ کر رہیں اور حیت جاویں۔ عورتیں  
کھانے پہننے۔ لباس و زیورات میں چاہتی ہیں کہ اپنی ہم نشینوں سے بڑھ کر رہیں۔ پس یہ خواہش اور آرزو  
جو فطرتی طور پر ان کے دل میں پائی جاتی ہے۔ اُس کے پورا کرنے کے اسباب اور وسائل قرآن کریم

میں اس مقام پر رحیم و کریم مولیٰ بیان فرماتا ہے اور وہ چند ایک اصول پر مشتمل ہے۔  
 پہلا اصل : افسانہ غور کرے کہ اُس کے دل میں اپنے سے بڑے کا ڈر ہوتا ہے۔ اولیٰ ادنیٰ کام  
 والے لوگ نمبردار کا اور نمبردار تحصیلدار کا اور تحصیلدار حکام بالادست کا ڈر رکھتے ہیں۔ ماتحت اگر افسر  
 کا ڈر دل میں نہ رکھیں تو وہ اپنے فرض منصبی کو اُس خوبی اور صفائی سے نہ کریں۔ جس سے وہ اس ڈر کی  
 حالت میں کرتے ہیں۔ اب اس اصل کو زیرِ نظر رکھ کر مولیٰ کریم فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو نیکیوں اور بھلائیوں  
 میں 'کچی پیشی' اور مقابلہ میں سرفراز ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے وہ ہر ایک کام کرتے وقت اس بات  
 کا لحاظ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا نگران ہے اور اُن کے ہر فعل، کھانے، پینے، دوستی، دشمنی، بغض و  
 عداوت، لین دین، غرض تمام معاملات میں ان کو دیکھتا ہے۔

پس مومن وہ ہوتے ہیں۔ خیرات میں وہ بڑھتے ہیں جو ان اعمال و افعال کے وقت علیم و خیر کی  
 ذات اور نگرانیوں پر نگاہ کرتے ہیں اور ہر آن خوف و خشیت الہی سے لرزاں رہتے ہیں۔ اس لئے  
 ہر ایک کام میں خواہ کھاتے پینے کا ہو۔ یا بغض و عداوت ہو۔ دوستی ہو یا دشمنی ہر بات میں خوش رہنے  
 اور بڑھ کر رہنے کیلئے پہلا اور ضروری اصل کیا ہے ! خشیت الہی۔ عمل کرنے سے پہلے دیکھ لیا کرو  
 کہ یہ عمل خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کی وجہ سے کسی سرخروئی کا باعث ہے یا اس کی نافرمانی کا موجب  
 ہو کر سیاہ روئی کا پیش خیمہ۔ خوف الہی کے بعد دواصل اور ہیں۔ وہ کیا۔ ایک اخلاص و دوسرا صواب  
 کوئی عمل صالح ہو نہیں سکتا جب تک اخلاص اور صواب نہ ہو۔

اخلاص کیا ہے۔ اخلاص کے معنی ہیں کہ جو کام کرو اُس میں یہ مد نظر ہو کہ مولا کریم کی رضا حاصل ہو  
 حُب ہو تو حُبِ اللہ ہو۔ بغض ہو تو بغضِ اللہ ہو۔ کھاؤ تو اس لئے کہ کھانے کا حکم دیا ہے۔ پیتے ہو تو  
 سمجھ لو کہ وَاشْرَبُوا کے حکم کی تعمیل ہے۔ غرض سارے کاموں میں اخلاص ہو۔ رسم و عادت  
 نفس و ہوا کی ظلت نہ ہو۔ اندرونی جوش اُس کے باعث نہ ہوئے ہوں۔

صواب کیا ہے ؟ کہو ہر بھلا کام اس طرح پر کیا جاوے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اُس کا حکم دیا ہے  
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کر کے دکھایا ہے۔ اگر نیکی کرے مگر نہ اُس طرح جس طرح رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائی ہے وہ راہِ صواب نہیں۔ غرض یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کام  
 کے کرنے میں اجازت سرکاری ہے یا نہیں۔ اور پھر اللہ کی رضا مقصود ہے یا نہیں۔ پس کام کو خشیتِ الہی  
 سے پھر اخلاص و صواب ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ، اللہ تعالیٰ کے احکام پر ایمان لاتے ہیں

اور وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ اور پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعمال اور ترک اعمال میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ نیکی کو اس لئے کہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے اور اسی کے لئے اس کو کہے اور بدیوں سے اس لئے اجتناب کہے کہ خدا نے اُن کو بُرا فرمایا۔ اور ان سے روکا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع و نظر رکھ کر کہے۔ نیکی کرتا ہوا بھی خوفِ الہی کو دل میں جگہ دے کیونکہ وہ نکتہ نواز اور نکتہ گیر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں کہ بیدیاں کرتے ہوئے خوف کریں فرمایا۔ نہیں نہیں۔ نیکیاں کرتے ہوئے خوف کرو۔ جو نیکیاں کرنے کی ہیں کرو۔ اور پھر حضورِ الہی میں ڈرتے رہو کہ ایسا نہ ہو کہ عظیم و قدوس خدا کے حضور لائق ہیں یا نہیں۔ ایسے لوگ ہیں جو یُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ کے مصداق ہوتے ہیں یعنی اول اور آخر میں خشیت ہو۔ فعل اور ترکِ فعل اخلاص اور ثواب کے طور پر ہوں اور وہ بھلائیوں کے لینے والے اور دوسرے سے بڑھنے والے ہیں۔

(الحکم ۱۹ اپریل ۱۸۹۹ء ص ۳)

۶۳۔ وَلَا تُحَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعًا وَلَدَيْنَا

كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ □

وسوہ شیطانی یہ بھی آجاتا ہے کہ یہ راہ کٹھن ہے کیونکہ کام کریں گے خدائے تعالیٰ خود ہی اس وسوہ کا جواب دیتا ہے لَا تُحَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعًا کہ ہم نے جو اعمال کرنے کا حکم دیا ہے اور نواہی سے روکا ہے وہ مشکل نہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ عدم استطاعت پر حج کا حکم ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوامر و نواہی ایسے ہیں کہ عمل کر سکتا ہے اور اُن سے باز رہ سکتا ہے۔ اور یہ امر بھی بخضوہ دل یاد رکھو کہ بعض اعمال مجبول جاتے ہیں۔ جنابِ الہی کے ہاں مجبول نہیں بلکہ فرمایا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ یاد رکھو جنابِ الہی میں اعمال محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ خدا کے ہاں ظلم نہیں ہوتا۔ (الحکم ۱۹ اپریل ۱۸۹۹ء ص ۳)

۶۴۔ ۶۵۔ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ

أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَمِلُونَ □ حَتَّىٰ

إِذَا أَخَذْنَا مَثَرَهُمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْعَرُونَ ﴿٦﴾

مِنْ دُونِ ذَلِكَ : اس حق کے خلاف  
يَجْعَرُونَ : بیل کے اڑانے کو جَوَّار کہتے ہیں۔  
نصیحت : جو دنیا میں کسی کو تحقیر کے رنگ میں بُرا کہتے ہیں۔ وہ مرتے نہیں جب تک اس میں خود  
بتلانہ ہولیں (۲) ہر سنی ہوئی بات کو قبول نہ کرے۔

(ضمیمہ اخبار بدعتاویاں ۷، جولائی ۱۹۱۰ء)

۷۹۔ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ

وَالْأَفْئِدَةَ، قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٧﴾

بہت دفعہ میں نے سنایا ہے کہ محبت احسان سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس کتاب میں  
بہت سے احسانوں کا ذکر فرماتا ہے۔ اس ذاتِ بابرکات کے احسانات کی کوئی حد نہیں۔ آدمی کو چاہیے  
کہ قدر کرے اور کسی تکلیف سے گہرا کرنا شکری کے کلمات نہ نکالے۔

أَنْشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ : کان کیا مفید چیز ہے کہ اس سے ہم بیوں کی آوازیں سُنتے ہیں پیر  
اور قسم قسم کی آوازیں سن کر فائدہ اٹھاتے ہیں بلکہ اس کے فدیہ کئی ہزار میل کی خبریں مار برتی میں  
سُنتے ہیں۔

وَالْأَبْصَارَ : آنکھ کیا ہے۔ ایک چھوٹا سا نقطہ ہے جس کے فدیہ سُن و جمال کی دُرُ باقصور  
دیکھتے ہیں۔

وَالْأَفْئِدَةَ : کان بھی ہوں آنکھیں بھی ہوں مگر دل نہ ہو تو یہ سب بیکار ہے۔ پاگل خانہ  
میں جا کر دل کی صحت کا تماشا دیکھو۔ (ضمیمہ اخبار بدعتاویاں ۷، جولائی ۱۹۱۰ء)

۸۱۔ وَهُوَ الَّذِي يُخَيِّ وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ

الْيَسْرِ وَالنَّهَارِ، أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٨﴾

وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ : لیل و نہار کا یہ اختلاف بھی ہے کہ ایک ملک میں رات ہے تو دوسرے میں دن۔

أَفَلَا تَعْقِلُونَ : عقل ایک صفت ہے۔ اس صفت سے انسان اپنے آپ کو بدیوں سے روک سکتا ہے۔ جو اپنے آپ کو بدیوں سے نہیں روکتا۔ وہی لایعقل ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدرت قادیان ، جولائی ۱۹۱۰ء)

۸۴۔ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَذَا مِنْ قَبْلُ

إِنْ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۸۴﴾

آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ : سطروں میں لکھا ہوا یا جمع اسطورہ۔ اسٹوری۔

(ضمیمہ اخبار بدرت قادیان ، جولائی ۱۹۱۰ء)

۹۲۔ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ دَآئِدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ

السَّوَادِ إِذْ أَتَى بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَّا بَعْضُهُمْ

عَلَىٰ بَعْضٍ ، سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ﴿۹۲﴾

وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ السَّوَادِ : ذاتی کمال کسی میں نہیں۔ کوئی بھی کامل تو زمانہ میں نہیں کیونکہ آئندہ زمانہ میں اس کی ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔ پس آئندہ ترقی کے مقابلہ میں موجودہ حالت ضرور ناقص ہے۔

إِلَٰهٌ : وہ ہے جو ہر قسم کا ذاتی کمال رکھتا ہے اور اس کیلئے کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدرت قادیان ، جولائی ۱۹۱۰ء)

۹۶ تا ۹۴۔ قُلْ دَبِّ امَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ﴿۹۴﴾ دَبِّ



نُزِيرِكَ مَا نَعِدُكُمْ لَقَدْ رَوْنَا ﴿١٧﴾

وَبِمَا تُرِيَّتِي مَا يُوْعَدُونَ : انبیاءِ عظیم السلام کس طرح فتح مند ہوتے ہیں انکا سر  
خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دعا کرتے ہیں۔

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ، اس دعا پر خوب غور کرو۔ کہ کس قدر خوف کا مقام ہے۔ نبی کہتا ہے کہ ان پر جو عذاب آئے میں بھی ان ہی میں شامل نہ ہو جاؤں۔

اللہ تعالیٰ بے باکی سے ناراض ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ بڑے بڑے دعوے کر بیٹھتے ہیں اور آخر خطلہ کھاتے ہیں۔ اس میں یہ پیشگوئی بھی ہے۔ کہ اہل مکہ پر عذاب کے وقت نبی کریمؐ ان میں موجود نہ ہوں گے

(ضمیمہ اخبار بدلتقلیان، جولائی ۱۹۱۷ء)

جب ہم یہ آیات پڑھتے ہیں ..... تو یہ ڈوباتیں گھلتی ہیں۔ ایک توریہ کہ اللہ کی ذات کس قدر غناء میں پڑی ہوئی ہے کہ وہ انبیاء جن کے مبارک وجود کی خاطر بعض اوقات تمام ملک کو بھی غرق کر دیتا ہے۔ اس کے حضور میں عاجزی سے گڑا گڑانے کے محتاج ہیں اور دعا کی احتیاج سے خالی نہیں۔ اب دیکھئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر غلاب آتا ہے۔ مگر دوسری جانب آپ ہی کے منہ سے کہلواتا ہے۔ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ، یعنی اے میرے رب مجھے ظالموں کی قوم میں سے نہ کر دانیو۔ اس آفت میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ دوم یہ کہ وعدہ ہویا وعید وہ ضرور مل سکتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اِنَّا عَلٰی اَنْ تُسْرِیْكَ مَا نَعِدُ هٰذَا لَقَدْ وُثِّقَ۔ یعنی ہم جوان کو وعدہ دیتے ہیں۔ اس کے دکھانے پر قاعد ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ ضرور وہ وعدہ اسی رنگ میں پورا کریں گے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ قاعد ہیں۔ چاہیں تو اسے بدل کر کسی اور رنگ میں پورا کر دیں۔ یہ نکتہ معرفت اگر خوب سمجھ لیا جائے تو پھر بروز محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں پر کوئی اعتراض نہیں رہتا

(تشمیذ الافکار جلد ۶ ص ۱۶۹)

٩٤ - إِذْ فَعَّ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةِ، نَحْنُ

اعْلَمِ مَا يَصِفُونَ ﴿١٤﴾

إِذْفَعْ بِأَلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةِ ط : اگر کوئی بدی ہو تو اس کیلئے عمدہ تدبیر

سوچتے رہو۔ کہ یہ بدی کس طرح دور ہو۔ بدیوں کے دور کرنے کیلئے باریک در باریک تدابیر ہیں۔ منجملہ ان کے ایک دُعا ہے پھر قول مُوجَّہ۔ سمجھنا۔ اعلانیہ نصیحت کرنا بھی۔  
(ضمیمہ اخبار بد قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۹۹۔ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ ۝

رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ، کوئی بدکار میرے پاس بھی نہ آنے پائے۔  
(ضمیمہ اخبار بد قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۰۰۔ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ

ارْجِعُونِ ۝ رَبِّ ارْجِعُونِ: چاہیے ارْجِعْ اور یہاں جمع آیا۔ یہ دراصل ارْجِعْ ارْجِعْ  
ارْجِعْ تین مرتبہ کہنے کی جا بجا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بد قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۰۱۔ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا

كَلِمَةٌ مَوْقَاةٌ لِّمَا دُونَ ذَٰلِكَ هُمْ بَرَزُوا لِيَوْمِ

يُبْعَثُونَ ۝

إِنَّهَا كَلِمَةٌ، عیسائی مسیح کو کلمہ کہنے سے درجہ الوہیت دیتے ہیں۔ دیکھو یہ بھی ایک کلمہ ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بد قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۰۵۔ تَلَفَعُوا جُوهَهُمُ النَّارَ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝

كَالِحُونَ، یعنی سُکڑ جانے والے۔ چمڑے کو جب آگ کے سامنے رکھیں اور وہ جلے تو سُکڑ جاتا ہے۔

۱۱۰۔ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا

اَمَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَاَرْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيْمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

یَقُولُوْنَ رَبَّنَا اَمَّنَا: دنیا میں فائز المرام بننے کے واسطے یہ دعا ہے۔ وہ فریقِ خلفاء  
راشدین ہو گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۱۱۔ فَاتَّخَذَ تَمَوْهُمْ سَخِرَیَّا حَتّٰی اَنْسَوْكُمْ

ذُخْرِی وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

حَتّٰی اَنْسَوْكُمْ: جو شخص کسی پاک بندے کی ہنسی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو مزا  
دیتا ہے کہ وہ خدا کی یاد کو بھول جاتا ہے۔ انشاء کی نسبت ان لوگوں کی طرف سبب کی وجہ سے ہے  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۱۲۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنْمَّا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنْتُمْ

رَالِیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

اَفَحَسِبْتُمْ اَنْمَّا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا: کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ ہم نے تم کو عبث  
پیدا کیا۔ ایسا خیال تمہارا غلط ہوگا۔ ہمارے حضور تم کو آنا ہوگا۔ جب تم عبث نہیں بنائے گئے۔ تو پھر سوچو  
کہ تم کیوں بنائے گئے ہو۔ (الحکم، اپریل ۱۹۰۱ء ص ۳)

۱۱۸۔ وَمَنْ يَّذْعُ مَعَ الشُّرَالْمَا اٰخِرًا لَا يَرْهَانَ

لَهُ بِهٖ . فَاِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهٖ . اِنَّهٗ لَا

يُفْلِحُ الْغٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

ابتداء سورۃ میں قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ فرمایا تھا۔ اب اس کے مقابل میں کفار  
کا انجام بتایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ؛ فلاح نہ پاتے کافر۔ ابتداء میں قرمیا قد اقلح المؤمنون  
(تشمینہ الاذیان جلد ۹ ص ۴۶۸)

۱۱۹۔ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ

الرَّحِيمِينَ ﴿۱۱۹﴾  
وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ؛ کفر اور اس کے بد نتائج سے بچنے کی دعا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

## سُورَةُ النُّورِ مَدَنِيَّةٌ

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

سورۃ نور میں تمیز کا بیان ہے اور یہ کہ مطاعن سے بچنا چاہیئے اور ان کے اسباب سے بھی۔ اور رسول کے ساتھیوں کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ خلافت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ کوئی سوتہ ایسی نہیں جس کے پہلے یہ لکھا ہو۔ کہ ہم نے تم پر یہ حکم واجب یا فرض کیا ہے۔ یہ تاکید اس سورۃ کے ساتھ مخصوص ہے۔ خوب غور سے سنو اور عمل کرو.....

میرے ایک پیر شاہ عبدالغنی صاحب فرماتے تھے کہ سورۃ نور قرآن شریف میں ہے۔ مگر ہندوئوں کے لوگ اس پر عمل نہیں کرتے۔ اور اس کے ایک ٹکڑے کی طرف بھی توجہ نہیں۔ سورۃ مومن کے اخیر میں یہ ارشاد فرما دیا ہے کہ اس آیہ والی سورۃ کے احکام پر جو عمل نہیں کریں گے۔ ان کو ہم منظر و منصوبہ کبھی نہ کریں گے۔ چنانچہ دیکھ لو ہندوستان کے مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ (ضمیمہ بدر، جولائی ۱۹۱۰ء) میرے ایک شیخ تھے۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددی اور میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور اب تک ان کا معتقد ہوں۔ وہ فرماتے تھے۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے اس سورۃ میں سے ایک آیت پر بھی عمل نہیں کیا اور میرا بھی اتنی عمر کا تجربہ ہے۔ کہ یہ بات درست ہے۔ اس واسطے اس سورۃ کو بہت غور اور توجہ سے سننا چاہیئے اور اس پر عمل کرنے کی سعی کرنی چاہیئے۔.....

(بدر، جولائی ۱۹۰۵ء ص ۳)

اس سورۃ میں بتایا ہے کہ نبی کریمؐ تک یہ سلسلہ نہیں۔ بلکہ خلافت کا سلسلہ بھی تا یوم قیامت ہے۔ خلافت کے منکر اور عیب چھین ہوں گے۔ مگر آخر ذلیل۔ فرماتا ہے کہ مجرموں کو تو ہم سزا دینے کا حکم دیتے ہیں۔ انہیں خلفاء کیوں بنانے لگے۔ پس تم الزام دہی سے باز آؤ۔

(تشمیذ الاذمان جلد ۸، ص ۹۷۸)

میں شاہ عبدالغنی صاحب کا مرید تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اہل ہند نے سورۃ نور پر عمل ترک کر دیا ہے بلکہ اپنے لئے اس کو منسوخ ہی سمجھ لیا ہے۔ پس تم اس پر ضرور غور کرو۔ اس میں سب سے پہلے زناء کی مذمت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہے کہ ہر ایک عضو زنا کرتا ہے پس انسان ہر ایک عضو کا نگران بنے۔  
(الحکم ۳ جولائی/۱۰ اگست ۱۹۰۴ء ص ۹)

## ۲۔ سُورَةُ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنْزَلْنَاهَا

فِيهَا آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ لِّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۲﴾

یہ ایک سورۃ ہے۔ ہم نے اس کو نازل کیا اور ہم نے اس کو فرض کر دیا اور ہم نے اس میں احکام اتارے جو کھلے کھلے ہیں تاکہ تم عمل درآمد کرو۔ اور قابل ذکر بن جاؤ۔ اس سورۃ پر عمل کرنے کے واسطے کس قدر تاکید اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ اول فرمایا۔ ہم نے اتارا۔ پھر فرمایا۔ ہم نے فرض کیا۔ فرض تو سارا قرآن شریف ہے کہ اس پر عمل کیا جائے مگر اس سورۃ کو پھر بالخصوص فرض فرمایا کہ مسلمان اس کی طرف توجہ کریں۔

آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ : کھلے کھلے احکام۔ موٹی باتیں جن کو سب لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ کوئی پیچیدہ اور ناقابل فہم یا خلاف عقل باتیں نہیں۔ بلکہ ایسی عمدہ اور درست باتیں ہیں جو ہر شخص کی سمجھ میں آ سکتی ہیں۔

لِّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ : اس پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم قابل ذکر آدمی بن جاؤ گے مشاہیر زمانہ میں سے بن جاؤ گے۔ لوگ تم کو نمونہ پکڑیں گے اور امام بنائیں گے۔

(بدر ۶ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۳)

## ۳۔ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ

مِنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةً وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ

فِي دِينِ اللَّهِ إِنَّكُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

الْآخِرِ، وَلَيْشَ هَذَا عَذَابُهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ

الْمُؤْمِنِينَ ﴿۳﴾

زانی مرد اور عورت ہر ایک کو ان دونوں میں سے ایک سو کوڑہ مارو۔ یہ پہلا حکم ہے جو اس



سورہ شریف میں نازل ہوا کہ جب کسی مرد اور عورت پر زنا کا الزام ثابت ہو جائے تو انکی سزا یہ ہے کہ مرد کو بھی تنہا کوڑے مارے جائیں اور عورت کو بھی تنہا کوڑے مارے جائیں۔ وَلَا تَأْخُذْ كُتُبَهُمَا رَاقَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور نہ پکڑے تم کو ان دونوں کے ساتھ نرمی اور ترس کھانا۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں۔ اگر ہو تم ایمان لانے والے ساتھ اللہ کے اور دن پھیلے کے۔ کیا معنی۔ مومنوں کو نہیں چاہیے کہ ایسے لوگوں پر ترس کھا کر ان سے درگزر کریں۔ اور ان کو سزا نہ دیں کیونکہ اس میں فتنہ و فساد ہے۔ اور بالآخر مفید امر ان کے واسطے اور قوم اور تمدن کے واسطے یہی ہے۔ کہ ایسے مجرم کا مرتکب کھلے طور پر اپنی سزا کو پہنچے۔

وَلَيْشَهَدَ عَذَابُهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ : اور چاہیے کہ مشاہدہ کرے ان کے عذاب کو ایک گروہ مومنوں کا۔ سزا پسک میں دینی چاہیے۔ اور مومنوں کو وہاں جمع ہونا چاہیے۔ اصل نیک کہلانے والے ایک جھوٹی نرم دلی کا بہانہ کر کے ایسے موقع پر جانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ایسا خیال گناہ ہے کیونکہ حکم الہی کے برخلاف ہے۔ (بدر ۶، جولائی ۱۹۰۵ء ص ۳)

۴۔ الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً

وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ، وَحُرْمَةُ ذَلِكَ

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ □

بدکار تو بدکاروں یا بت پرست عورتوں کو ہی نکاح کرتے ہیں اور بدکار عورتیں بھی ایسی ہیں کہ انہیں بدکار یا مشرک ہی بیاہیں۔ اور ایمان والوں پر تو یہ باتیں حرام ہیں (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۸۶)

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ : زانی نکاح نہیں کرتا مگر زانیہ سے۔

حُرْمَةُ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ : ذلک کے مرجع پر علماء میں بحث ہے۔ بعض کہتے

ہیں۔ کہ زانیہ سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اور بعض یہ کہ زنا حرام ہے۔ پھر علماء میں اختلاف ہے کہ

تہمت زنا لگانے والے کی گواہی جائز ہے یا نہیں ؟ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷، جولائی ۱۹۱۰ء)

زنا کرنے والا مرد نہیں نکاح کیا کرتا مگر ایسی عورت سے جو زنا کار ہو چکی ہے۔ یا کسی مشرک عورت

سے اور زنا کرنے والی عورت نہیں نکاح کرتی مگر کسی ایسے مرد سے جو زنا کار ہو چکا ہو یا کسی مشرک

سے اور حرام ہے یہ بات مومنوں پر۔ کیا معنی؟ کوئی مومن زنا کار سے نکاح نہ کرے۔ تعلقات شادی سے پہلے جہاں دوسرے امور کی تحقیق و تفتیش کی جاتی ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ اچھی طرح سے دریافت کر لیا جائے کہ مرد یا عورت ایسے نہ ہوں جو زنا میں گرفتار ہیں۔ یہ تجربہ کی بات ہے۔ کہ نیک بدکار کے مناسب حال نہیں ہوتا۔ اور بدکار نیک کے مناسب حال نہیں ہوتا۔

سوال : التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ جب گناہ سے توبہ کرنے کے بعد تائبہ ایسی ہو جاتی ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں تو پھر دوسری عورتوں کی طرح اس کا نکاح مومن کے ساتھ کیوں جائز نہیں۔

جواب : ایک کنچنی اپنے پیشہ کو چھوڑنے کے بعد بھی سب کے درمیان کنچنی ہی کہلاتی ہے کوئی اس کو تائبہ نہیں کہتا۔ ہندو مسلمان ہو جاتا ہے تو پھر اس کو کوئی ہندو نہیں کہتا۔ لیکن کنچنی باوجود نکاح کر لینے کے بھی لوگوں کے درمیان کنچنی ہی مشہور رہتی ہے۔ علاوہ ازیں گزشتہ عادت بد کا کچھ ایسا اثر اندر ہی اندر رہتا ہے کہ اس کا جانا مشکل ہوتا ہے..... ایک دفعہ ایک کنچنی تائبہ ہو کر ہمارے پاس آئی اور کہا کہ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ ہم نے اس کو اسی آیت شریف کے حکم کے مطابق جواب دیا لیکن وہ اس خیال سے باز نہ آئی۔ اور ہمارے پیچھے پڑی رہی تو ہم نے جواب دیا کہ ایک علیحدہ مکان لے لے۔ اور گندے کام کو بالکل ترک کر دے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرا یہ نام بٹا دے۔ انہیں دنوں میں ایک نوجوان امیر زادہ جو ہمارا بھی واقف تھا۔ اس کے پاس پہنچا اور اس کو اس طرح سے پھسلایا کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ تمہارا نکاح مولوی صاحب سے کرادوں گا۔ مگر چونکہ پھر تم ہمیشہ کے واسطے پردہ نشین ہو جاؤ گی اس واسطے اب تم ایک رات کیلئے میرے مکان پر آ جاؤ۔ اپنی گزشتہ عادت بد کے مطابق اس کے واسطے یہ امر قبول کرنا مشکل نہ ہوا۔ چنانچہ وہ اس کے مکان پر چلی گئی۔ رات کو اس بدکار نے شراب نوشی سے اپنا درد شکم ظاہر کیا۔ اور مجھے بلانے کو آدمی بھیجا کہ میں اس کا علاج کروں اگرچہ میں خود نہ گیا۔ تاہم میرے شاگردوں کے جانے کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ وہ عورت پھر کبھی میرے پاس نہ آئی۔ اور اس جوان نے صبح کو ہم کو کہا کہ دیکھو کس آسانی سے ہم نے اس عورت کو آپ کے پاس سے دفع کیا۔ (بدر ۶ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۳)

۵۔ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا

بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءٍ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً

وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا. وَأُولَٰئِكَ هُمُ

الْفٰسِقُونَ ﴿٦﴾

اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر۔ پھر نہیں پیش کرتے چار گواہ۔ انکو اسی کوٹے مارو اور انکی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ یہ لوگ فاسق ہیں۔

اس آیت شریفہ میں دو حکم ہیں اول تو یہ کہ جب تک چار گواہ نہ ہوں۔ کسی کا ایک عودت پر تہمت لگانا قبول نہیں کیا جاسکتا۔ جب کبھی کوئی شخص کسی عودت کے متعلق زنا کار کا لفظ بولے تو ضرور ہے کہ اس سے چار گواہ طلب کئے جاویں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو شخص چار گواہ نہیں لاسکتا اور یونہی کسی کو بدنام کرتا ہے۔ اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو اسی کوٹے مارے جائیں اور پھر کسی معاملہ میں اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔

یہ ہر دو حکم نہایت ہی غور اور توجہ کے لائق ہیں۔ عموماً لوگوں کی عادت ہے کہ صرف خیالی طور پر بدظنی کر کے چہ جائیکہ رویت ہو اور چار گواہ بھی ہوں۔ عوام میں کہنے لگ جاتے ہیں کہ فلاں مرد یا عورت نے زنا کیا۔ پھر ایسی باتوں کو لوگ اپنی مجلسوں کا شغل بناتے ہیں۔ خدا کے غضب سے ڈرنا چاہیے اور ایسی بات منہ پر نہیں لانی چاہیے۔ کیونکہ خدا نے ایسے آدمی کا نام فاسق رکھا ہے۔ جو بغیر چار گواہوں کے کسی پر اتہام لگاتا ہے۔ (بدر ۱۳ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۷)

۶۔ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۷﴾

مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اپنی اصلاح۔ تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ جب لوگ ایسی شرارت کے بعد اپنی اصلاح کریں یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان ظاہر ہو جاوے کہ یہ اب اس طرز اور طریقہ کا آدمی نہیں رہا۔ اور نیک بن گیا ہے تو پھر دوسرے لوگوں کی طرح اس کی شہادت بھی قبول کی جاوے۔ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم نادان جہال کی طرح کینہ ور نہیں۔ اس کے احکام ہماری درستی اور اصلاح کے واسطے ہیں۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (نساء: ۱۳۸) مندرجہ بالا حکم ان اشخاص کے واسطے ہے جو کسی غیر مرد یا غیر عورت کے

متعلق زنا کی بابت بولے۔ لیکن اپنی بیویوں کے متعلق ایسے فعل کے دیکھنے اور ظاہر کرنے کے بارے میں مندرجہ ذیل احکام ہیں۔  
(بدر ۱۳ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۴)

۸۷۷۔ وَالَّذِينَ يَزْمُونَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعٌ شَهَدَاتٌ بِاَللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝

اور جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا کا عیب لگاتے ہیں۔ اور سوائے اپنے اور کوئی گواہ الی کا نہیں ہے۔ پس وہ ایک ہی آدمی چار دفعہ اللہ کی قسم کھائے کہ میں سچ کہتا ہوں اور پانچویں دفعہ یوں کہے کہ اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ چونکہ ایک مرد اپنی بیوی کے ساتھ اس قسم کے تعلقات رکھتا ہے کہ باوجود کسی شہادت کے نہ ہونے کے جس سے وہ کھلے طور پر صفائی کے حرم ثابت کر سکے۔ اس کی اپنی وید اس امر کے واسطے کافی ہے۔ کہ وہ اس عورت سے دلی تنفر رکھے۔ اس واسطے ایسے موقع پر صرف اسی کی پُر زور شہادت پر اکتفا کیا۔ لیکن چونکہ بعض مرد ایسے ہوتے ہیں کہ کسی اور ناراضگی کے باعث بھی ایسی قسم کھانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے بالمقابل اس کے وہ حکم ہے جو اگلی آیت میں آتا ہے۔  
(بدر ۱۳ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۴)

۱۰۶۹۔ وَيَذَرُوهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعٌ شَهَدَاتٍ بِاَللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝

اور اُس عورت سے عذاب کو دور کر دیتی ہے یہ بات کہ وہ چار دفعہ خدا کی قسم کھائے کہ یہ شخص جھوٹ بولتا ہے۔ اور پانچویں دفعہ اس طرح قسم کھائے کہ اگر وہ مرد سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب

(بدھ ۱۳ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۴)

نازل ہو۔

۱۱۔ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ

تَوَّابٌ حَكِيمٌ ۝

اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہوتا (تو ایسے پر حکمت مسائل نازل نہ ہوتے) اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور حکمتوں والا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحمت سے بڑی حکمت سے ہرے احکام اس جگہ نازل فرمائے ہیں۔  
(بدھ ۱۳ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۴)

۱۲۔ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِآلَاكَ مِنْكُم مِّنْكُمْ

لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ

أَمْرٌ مِّنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي

تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ: جس نے اس بات میں بڑا حصہ لیا اس کیلئے عذاب عظیم ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدھ قلوبان ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

تحقیق وہ لوگ جنہوں نے تہمت لگائی ہے۔ ایک گروہ ہے تم میں سے تم اس کو برا نہ سمجھو۔ اپنے لئے۔ بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ ہر مرد کیلئے ہے جو اس نے کمایا گناہ سے اور جو ان میں سے بُری بات کہے پیچھے پڑا۔ اس کیلئے ہے بڑا عذاب۔

اس آیت میں اشارہ ہے اس فتنہ کی طرف جبکہ بعض لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدظنی کی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی سے حضرت عائشہؓ کا پاک ہونا ظاہر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ واقعہ مومنوں کے واسطے کسی تکلیف کا موجب نہیں۔ بلکہ سراسر فوائد کا باعث ہے۔ اول تو خود یہی واقعہ ایک بڑے بھاری مسئلہ کے حل ہو جانے کا موجب ہوا کہ جب کسی عورت پر اتہام لگایا جائے تو کیا کرنا چاہیئے۔ اور خود اتہام لگانے والوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ دوم۔ حضرت عائشہؓ

کی بریت خدا کی پاک کتاب سے ثابت ہو گئی۔ اور اس طرح حضرت ام المؤمنینؓ کو یہ فخر حاصل ہوا کہ قرآن شریف میں ان کا ذکر خیر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا۔ اور جو لوگ منافق تھے اور ان کے دلوں میں کبی تھی۔ اور کمزوری تھی وہ بھی ظاہر ہو گئے۔ اور مومنوں کو آئندہ کے واسطے احتیاط مد نظر ہو گئی کہ ایسے معاملات میں جلدی سے منہ نہیں کھولنا چاہیئے بلکہ بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔  
(بدر ۱۳ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۲)

۱۳۔ لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ  
وَالْمُؤْمِنَاتُ بَا نْفُسِهِنَّ خَيْرًا وَّقَالُوا هَذَا فُلْکُ  
مُبِیْنٌ ۝۱۳

کیوں ایسا نہ کیا گیا۔ کہ جب تم نے سنا اس بات کو تو مومن مردوں اور عورتوں کو لازم تھا کہ اپنے جی میں نیک ظن رکھتے اور کہتے کہ یہ تو ظاہر جھوٹی تہمت ہے۔ اس آیت میں مومن مردوں اور عورتوں کو تمدن اور اخوت کا ایک بڑا ضروری اور امن قائم کرنے والا اصول سکھایا گیا ہے۔ کہ کسی پر بدظنی کرنے میں جلدی نہ کریں بلکہ اپنے بھائیوں پر نیک ظن قائم رکھیں۔ اور جب تک پوری تحقیقات نہ ہوئے کسی کے حق میں کوئی کلمہ بد استعمال کرنے کی جرأت نہ کریں۔ (بدر ۱۳ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۲)

خدا تعالیٰ نے اس سورہ شریفہ میں فرمایا ہے کہ زانیہ کی ہزار کے وقت نیک لوگ موجود ہوں اور اس پر رحم قریب بھی نہ آوے (آیت ۳۱) وہاں حضرت صدیقہؓ کا ذکر فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی کنواری بی بی ہیں۔ ان کا درجہ میرے نزدیک حضرت خدیجہؓ سے کچھ بھی کم نہیں۔ میں تم کو ایک نمونہ سنا تا ہوں۔ یہ ایک ایسی ذہین۔ ذکی۔ اور نبی کریمؐ کے چال چلن پر گہری نظر کرنے والی بی بی ہے کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ معرفت کا بھرا ہوا اور جامع ہے۔ کسی صحابی نے اس بی بی سے پوچھا کہ آنحضرتؐ تہجد کس طرح پڑھتے تھے۔ فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا۔ ایک شخص نے اس بی بی سے آنحضرتؐ کی سوانح عمری دریافت کی۔ فرمایا عَنَّا خُلُقُهُ الْقُدْرَانُ یعنی قرآن اگر کوئی قول ہے۔ تو نبی کریمؐ اس کا عامل ہے۔ دیکھو ایک لفظ میں نقشہ کھینچ دیا ہے۔ اس بی بی نے نامت پر بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت عمرؓ جیسے جلال والے انسان کا مقابلہ قرآن کریم سے ہی کرتی تھیں۔ اس بی بی پر لوگوں نے اتہام لگایا تھا۔ ان کے گلے میں ایک بار تھا۔ کس چیز کا۔ سلیمانی منکے۔ اور



کچھ لوگ اس میں پروٹے ہوئے تھے۔ وہ لشکر سے باہر پاخانہ پھرنے کو گئیں تو وہاں مارٹوٹ پڑا اس کو چننے لگیں۔ یہ نو برس کی بیاہی گئیں۔ اور ۱۸ برس کی بیوہ بھی ہو گئی تھیں۔ اور ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہو گئی تھیں۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کے بہت انقلاب دیکھے۔ چونکہ بہت ہلکی پھلکی تھیں۔ ساربانوں نے ان کا ڈولا اونٹ پر کس دیا اور چل دیئے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آپؐ اس میں ہیں کہ نہیں۔ جب یہ جنگل سے واپس اس مقام پر آئیں تو دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے۔ جوانی کے ایام تھے نیند نے غلبہ کیا اور سو گئیں۔

ایک شخص ہمیشہ لشکر میں پیچھے رہتا کہ گری پڑی چیز اٹھا لاوے۔ چنانچہ صفوان صحابی اس کام پر مامور تھا۔ جب انہوں نے دور سے بی بی کو پڑا ہوا دیکھا تو سمجھا کہ کوئی عورت فوت ہو گئی ہو۔ اور یہیں چھوڑ کر قافلہ چلا گیا ہے اور زور سے اِنَّا لِلّٰہ پڑھا۔ آواز سن کر آپؐ جاگ اٹھیں۔ پھر صفوان نے ان کو اونٹ پر سوار کیا اور خود آگے آگے ہوا۔ اور دوپہر کو لشکر میں لے کر پہنچا۔ لیکن بہت سارے شہیر اور بدگمان لوگوں نے کہا کہ شاید کسی بدی کی وجہ سے بی بی پیچھے رہ گئی ہیں۔

جب یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان دنوں میں بیمار تھیں۔ ان دنوں گھروں میں پاخانہ نہیں ہوتا تھا۔ ایک روز آپؐ باہر پاخانہ کو گئیں تو ایک بڑھیا ساتھ تھی۔ ساتھ والی بڑھیا راستہ میں گر پڑی (عورتیں بات دل میں نہیں رکھ سکتیں) گر کر اپنے بیٹے کو سخت کالی نکالی۔ بی بی نے منع کیا غرض تین دفعہ اسی طرح کیا اور تین دفعہ بی بی نے منع کیا۔ تو کہنے لگی کہ تجھے خبر نہیں۔ تجھ پر لوگوں نے تہمت لگائی ہے اور اس میں میرا بچہ بھی شریک ہے۔ اسی لئے اس کو گالی دیتی ہوں۔ پس صدیقہ اسی دن اپنے میکے میں چلی آئی۔ ایک مہینہ کے بعد آنحضرتؐ اس کے پاس آئے۔ اور کہا۔ عائشہ اگر تجھ سے غلطی ہوئی ہے تو تو استغفار کر۔ اگر نہیں ہوئی تو خدا تعالیٰ مجھے وحی سے آگاہ کر دے گا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ لوگ غیب کی کنجیاں اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتے۔ بہت لوگ ان کو خدا کا ایجنٹ سمجھتے ہیں۔ یاد رکھو کہ خدا بڑا بادشاہ ہے! کل انبیاء۔ اولیاء۔ مرسل انکی قوت کے نیچے رہتے ہیں اور جس کو وہ چاہتا ہے اس کو اطلاع دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات نازل کیں اور اس بی بی کا پاک اور مطہر ہونا بتلایا۔ فرمایا (لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا۔ الْآیۃ) جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں تم لوگوں نے برا فقرہ سنا تھا تو نیک گمان سے کیوں کام نہ لیا۔ پس میں تمہیں یہی فقرہ سنا چاہتا ہوں۔ کہ نیک گمانی سے کام لیا کرو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیوں تم نے

ایسی باتیں سن کر نہ کہہ دیا کہ نہیں کہ ہمیں ایسی بات کہنا مناسب نہیں۔ پس یہ عیب مردوں میں بھی ہے۔ پھر عورتیں اس پر بڑے بڑے منصوبے باندھتی ہیں۔ اور اس پر بڑی بڑی حکایات چلاتی ہیں۔ پس خدا نے اس سے منع کیا ہے۔ (الحکم ۳۱ جولائی / ۱۰ اگست ۱۹۰۴ء ص ۱)

۱۴، ۱۵۔ لَوْلَا جَاءُ وَعَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشَّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْخَازِبُونَ ﴿۱۴﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۵﴾

کیوں نہیں لائے اس پر چار گواہ۔ پس جب نہیں لاسکے گواہ تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ جو شخص کسی کے متعلق ایسا کہہ بولے۔ اس سے چار گواہ طلب کرنے چاہئیں لیکن اگر وہ اپنی بات کے واسطے چار گواہ پیش نہیں کر سکتا تو وہ جھوٹا اور خود مجرم ہے اور سزا کے لائق ہے۔ اس سورہ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے اختلاف کو مٹایا ہے۔ سب سے پہلے زنا کی جڑھ کو کاٹا ہے جو سب سے زیادہ دنیا میں اختلاف کا موجب ہوا کرتا ہے۔ پھر لوگوں کو بدظنی سے بچنے کے واسطے ہدایت کی ہے اور بے جا تہمت لگانے سے منع فرمایا ہے کیونکہ جو کوئی کسی پر بے جا تہمت لگاتا ہے وہ خود اس میں گرفتار ہوتا ہے۔ امام شعرانی نے طَائِفُ الْمَنِّینِ میں لکھا ہے کہ مصر میں ایک بزرگ ایک محلہ میں رہتے تھے۔ چند نوجوان ان کی خدمت میں تھے جن کے متعلق محلہ والے اس بزرگ پر اتہام باندھتے تھے۔ وہ بزرگ ان کو ہمیشہ نصیحت کرتے مگر وہ باز نہ آتے۔ آخر تنگ آکر اس بزرگ نے بدو کا کی کہ جو جھوٹا ہے وہ وبال پائے۔ اس بدو کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ سارا محلہ کنجروں اور لوطیوں کا ہو گیا۔

(بدیر ۱۳ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۴)

مَعَادَ اللَّهِ۔

حضرت عائشہؓ کی عمر ۶ سال کی تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہوا اور ۹ برس کی عمر تھی جب نبی کریمؐ اپنے گھر میں لے آئے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم بہت ہی معمولی غذا تنگی سے کھاتے تھے۔ جبلا ۹ برس کی لڑکی کہاں موٹی تازہ ہوگی۔ حضرت عائشہؓ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں گئی تھیں۔ اونٹوں کو چلانے والے لوگ بڑے کچ خلیق اور تند خو ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ ایک مقام پر ذرا قافلہ سے باہر پاخانہ کی حاجت رفع کرنے کیلئے گئیں۔ وہاں گلے کا مار ٹوٹ گیا۔ اس کے دانے چننے لگیں۔ ذرا دیر ہو گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی گھنٹہ جبرس نہ ہوتا۔ اونٹ والوں نے اونٹ کس لئے اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ واپس آئیں تو دیکھا کہ لوگ چلے گئے تھے۔ آپؐ نے سوچا جس وقت نبی کریمؐ مقام پر پہنچیں گے اور مجھ کو نہ پائیں گے تو کسی کو لینے بھیجیں گے۔

قافلوں میں ایک شخص قافلہ سے پیچھے رہتا ہے۔ وہ آیا۔ تو آپؐ اس کے اونٹ پر سوار ہو کر آئیں اور بعض منافقین نے بے ہودہ بکواس شروع کی۔ اللہ تعالیٰ بریت کر کے ارشاد فرماتا ہے کہ اگر فضل الہی سے معافی نہ ہوتی۔ تو حضرت عائشہؓ پر اتہام ان سب کو تباہ کر دیتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۷۔ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ

نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷﴾

لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ : حضرت عائشہ صدیقہؓ پر اِنک باندھا گیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اَنْ تَتَكَلَّمْ بِهَذَا : خوب یاد رکھو کہ اس قسم کی باتوں کا ذکر بھی جائز نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق بعض نے سوء ظنی کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تطہیر فرمائی۔ اور ان بدظنی کرنے والوں کیلئے حکم آیا لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ یعنی جب عائشہ صدیقہؓ کی نسبت کوئی بات تم نے سنی تھی۔ تو کیوں تم نے سنتے ہی نہ کہا۔ کہ یہ بات تو منہ سے نکلنے کے ہی قابل نہیں بلکہ تم یہ کہتے۔ سُبْحَانَكَ پاک ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ مگر هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ یہ تو بہت ہی بڑا بہتان ہے۔

(الحکم، ۱۷ مئی ۱۹۰۵ء ص ۵)

۱۸۔ يَعْظُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ

مُؤْمِنِينَ ﴿۱۸﴾

لِمِثْلِهِ : بہتان ہوا ایسی کوئی بات۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۰۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی  
الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۙ فِی الدُّنْیَا  
وَالْاٰخِرَةِۙ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۰﴾

جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی کی باتیں پھیلیں ان کیلئے عذاب الیم ہے دنیا اور  
آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (نور الدین طبع ثالث ص ۱۶ دیباچہ)

۲۲۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ

الشَّیْطٰنِۚ وَ مَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ  
بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِۚ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَاَنَّ  
رَحْمَتَهٗ مَا رَزٰی مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَلَیْسَ اللّٰهُ  
بِزَرِیٍّ مِّنْ یَّشَآءُۚ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲﴾

لَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ : ایمان والو اللہ سے دور خبیث روح یعنی شیطان کی  
راہ اختیار نہ کرو۔

وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ : یروپ اور شیعوں میں فتنی و فجور بڑھنے کا باعث بزرگوں  
کو متہم کرنا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ وَلَا یَأْتِلْ اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ

یُؤْتُوْا اُولٰٓئِی الْقُرْبٰی وَالْمَسْكِیْنِ وَالْمُهَاجِرِیْنَ فِی  
سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ وَلِیَعْفُوْا وَلِیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ

يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ، وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۳﴾

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ، دُکھ دینے تکلیف دینے والوں پر عفو کرو اور ان سے درگزر۔ کیا تم کو پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم سے درگزر کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا تم سے درگزر کرنا تمہیں پسند ہے تو اس کی یہی تدبیر ہے کہ تم لوگوں سے درگزر کرو۔  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۷)

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اولوالفضل (صاحب فضیلت) فرمایا ہے (پڑھو یہ آیت وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ -) بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ فضل سے مراد مال ہے۔ مگر ان کی تردید کیلئے وَالسَّعَةِ ساتھ ہی فرمایا۔ اگر فضل سے مراد مال ہوتا تو سَعَةٍ کو علیحدہ نہ فرماتا۔  
(تشیذ اللذالان جلد ۶ ص ۳۹۸)

۲۴، ۲۵ - إِنَّ الَّذِينَ يَزْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ

الْمُؤْمِنَاتِ لَعْنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ لَهُمْ

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۳۴﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ

وَأَيْدِيهِمْ وَأَازْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۵﴾

جو لوگ شوہر دار۔ سادہ۔ بے خبر مومن عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں وہ دربد ہوئے۔ دنیا اور آخرت میں۔ اور ان کیلئے بڑا عذاب ہوگا۔ جس دن گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں ان کی تمام کرتوتوں کے۔  
(نور الدین طبع ثالث ص ۱۶ دیا چہ)

۲۶ - الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ

وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۖ أُولَٰئِكَ



مُبَرَّؤْنَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ

كَرِيمٌ ﴿۲۵﴾

الْخَيْثُوتُ: بُری باتیں بروں سے منسوب ہوتی ہیں تشیید المطاعن ایک کتاب شیعوں نے بنائی ہے اس کے جواب میں ایک آیت کافی ہے۔ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَآخَرُوا مِن دِيَارِهِمْ وَ أُوذُوا فِي سَبِيلِي وَ قَاتَلُوا وَقَاتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ۔ ثَوَابًا مِمَّنْ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَ حُسْنِ الثَّوَابِ۔ (آل عمران: ۱۹۶)

(تشیید الاذیان جلد ۸، ص ۹۷۹)

وہ جن کی فطرتیں بہت ہی پاکیزہ ہیں مگر قومی رواجوں اور بے پردگیوں میں عورتوں کو خطرناک آزادیوں میں دیکھتے ہیں تو گہرا کر بہشتی بیبیوں سے بھی نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر جن کو یقین ہے کہ الطَّيِّبَاتُ لَطِيبَاتٌ وَالطَّيِّبُونَ لَطِيبُونَ..... اور اعتقاد رکھتے ہیں اور ان کا اعتقاد واقعی ہے کہ جنت پاکیزگی اور پاکبازوں کی جگہ ہے۔ وہاں کے پُروسی بھی طیب۔ بیبیاں بھی طیبہ۔ آپ بھی طیب اور ضعیف و پیری کا نام نہیں۔ نہ ان خطرات کا کوئی موقع ہے جو صدمات اور امراض سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور افکار اور افلاس۔ کاہلی اور سستی ترقیات کے مشکلات اور حرجوں اور کسی قسم کے انفعالات نفسانیہ کا موقع وہاں نہ ہوگا۔

(نور الدین طبع ثالث ص ۱۳۳)

۲۸۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ

بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۸﴾

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى

اَهْلِهَا..... اپنے گھروں کے سوا دوسرے کے گھروں میں داخل مت ہو۔ جب تک ان سے اجازت نہ لے لو اور داخل ہوتے ہوئے گھر والوں پر سلام کہو۔ (نور الدین طبع ثالث ص ۱۵۱ دیا چہ)

اے ایمان والو! اپنے گھر کے سوا کسی کے گھر میں اطلاع و اجازت کے بنا کسی نہ جائیو۔ بے اجازت و اطلاع جانا وحشیوں کا کام ہے بلکہ سلام کہہ کر اجازت لو۔ (اگر اتفاقاً وہ نہ سُنے تو تین بار پوچھو۔ حدیث



میں ہے) یہ عمدہ باتیں ہیں اور اسی لئے بتائی جاتی ہیں کہ ان پر عمل کرو۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۷۱، ص ۲۷۲)

لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا: جب ظاہر میں مداخلت کی اجازت نہیں۔ تو ان خلفاء کی اور ان کے قبیحین کی عیب چینی کیونکر جائز ہے۔ (تشمیذ الاذعان جلد ۸، ص ۹، ص ۲۶۹)

۲۹۔ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا

حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ، وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارجِعُوا فَارجِعُوا

هُوَ أَذْهَىٰ لَكُمْ، وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿۲۹﴾

اگر وہاں کوئی نہ ہو۔ تو وہاں بدوں اجازت مت جاؤ۔ اگر تم کو کہا جائے کہ اس وقت تم کو اندر آنے کی اجازت نہیں۔ واپس چلے جاؤ۔ یہی پسندیدہ طرز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال پر واقف ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۷۱)

فارجِعُوا: لوٹ جاؤ۔ مگر سبکل کے مسلمان تو ناراض ہوتے ہیں اور طرح طرح کے شبہ کرتے ہیں۔ ایسی تعلیم بہت ہی نفع کی ہے۔ جب تم کسی گھر میں بغیر اجازت جانے سکو گے تو کسی کے عیب پر اطلاع بھی نہ پاؤ گے اور اس طرح مطاعن۔ عیب چینی سے بچو گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۰۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا

غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ

مَا تُبْدُونَ وَمَا تَعْتُمُونَ ﴿۳۰﴾

ہاں ایسے غیر آباد گھروں میں جہاں کسی کی سکونت نہیں اور تمہارا وہاں اسباب رکھا ہے بدوں اطلاع و اجازت بھی جاننا روا ہے۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ تم کسی گھر میں بھلائی کو جلتے ہو یا نیرات کو

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۷۱)

۳۱۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ

وَيَحْفَظُوا أَرْوَاجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لِمُحَمَّدٍ إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ

بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿۳۱﴾

تو کہہ دے ایمان والوں کو کہ آنکھوں کو نیپا رکھا کریں اور شر مگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ نہایت پسندیدہ بات ہے۔ اور جو کچھ اپنی زبانوں سے کہتے اور دل سے مانتے اور اعضاء سے لیتے ہر سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ (تفسیر برائین احمدیہ ص ۲۷۱)

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا: جب ظاہری آنکھ لے جانا جائز نہیں تو باطنی آنکھ سے ان کے حالات کی تفتیش کیونکر جائز ہو۔ (تشیخ الاذکار جلد ۹ ص ۴۶۹)

يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ: پولیس بھی شرارتوں کے روکنے کیلئے کسی حد تک مفید ہے۔ اور ضرور چاہیے۔ لیکن بعض ایسے گناہ ہیں کہ پولیس ان میں کچھ نہیں کر سکتی۔ وہاں شریعت کام دیتی ہے۔ ہم نے بہت سے ایسے انسان دیکھے ہیں کہ ایک ہی نگاہ میں ہلاک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں سے کہہ دو۔ نگاہیں نیچی رکھیں۔ میں تو اسی لئے برقع کا دشمن ہوں۔ کیونکہ برقع والی آنکھ نیچی نہیں ہوتی مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی حسین پر پہلی نظر پڑ جائے۔ تو تم دوبارہ اس پر ہرگز نظر نہ ڈالو۔ اس سے تمہارے قلب میں ایک نوپیدا ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۹۱ء)

۳۲۔ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَ

يَحْفَظْنَ أَرْوَاجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ

مِنْهَا وَلَا يَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ

زِينَتَهُنَّ إِلَّا بِعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ

بُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ

إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ

نِسَائِهِنَّ. أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ  
غَيْرِ أُولَى الْأَرْبَابَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ  
لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوَازِ النِّسَاءِ. وَلَا يَضْرِبْنَ  
بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ. وَتَوْبُوا  
إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا إِنَّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ﴿۳۲﴾

ایسے ہی ایمان والی عورتوں سے بھی کہہ دے کہ آنکھوں کو بُرائی سے بچا رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں اور اپنے بناؤ سنگار کو مت دکھلاویں مگر وہ حصہ لا بُدی ہے جو ظاہر ہے۔ اور اڑھنی کو ایسا اڑھیں کہ جیب تک چھپ جاوے اور عورتیں اپنے بناؤ سنگار کو کسی پر ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں اور باپوں اور خسر اور اپنے بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور بھتیجیوں اور بھانجیوں اور اپنی نیک بخت بیبیوں (عیسائی مشن کی عورتوں کو جو لوگ اپنے گھروں میں آنے دیتے ہیں اور اسلام کے مدعی ہیں وہ غور کریں) اور غلاموں اور ان نوکروں پر جنہیں عورتوں کی رغبت ہی نہیں (جیسے پاگل) اور بچوں پر جو عورتوں کے معاملات سے واقف ہی نہیں۔ اور عورتوں کو واجب ہے کہ ایسی طرح پاؤں زمین پر نہ ماریں کہ ان کے کسی سنگار کی کسی کو خبر ہو جائے۔ اللہ کی طرف رجوع رکھو۔ ایمان والو! تو کہ نجات پاؤ۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۷۲، ۲۷۳)

قَدْ لِلْمُؤْمِنَاتِ لِيَعْتَصُنَ مِنْ الْبَحَارِ هُنَّ : (الایہ)۔ کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔ شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں اور اپنی زینت کو نہ دکھائیں سوائے خاوندوں اور باپوں وغیرہ کے اور سوائے اپنی خاص عورتوں کے۔ اس پر بھی مجھے حیرت ہے کہ بہت کم عمل ہے۔ بہت سی عورتوں سے بھی پڑہ لازم ہے۔ ہر ایک عورت سے بے پردگی نہ ہو۔ (الحکم ۳ جولائی/۱۰ اگست ۱۹۰۴ء ص ۹)

مَآظِهِرَ مِنْهَا : قد۔ آواز  
يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ : عرب میں ناک کیلئے کوئی زیور نہیں۔ اسی واسطے ہماری شریعت میں ناک کے زیور کا ذکر نہیں۔

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ : اور ھنیوں کے گریبان پر ڈالنے کے یہ معنی

ہیں کہ سر پر سے منہ کے سامنے گھونگٹ لٹکا کر گردن تک اس گھونگٹ کو لٹکا لو۔ پھر نظر بھی ضرور نیچے رہے گی۔

اَوْنِسَاءٍ هُنَّ : اس جتن سے ظاہر ہے کہ ہر مذہب کی عام عورتوں کو اجازت اندر آنے کی نہیں تھی اس کے بڑے بڑے فساد دیکھے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ وَانْكُحُوا الْاَيَّامَ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ

عِبَادِكُمْ وَامَّا بَعْضُكُمْ اِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ

اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۳۳﴾

اور نکاح کرو اپنی بیوہ عورتوں کو اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کو اگر غریب و مفلس ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا۔ بڑے علم والا ہے۔

(تصدیق برائیں احمدیہ ص ۲۷۲)

لَا تُكْرِهُوا : رنڈیاں نہ بناؤ۔ رسم متعہ کا استیصال ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

یعنی اپنے میں سے بیوہ عورتوں اور قابل اور لائق لونڈوں اور لونڈیوں کا نکاح کر دو۔ اگر وہ مفلس ہوں اور اس خوف سے نکاح نہ کریں تو اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا۔ اس آیت کریمہ کے پہلے بدکاریوں سے بچنے کا وعظ ہے اور تاکید ہے کہ بدوں اجانت صاحب خانہ کسی کے گھر مت جاؤ۔ اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔ پھر یہ حکم دیا ہے کہ بے بیاہ مردوں اور عورتوں اور اپنے اچھے غلاموں۔ داسوں اور لونڈوں کا باذن ان کے والیوں کے بیاہ کر دو۔ دیکھ کیسا پاک اصل ہے اور پاک حکم ہے کہ اپنے لڑکوں لڑکیوں کا بیاہ تو کرتے ہو۔ داسوں اور داسیوں کے بیاہ بھی کر دو نیز شرع اسلام میں غلاموں اور لونڈیوں کیلئے گھر میں آنے جانے کی اجازت ہے۔ اور ان سے پردہ نہیں۔ اب اگر ان کی شادی نہ کی جاوے تو آخر گھروں میں بدکاریوں کے مرتکب ہوں گے۔ پس ضرور ہوا کہ انکی شادیاں کر دی جاویں کیونکہ آخر وہ بھی ہمارے ہی بچے بچیاں ہیں۔ اور بتایا ہے کہ وہ قابل شادی ہوں۔ اور شادی کی صلاحیت ان میں ہو تو انکی شادی کرو۔ علی العموم شادی شدہ انسان کا ہل و سست نہیں رہ سکتا نیز تعلقات کے باعث اس کے اخلاق میں بہت اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور بی بی بچوں۔ بیبیوں کے کنبہ

اور تمام وسیع متعلقوں سے اسے بہت کچھ اخلاق سے کام لینا پڑے گا۔ ..... غلام اور لونڈیاں اور بے بیاہے مرد و عورت جن کو شہوت کے اسباب و ہتھیار دئے گئے ہیں۔ غریبی کے باعث اگر بیاہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اور اس کے پیدا کردہ اعضاء شہوت کے متعلق کیا یقین کریں کہ ہم غریبوں کو یہ سامان حکیم خدا نے نعوذ باللہ نادانی اور ناعاقبت اندیشی سے دیا ہے۔

(نور الدین طبع ثالث ص ۲۲۳)

لونڈیوں کی تعلیم و تربیت چونکہ بڑی ضروری ہے اس واسطے شریعت اسلام نے یہ تجویز کیا کہ گھر میں بچوں کی طرح ان کی تربیت کرو۔ اگر مسلمان اس کے خلاف کرتے ہیں تو شرع کے خلاف کرتے ہیں حکم تو یہی ہے۔ مَنْ أَدَّبَهَا وَ أَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا۔ اور عِبِيدُكُمْ۔ إِخْوَانُكُمْ وَغَيْرِہِ بلکہ لونڈیوں کے نکاح میں تو ایسی رعایتیں رکھی ہیں۔ وَ أَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ إِمَائِكُمْ ہاں جس شخص کو لونڈیوں سے بیاہ کرنا ہو اس کیلئے قرآن مجید نے کچھ شرطیں لگائی ہیں۔ جیسے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فِتْيَانِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ (النساء: ۳۶) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لونڈیوں کے بیاہ خود کرنا علی العموم شریعت کو پسند نہیں۔ اور تجربہ سے ثابت ہوا کہ شاہان اسلام کے گھر میں لونڈیوں کی اولاد سے ہی سلطنت تباہ ہوئی۔

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء ص ۴)

بعض عورتیں قسم قسم کے دکھوں میں مبتلا ہو جاتیں اور عورتیں ان کو طعنہ یا ملامت کرتی ہیں ایسی عورتیں بڑی بدطینت ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر بیوہ کو نکاح کرنا موجب ملامت ہے تو جناب خدیجہؓ کے نبی کریمؐ تیسرے خاوند تھے۔ پس ایسی طاعن کس کو طعنہ دیتی ہے۔ بلکہ نبی کریمؐ کی ساری بیبیوں میں سے صرف حضرت عائشہ صدیقہؓ کنواری تھیں۔ (الحکم ۳۱ جولائی/۱۰ اگست ۱۹۰۴ء ص ۴)

۳۶۔ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِثْلُ نُوْرٍ

كَمِشْكُوَةٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِی زُجَاجَةٍ۔

الزُّجَاجَةُ عَآئِنَا حَوْكَبٌ دُرِّیُّ یُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ

مُبْرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَا شَرْقِیَّةٍ وَلَا غَرْبِیَّةٍ۔

يَعَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارُهُ نُورٌ عَلَى  
نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَ يَضْرِبُ اللَّهُ  
الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ، وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۷﴾

ابتداء سورۃ میں فرمایا کہ ہم نے بڑے بڑے ضروری احکام اس سورۃ میں دئے پھر فرمایا کہ  
زنا بُری چیز ہے ۔ ب ۔ کسی گھر میں بلا اجازت جانا منع ہے ۔ ج ۔ کسی پر عیب لگانا بہت بُرا ہے  
لیکن ساتھ بدی کو دور کر دینے کا حکم ہے ۔ نور سے تیز پیدا ہوتی ہے اور تمام علوم خدا کی ہی طرف سے  
آتے ہیں ۔

ظلمت میں جو چیز پڑی ہوتی ہے ۔ اس کی خوبی یا نقص کا کچھ پتہ نہیں چلتا ۔ اندھیرے میں کیسے ہی  
گل و گلزار ہوں ۔ کیسے ہی لطیف ریشم کے کپڑے ہوں ۔ مگر جب تک روشنی نہ آوے کچھ تمیز نہیں ہو سکتی  
اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جہاں میں جو کچھ عجائبات دیکھتے  
ہو ۔ اللہ تعالیٰ اس کا نور ہے ۔ یعنی حضرت حق سبحانہ کے نور کا ظہور ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا نور جن پر پڑتا ہے ۔ ان میں بعض کو آفتاب بعض کو چاند بنا دیا ۔  
مَثَلُ نُورِهِ : اللہ تعالیٰ کے انوار میں سے ایک نور کی مثال یہ ہے ۔  
كَمِشْكُوتَةٍ : ایک طاق ہو ۔ اس میں چراغ رکھ دیں ۔

الْمِصْبَاحُ فِي نُجَاجَةٍ : اس کے اوپر ایک چینی رکھ دیں ۔ چینی کے رکھنے سے کاربن جلنے  
کے سبب دھواں جاتا رہتا ہے ۔

النُّجَاجَةُ كَأَنَّهُمْ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ : پھر اس چینی کے اوپر ایک اور گلوب ( GLOBE )  
رکھ دیا ۔ اس گلوب کے رکھنے سے اس کے خراب اجزاء جل کر بھڑک اٹھتے ہیں ۔ پھر وہ چراغ ستارے  
کی طرح ہو جاتا ہے ۔ دُرِّيٌّ جو ظلمت کو دور کرے ۔ دھواں نہ رہے ۔

يَوْمَ تَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ : اس چراغ میں کوئی تیل ہو پر وہ تیل برکت والا ہو ۔ جو نہ  
شرق میں ملے ۔ نہ غرب میں ۔ ( دنیا کا نہ ہو ) یعنی فضل الہی کا تیل اس میں ڈالیں ۔

وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ النَّارُ : پھر اس تیل میں آگ لگانے کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ وہ تو  
الہی فضل ہے ۔ وہ کوکب درّی بنے گا الہی فضل سے ۔



نُورٌ عَلَى نُورٍ، نور تو وہ پہلے ہی ہے۔ پھر طاق۔ چمنی۔ گلوب سے نور علی نور ہو گیا۔  
يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ، اس نور پر یہ راہیں کیا نظر آتی ہیں۔ ہدایت کی نظر  
آئے گی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، نور کے معنی مادی کے ہیں۔  
مَثَلُ نُورِهِ، اس کے ایک نور کی مثال دیتا ہے۔ جو خلفاء کے گھر میں ہوتا ہے۔  
(تشیذ الافغان جلد ۸، ص ۹، ۳۶۹)

۳۷۔ فِي بُيُوتِ أَذْنِ اللَّهِ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ

فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ

فِي بُيُوتِ: یہ نور چند گھروں میں ہو گا۔ اب اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ گھر چھوٹے نظر آتے ہیں  
مگر وہ دن آتا ہے۔ کہ بڑے ہو جائیں گے  
يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُهُ: ان گھروں میں اللہ کا بہت ذکر رہتا ہے۔ یعنی خدا کی باتیں ہی صبح  
شام کرتے رہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

أَذْنِ اللَّهِ أَنْ تُرْفَعَ، اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے۔ کہ ان گھروں کو بڑا بناوے گا۔  
(تشیذ الافغان جلد ۸، ص ۹، ۳۶۹)

۳۸۔ رَجَالٌ لَا تُلْمِيهِمْ تَجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ

اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَيَخَافُونَ

يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ

مومن کو چاہیے کہ اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو جاوے یہاں تک کہ اس کے بغیر اسے کوئی  
خیال نہ رہے۔ اس درجہ احسان کو دوسرے نفلوں میں تصوف کہتے ہیں۔ اور ان کا نام صوفی ہے۔  
يَصْفَاءُ اسرارِ ہیم و نقاءِ احقادِ ہیم ان کے دلی خیالات صاف ہوتے ہیں۔ ان کے اعمال میں  
کوئی کدورت نہیں ہوتی۔ ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ صاف ہوتا ہے۔ وہ خدا کے حضور احکام کی تعمیل

اول صف میں کھڑے ہونے والے ہوتے ہیں۔ اور اس دارالغرور میں دل نہیں لگاتے۔ چنانچہ تصوف کی تعریف میں فرمایا اَلتَّجَانِي عَنْ دَارِ الْغُرُورِ وَالْإِنَابَةُ إِلَى دَارِ الْخُلُودِ صوفی موت کی تیاری کرتا ہے قبل اس کے موت نازل ہو۔ ظاہری و باطنی طور پر پاکیزہ رہتا ہے یہاں تک کہ تجارت و سیع اس کو اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں کرتی (يَجَالُ لَا تُلْهِمُهُمْ تِجَارَةً وَلَا بَيْعًا عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ) صحابہ صفہ انہی لوگوں میں سے تھے۔ یہ لوگ دن بھر محنت و مشقت کرتے۔ اس سے اپنا گزارہ کرتے اور اپنے بھائیوں کو کھلاتے اور پھر رات بھر وہ تھے اور قرآن شریف کا مشغلہ۔

صحابہ میں تین گروہ تھے۔ بعض ایسے کہ حضور نبویؐ میں آئے۔ کچھ کلمات سنے۔ کچھ مسائل پوچھے پھر چلے گئے اور بس۔ نماز پڑھ لی۔ زکوٰۃ دی۔ روزہ رکھا۔ بشرط استطاعت حج کیا اور معروف امور کے کرنے اور خواہی سے رکنے میں حسبِ مقدور کوشاں رہیں۔

اور بعض ایسے جو اکثر صحبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیٹھے رہتے اس مخلوق کے اندر ایمان رچا ہوا تھا۔ سخت سے سخت تکلیف۔ مصیبت اور دکھ اور اعلیٰ درجہ کی راحت۔ آرام اور سکھ میں ان کا قدم یکساں خدا کی طرف بڑھتا تھا۔

انہی لوگوں میں سے خواص ایسے تیار ہو گئے کہ خدا ان کا متولی ہو گیا۔ مجھے اس موقع پر ایک شعر یاد آ گیا ۷

قَوْمٌ هُمُومُهُمْ بِاللَّهِ عَلِقَتْ

وہ ایسے لوگ ہیں کہ سارا خیال ان کو اللہ کا رہ جاتا ہے۔ اور اس کے بغیر کسی کے ساتھ تحقیق تعلق نہیں رکھتے۔ نبی کی اتباع وہ کرتے ہیں مگر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بادشاہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ اللہ نے حکم دیا۔ بیوی بچوں سے نیک سلوک بھی اسی لئے کرتے ہیں۔ وہ دنیا کے کاروبار کرتے ہیں۔ چھوڑ نہیں بیٹھتے مگر یہ سب باتیں یہ سب کام ان کے لئے ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا ۷ فَمَطْلَبُ الْقَوْمِ مَوْلَاهُمْ وَسَيِّدُهُمْ يَلْحُسْنُ مَطْلَبُهُمْ لِلْوَالِدِ الْقَسَمُ!

(اخبار بدیع قادیان ۲۷ جنوری ۱۹۱۰ء ص ۹)

۳۹۔ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمُ

مِنْ فَضْلِهِ، وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِخَيْرٍ حَسَابٍ ﴿۳۹﴾

لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا؛ پہلے لَا تُلْهِمُهُمْ تِجَارَةً وَلَا بَيْعًا سے بتایا

کہ وہ آجکل تجارت کرتے ہیں۔ عنقریب خلیفہ راشدین میں سے ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۱۔ اَوْ كَظَلُمْتُ فِي بَحْرِ لُجِّي يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ  
فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظَلُمْتُ بَعْضُهَا  
فَوْقَ بَعْضٍ ۚ اِذَا الْخُرُجُ يَدُهُ لَمْ يَكُنْ يَرَاهَا  
وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ ﴿۴۱﴾

اَوْ كَظَلُمْتُ : ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو جماعت میں داخل ہیں مگر دراصل نہیں ہوئے  
(تشیخ الاذیان جلد ۹ ص ۴۶۹)

۴۲۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ  
وَ الْاَرْضِ وَ الطَّيْرُ صَفِيَتٌ ۚ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ  
وَتَسْبِيحَهُ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۲﴾

يُسَبِّحُ لَهُ : اس کی فرماں برداری میں لگے ہوئے ہیں۔  
وَ الطَّيْرُ صَفِيَتٌ : اس میں پیشگوئی ہے کہ دنیا دیکھ لے گی۔ پرند ان کفار کی لاشیں  
نوپچ نوپچ کر کھائیں گے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۳۔ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ اِلَى اللّٰهِ

الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾

وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ : خدا کی طرف انسان نے پہنچنا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۴۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ  
 بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَّامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ  
 مِنْ خَلْقِهِ، وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ  
 بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ،  
 يَخَافُ اَنْ يُنَازِقَهُ يُذْهِبُ بِالْاَبْصَارِ ۝۴۴

یُزْجِي سَحَابًا: دیا۔ سمندر۔ آدمی کے اندر سے سب جگہ سے پانی بھاپ بن کر اوپر کھجا  
 رہے ہیں۔ اور مختلف جگہوں کے قطرے ایک دوسرے کے ساتھ مل رہے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں  
 کی افواج میں دور دراز سے لوگ شامل ہوں گے۔

وَدَقَّ: ٹالیاں

مِنَ السَّمَاءِ: بادلوں سے

يُصِيبُ: بعض اشیاء کو نقصان پہنچتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۵۔ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الْاَيُّلَ وَالنَّجْمَارِدَانِ فِيْ ذٰلِكَ

لَعِبْرَةً لِّاُولٰٓئِی الْاَبْصَارِ ۝۴۵

يُقَلِّبُ: رات کے وقت دن ہو جانا۔ مٹوڑا عرصہ گزرا۔ اس وقت ۶ بجے رات ہو جاتی تھی  
 آجکل روز روشن ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۶۔ وَاللّٰهُ خَلَقَ عَلٰٓی دَابَّةٍ مِّنْ مَّاءٍ، فَمِنْهُمْ

مَنْ يَمْشِيْ عَلٰی بَطْنِهٖ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِيْ عَلٰی

رِجْلَيْنِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِيْ عَلٰی اَرْبَعٍ، يَخْلُقُ اللّٰهُ

مَا يَشَاءُ رَأَتْهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۴۶﴾

مَا يَشَاءُ : نطفہ کا پانی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۷۔ لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ، وَاللَّهُ يَهْدِي

مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۴۸﴾

لَقَدْ أَنْزَلْنَا، اس سورۃ میں پیشگوئیاں صاف صاف کر دی ہیں۔

وَاللَّهُ يَهْدِي، ان باتوں سے جو چاہے سیدھی راہ نکال سکتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَ

أَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ

وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۹﴾

يَقُولُونَ، مَنہ سے کہتے ہیں۔ عمل نہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ تہیہ کرنے والے مخالفینِ خلقاء

مومن کہلائیں گے۔

۴۹۔ ۵۰۔ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ

بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۵۱﴾ وَإِنْ يَكُنْ

لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿۵۲﴾

دُعُوا : ان کے مطلب کے برخلاف اللہ رسول کا حکم ہو تو اعراض کرتے ہیں۔

يَكُنْ لَهُمُ : ان کے مطلب کے مطابق (حق) شریعت کا مسئلہ ہو تو ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقِهِ

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۵۴﴾

يَتَّقِهِ: اصل میں يَتَّقِيْهِ تھا۔ مَنْ کی وجہ سے حق اڑی۔ تو لا سکنہ کی لگائی گئی، حق مکسور، ماقبل مفتوح۔ لہذا حق ساکن ہوا۔

ان رکوعوں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک نور معرفت کا ہوتا ہے جس سے بھلے بُرے کی تمیز ہوتی ہے۔ وہ نور ان گھروں میں ہوتا ہے جن گھروں میں صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں جو لوگ رہتے ہیں۔ وہ تاجر ہیں۔ ان کے گھر چھوٹے ہیں مگر کسی دن اللہ ان گھروں کو بڑا بنا دے گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ہے۔ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ اس کے شائع کرنے والے۔ پھر حضرت علیؓ جن سے سچے روحانی علوم دنیا میں پہنچے۔ میں نے بھی خود بلا واسطہ حضرت علیؓ سے قرآن کے بعض مولد سیکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان رکوعوں میں یہ بھی بتا دیا ہے۔ کہ انصار میں خلافت نہ ہوگی بلکہ ہجریہ میں پھر یہ بتایا کہ ان کا مقابلہ مسلمان بھی کریں گے اور کفار بھی۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کی مخالفت اسی طرح ہوئی بعض لوگ خلافت کے قائل نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی مثال دی۔ کہ ایک وہ جو کلمہ کے بخارات کو پانی سمجھے۔ دوسرے وہ جو شریعت کے سمندر میں بھی ہو کر مقابلہ کریں گے۔

انجام یہ کہ چرند پرند ان کا گوشت کھائیں گے۔ خلفاء راشدین میں سے حضرت ابوبکرؓ کے لئے بہت مشکلات تھیں۔ لشکر حضرت اسامہؓ کے ساتھ روانہ کر دیا گیا تھا۔

ادھر عرب میں جا بجا بغاوت پھیل گئی۔ مکہ میں لوگ آمادہ بغاوت تھے۔ کہ وہاں ایک عقلمند ان ان پہنچ گیا۔ کہ تم ایمان لانے میں سب سے پیچھے تھے۔ اب مرتد ہونے میں سب سے پہلے ہو۔ تو اس پر وہ باز آگئے۔

إِذَا فَرَغْتَ مِنْهُمْ مُّخْرِضُونَ میں جس گروہ کا ذکر ہے۔ وہ نہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں نہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں۔ نہ حضرت عثمانؓ و علیؓ کے زمانہ میں۔ غرض کبھی مظفر و منصور نہیں ہوا۔ مگر دوسرا فرق سَمِعْنَا وَ اطَّعْنَا (البقرہ: ۲۸۶) کہنے والا مظفر و منصور رہا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا وَ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (بقرہ: ۶)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)



۵۶۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٦﴾

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ: خلیفہ کا بنانا خدا کے اختیار میں ہے۔ اور میں اس امر میں خود گواہ ہوں کہ خلافت خدا کے فضل سے ملتی ہے۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ: یہ سچے خلیفہ کی صداقت کے نشان بتائے کہ ان میں تمکین دے گا۔ ان پر خوف بھی آئے گا۔ مگر وہ خوف امن سے بدلا جاوے گا۔ برخلاف اس کے جو ان کے منکر ہوئے۔ وہ فاسق ہوں گے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ کنجروں سے۔ زندیوں سے پوچھو تو اپنے تئیں اسی گروہ کی خادم بتاتی ہیں۔ جو کافر ابوبکرؓ و عمرؓ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

اللہ نے تم میں سے مومنوں اور نیکوکاروں سے وعدہ کیا۔ کہ انہیں سرزمین میں ضرور خلیفہ بنائے گا۔ جیسا ان سے پہلوں کو بنایا۔ اور وہ دین جو ان کیلئے پسند کیا ہے۔ اُسے ان کی خاطر مضبوط کر دے گا اور ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔ کہ وہ میری عبادت کریں گے۔ اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ یہ پیشین گوئی صحابہؓ کے حق میں ایسی پوری ہوئی کہ تاریخ عالم میں اس کی نظیر نہیں۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۹)

اور جس طرح جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم دشمنوں سے نجات پا کر آخر معزز اور ممتاز اور خلافت اور سلطنت سے سرفراز ہوئی۔ اسی طرح ٹھیک اسی طرح۔ لاریب اسی طرح اس رسول کے اتباع بھی موسیٰ علیہ السلام کے اتباع کی طرح بلکہ بڑھ کر ابراہیمؑ کے موعود ملک بالخصوص اور اپنے وقت کے زبردست بادشاہوں پر علی العموم خلافت کریں گے (فرمایا) وعدہ دے چکا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تم میں سے جو ایمان لائے اور کام کئے انہوں نے اچھے ضرور خلیفہ کر دے گا ان کو اس خاص زمین میں (جس کا

وعدہ ابراہیم سے ہوا) جیسے خلیفہ بنایا ان کو جو انی اسلامیوں سے پہلے تھے اور طاقت نہ تھے گا انہیں اس دین کو پھیلانے کیلئے جو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے پسند فرمایا۔ اور ضرور ہی بدل دے گا انہیں خوف کے بعد امن سے۔  
(تصدیق برائین احمدیہ ص ۱۵-۱۶)

اللہ کی نعمت کی قدر کرو۔ اس نے خاتم الانبیاء بھیجا۔ کتاب بھی کامل بھیجی۔ کتاب کے سمجھانے کا خود وعدہ کیا اور ایسے لوگوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا جو آکر خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں۔ اس زمانہ ہی کو دیکھو کہ لَیْسَتْخَلِیْفَتُهُمْ کا وعدہ کیسا سچا اور صحیح ثابت ہوا۔ اس کا رحم۔ اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے۔ مگر ان کو بھی لازم ہے کہ خود بھی قدم اٹھاوے۔ یہ بھی ایک سنت اللہ چلی آتی ہے۔ کہ خلفاء پر مطاعن ہوتے ہیں۔ آدم پر مطاعن کرنے والی خبیث روح کی ذریت بھی اب تک موجود ہے۔ صحابہ کرام پر مطاعن کرنے والے روافض اب بھی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو تَمَحَّضَتْ دیتا ہے اور خوف کو امن سے بدل دیتا ہے۔

(الحکم ۵ مئی ۱۸۹۹ء ص ۵)

چونکہ خلافت کا انتخاب عقل انسانی کا کام نہیں۔ عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قوی قوی ہیں۔ کس میں قوت انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے جناب الہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیْسَتْخَلِیْفَتُهُمْ فِی الْاَرْضِ۔ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

اب واقعات صحیحہ سے دیکھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے کہ نہیں۔ یہ تو صحیح بات ہے کہ وہ خلیفہ ہوئے اور ضرور ہوئے۔ شیعہ بھی مانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی انکی بیعت آخر کر لی تھی۔ پھر میری سمجھ میں تو یہ بات آ نہیں سکتی۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کو قوی۔ عزیز۔ حکیم خدا ماننے والا کبھی دہم بھی کر سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر بندوں کا انتخاب غالب آگیا تھا۔ منشاء الہی نہ تھا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے۔

غرض یہ بالکل سچی بات ہے کہ خلفائے ربانی کا انتخاب انسانی دانشوں کا نتیجہ نہیں ہوتا اگر ان کی دانش ہی کا کام ہوتا ہے تو کوئی بتائے کہ وادی غیر ذی زرع میں وہ کیونکر تجویز کر سکتی ہے؟ چاہیے تو تھا کہ ایسی جگہ ہوتا جہاں جہاز پہنچ سکے۔ دوسرے ملکوں اور قوموں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے اسباب میسر ہوتے۔ مگر نہیں وادی غیر ذی زرع ہی میں انتخاب فرمایا۔ اس لئے کہ انسانی عقل ان اسباب و وجوہات کو سمجھ ہی نہیں سکتی تھی۔ جو اس انتخاب میں تھی۔ اور ان نتائج کا اس کو علم ہی نہ تھا۔ جو

پیدا ہونے والے تھے۔ علیٰ رنگ میں اس کے سوا دوسرا منتخب نہیں ہوا۔ اور پھر جیسا کہ عالم انسانوں اور دنیا داریوں کا حال ہے اور ہر روز غلطیاں کرتے ہیں نقصان اٹھاتے اور آخر غائب و خاسر ہو کر اور بہت سی حسرتیں اور آرزوئیں لے کر مر جاتے ہیں۔ لیکن جناب الہی کا انتخاب بھی ایک انسان ہی ہوتا ہے اس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی۔ وہ بدصورت نہ اٹھاتا ہے۔ اور صریح اس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور وہ فضل شفاء نور اور رحمت کہلاتا ہے۔

(الحکم، فروری ۱۹۰۱ء ص ۵)

ہمارا انتخاب آخرو غلط ہوتا ہے۔ اس کو معزول کرنا پڑتا ہے۔ زندگی اور موت ہی ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ایک کو منتخب کریں اور رات کو اس کی جان نکل جاوے۔ میرے استاد کہتے تھے۔ سعادت علی خاں نے کئی کروڑ روپیہ ہند کے واسطے انگریزوں کو دیا کہ اُسے دیدیں کہتے ہیں جب عمل درآمد کیلئے کاغذات پہنچے تو رات کو جان نکل گئی۔ یہ مشکلات ہیں جو ہمارے انتخاب درست نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ اَلْاٰیۃَ۔ یہ خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے کہ کسی کو خلیفہ بنا دے۔ پس کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ بنی ہاشم نے بڑی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔ خدا نے جس کو بنانا تھا اُس کو بنادیا۔

اسی امت میں خلیفہ ہونا اور خلیفہ کا تقرر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہونا ہی قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر خلیفہ بننا بہت کتابوں کے پڑھ لینے پر ہوتا تو چاہیے تھا کہ میں ہوتا۔ میں نے بہت کتابیں پڑھی ہیں۔ اور کثیر التعداد میرے کتب خانہ میں ہیں۔ مگر میں تو ایک آدمی پر بھی اپنا اثر نہیں ڈال سکتا غرض خدا تعالیٰ کا وعدہ آپ ہی منتخب کرنے کا ہے۔ کون منتخب ہوتا ہے۔ اللہ اعلم حینث یجعل رسالتہ (انعام: ۱۲۵) جو شخص خلافت کیلئے منتخب ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزاوار اس وقت ہرگز نہیں ہوتا۔ کیسی آسان بات تھی کہ خدا تعالیٰ جس کو چاہے مصلح مقرر کر دے۔ پھر جن لوگوں نے خدا کے ان مامور کردہ منتخب بندوں سے تعلق پیدا کیا۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کی پاک صحبت میں ایک پاک تبدیلی اندر ہی اندر شروع ہو جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی آرزو پیدا ہونے لگتی ہے۔

(الحکم، ۱، اپریل ۱۹۰۱ء ص ۳)

کسی قسم کا خلیفہ ہو۔ اس کا بنانا جناب الہی کا کام ہے۔ آدم کو بنایا تو اس نے۔ داؤد کو بنایا

تو اس نے ہم سب کو بنایا تو اس نے۔ پھر حضرت نبی کریمؐ کے جانشینوں کو ارشاد ہوتا ہے۔  
 وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ  
 فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ  
 دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔  
 جو مومنوں میں سے خلیفہ ہوتے ہیں ان کو بھی اللہ ہی بناتا ہے۔ ان کو خوف پیش آتا ہے۔ مگر  
 خدا تعالیٰ ان کو تمکنت عطا کرتا ہے۔ جب کسی قسم کی بدامنی پھیلے تو اللہ ان کیلئے اس کی راہیں نکال  
 دیتا ہے۔ جو ان کا منکر ہو اس کی پہچان یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ دینی  
 کاموں سے رہ جاتا ہے۔

جناب الہی نے ملائکہ کو فرمایا کہ میں خلیفہ بناؤں گا کیونکہ وہ اپنے مقررین کو کسی آئندہ معاملہ کی  
 نسبت جب چاہے اطلاع دیتا ہے ان کو اعتراض سوچا۔ جواب سے پیش کیا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے  
 مجھے کہا۔ حضرت صاحب نے دعویٰ تو کیا ہے۔ مگر بڑے بڑے علماء اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔  
 وہ خواہ کتنے بڑے ہیں۔ مگر فرشتوں سے بڑھ کر تو نہیں۔ اعتراض تو انہوں نے بھی کر دیا۔ اور کہا اَتَجْعَلُ  
 فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيُنْفِكُ الْبِغَاءَ (البقرہ ۳۱) کیا تو اسے خلیفہ بناتا ہے جو بڑا فساد ڈالے اور فتنہ پکڑے۔  
 یہ اعتراض ہے مگر مولیٰ۔ ہم تجھے پاک ذات سمجھتے ہیں۔ تیری حمد کرتے ہیں۔ تیری تقدیس کرتے  
 ہیں خدا کا انتخاب صحیح تھا۔ مگر خدا کے انتخاب کو انکی عقلیں کب پاسکتی تھیں۔

(الفضل ۱۷ ستمبر ۱۹۱۳ء ص ۱۵)

خدا کے حضور قربانی کرنے والا متقی (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ صرف خود کامیاب ہوا بلکہ خلفائے راشدین  
 کیلئے بھی وعدہ لے لیا۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا  
 الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ  
 لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ  
 أَمْنًا۔ دنیا میں کئی نبی جن میں بعض کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور بعض کا نہیں۔ اپنے ساتھ خارقِ عادت  
 نشان لے کر دنیا میں آئے۔ مگر ان محسنوں۔ ان مادیوں کیلئے کوئی دعا نہیں کرتا۔ بلکہ انہیں معبود سمجھ کر  
 دعا کا محتاج ہی نہیں سمجھتے۔ یہ شرف صرف ہمارے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے ہے کہ رات دن کا  
 کوئی وقت نہیں گزرتا جس میں مومنوں کی ایک جماعت درودِ دل سے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نہ پڑھ  
 رہی ہو۔

(بدھ ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہمیشہ کچھ ایسے پاک لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی اور حقیقی مذہب اور تعلیم توحید کو قائم کرتے اور شرک و بدعات کا جو کبھی امتدادِ زمانہ کی وجہ سے اسلام میں راہ پا جاویں ان کا قلع قمع کرتے رہیں گے اور یہ ضروری ہے کہ آپ کی سچی تعلیم و تربیت کا نمونہ ہمیشہ بعض ایسے لوگوں کے ذریعہ ظاہر ہوتا رہے۔ جو امتِ مرحومہ میں ہر زمانہ میں موجود ہوا کریں۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی بڑی صراحت سے اس بات کو الفاظِ ذیل میں بیان کیا گیا ہے

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا لَّيَعْبُدُوَنَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔

(الحکم ۲، اپریل ۱۹۰۸ء ص ۴)

فرمان کے وقت نافرمانی کی جاوے تو پھر اسلام کا مفہوم نہیں رہتا۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ... وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

یہاں بھی ان خلفاء کے منکروں پر لفظ کفر کا ہی آیا ہے۔ کیونکہ وہ تو حکیم الہی ہے۔ جس رنگ میں ہو جو اس سے نافرمانی کرے گا۔ وہ نافرمان ہوگا۔ میں اس چھت کے نیچے بیٹھا ہوں اگر مجھے اللہ تعالیٰ ابھی حکم دے کہ اٹھ جاؤ اور میں نہ اٹھوں تو میں نافرمان ہوں گا۔ اگر یہ چھت گرے اور میں مرجاؤں تو اس نافرمانی کی سزا ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا میں تو کہتا ہوں کہ خدا کے کسی ایک حکم اور آپ کے جانشینوں کی کسی ایک نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ (الحکم ۱۰، جولائی ۱۹۰۳ء ص ۴)

دنیا کے مذاہب کی حفاظت کیلئے مؤید من اللہ، نصرت یافتہ پیدا نہیں ہوتے۔ اسلام کے اندر کیسا فضل اور احسان ہے کہ وہ مامور بھیجتا ہے جو پیدا ہونے والی بیماریوں میں دغاؤں کے مانگنے والے۔ خدا کی درگاہ میں ہوشیار انسان۔ شرارتوں اور عداوتوں کے بدلتا کج سے آگاہ۔ بھلائی سے واقف انسان ہوتا ہے۔ جب غفلت ہوتی ہے اور قرآنِ کریم سے بے خبری ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں بے سمجھی پیدا ہو جاتی ہے۔ تو خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفاء پیدا کریگا۔ جس کے سبب سے کل دنیا میں اسلام فضیلت رکھتا ہے یہ امر مشکل نہیں ہوتا کہ ہم اس انسان کو کیونکر پہچانیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے۔ اس کی شناخت کے لئے ایک نشان منجملہ اور نشانوں کے خدا تعالیٰ نے



یہ مقرر فرمایا ہے کہ لَیْمَكِنَّتَ لَھُمْ دِیْنَھُمْ الَّذِی اَرْتَضٰی لَھُمْ۔ خدا فرماتا ہے کہ ہمارے مامور کی شناخت کیا ہے۔ اس کیلئے ایک تو یہ نشان ہے کہ وہ بھولی بسری متاع جس کو خدا نے تعالیٰ پسند کرتا ہے اس سے لوگ آگاہ ہوں اور غلطی سے چونک اٹھیں اور اسے چھوڑ دیں۔ اس کو پورا کرنے کیلئے اس کو ایک طاقت دی جاتی ہے۔ ایک قسم کی بہادری اور نصرت عطا ہوتی ہے۔ اس بات کے قائم کرنے کیلئے جس کیلئے اس کو بھیجا ہے قسم قسم کی نصرتیں ہوتی ہیں۔ کوئی ارلہ اور سچا جوش پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ کی مدد کا ماتھ ساتھ نہ ہو۔ بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں۔ اور ڈرانے والی چیزیں آتی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ان سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدل دیتا ہے اور دور کر دیتا ہے۔ ایک معیار تو اس کی راست بازی اور شناخت کا یہ ہے۔

اب ذرا مادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت پر غور کرو۔ جب آپ نے دعوت حق شروع کی۔ تنہا تھے۔ جیب میں روپیہ نہ تھا۔ بازو بڑے مضبوط نہ تھے۔ حقیقی بھائی کوئی نہ تھا۔ ماں باپ کا سایہ بھی ہر سے اٹھ چکا تھا اور اصر قوم کی دلچسپی نہ تھی۔ مخالفت حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ مگر خدا کے لئے کھڑے ہوئے مخالفوں نے جس قدر ممکن تھے۔ دُکھ پہنچائے۔ جلاوطن کرنے کے منصوبے باندھے۔ قتل کے منصوبے کئے۔ کیا تھا جو انہوں نے نہ کیا۔ مگر کس کو نچا دیکھنا پڑا۔ آپ کے دشمن ایسے خاک میں ملے کہ نام و نشان تک مٹ گیا۔ وہ ملک جو کبھی کسی کے ماتحت نہ ہوا تھا آخر کس کے ماتحت ہوا؟ اُس قوم میں جو توحید سے ہزاروں کوس دور تھی۔ توحید پہنچادی۔ اور نہ صرف پہنچادی بلکہ منوادی۔ خوف کے بعد امن عطا کیا۔ اُن کے بعد اُن کے جانشین حضرت ابوبکرؓ ہوئے۔ آپؐ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بھی نہ تھے۔ پھر کیونکر ثابت ہوا۔ کہ خلیفہ حق ہیں۔ اُسامہؓ کے پاس بیس ہزار لشکر تھا۔ اُس کو بھی حکم دیدیا کہ شام کو چلے جاؤ۔ اگر اُسامہؓ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ بیس ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواحِ عرب میں ارتداد کا شور اُٹھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام و نشان نہ رہا تھا۔ سب کچھ ہوا۔ میرے خدا نے کیسا ماتھ پکڑا کہ رافضی بھی گواہی دے اٹھا کہ اللہ الغالب کو خوف کی وجہ سے ساتھ ہونا پڑا۔ کیسا خوف پیدا ہوا کہ عرب مرتد ہو گئے بلکہ سب خوف جاتا رہا۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ جب لوگ ظہور ہو کر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی سے۔ اُس کے ماتھ کا تھا منایہ دکھلا دیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔ یاد رکھو۔ جس قدر کمزوریاں ہوں وہ سب معجزات اور الٰہی تائیدی ہیں کیونکہ ان کمزوریوں ہی میں تائید الٰہی کا مزہ آتا ہے۔ اور معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ خدا کی دستگیری کیسا کام



کرتی ہے۔ امیر دولت کے گھنڈے سے۔ مولوی علم کے گھنڈے سے۔ کوئی منصوبہ باز یوں اور احکام کے پاس آنے جانے کے گھنڈے سے اگر کامیاب ہوتا ہے تو خدا کے بندے خدا کی مدد سے کامیاب ہوتے ہیں۔ اُن کے پاس سرمایہ۔ علوم اور سفر کے وسائل نہیں ہوتے۔ مگر عالم ہونے کی لاف و گداز مارنے والے ان کے سامنے شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ اُس کے پاس کتب خانے اور لائبریریاں نہیں ہوتیں۔ وہ حکام سے جا کر ملتے نہیں۔ مگر وہ ان سب کو نچا دکھا دیتے ہیں جو اپنے رسوخ۔ اپنے معلومات کی وسعت کے دعوے کرتے ہیں۔ برادری اور قوم اس کی مخالفت کرتی ہے۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح ان کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ یہی ہمیشہ اُن کی پہچان ہوتی ہے۔

غرض راستباز اور مامور کی شناخت کے یہ نشان خدا تعالیٰ نے خود ہی بیان فرمادیئے ہیں۔ .... انسان خوب مطالعہ کرے کہ اسلام سے بڑھ کر نعمت اور عزت و شرافت کا موجب اور کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے پہلے بتلایا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں آدمیوں کے انتخاب سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنیں گے۔ اب اس زمانہ کے منعم علیہ پر غور کرو۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ منصوبہ باز اور مشرک ہے۔ عبادت میں سست ہے۔ ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ ایک عابد اور موحّد خدا کا پرستار کہلانے والا ممکن ہے ریاکار ہو۔ مگر خدا تعالیٰ اس کے خلوص نیت اور صدق کو اپنی تائیدات اور نصرتوں سے ثابت کر دیتا ہے۔ پھر یہ خیال ہو سکتا ہے کہ خوف کے وقت ہی وہ پرستار الہی ہو۔ نہیں نہیں۔ وہ جبکہ خوف امن سے بدل جاتا ہے وہ اس وقت بھی سچا پرستار ہے۔ (الحکم ۳، مارچ ۱۸۹۹ء ص ۶۵)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وعدہ اور پیش گوئی کے موافق جو استثناء کے ۱۸ باب میں کی گئی تھی۔ ثیل موسیٰ ہیں۔ اور قرآن نے خود اس دعویٰ کو لیا۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا اَيُّكُمْ رَسُوْلًا شَهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (الزل ۱۳)۔ اب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثیل موسیٰ ٹھہرے اور خلفاء موسویہ کے طریق پر ایک سلسلہ خلفائے محمدیہ کا خدا تعالیٰ نے قائم کرنے کا وعدہ کیا جیسا کہ سورۃ نور میں فرمایا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ... (الآیۃ) پھر کیا چودہویں صدی موسوی

کے خلیفہ کے مقابل پر چودھویں صدی ہجری پر ایک خلیفہ کا آنکھری تھا۔ یا نہیں؟ اگر انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے اور اس آیت وعدہ کے لفظ کما پر پورا غور کر لیا جاوے تو صاف اقرار کرنا پڑیگا کہ موسیٰ خلفاء کے مقابل پر چودھویں صدی کا خلیفہ خاتم الخلفاء ہوگا اور وہ مسیح موعود ہوگا۔

اب غور کرو کہ عقل اور نقل میں تناقص کہاں ہوا؟ عقل نے ضرورت بتائی۔ نقل صحیح بھی بتاتی ہے کہ اس وقت ایک مامور کی ضرورت ہے۔ اور وہ خاتم الخلفاء ہوگا۔ اس کا نام مسیح موعود ہونا چاہیے پھر ایک مدعی موجود ہے۔ وہ بھی یہی کہتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس کے دعوئی کو راست بازوں کے معیار پر پرکھ لو۔  
(الحکم، ۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۱۵)

۵۷۔ وَأَقِمُْوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا

الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۵۷﴾

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ : جاذبِ رحم کیا ہے۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ اطاعتِ رسول۔ حضرت ابو بکرؓ کے وقت زکوٰۃ کیلئے جنگ بھی ہوئی۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۸۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ

مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ

مَرَّاتٍ. مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ

ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ

عَوَازٍ لَكُمْ. لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ

بَعْدَ هُنَّ. طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ، كَذَلِكَ

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ، وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۵۸﴾

قرآن نے حکم دیا ہے کہ اے ایمان والو تمہارے گھر میں تین وقتوں میں غیر مرد اور نابالغ لڑکے

نہ آویں۔ قبل از نماز فجر۔ دوپہر اور بعد عشاء کے۔ کیونکہ یہ خاص احتیاط کا وقت ہے۔  
(الحکم ۳۱ جولائی/۱۰، اگست ۱۹۰۴ء ص ۹)

۶۱۔ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ  
نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ  
غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ  
لَهُنَّ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۹۱﴾

اگر بزرگ عورت بھی ہو تو اپنے کپڑے احتیاط سے رکھے اور اپنی زینت دوسرے پر ظاہر نہ کرے  
پھر کچھ مال خدا نے مردوں کا اور عورتوں کا بنایا ہے۔  
..... بہت سی لباس پہننے والیاں ہیں۔ پر خدا کے نزدیک سنگیاں ہیں۔ بہت لباس خدا اور رسول  
کو پیارا نہیں ہوتا۔  
(الحکم ۳۱ جولائی/۱۰، اگست ۱۹۰۴ء)

۶۲۔ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ  
حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ  
أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ  
بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ  
أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ  
بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَلَتِكُمْ أَوْ مَا مَلَغَتْهُ  
مَفَاتِحُهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا  
جَمِيعًا وَآشْتًا تَاذًا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَاسْلَمُوا

عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَرَكَةً طَيِّبَةً،  
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۳۷﴾

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَدَجٌ : اندھوں سے لوگ قسم قسم کی پرہیزی کرتے ہیں۔ بعض احمق آدمی نابینا کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ جو بے بنیاد بات ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا جانشین بنایا۔ جس میں نماز پڑھنا شامل ہے۔

مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ..... أَوْ بُيُوتِ خَلَتِكُمْ: ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھر میں خصوصاً اس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید پر عمل کریں تو ایسا نہ ہو۔ دیکھو اس میں ارشاد ہے۔ کہ گھر الگ الگ ہوں۔ ماں کا گھر الگ۔ اولاد شادی شدہ کا گھر الگ۔

فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا، جب اپنے گھروں میں جاؤ تو سلام علیک کہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو۔ تو السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ کہہ لیا کرو۔ اکثر گھروں میں اس کا عمل درآمد نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے گھروں میں سلامتی بھی کامل نہیں۔ سِفَرُ السَّعَادَةِ جنہوں نے لکھی ہے۔ وہ ہندوستان میں آئے۔ آٹھویں صدی کو آئے۔ بڑی خوبی کے آدمی تھے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہندوستان میں بادشاہوں کو سلام علیک کہنے کا رواج نہیں۔ اس کا یہ نتیجہ دیکھ لیں گے۔ چنانچہ سلطنت ہی نہ رہی۔

(ضمیمہ اخبار بدقلاویان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۲- لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ

بَعْضِكُمْ بَعْضًا، قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ

مِنْكُمْ لِرِوَادَاءِ، فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ

أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ

## اَلْیَمُّ ۞۶۳

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ، اس بات کا خیال رکھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی پکار ایسی نہ ہو جیسی اوروں کی پکار ہوتی ہے۔ مومن کو نہ چاہیے کہ نبی کریمؐ کے بلانے کو بھی ایسا  
 ہی سمجھے جیسا اوروں کے بلانے کو۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایاں، جولائی ۱۹۱۰ء)

## سُورَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

یہ سورۃ صحابہؓ کی تاریخ ہے۔ ان کے سچے حالات اس میں درج ہیں۔ سورۃ مومنوں میں عام مومنوں کو بشارت دی ہے۔ انور میں خلفاء کی خصوصیت بیان فرمائی ہے۔ اس میں صحابہؓ کی تاریخ اور حالات درج ہیں۔

۲- تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ

لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝

بہت برکت والا ہے وہ خدا جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا۔ تاکہ لوگوں کے واسطے ڈرانے والا ہو۔

فرقان اس شے کو کہتے ہیں جو جدا کر نیوالی اور تیز پیدا کر نیوالی ہو۔ جس سے وہ باہمی مخالفت جو دو گروہوں کے درمیان ہو۔ اس کا فیصلہ ہو جائے کہ ان میں سے سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے ہر ایک نبی کو ہمیشہ فرقان عطا کیا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرقان وہ واقعہ تھا جس میں فرعون اور اس کا لشکر دریا میں غرق ہوئے۔ اور حضرت موسیٰؑ بمع اپنی جماعت کے صاف پچ نکلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرقان جنگ بدر کا دن تھا جس دن کہ مخالفوں کی زبردست طاقت والے اس سرگرمی کے ہلاک ہوئے اور مسلمانوں کو فتح اور غلبہ حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ دلائل اور حجج نیزہ کا فرقان ہے جو انبیاء اور ان کے متبعین کو عطا فرمایا جاتا ہے۔

فرقان یک دفعہ سارے جہان کو غارت نہیں کر دیتا۔ بلکہ بعضوں کو اس وقت ہلاک کیا جاتا ہے تاکہ دوسروں کے واسطے خوف اور عبرت کا موقع ملے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا۔ کیا معنی؟ فرقان اس واسطے نازل ہوتا ہے کہ دوسرے لوگوں کے واسطے ہدایت کا باعث ہو جائے۔ جنگ بدر میں بڑے آدمی جو ہلاک ہوئے انکی تعداد قریباً آٹھ ہی تھی۔ مگر



مگر ایسا بڑا فرقان ہمارے دیکھتے ہوئے ہمارے ملک میں ہوا۔ الا تعجب اور حیرت کا مقام ہے۔ کہ دوسرے مشاہدہ کنندہ کو کوئی عبرت نہیں ہوئی۔ یا ہوئی تو بہت کم! غور کرو۔ وادی کانگرہ میں جو بیس ہزار آدمی ہلاک ہوا ہے۔ وہ دوسروں کو ایک عبرت دلانے والا واقعہ ہے۔ نہ صرف ان لوگوں کو جو اس سلسلہ کے مخالف ہیں۔ بلکہ احمدیوں کو بھی اپنی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ یہود کی ذلت اور ان کا سٹور اور بندر بننا بھی ایسا واقعہ تھا کہ لوگ اس سے عبرت پکڑتے مگر غفلت کے باعث وہ عبرت نہیں۔ غور کرو!

فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَآبِئِنَّ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ۔ (البقرہ: ۶۷)  
پس کر دیا ہم نے اس قصۂ یہود کو دہشت ان لوگوں کیلئے جو ان کے سامنے تھے اور پیچھے آنے والوں کے لئے اور نصیحت و وعظ متقیوں کے لئے۔

یہ فرقان کی دلیل دہریہ لوگوں کو بھی ہدایت کی طرف بلاتی ہے کیونکہ اگر خدا کوئی نہیں تو کیا سبب ہے۔ کہ دنیا میں ہمیشہ وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو خدا کے مرسلین ہوتے ہیں۔ اور عبادت الہی کا وعظ کرتے ہیں۔ اور ان کے مخالف ناکام ہوتے ہیں۔ اس سورۃ شریفہ میں تمام مذاہب باطلہ کی تردید کی گئی ہے۔ چنانچہ اگلی آیت میں ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو کسی اور شے کو منظر خدا بناتے ہیں۔ یا بت پرستی کرتے ہیں۔  
(بدر ۲۹، جون ۱۹۰۵ء ص ۳)

۳۔ يَاٰ اِذِيْ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ  
وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ  
شَيْءٍ فَقَدْ رَاٰ تَقْدِيْرًا

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا: جب ولد نہیں۔ تو کسی کا کیا لحاظ۔ جب قوم بگڑی۔ نذیر آگیا۔ اس میں پیشگوئی ہے۔ کہ ابن اللہ کہنے والے مفتوح ہوں گے۔ اور مشرک بھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

اللہ تعالیٰ لا شرک ہے۔ سب کا خالق ہے۔ دلیل یہ ہے۔ کہ ہر ایک چیز ایک اندازہ پر ہے۔ اور محدود ہے۔ اور یہ بات اگرچہ آریہ سماج اسے طے نہیں۔ مشاہدات اور تجارب سے ہی ظاہر ہے۔ اور ہر ایک محدود کیلئے حد بندی کرنے والا ضروری ہے۔ اور مادہ و حیوان کی حد بندی کرنے والا پھر خدا کے

سوا کوئی ہے۔ پس وہ ہر ایک چیز کا خالق اللہ ہی ہے۔

(نور الدین طبع ثالث ص ۲۸ دیباچہ)

تقدیر۔ تدبیر اور امتحان تو سب سچے مسئلے ہیں اور مطابق واقع ہیں اور تمام نظام عالم اور انسانی افعال و اعمال میں نظر آ رہے ہیں۔ انہیں ڈھکوسلا کہنا اپنی عقلندی کا ثبوت دینا ہے۔ سنو! تقدیر کے معنی ہیں۔ اندازہ بنادینا۔ اس کا ثبوت قرآن کریم میں یہ ہے خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ دَعَا تَقْدِيرًا..... کیا معنی؟ ہر ایک چیز کو اللہ تعالیٰ نے بنایا پھر اس ہر چیز کے لئے ایک اندازہ اور حد مقرر کر دی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا سب محدود اور اس کے احاطہ کے ماتحت ہے۔ اب غور کرو کہ یہ مسئلہ ڈھکوسلا ہے یا تمام ترقیات دینی اور دنیوی اسی تقدیر اور اندازہ سے ہو رہی ہیں مگر اس کو نہ مانا جاوے تو نہ دین رہے اور نہ دنیا۔

مثلاً ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی فرماں برداری اس لئے کرتے ہیں کہ اس کا اندازہ یہی ہے کہ ان باتوں کا نتیجہ ہمارے حق میں نیک اور عمدہ ہوگا۔ اگر اس اندازہ پر ایمان نہ ہو۔ تو پھر نیکی کیوں کی جاوے۔ غرض اس آیت نے بتلایا ہے کہ ہر ایک عمل نتیجہ خیز ہے۔ اور بڑے علیم و حکیم نے تمام کارخانہ مضبوط علمی رنگ کا بنایا ہے۔ اس میں کوئی حرکت اور سکون عبث اور بے نتیجہ نہیں۔ یہ آیت ہر شخص کو چست اور کارکن بننے کی حد سے زیادہ ترغیب دیتی ہے۔ کس قدر تابینائی یا اعتراض کرنے کی ٹھیکہ داری ہے کہ ایسے حقائق کو ہنسی اور نکتہ چینی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کاش لوگ سمجھیں کہ اس نے گروہ کو راست بازی سے کس قدر تعلق ہے؟ اور انکی عملی حالت کیا؟

اور تدبیر کا مسئلہ تو ایسا صحیح ہے کہ دیندار اور بے دین اللہ تعالیٰ کو ماننے والے اور نہ ماننے والے سب اس مسئلہ کو ضروری اور واجب العمل یقین کرتے ہیں۔ اور تدبیر کے معنی ہی یہی ہیں۔ کہ تقدیر کے مطابق تہیہ اسباب کیا جاوے.....

اور امتحان کے اصل معنی ہیں۔ محنت کا لینا۔ ایک دنیا دار امتحان کیلئے اخذ امتحان کے جواب مثلاً دیکھتا ہے تو اس لئے کہ طالب علم کی محنت کا اس کو پتہ لگ جاوے اور محنت کا نتیجہ اس کو دے۔ اور اللہ تعالیٰ یہی امتحان لیتا ہے۔ یعنی محنت کرنا چاہتا ہے۔ خستی کو ناپسند کرتا ہے۔ ہاں علیم و خبیر ہے جب کوئی محنت کرتا ہے جیسے کوئی محنت کرے ویسی ہی جناب الہی سے محنت کرنے کا بدلہ ملتا ہے

گندم از گندم بر وید جوڑ جو      ۛ      از مکاناتِ عمل غافل مشو

اسی امتحان کے معنوں کو ایک حکیم مسلمان نے نظم کیا ہے۔ اور اسی سچے علم کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے۔ **وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُدْرَىٰ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءُ الْأَوْفَىٰ** (انجم: ۴۲-۴۳) اور انسان کو اس کی سعی کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ملے گا اور یہ پختہ بات ہے کہ اس کی سعی دیکھی جائے گی۔ پھر اسی کے مطابق واقعی اسے پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور فرمایا **فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَافٍ بَدُونَ**۔ (الانبیاء: ۹۵) اور جو شخص نیک کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اس کی سعی کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور ہم اس کی سعی اور اعمال کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔

پھر تقدیر کے معنے علم الہی کے بھی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اشیاء کا علم جناب الہی کو قبل از ایجاد اور وجود ان کے اشیاء کے حاصل ہے۔ اس مسئلہ میں بھی آریہ اسلام کے مخالف نہیں۔ (نور الدین طبع ثالث ص ۴۳-۴۴)

تقدیر کے معنے حسب لغت عرب اور محاورہ قرآن کے کسی چیز کا اندازہ اور مقدار ٹھہرانا ہیں دیکھو آیات مرقومۃ الذیل۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رَءَاهُ تَقْدِيرًا (الفرقان: ۳)

اور بنائی ہر چیز اور پھر ٹھیک کیا اس کو ماپ کر۔

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ (القرآن: ۵۰)

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ (الرعد: ۹)

خدا تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو موجودات سے ایک خلقت (نیچر) اور اندازے پر بنایا ہے۔ اور جیسا اس کی ترکیب اور ہیئت کذاتی کا مقتضاء ہو۔ لا بد ویسے افعال اور آثار اُس سے سرزد ہوتے ہیں۔ گویا جیسے اُس کے مقدمات ہوں گے۔ لا محالہ ویسا نتیجہ اُس سے ظہور پذیر ہوگا۔ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص ان خدائی حدود کو توڑ سکے اور ان اصلی خواص کو جو قدرت نے کسی چیز میں خلق کئے ہیں۔ بدوں ان اسباب کے جن کو خالق نے بمقتضائے فطرت اُن کا سبب معطل قرار دیا ہو۔ کوئی شخص کسی اور طرح پر باطل کر دے سلسلہ کائنات کے خالق کا کلام اس مطلب و مقام میں فرماتا

ہے۔ **فَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَحْوِيلًا** (فاطر: ۴۴)

مثلاً توحید اور عبادت اور طاعت اور اتفاق اور صحیح کوشش اور حُسن ثمرات اور پھلوں کا درخت بنایا ہے۔ ممکن نہیں کہ وہی پھل اور وہی ثمرات شرک اور ترک عبادت اور بغاوت اور باہمی اتفاق اور تفرق اور غلط کوشش اور سستی سے حاصل ہو سکیں۔ جن باتوں کیلئے تریاق کا استعمال ہوتا ہے اُن باتوں کیلئے زہر مار سے کام نہ لکنا دشوار کیا محال ہے

عز گندم از گندم بر وید بخیز جو

گناہ اور جرائم کے ارتکاب سے نیکی اور فرماں برداری کے انعامات کو طلب کرنا بے ریب تقدیر اور خدائی اندازے کے خلاف ہے۔ اور نیکی اور فرماں برداری پر دوزخ میں جانے کا یقین بے شبہ رحیم اور کریم۔ عادل ذات پاک پر ظلم کا الزام قائم کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ (السجہ: ۱۹)

أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ (ص: ۲۹)

اسلام تقدیر کے مسئلے پر یقین دلا کر اہل اسلام کو اس بات پر ابھارتا ہے۔ کہ بُرے کاموں کے نزدیک مت جاؤ۔ بُرے بچے بُرا پھل لاتے ہیں۔ آرام و آسودگی کے سلمان ہتیا کرو۔ بے دل مت ہو۔ کیونکہ ہر ایک چیز کا اندازہ خدا کی دنگاہ سے معین ہو چکا ہے۔ نقصان کے اندازے والی چیزیں نافع نہ ہوں گی۔ اور منافع کی مٹراشیاء دکھوں کی موجب نہ ہوں گی۔ ہر ایک چیز اپنی فطرت پر ضرور قائم ہے اور تمہارا ہر فعل وجوباً وہی نتیجہ دینگا۔ جو اس کی ترکیب کا مقتضاء ہے.....

آدمی کے اعمال بد اور افعال مکروہ سے آدمی پر وبال آتا ہے۔ جب ہر ایک تکلیف کا سرچشمہ گناہ ٹھہرا۔ جب ہر ایک گناہ کا نتیجہ تکلیف ٹھہری تو منصفو! بے جا تعجب میں ہلاک نہ ہونے والو۔ قیامت میں نجات کے امیدوارو۔ راستی پسندو۔ سوچو اور اندازہ کرو کہ حسب تعلیم قرآن حضرت انسان کو گناہ سے کیسی نفرت ضرور ہے۔ اور آدمی کو خدا کی نافرمانی سے بچنا کیسا لا بد ہوا۔ بھلائی کے لینے اور برائی سے بچنے کیلئے مسلمانوں۔ قرآن کے طعنے والوں کو کیسی تاکید ہوئی۔ جب ہر ایک تنزل اور مصیبت گناہ کا نتیجہ ہوا۔ تو اہل اسلام کو کہاں تک ترقی کرنے اور عصیان الہی سے بچنے کی سعی کرنی چاہیے۔ جن نا فہم لوگوں نے کہا ہے کہ گناہ کو مسلمان ایک خفیف حرکت اور وہ بھی خدا کی طرف سے مان کر گناہ میں بے باک ہیں۔ وہ سوچیں کہ ان کی بات کچھ بھی درست ہے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۳ تا ۱۵۸)

وہ جس کیلئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمینوں کی اور جس نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور

حسب کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے۔ اور جس نے ہر شے کو پیدا کیا اور پھر ہر شے کا ٹھیک ٹھیک اندازہ مقرر کیا۔ آسمان وزمین سب جگہ خدا کی سلطنت ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس واسطے وہی ایک عبادت کے لائق ہے۔ کسی اور کو معبود بنایا جاوے تو باطل ہے۔ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا (بنی اسرائیل ۱۱۲) اس نے اپنا کوئی بیٹا نہیں بنایا۔ اس میں عیسائیوں کی تردید ہے۔ جوحیح کو ابن اللہ کہتے ہیں خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ہر شے کا وہی خالق ہے۔ اس میں آریوں کی تردید ہے۔ جن کا مذہب ہے کہ خدا مادہ اور روح وغیرہ کا خالق نہیں۔ فَقَدْ كَا تَقْدِيرًا خدا نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے کیا معنی؟ جیسا عمل کیا جاتا ہے۔ ویسا ہی پھل ملتا ہے۔ نیکی کرنے والا بد نتیجہ نہیں پاسکتا۔ اور بدی کرنے والا نیک نتیجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ سُست آدمی چستی کا فائدہ نہیں پاسکتا۔ یہ مسئلہ تقدیر کا بڑی ہمت بڑھانے والا ہے اور انسان کو اعلیٰ مراتب پر پہنچانے والا ہے۔ افسوس ہے کہ جن لوگوں نے اس کے صحیح معنی نہیں سمجھے وہ اس کو اپنی تمام کمزوریوں اور غفلتوں کی ڈھال بناتے ہیں۔ مسئلہ تقدیر کو مولوی رومی صاحب نے ایک رباعی میں خوب ادا کیا ہے ۷

از مذاہب مذہب دہقان قوی لے مولوی      مذہب دہقان چہ باشد ہر چہ کشتی بدوی  
گندم از گندم بروید جو ز جو      ہر چہ کشتی بدوی اے مولوی  
سوال : جب خدا تعالیٰ انسان کے اعمال نیک و بد کو پہلے سے لکھ چکا ہے۔ تو پھر انسان مجبور ہے۔ کیونکہ ان میں کچھ کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

جواب : علم تابع معلوم ہوتا ہے۔ خدا کے علم نے ہم کو مجبور نہیں کیا کہ ہم یہ کام کریں یا نہ کریں بلکہ ہمارے اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کے سبب خدا کو علم حاصل ہے۔ مثلاً استاد ایک لڑکے کی کم تو جہی کے سبب امتحان سے پہلے کہہ دیتا ہے۔ یا لکھ دیتا ہے کہ یہ لڑکا ضرور فیل ہو جائے گا۔ اور بعد میں وہ فیل ہو جاتا ہے۔ تو استاد کے کہنے یا لکھنے نے اس کو فیل نہیں کر دیا۔ بلکہ اس کی اس حالت نے ایک دانا استاد کو پہلے سے علم دے دیا۔ چونکہ خدا عالم الغیب ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم کیا کریں گے لیکن اس کے جاننے نے ہم کو مجبور نہیں کیا۔ بلکہ ہمارا ایسا کرنا اس امر کا موجب ہوا تھا کہ خدا کو پہلے سے یہ علم حاصل ہو۔  
(بدر ۲۹، جون ۱۹۰۵ء ص ۳)

۴۔ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا

وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ أَنْ نَنْفُسَهُمْ ضَرًّا وَلَا



نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَوَةً وَلَا نُشُورًا ﴿۴﴾

اور اس کے سوائے اور معبود اختیار کئے، جو کچھ پیدا نہیں کرتے۔ اور خود مخلوق ہیں۔ اس آیت شریفہ میں ان تمام اویان باطلہ کی طرف اشارہ ہے جن میں خدا کے سوائے کسی اور کو معبود بنایا گیا ہے۔ یہ ایک یقینی دلیل اس امر کی ہے کہ خدا کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ کیونکہ جس کو خلق کی طاقت نہیں وہ اپنی غیر مخلوق سے عبادت کروانے کا حق نہیں رکھتا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع خدا تھا۔ ان کا یہ مسئلہ بڑی آسانی سے طے ہو جاتا ہے۔ جبکہ سوال کیا جاوے کہ یسوع نے کیا پیدا کیا۔ پیدا کرنا تو جدا دہاں تو یہ حال ہے کہ اپنے ہی شاگردوں نے یہودیوں کے ہاتھ پکڑا کر پھانسی دلوایا۔ اور اتنا نہ ہوسکا کہ ان پھانسی دینے والوں کو مار ہی دیتا۔ کیونکہ خدا میں دونوں طاقتیں ہیں پیدا کرنا اور مارتا۔ خود عیسائی لوگ بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ مسیحؑ نے کچھ پیدا کیا تھا۔ موجودہ انجیلوں نے عیسویت کا اور بھی بڑا غرق کیا ہے۔ کیونکہ ان میں لکھا ہے کہ یسوع نے بہت رورہ کر دعا کی کہ صلیب سے پنج نکلے پر پھر بھی نہ پنج سکا۔ (بدر ۲۹ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۱۷۱)

۴ - وَقَالُوا اسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ

عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿۵﴾ قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ

السِّرِّ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۶﴾

اَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ، وَقَالُوا اسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ کا جواب ہے۔ یہ کہانیاں نہیں ہیں پیشگوئیاں ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۸ - وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ

وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أَنْزَلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونُ

مَعَهُ نَذِيرًا ﴿۷﴾

مَالِ هَذَا الرَّسُولِ؛ یہ تو انسان ہے حالانکہ لکھا تھا۔ خدا فاران



کے پہاڑ سے آیا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۹۔ اَوَّلُ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ  
مِنْهَا. وَقَالَ الظَّالِمُونَ اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا رَجُلًا  
مَّسْحُورًا ۝

يُلْقَىٰ إِلَيْهِ: یہ مطالبہ بعض پیشگوئیوں کی بناء پر تھا۔ کہ اس کے ہاتھ تو قیصر و کسریٰ کے خزانوں اور جنتِ شام آنے چاہئیں یہ سب کچھ ہوا۔ مگر وہ جلد باز تھے۔ وہ کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے۔

مَّسْحُورًا: جو روٹی کھائے پیئے ۲۔ بڑا مسافر ۳۔ جس پر کسی کا جادو چل جاوے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ تَبَارَكَ الَّذِي اِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ  
ذَلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا اَنْهَارٌ. وَ يَجْعَلُ  
لَكَ قُصُورًا ۝

تَحْتِهَا اَلْاَنْهَارُ: دنیا میں یہ باتیں پیشگوئی کے رنگ میں پوری ہوئیں، مسلمان ایسے باغات کے وارث ہوئے جن کے نیچے جیہوں۔ سیحون۔ گنگا۔ جمنابہتے ہیں۔ اور ایسے ملکوں کے وارث ہوئے جن میں قیصر و کسریٰ کے محل تھے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ وَاِذَا اُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنَيْنِ  
دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝

مُقَرَّنَيْنِ: عمائدِ مکہ کی مشکیں اس دنیا میں بھی کسی گئیں۔  
ثُبُورًا: ۱۔ صرف (نجات) ۲۔ ہلاکت (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

## ۱۶۔ قُلْ أَذِلَّكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعدَ الْمُتَّقُونَ، كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَصِيْرًا ﴿۱۶﴾

جَنَّةُ الْخُلْدِ : وہ جنت جس میں آدم علیہ السلام رہے۔ وہ زمین پر تھا..... وَالْقَوْلُ بِأَنَّهَا جَنَّةٌ فِي الْأَرْضِ لَيْسَتْ بِجَنَّةِ الْخُلْدِ ” قول ابی حنیفہ و اصحابہ رضی اللہ عنہ ....  
۱۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ جس میں نیک لوگ موت کے بعد داخل ہوں گے۔ اس کی صفت میں قرآن حکیم فرماتا ہے۔ وہ دارالمقام ہے۔ وہ ایسی جگہ ہے جہاں داخل ہو کر پھر لوگ نہ نکلیں گے۔ اور آدم علیہ السلام جس جنت میں رہے۔ وہاں سے نکالے گئے۔

۲۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ دیر تکلیف نہیں اور جہاں آدم علیہ السلام رہتے تھے وہاں درخت کے نزدیک جانے سے ممانعت اور شرعی تکلیف ان پر قائم تھی۔

۳۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ کو اللہ تعالیٰ دارالسلام فرماتا ہے۔ اور آدم اور حوا علیہما السلام جہاں رہے وہاں سے سلامت نہ نکلے۔ وہ جگہ ان کیلئے دارالسلام نہ ہوئی۔

۴۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ کا نام دارالقرار ہے اور جہاں آدم علیہ السلام اقامت پذیر تھے۔ وہ مقام ان کے واسطے دارالزوال ہو گیا۔

۵۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ کی تعریف میں آیا ہے۔ وَمَا هُمْ بِمُخْرَجِينَ (حجر: ۴۹) اور جہاں آدم علیہ السلام رکھے گئے۔ وہاں سے نکلے یا نکالے گئے۔

۶۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ کی نسبت آیا ہے لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ (حجر: ۴۹) (اس میں ان کو کوفت نہ ہوگی) اور جہاں آدم علیہ السلام رکھے گئے یا مقیم ہوئے وہاں ان کو تکلیف پہنچی۔

۷۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ کی نسبت جس کو بہشت کہتے ہیں وارد ہے لَا تَغْوُ فِيهَا وَلَا تَأْتِمُ (طور: ۲۴) (جنت میں بدکاری اور بہکنا نہیں) اور جہاں آدم علیہ السلام رہتے تھے۔ وہاں شیطان نے لغو اور گناہ کیا۔

۸۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ کی نسبت آیا ہے۔ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَابًا (تبا: ۳۶) (اس میں لغو اور جھوٹ نہ سنیں گے) اور جہاں آدم علیہ السلام رہے وہاں جھوٹ نہ سنا۔

۹۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ آسمان میں ہے اور جس جنت میں آدم رہے وہ زمین میں ہے جیسے کہا ہے إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (بقرہ: ۳۱) اور نہیں فرمایا فِي السَّمَاءِ أَوْ جَنَّةِ الْمَاوِی

۱۰۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ میں شیاطین کو دخل نہیں اور اس کی خبیث باتیں وہاں نہیں پہنچ سکتیں  
بَلْ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (فاطر: ۱۱) اس کی طرف پاک باتیں صعود کرتی ہیں۔  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۳۰-۱۳۲)

۱۹۔ قَالُوا سُبْحَنَكَ مَا كَانَ يُشْبِعُنِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ  
مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَأَبَاءَهُمْ  
حَتَّى نَسُوا الذِّكْرَ، وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝

نَسُوا الذِّكْرَ، اللہ کی یاد چھوڑ دیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۱۔ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا  
إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ، وَ  
جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً، أَتَصْبِرُونَ، وَكَانَ  
رَبُّكَ بِصِيرَةٍ ۝

فِتْنَةً : ایک تندرست ہوتے ہیں۔ ایک مریض۔ ایک بادشاہ۔ ایک اولوالعزم رسول۔ ایک  
غنی۔ ایک فقیر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہم ہوتے ہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۲۔ وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا  
لَوْلَا أَنْزَلْ عَلَيْنَا الْمَلِيكَهٗ أَوْ نَرَى رَبَّنَا لَقَدْ  
اسْتَعْجَلْنَا فِي أَنْفُسِنَا وَغَتَوْا كَيْبَرًا ۝  
لَا يَرْجُونَ، ڈرتے نہیں۔

لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ : ہمیں کیوں روایا نہیں ہوتے ؟ ہمیں کیوں الہام نہیں ہوتا ؟ وہ زمیندارِ احمق ہے جو کہے ۔ بادشاہ خود آکر میرے گھر معاملہ کیوں نہیں لیتا کیونکہ اس کی تو اتنی ہی قدر ہے ۔ کہ ایک خبردار جوتے مار کر اس سے معاملہ وصول کر لے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ یَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰی يَوْمَئِذٍ

لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَیَقُولُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝۳۱

وَيَقُولُونَ : فرشتے کہیں گے۔

حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ، حرام محرم ہے ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۴۔ وَقَدْ مَنَّ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ

هَبًا مِّنْثُوْرًا ۝۳۲

هَبًا مِّنْثُوْرًا : کوٹھڑی میں دھوپ پڑتی ہے ۔ اس میں جو ذرے نظر آتے ہیں ان کو ہباء کہتے ہیں ۔ ۲۔ غبار ۔ ۳۔ ہوا میں جو دھول ہوتی ہے ۔ ۴۔ پانی جو بہہ کے چلا جاتا ہے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۵۔ وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ

الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝۳۳

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ ، دوسرے مقام پر فرمایا ہے ۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّاتِيَهُمُ اللّٰهُ (بقرہ ۲۱۱) یہ ایک پیشگوئی ہے ۔ جنگ میں بادل بھی برسے ۔ فرشتے بھی آئے اور مسلمان مظفر و منصور ہوئے اور کفار شکست یاب ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۸- وَيَوْمَ يَعِضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ

يَلِيَّتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَيْئِلًا ﴿۲۸﴾

اور جس دن کاٹ کاٹ کھاوے گا۔ گنہگار اپنے ہاتھ۔ کہے گا۔ کسی طرح میں نے پکڑی ہوئی رسول کی راہ۔ اے خرابی میری کہیں نہ پکڑی ہوئی میں نے فلانے کی دوستی۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶)

۲۹- يُوَيْلَتِي لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿۲۹﴾

لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا: کئی دوست بُری ترغیبیں دے کر جہنم کی راہ دکھاتے ہیں۔ ان سے بچو۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۱- وَقَالَ الرَّسُولُ يَرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا

هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿۳۱﴾

وَقَالَ الرَّسُولُ: ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کے تنزیل کی یہی وجہ خدا کے حضور بیان فرمادیں گے کہ اسلامیوں نے عملی طور پر قرآن شریف کو چھوڑ دیا۔ مثلاً قرآن نے ایک قاعدہ بتایا ہے۔ وَلَيْتَن شَعَرْتُمْ لَا يَزِيدُكُمْ تَعَمُّ (ابراہیم: ۸) بہت لوگ ہیں جو اس کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ مجھے ایک دفعہ ایک عورت نے ایک دھیلا دیا۔ میں نے شکر کیا کہ یہی پیسہ خدا کے نام دے دوں تو خدا تعالیٰ ایک دلتہ کی کٹی بالیاں اور سات سات دانے بنانے والا ہے۔ اور اگر اپنے علم کے مطابق دوائی بنا لوں تو دس ہزار غریب کے کام آئے۔ اور اس شکر سے بہت فائدہ اٹھایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شکر کی رُوح تھی جو کپڑا مل گیا۔ پہن لیا۔ مگر بعض لوگ ہیں کہ وہ خدا کی نعمت پر شکر نہیں کرتے۔ اور پھر ساری عمر دکھ میں رہتے ہیں۔ ایک شخص کو میں نے تین ہزار روپیہ دیا۔ اس نے کہا کہ اس سے میرا کیا بنتا ہے؟ میں نے کہا۔ کمرہ کفر نعمت ہے! واقعہ میں کچھ نہ بنے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ وہ سب روپیہ برباد ہو گیا۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

کسی کے نام اس کے دوست کی چٹھی آجائے یا کسی حاکم کا پر وائے تو وہ شخص خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر پہلے اسے پڑھا کر سنتا ہے اور پھر اس پر عمل کرتا ہے۔ تجارتی معاملات میں بعض اوقات ایک چٹھی کی اتنی قدر ہوتی ہے کہ اس کے سب سے پہلے حاصل کرنے کیلئے کئی سو روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ پھر باوجود کئی خطرات کے۔ مثلاً ممکن ہے جس جگہ سے مال کی زیادہ پکری کی خبر آئی وہاں کوئی اور سوداگر پہنچ گیا ہو یا راستہ میں اس کا مال ہی ضائع ہو جائے۔ وہ اس مقام پر خود یا اپنا مال پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حُسنِ احسان کے سرچشمے احکم الحاکمین ارحم الراحمین کی چٹھی ہو اور چٹھی رسال حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا جلیل القدر خاتم کمالات نبوت۔ خاتم کمالات انسانیت انسان ہو اور پھر ایک مسلمان اس کی پرواہ نہ کرے۔ قرآن مجید ان میں ہو مگر محض اس لئے کہ گھر کے طاقتور میں پڑا رہے۔ اور نیچے سے وباء کے دنوں میں مال مولیٰشی گزار دیں۔ یا اسکی کوئی آیت لکھ کر گھول کر کسی بیمار کو پلا دیں۔ عدالت میں جھوٹا حلف اٹھانا ہو تو اسے ہاتھ میں لے لیں اور اسے یاد کریں تو محض اس لئے کہ رمضان شریف میں تراویح میں سنائیں گے تو چند روپے مل جائیں گے۔ یا حافظ کہلائیں گے تو کابل میں محصول سے بچ جائیں گے۔ افسوس ہے ان خیالات کے لوگوں پر کہ ملازمت کے حصول کے لئے کس قدر تکالیف اپنے اوپر اٹھاتے ہیں۔ چودہ برس تک بی اے ایم اے بننے کے واسطے پڑھتے ہیں۔ مدرسہ کی فیسوں اور دیگر اخراجات میں گھر کا اثاثہ تک ہک جلتا ہے پھر یہ بھی یقین نہیں کہ پاس ہوں گے یا فیل۔ اور پاس ہو کر ملازمت ملے گی یا نہیں۔ لیکن نہیں پڑھتے تو قرآن مجید۔ نہیں سمجھتے تو قرآن مجید۔ نہیں عمل کرتے تو قرآن مجید پر جس کے پڑھنے اور جس پر عمل کرنے سے یقیناً یقیناً دنیا و آخرت میں سکھ اور آرام کی زندگی ملتی ہے۔ اور بیشمار نمونے موجود ہیں جنہوں نے قرآن پر عمل کر کے دنیا کی سلطنتیں بھی پائیں اور آخرت میں اپنا گھر جنت الفردوس بنایا۔ مبارک وہ جو اس درد مند دل کی تقریر کو پڑھ کر قرآن مجید کی طرف توجہ کرے۔

(تشیخ الاذعان جلد ۶، ص ۴۳۸، ۴۳۹)

میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ قرآن شریف سے بڑھ کر راحت بخش کوئی کتاب اور اس کا مطالعہ نہیں ہے۔ مگر آہ! دردِ دل سے کہتا ہوں۔ اسی راحت بخش کتاب کو آج چھوڑ دیا گیا ہے۔

رَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا

اے میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ مجھے قرآن اس قدر محبوب ہے کہ میں بار بار اس کا تذکرہ کرنا۔ اس کا پیارا نام لینا اپنی غذا سمجھتا ہوں اور اسی دھن اور نو میں ابھی



تک میں نے اس مضمون پر جو میں نے شروع کیا تھا کچھ بھی نہیں کہہ سکا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض آدمی میرے اس قسم کے طرزِ بیان کو پسند نہ کرتے ہوں۔ مگر میں کیا کروں۔ میں مجبور ہوں۔ اپنے عشق کی وجہ سے بار بار اپنے محبوب کے تذکرہ سے ایک لذت ملتی ہے۔ کہے جاتا ہوں۔ (الحکم ۱۰، اپریل ۱۹۰۴ء ص ۱)

۳۶۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ

هَارُونَ وَزِيرًا ﴿۳۶﴾

وَزِيرًا : بوجہ اٹھانے والا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۹۔ وَعَادًا وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا

بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا ﴿۳۹﴾

أَصْحَابَ الرَّسِّ : میں نے اس کے متعلق بہت تحقیقات کی ہے۔ کوئی کتاب انکحالات کی نہیں ملی۔ ہاں قرآن مجید میں تدبیر کرنے سے معلوم ہوا کہ اس سے مراد یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈالتے والے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۲-۴۳۔ وَإِذَا رَأَوْكَ إِتَّخَذُوكَ آلًا هُزُؤًا

أَهَذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿۴۲﴾ إِنْ كَادَ لَيُضِلَّنَا

عَنِ الْهَمَّتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهِمَا وَسَوْفَ

يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَهْلٌ

سَيِّئًا ﴿۴۳﴾

اور جہاں تجھ کو دیکھا۔ کچھ کام نہیں تجھ سے مگر ٹھٹھے کرتے۔ کیا یہی ہے جس کو بھیجا اللہ نے پیغام دے کر۔ یہ تو لگا ہی تھا کہ بچلاوے ہم کو ہمارے ٹھا کر دے۔ کبھی ہم نہ ثابت

رہتے اُن پر۔ اور آگے جائیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کون بچا ہے راہ سے۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۳)

۴۶۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ  
وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاۡحِبًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسُ  
عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۝۶

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ : کیا تم نے نہیں دیکھا اپنے رب کا ایک  
عجیب نظارہ۔ اس نے وہ سایہ بنایا ہے جو صبح صادق سے لیکر غروب تک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا  
اختیار تھا کہ وہ سایہ اپنے رنگ میں ٹھہر جاتا۔ سورج کو دلیل بنایا کہ وہ سایہ سورج کے سامنے آگے  
آگے ہی بٹھا چلا جاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۷۔ وَهُوَ الَّذِي اَرْسَلَ الرِّيْحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ

رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا ۝۷

اَرْسَلَ الرِّيْحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے  
بعض موحد لوگ امیہ بن صلت، زید بن عمرو پیدا ہوئے۔ مگر جماعت صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے بنائی۔ اسی طرح مسیح موعودؑ سے پہلے سید احمد خان وفاتِ مسیح کا قائل تھا۔ مگر یہ خدا پرست جماعت  
یہ پابند کتاب و سنت مرزا کیلئے تھی۔ (تشیخ الاذعان جلد ۹ ص ۴۶۹)

۵۲۔ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذَبٌ

فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا

وَحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝۸

هَذَا عَذَبٌ فُرَاتٌ : سمندر سے بخار اٹھتے ہیں دونوں سونیں چلتی ہیں۔ سمندر میں کھاری

پانی۔ بارش کا میٹھا پانی۔ جس سے کنوؤں اور چشموں میں پانی آتا ہے۔  
(تشیخ الاذیان جلد ۱، ص ۹۷، ۹۸)

۶۰۔ يٰۤاَلَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا  
فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمٰنُ  
فَسَلِّ بِهٖ خَيْرًا ۝۶۰

فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ : چھ وقتوں۔ چھ مختلف مراتب طے کرا کے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۱۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدْوا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا  
وَمَا الرَّحْمٰنُ ۚ اَنۡسَجَدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ  
نُفُوْرًا ۝۶۱

وَمَا الرَّحْمٰنُ : ان کا مطلب یہ تھا کہ ایسے خاص موقع پر رحمان نہیں بولا کرتے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۲۔ تَبٰرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوْجًا  
وَجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝۶۲

بُرُوْجًا : روشن ستارے۔  
سِرَاجٌ : سورج۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سراج منیر فرمایا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۳۔ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنۡ

## اَرَادَ اَنْ يَذَّحَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۞

خَلْفَةً: ایک وقت میں ایک چیز رہ جائے۔ دوسرے وقت میں پوری کرے۔ اس میں سمجھایا ہے کہ تم زمین کے روشن ستارے بنو۔ اگر کوئی وقت غفلت کا گزر رہے تو اب اس کی تلافی کر لو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

خَلْفَةً: جورات کو نہ کر سکو۔ دن کو کر لو۔ جو دن کو نہ کر سکو وہ رات کو کر لو۔

(تشیذ اللذائل جلد ۹ ص ۴۶۸)

۶۴۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى

الْاَرْضِ مَوْناً وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا

سَلَامًا ۞

رحمن کے فرماں بردار بندے تو وہی ہیں جو زمین میں سکینت تقار اور تواضع کی چال چلتے ہیں۔ نہ تکبر اور رستی کی۔ اور جب جاہل ان سے اُلجھیں تو ان سے ایسا سلوک کرتے ہیں جس میں نہ بدی و ایذاء ہو اور نہ جہل و نادانی۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۲)

هَوْنًا: بڑی سکینت و آرام کے ساتھ۔ وقار سے زندگی بسر کرو۔ عباد الرحمن متکبر: متکبر۔ فساد میں کوشش کرنے والے عصیان میں منہمک نہیں ہوتے۔

قَالُوا سَلَامًا: جب جاہل مخاطب کریں تو سلامتی کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۵۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِربِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ۞

يَبِيْتُوْنَ لِربِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا: مومن رات عبادت کے کام کرتا ہے۔ انگریزی پڑھنے والوں کی عادت چھوڑ دو۔ کہ دو بجے سوئے اور آٹھ بجے اٹھے!

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

وہی جو اپنے رب کے آگے سجدوں اور قیام میں راتیں گزار دیتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۷)

۶۷- وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۳۳﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿۳۴﴾

وہی جن کی دعا ہے کہ اے ہمارے رب ہمارے ہم سے دوزخ کا عذاب۔ اس کا عذاب تو دائمی ہلاکت ہے اور دوزخ تو بڑی تکلیف کی جگہ ہے۔ اور بُرا مقام ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۲)

غَرَامًا، سخت لازم

۵. إِنَّ يُعَاقَبُ يُعَنَّ غَرَامًا

کسی کو اگر سزا دیتا ہے۔ تو عذاب لازم و سخت ہوتا ہے۔ غرام عشق و محبت کو بھی بولتے ہیں جو چیز مضبوطی سے کسی کپچھے پڑ جاوے وہ غرام ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۸- وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا

وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ﴿۳۵﴾

وہی فرماں بردار بندے کہ جب اموال کو خرچ کرتے ہیں تو مالوں کو نہ بے جاضائع کریں اور نہ موقع میں دینے سے کمی دکھلاویں بلکہ خرچ میں پسندیدہ راہ اختیار کریں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۲)

قَوَامًا، معتدل

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۹- وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا

يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَ

لَا يَزْنُونَ، وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿۳۶﴾

جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔ اور ایسی جانوں کے ناحق قتل سے

بچتے ہیں جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا اور کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔ اور جو کوئی بندوں میں سے ایسی کرتوت کرتا ہے۔ وہ بڑی سخت بدکاری میں گرفتار ہوا۔ (تصدیق برائین احمدیہ ص ۲۶۲-۲۶۳)

۷۰۔ يَضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدُ

فِيهِ مُهَانًا ۝

دُونا ہو اس کو عذاب دن قیامت کے اور پڑا رہے اس میں۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۶۱)  
يَضْعَفُ: بڑھ چڑھ کر۔  
يَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا: مدت مائے دراز رہے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۷۱۔ اَلَا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا

فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ، وَكَانَ اللَّهُ

غَفُورًا رَحِيمًا ۝

مگر بچا تو وہی بچا جس نے بدی کو چھوڑ دیا اور تمام بھلائیوں کی اصل ایمان کو اختیار کر لیا۔ اور اچھے اعمال کئے آخر ایسے لوگوں کی برائیاں جاتی رہتی ہیں۔ اور ان کے بدلہ میں نیکیاں آجاتی ہیں۔ (دیکھو عربوں کے حالات اسلام سے پہلے اور پیچھے) اور ہر تائب کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول کرنے والا اور اس کی توبہ پر رحم کرنے والا ہے۔ (تصدیق برائین احمدیہ ص ۲۶۳)

۷۲۔ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ

مَتَابًا ۝

جو کوئی بدی کو چھوڑ کر بھلے کاموں کی طرف متوجہ ہوا وہی اللہ تعالیٰ کی طرف پسندیدہ طور سے جھکا (تصدیق برائین احمدیہ ص ۲۶۳)



۴۳- وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا

بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۝ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ

رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ۝

لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ، کبھی موجود نہیں ہوتے دھوکے کی بات میں۔ نہ خود کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

وہی رحمان کے فرماں بردار بندے ہیں جو دھوکے کے پاس بھی نہیں جاتے اور جب کبھی کسی یہودہ کام کے پاس سے بھی گزرتے ہیں تو اس طرح گزرتے ہیں کہ مہلایوں کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہیں۔ وہی جن کو کبھی الہی نشان دکھائے گئے تو اس نشان پر اندھے اور بہرے کی طرح ٹھوکر نہیں کھاتے۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۳)

۴۵- وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا

وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝

وہی جو دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارے ساتھیوں (سپاہیوں یا اور دوست) اور ہماری

اولاد سے ہمیں آرام دے۔ وہ ہماری آنکھوں کا نور ہوں جو دل کے سرور کا نشان ہے۔ اور دعا مانگتے ہیں کہ ہم سچے فرماں برداروں کے واسطے آئندہ کیلئے نمونے ہوں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۳-۲۶۴)

۴۶- أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ

فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۝ خُلِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ

مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝

وہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے نیک اعمال کا بدلہ بڑے بلند مقامات کو پا کر وہاں نئی زندگی

اور پوری سلامتی پائیں گے۔ اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ تاسخ سے بچ کر وہاں ہی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے

واہ وہ کیسے آرام کی جگہ اور رہنے کا مقام ہے۔ (تصدیق برائین احمدیہ ص ۲۶۴)

۷۸۔ قُلْ مَا يَعْْبُوْا بِكُمْ ذِيْنَ لَوْلَادُ عَاوُكُمۡ فَقَدْ

كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِرَآءِكُمْ

او مخاطب کہہ دے۔ میرے رب کو تمہارے ہلاک و تباہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر تمہاری بت پرستی نہ ہوتی مگر تم تو راستی کو جھٹلا چکے۔ پس نافرمانی کا لازمی وبال تم پر ضرور آنے والا ہے۔ (تصدیق برائین احمدیہ ص ۲۶۴)

اس میں بتایا ہے کہ رحمان کے پیارے۔ رحمان کے پرستار کون ہیں؟ دیکھو۔ اس وقت تم بیٹھے ہو۔ سب کی آوازوں میں اختلاف۔ لباسوں میں اختلاف۔ مکانات میں مختلف صحبتوں میں اختلاف۔ مذاقوں میں مختلف غرض اختلاف ایک فطری امر ہے۔ اب خدا ہی کا فضل ہے۔ کہ تم ایک وحدت کے نیچے آ گئے۔ میں کبھی گھبرایا نہیں کرتا۔ کہ فلاں شخص کو کیوں بہلا خیال نہیں۔ کیونکہ میرے مولیٰ کا ارشاد ہے۔ لَا يَزَالُ لَوْنٌ مُّخْتَلِفِينَ اَلَا مَن تَحْمَدُكَ (ص ۱۱۹-۱۲۰) پس جس پر فضل ہوا۔ وہ اختلاف سے نکل کر وحدت ارادی کے نیچے آ جائے گا۔

اس رکوع میں ان باتوں کی طرف متوجہ کیا ہے جن پر چل کر انسان اختلاف سے بچ سکتا ہے گالی کا جواب گالی۔ یہ جواں مردی کی بات نہیں۔ جو ایک گالی پر صبر نہیں کرتا۔ اسے آخر پھر تنو گالیوں پر صبر کرنا پڑتا ہے۔ اختلاف تو بے شک ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہماری فطرتوں میں اختلاف ہے۔ مگر عباد الرحمن کا طریق یہ ہے کہ وہ دنیا میں اپنی روش سکینت و وقار کی رکھتے۔ تکبر، تجبر و عصیان سے کام نہیں لیتے ہیں۔ بھاری بھر کم رہتے ہیں۔ وہ ہر معاملہ میں صبر۔ عاقبت اندیشی سے کام لیتے ہیں۔ کیونکہ مختلفوں سے بچنے کی راہ صبر ہے۔ میرا ایک استاد تھا۔ اس نے مجھے نصیحت کی کہ دنیا میں سکھی رہنا چاہتے ہو تو اپنے تئیں ایسا نہ بناؤ کہ اپنے خلاف ہونے سے گھبراجاؤ اور دوسروں سے لڑنے لگو۔

رحمان کے پرستار رحمان کے پیارے وہ ہیں جو سخت بات سُننے پر سلامتی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں دوئم وہ رات عبادت میں گزار دیتے ہیں۔ کبھی کھڑے ہو کر جناب الہی کو راضی کرتے ہیں۔ کبھی سجدہ میں پڑ کر۔ سوئم راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگتے ہیں۔ اپنے مولیٰ کے آگے گڑ گڑاتے ہیں۔ چہارم۔ وہ ان لوگوں کی طرح نہیں جو دھیرے مانتے لگنے پر جھٹ نا جائز جگہ پر خرچ کر دیتے ہیں۔ بلکہ سوچ سمجھ کر

ضرورتِ حقہ پر درمیانی راہ اختیار کرتے ہیں۔ پنجم۔ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں جانتے اور اپنے تئیں ہلاکت میں نہیں ڈالتے۔ اور نہ قتل کرتے ہیں۔ نہ زنا کرتے ہیں۔ کیونکہ جو ایسا کرتا ہے وہ سزا پاتا ہے۔ رحمان کے پیارے تو ایسے افعالِ شنیعہ سے بچتے رہتے ہیں اور سنوار ملے کاموں میں اپنا وقت خرچ کرتے ہیں۔

(الفضل ۹ جولائی ۱۹۱۳ء ص ۱۵)

## سُورَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

سورۃ شعراء وغیرہ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ان قصص کا بیان ہے۔ جن میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کے دشمنوں کے مقابلوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور مخالفوں کی بے وجہ تکذیب کا آخری نتیجہ اور دائمی ثمر بتایا جاتا ہے اور پھر آخر میں ہر قصہ کے یوں کہا جاتا ہے۔  
 اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَّمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (الشُّعَرَاءُ: ۹۰)  
 اسی سورۃ میں حضرت نوح علیہ السلام کے اعداء نے جب حضرت نوح علیہ السلام کو یہ کہہ کر وعظ سے روکا۔

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يَنُوحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ۔ (الشُّعَرَاءُ: ۱۱۷)

اگر تو اس منادی سے اے نوح نہ رکا تو تجھ پر پھتراؤ کیا جائے گا۔

اس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے بھی فرمایا اور اس طرح دعا کی۔

رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذٰبُوْنَ۔ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِيْ وَمَنْ

مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الشُّعَرَاءُ: ۱۱۸، ۱۱۹) اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ تو میرے

اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ والے ایمان والوں کو بچالے۔

پھر جو نتیجہ نکلا اس کا بیان ہے۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلِّ الْمَشْحُوْنِ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدَ الْبَقِيْنَ

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً (الشُّعَرَاءُ: ۱۲۰ تا ۱۲۲) پھر بچا لیا ہم نے اسے اور اس کے ساتھ والوں

کو بھری کشتی میں اور غرق کر دیا اس کے پیچھے سب کو۔ لاریب اس قصہ میں ایک نشان معجزہ ہے

اسی طرح اس سورۃ شعراء میں قوم عاد کا جناب ہود علیہ السلام سے مقابلہ اور قوم ہود

کا حضرت صالح علیہ السلام سے جھگڑا اور قوم لوط کا جناب لوط علیہ السلام کے مواعظ حسنہ پر کان

نہ دھرنا ایسی ہی طرز سے بیان ہوتا ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۴ و ص ۱۵)

۴۱۲۔ طَسَمَ ۞ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۞ لَعَلَّكَ  
بِإِخْمِ نَفْسِكَ لَا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۞

الْمُبِينِ : کھول کر سنانے والی۔  
الَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ : کیا تو ہلکا کر دے گا اپنی جان ۔ کہ یہ لوگ شریر ایمان نہیں لاتے  
(ضمیمہ اخبار بدیع قلیاں ۱۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۔ إِنْ نَشَأْ نُزِّلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ آيَةٌ فَظَلَلَتْ  
أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَا خَاضِعِينَ ۞

أَعْنَاقُهُمْ : جماعت کی جماعت (تسبیح الافغان جلد ۸ ص ۹۷)

۶۔ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَنِ مُخَدَّثٍ  
إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ۞

مُخَدَّثٍ : نئے پیرائے والا۔ بات تو وہی ہوتی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۷۔ فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا يَهِيمُ

يَسْتَهْزِءُونَ ۞  
سو جھٹلا چکے۔ اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر ٹھٹھے کرتے تھے۔  
(فصل الخطاب حصہ اول ص ۷۲)

يَسْتَهْزِءُونَ : جسے خفیف گردانتے ہیں (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۸۔ ۹۔ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمَا أَنْبَأْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ

ذَوِجِ كَرِيمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةًۭ ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

مُؤْمِنِيْنَ ۝

کیا نہیں دیکھتے زمین کو کتنی آگائیں ہم نے اس میں ہر بھانت بھانت چیزیں۔ اس میں البتہ نشان ہیں اور وہ بہت لوگ نہیں مانتے۔  
(فصل الخطاب حصہ اول ص ۷۲)

۱۱۔ وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰى اِنِّ اَنْتَ الْقَوْمَ

الظٰلِمِيْنَ ۝

نَادٰى : آواز دی

الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ : ”قومِ فرعون“ اس کا بیان کیا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

نَادٰى رَبُّكَ : الہام بلند آواز سے بھی ہوتا ہے۔ (تشیذ الافعال جلد ۸ ص ۹ ص ۴۷)

۱۳۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّكْذِبُوْنَ ۝

رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ : اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کو خود اپنے طور پر کوئی خواہش نہ تھی کہ میں نبی بنوں۔ جس قدر لوگ خواہشوں کے گرویدہ ہیں۔ وہ اکثر ناکام رہتے ہیں۔ فضل انہی پر ہوتا ہے جو خود خواہش نہیں کرتے۔ خدا کے فضل پر مجرب نہ کرتے ہیں۔ ایک اور نکتہ قابلِ یادداشت ہے۔ کہ دعا قرآن میں یَا رَبِّ سے شروع ہوتی ہے یا اَللّٰهُمَّ سے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ وَلَهُمْ عَلٰی ذَنْبٍۭ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنَ ۝

وَلَهُمْ عَلٰی ذَنْبٍ : یعنی اے مولیٰ۔ تیرا تو مجرم نہیں۔ مگر ان کے زعم میں ان کا ایک گناہ میرے ذمے ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۶۔ قَالَ کَلَّاؕ فَاِذَا هَبَّۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝



فَلَاذْهَبًا: اس کے معنی ہیں جاؤ۔ جاؤ۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے۔ صرف موسیٰؑ نے جا کر کلام کیا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۷۔ فَاتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ

الْعَلَمِيْنَ ﴿۱۷﴾

پس جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم پیغام لائے ہیں جہاں کے صاحب کاکہ بھیج دے ہمارے ساتھ  
بنی اسرائیل کو۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۵۶)

اِنَّا رَسُوْلُ: اِنَّا جمع ہے رَسُوْل واحد۔ صرّی نحوی تو اعتراض ہی کریں۔ خدا کا کلام ہے  
(تشیذ الافان جلد ۹ ص ۴۷)

۲۱، ۲۰۔ وَفَعَلْتَ فَعَلْتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنْ

الْكُفْرَيْنِ ﴿۲۱﴾ فَقَالَ فَعَلْتُهَا اِذَا وَاَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ﴿۲۰﴾

الَّتِي فَعَلْتَ: ایک شاہی خاندان کے آدمی کی موت کی طرف اشارہ ہے۔  
وَاَنَا مِنَ الضَّالِّينَ: فرمایا۔ بیشک میں نے ایسا کیا اور میں محبت کرنے والا ہوں۔ یعنی  
جیسے تم کو حُبِ قومی ہے۔ مجھے بھی ہے۔ مجھے بھی اپنی قوم کو تکلیف میں دیکھا نہیں جاتا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

الضَّالِّينَ: قومی جوش۔ قومی حمیت میں تھا۔ (تشیذ الافان جلد ۹ ص ۴۷)

۲۳۔ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَدْتُ بِنِيَّ

اِسْرَآئِيْلَ ﴿۲۳﴾

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ: حضرت موسیٰ علیہ السلام شرم دلاتے ہیں کہ واقعی بڑا تم نے احسان کیا  
ہے۔ کہ ساری قوم کو غلام بنارکھا ہے۔ اور ایک آدمی کو پرورش کیا۔ تو بادشاہ ہو کر اس کا احسان جتا  
ہو۔ یہ معنی مجھے پسند نہیں۔ کہ حضرت موسیٰؑ نے اس احسان کا اقرار کر لیا۔ فرعون اسکا جواب نہ دے سکا

اس لئے اور بات شروع کر دی اور پھر کبھی یہ احسان نہیں بتایا۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے شرم دلائی۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

## ۲۶۔ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ﴿۲۶﴾

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ : ایک گروہ ہے۔ جو خدا کو صرف علتِ سبب سمجھتا ہے۔ اور اسے موصوف قرار نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ فرعونؑ حضرت موسیٰؑ کے رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (آیت ۲۵) پر ہنسی اڑاتا ہے۔ مگر حضرت موسیٰؑ اپنی بات پر قائم رہے۔ اور رَبُّكُمْ ذَرْبُ آبَائِكُمْ (آیت ۲۶) پھر رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (آیت ۲۷) فرما کر اس کے افعالِ قدرت کا ذکر کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

## ۳۰۔ قَالَ لَئِنْ اتَّخَذَتِ الْهَآغِیْرِیْ لَا جَعَلَ لَكَ مِنْ

### الْمَسْجُوْنِیْنَ ﴿۳۰﴾

الْهَآغِیْرِیْ : مشرک قومیں بادشاہ کو بھی معبود قرار دیتی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

## ۳۳، ۳۴۔ فَأَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴿۳۳﴾

## وَنَزَعْنَا يَدَہٗ فَإِذَا هِيَ بَیْضَاءُ لِلنَّظِیْرِیْنَ ﴿۳۴﴾

فَأَلْقِ عَصَاكَ : حضرت موسیٰؑ علیہ السلام نے بتایا کہ خدا نے میرے عصا میں طاقت رکھی ہے کہ وہ تیرے ہاتھ میں سانپ ہو جاوے گا۔

بَیْضَاءُ لِلنَّظِیْرِیْنَ : اور میرے ہاتھ میں ایسی روشنی تعلیم ہے کہ وہ ظلمات کو دور کر دیگی

(ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

## ۳۵، ۳۶۔ قَالَ لِمَلَا حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا السَّحَرُ عَلَیْہُمْ ﴿۳۵﴾

يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ \*  
فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿۳۱﴾

لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ، ہر ایک و ہر ایک علوم کا ماہر چالاک شخص  
فَمَاذَا تَأْمُرُونَ، اپنے ماتحتوں سے اس طرز کا کلام شرافت ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۳۔ قَالَ نَعْمَ وَلَا نَكْفُرُ اذْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿۳۲﴾

لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ، یعنی اپنے مصاحب بنالوں کا۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۱، ۵۲۔ قَالَ اَمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ اَنْ اُذِنَ لَكُمْ،

اِنَّهُ لَكَيْفَرُكُمْ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ، فَلَسَوْفَ

تَعْلَمُوْنَ هَ لَا قُطِعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاُجْلَعَكُمْ مِّنْ

خِلَافٍ وَّلَا وَصَلِبَتَكُمْ اَجْمَعِينَ ﴿۳۳﴾ قَالُوا لَا ضَيْرَ

اِنَّا اِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ﴿۳۴﴾

مِّنْ خِلَافٍ، خلاف ورزی کے سبب

لَا وَصَلِبَتَكُمْ، صلیب پر چڑھاؤں گا تاکہ عام طور پر شہر ہو جاوے۔

قَالُوا لَا ضَيْرَ، دیکھو ایمانی قوت۔ یا تو وہی ساحر اُٹھ لے لے لے لے اور بعد

فِرْعَوْنَ (اشعرا، ۲۵) کہہ رہے تھے۔ یا اب فرعون کی دھمکی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ وَاَوْحَيْنَا اِلَىٰ مُوسٰى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِي اِنَّكُمْ

مُتَّبِعُونَ ﴿۳۵﴾

انبیاء علیہم السلام کا بھروسہ اپنے جتن پر نہیں ہوتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ اس بات کا شاہد ہے کہ آپ فرعون ایسے عظیم الشان بادشاہ کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہوئے۔  
 اَنْتُمْ مُتَّبِعُونَ، یہ نبی کریم کو سنایا ہے۔ کہ آپ بھی اور آپ کے ساتھ والے مکہ سے چل دو۔ تہلہ بھی پیچھا کیا جاوے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دشمنوں نے پیچھا کیا مگر ان کا حشر فرعون کی مانند ہوا۔ راستبازوں کی عدالت کبھی نیک نتیجہ نہیں لاتی یہاں تک کہ انکی اولاد میں بھی نیک نتیجہ نہیں نکلتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا يَخَافُ عُقْبَاهَا (الشمس: ۱۶)  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۵۔ اِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿۵۵﴾

شِرْذِمَةٌ، جماعت

قَلِيلُونَ، خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أَلُوفٌ (بقرہ: ۲۴۴)  
 کئی ہزار تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۰۱۵۶۔ وَانْتَهَمْنَا لِنَاغَايَظُوكَ ﴿۵۶﴾ وَانَّا لَجَمِيعٌ

حٰذِرُونَ ﴿۵۷﴾ فَاَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّتِ وَعُيُونٍ ﴿۵۸﴾ وَكُنُوزٍ

وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿۵۹﴾ كَذٰلِكَ، وَاَوْرَثْنَاهَا بَنِي

اِسْرَآءِيْلَ ﴿۶۰﴾

حٰذِرُونَ، چوکس۔ باساز و سامان

وَاَوْرَثْنَاهَا بَنِي اِسْرَآءِيْلَ، دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ نے اپنی جماعت کو جب ایک علاقہ میں فتح کیلئے جانے کو کہا تو انہوں نے جواب دیا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا (المائدہ: ۲۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت رنج ہوا۔ تو دعا کی۔ فَاَفْدَقُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ (المائدہ: ۲۶) جس کی وجہ سے چالیس سال جنگل میں سرگرداں رہے پھر تاریخ شہادت نہیں دیتی کہ بنی اسرائیل مصر کے مالک ہوئے۔ پس مراد یہ ہے۔ کہ ملک مصر کی مثل دے گئے گویا ضمیر مثل کی طرف پھیری گئی۔ جیسے اَخَذْتُ دِرْهَمًا وَاِنْصَفْتُ مِنْهُ لِيَّ وَدِرْهَمًا

لیا حالانکہ وہ نصف اسی درہم کا نہیں بلکہ دوسرے درہم کا نصف ہے جو اس پہلے کی مثل ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۳۶۲ فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَمْعُ قَالَ أَصْحَبُ مُوسَى  
إِنَّا لَمَذْرُكُونَ ﴿۳۷﴾ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي

سَيَهْدِينِ ﴿۳۸﴾

تَرَاءَ الْجَمْعُ : یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رُؤیت اور چیز ہے اور اوراک  
اور (إِنَّا لَمَذْرُكُونَ)

سَيَهْدِينِ : میرا رب مجھے کوئی راہ غلطی کی بتا دیگا۔

یہاں ایک صوفیانہ نکتہ ہے کہ ابوبکر صدیق نے بھی جب غار میں إِنَّا لَمَذْرُكُونَ کہا تو  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا (توبہ : ۴۰) اور حضرت موسیٰؑ إِنَّ مَعِيَ  
رَبِّي کہتے ہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۴ - فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ اضْرِبْ بِعَصَاكَ

الْبَحْرَ، فَاَنْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ﴿۳۹﴾

اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ : ایک مقام پر اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ (بقرہ : ۶۱)  
کی وحی ہوئی۔ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اپنے عصا کو بحیرہ یا حجر پر مارو۔ اور ایک ترجمہ یوں کرتے  
ہیں۔ اپنی جماعت کو سمندر میں سے لے چل۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا فَاضْرِبْ لَهُم مَّطَرِيقًا  
فِي الْبَحْرِ يَبَسًا (طہ : ۷۸) ان کیلئے ایک راستہ خشک پڑا ہے۔ وہاں سے نکال لے جاؤ۔  
فَاَنْفَلَقَ : یعنی وہاں دیرپا پھٹا پڑا ہے۔ خشک ہو چکا تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

یہ کہ رات کو لے چل۔ میرے بندوں کو۔ پھر چل ان کیلئے ایک خشک راہ پر جو دریا میں بہے بہت  
ڈریو کسی کے احاطہ سے اور نہ کسی قسم کا خوف کرنا۔ چل اپنی فرماں بردار جماعت کیساتھ اس بحر میں پس وہ کھلتا تھا

اور ہر ایک ٹکڑا تھا۔ جیسے بڑے ریتے کا ٹیلہ۔

اضْرِبْ يَعْصَاكَ كَـبِدَ سُوْرِهِ طُـلُـهٖ مِیْنِ اَشْرِیْعِبِلْدُوْیْ اور فَاضْرِبْ لَـهٖمُ طَرِیْقًا پس معنے ہوئے۔ لیجا جماعت فرماں بردار کو یا جاساتہ جماعت اسلام کے بحر میں جو خشک پڑا ہے پھر بچایا تم کو اور غرق کر دیا فرعون یوں کو تمہارے دیکھتے۔ (نور الدین طبع سوم ص ۱۵۷)

۶۶ تا ۶۸۔ وَ اَنْجَيْنَا مُوْسٰی وَ مَنْ مَّعَهٗ اَجْمَعِیْنَ ﴿۶۶﴾

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً

وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۶۸﴾

اور بچا دیا ہم نے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اُس کے ساتھ سارے۔ پھر ڈوبایا ان دوسروں کو البتہ اس میں ایک نشانی ہے اور نہیں وہ بہت لوگ ماننے والے۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۷۲)

۷۰ تا ۷۲۔ وَ اٰتٰی عَلَیْهِمْ نَبَاً اٰیْزِیْمًا ﴿۷۰﴾ قَالَ

لَا یَبِیْـُٔهُ وَ قَوْمُهٗ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْٓا نَحْبُدُ اَصْنَامًا

فَنَظَّلْ لَہَا غُرَفِیْنَ ﴿۷۲﴾

ابراہیم علیہ السلام کی وہ خبر ان پر پڑھ کر سنا۔ جب اس نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو کہا کہ تم لوگ کس کی پرستش کرتے ہو۔ ابراہیمؑ کے باپ اور قوم نے جواب دیا کہ ہم تو بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور انہیں کے پاس بیٹھ رہتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۹)

ابراہیم علیہ السلام کی اولاد دو بیویوں سے تھی۔ ایک بیوی مع اولاد عرب میں مقیم ہوئی۔ چونکہ وہ مورثِ اعلیٰ تھے۔ اس لئے ان کا واقعہ اہل عرب کو خصوصیت سے سنایا جاتا ہے۔

لَا یَبِیْـُٔہٖ : اپنے ایک بزرگ کو معلوم ہوتا ہے کہ والد اور تھا۔ جیسی اَب کے ساتھ آذر آیا ہے۔ دوّم بڑھاپے میں والد کے لئے دعا کی اور اَب کے لئے دعا سے منع کئے گئے۔ چنانچہ تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس



کا نام مارا تھا۔  
(ضمیمہ اخبار بدعتیادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۵ تا ۴۳۔ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝

اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا  
اَبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝

ابراہیمؑ نے کہا۔ کیا یہ بُت تمہاری بکار کو سنتے ہیں یا کیا تم کو نفع دیتے ہیں یا تم کو کوئی دُکھ دیتے ہیں؟ بُت پرستوں نے جواب دیا۔ ہم بُت پرستی کی دلیل تو نہیں رکھتے۔ مگر ہم نے اپنے ہندوؤں کو پایا ہے۔ کہ وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۹)

وَجَدْنَا اَبَاءَنَا تَعْبَجُ ہے کہ لوگ دنیا کے معاملات میں توجہت پسندی میں مگر دین کے بارے میں وَجَدْنَا اَبَاءَنَا کہہ دیتے ہیں۔ کیا لوگ ریلوں اور سٹیروں میں سوار نہیں ہوتے۔ حالانکہ ان کے باپ دادا نہیں ہوئے۔ یہ محض حیلہ سازیاں ہیں جو مشرکین اللہ کی عبادت نہ کرنے کے لئے کیا کرتے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۶ تا ۴۸۔ قَالَ اَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ اَنْتُمْ

وَاَبَاؤُكُمْ الْاَقْدَمُونَ ۝ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ اِلَّا رَبُّ

الْعٰلَمِیْنَ ۝

تب ابراہیمؑ نے جواب میں کہا۔ سنو۔ تم بُت پرستی کے معتقد تو کہا کرتے ہو کہ جن کی پرستش ہم کرتے ہیں۔ اگر ہم چھوٹ بیٹھیں تو شاید ہمیں دُکھ دیں۔ سنو جن لوگوں کی تم نے اور تمہارے باپ دادا نے پرستش کی وہ سب کے سب۔ مجھے بُرے لگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ رب العالمین کے سوا کوئی بھی مجھے پیارا نہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۹)

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اعلان کر دیا کہ یہ بُت میرے دشمن ہیں

اگر ضرر پہنچا سکتے ہیں تو سب سے پہلے پہنچائیں گے۔ مگر ایسا ہرگز نہ ہوا۔  
(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۲ جولائی ۱۹۱۰ء)

۸۲ تا ۷۹ - الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يُهْدِينِي وَالَّذِي

هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي ۖ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ

يَشْفِينِي ۖ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِي ۖ

وہی رب جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی میرا رہنما۔ اور مجھے منزل مقصود تک پہنچانے والا۔ وہی جو مجھے کھانا دیتا ہے اور پانی پلاتا ہے۔ اور جب کبھی اپنی غلطی سے بیمار ہوتا ہوں تو فضل سے شفا بخشتا ہے۔ وہی جو مجھے طے اور پھر جلادے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۹۱)

فَهُوَ يُهْدِينِي : جب ہم ایک انسان کی رضامندی کی راہ دریافت نہیں کر سکتے۔ تو اس وراء الراء ذات کی راہ سوا کسی کے بتانے کے کس طرح معلوم کر سکتے ہیں۔

وَإِذَا مَرِضْتُ : ایک عجیب نکتہ یہ ہے۔ کہ مرض کو اپنی طرف منسوب کیا ہے یَحْمِضُنِي نہیں فرمایا۔ کیونکہ دکھ خدا کی طرف سے کبھی نہیں آتا۔ جب تک انسان کوئی کمزوری نہ کمالے۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۲ جولائی ۱۹۱۰ء)

۸۳ تا ۸۷ - وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ

الذِّينِ ۖ رَبِّ حَبِّ لِي حُكْمًا ۖ وَالْحَقِّنِي

بِالصَّالِحِينَ ۖ وَاجْعَلْ لِي رَسُولًا مِّنْ ذِي

الْأَخْرِينَ ۖ وَاجْعَلْنِي مِّنْ ذُرِّيَةِ الْجَنَّةِ النَّاصِيَةِ ۖ

وَاعْفِرْ لَأَيِّ رَأْسٍ كَانَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۖ

وہی جس پر مجھے امید ہے۔ کہ بُرے اعمال کی سزا اور نیک اعمال کی جزا کے وقت مجھے معافی دے گا۔ اے میرے رب مجھے سمجھ عطا کر اور بھلے لوگوں کے ساتھ رکھ۔ اور مجھے اپنے

انعام والی جنت کا وارث کر اور میرے باپ پر غفور۔ وہ تو بھولا اور بہک گیا۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۷۱)

حُكْمًا، وہ مضبوط راہ جس کی خلاف ورزی پھر نہ ہو سکے

برہموازم والے اپنے لٹے ایک بات اختیار کرتے ہیں۔ تجربہ سے مفید ثابت نہیں ہوتی۔ تو وہ چھوڑ دیتے ہیں۔ خدا کی باتیں ایسی نہیں ہوتیں۔

لِسَانَ صِدْقٍ : بڑے بڑے علوم پھیلیں گے۔ ترقیاں ہوں گی۔ اپنی میری زبان ایسی پختہ ہو کہ اس کے خلاف کبھی کچھ ثابت نہ ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰ جولائی ۱۹۱۰ء)

۸۸ تا ۹۱۔ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿۸۸﴾

لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿۸۹﴾ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ

سَلِيمٍ ﴿۹۰﴾ أَرْزِلْتِ الْجَنَّةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۹۱﴾

اور مجھے قیامت میں ذلیل نہ کر۔ قیامت کا وہ دن ہے جس میں مال اور اولاد کام نہ آئے مگر وہی نجات پاوے جو اللہ تعالیٰ کے پاس سلامت والے دل کے ساتھ آیا۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۹۱-۲۹۲)

۱۰۰۔ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿۱۰۰﴾

اور ہم کو راہ سے بھلایا ان گنہ گاروں نے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۹)

الْمُجْرِمُونَ : خدا سے قطع تعلق کرنے والے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۱۲-۱۱۳۔ قَالُوا أَنْتُمْ مِنْ لَدُنْكَ وَاتَّبَعْتَكَ أَكْذَابُكُمْ ﴿۱۱۲﴾

قَالَ وَمَا عَلِمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۱۳﴾

حضرت نوح علیہ السلام کا ملک و جہ فرات (کے علاقہ) میں تھا۔ وہاں کے رہنے والے بڑے عیش میں تھے

جیسے کہ آجکل یورپ و امریکہ کا حال ہے۔ ان کی دولت مندی کا یہ حال ہے کہ سنگھ در سنگھ تک کوئی چیز نہیں۔ اور عرب میں تو ۱-۱۰-۱۰۰-۱۰۰۰ تک ہے۔ حضرت مسیحؑ نے کہا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزرنے آسان ہے۔ پر دولت مند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی واسطے انبیاء کے شعبیں غریب لوگ ہوتے ہیں اور نادان اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت نوحؑ کو بھی کہا وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَالُونَ۔

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ، حضرت نوحؑ سمجھاتے ہیں کہ ان غریبوں نے کوئی ایسا عمل کیا جس سے ان کو نبی کی متابعت کی سعادت حاصل ہوئی اور تم نے کوئی ایسا عمل کیا جس کی وجہ سے خدا نے تمہیں یہ توفیق نہ بخشی اور تم منکران رسالت سے ہو گئے۔

انسان کا سلسلہ اعمال چلتا ہے اور اس سلسلہ کے مطابق اعمال کا پھل انسان کو ملتا ہے۔  
خشتِ اول چوں نہد معمارِ کج      تا ثریا می رَوَد دیوارِ کج  
اسی واسطے یہ دعا ہر خطبہ جمعہ میں پڑھی جاتی ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهِ وَنَفْسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا کہ ہمیں اعمال کے بد نتائج سے محفوظ رکھ۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

## ۱۱۸۔ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذِبُوْنَۙ

رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ : یہ لتکوننت من المذنبین (اشعرلو، ۱۱۷) کے مقابلہ میں انبیاء کا ہتھیار ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

## ۱۲۷۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْنَۙ

وَاَطِيعُوْنَ : جو لوگ نبیوں کی اطاعت کے منکر ہیں۔ وہ غور کریں یہاں تو رسول بمعنی کتاب اللہ نہیں ہو سکتا۔

## ۱۲۹، ۱۳۰۔ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْحٍ اَیَّةً تَعْبَثُوْنَۙ

## وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَۙ

اَتَّبِعُونَ ، وہ قوم اسٹیج اور عالی شان مکان بناتی تھی۔

رِیْعَ : شرف (اوپر کی جگہ) طریق (رستہ) منظر (عمدہ نظارہ کی جگہ)  
مَصَانِعَ : جمع مَصْنَعِ جس کے معنی مکین اعلیٰ کوٹھیاں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۴۰ تا ۱۳۸۔ اِنَّ هٰذَا الَّذِیْ اَخْلَقَ الْاَوَّلَیْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَ مَا نَحْنُ

بِمُعَدِّیْنَ ﴿۱۳۹﴾ فَكَذَّبُوهُ فَاهْلَاكْنٰهُمْۚ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ  
لَآیَةًۭ ۚ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴۰﴾

خَلَقَ الْاَوَّلَیْنَ : اولاد فیشن باتیں ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)  
فَكَذَّبُوهُ فَاهْلَاكْنٰهُمْ : پھر اس کو جھٹلاتے لگے تو ہم نے ان کو کھپا دیا۔ اس بات  
میں البتہ نشانی ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۷۲)

۱۵۴ تا ۱۴۹۔ وَ ذُرُوْعٌ وَ نَخْلٌ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ﴿۱۴۹﴾

وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوتًا فَرِیْدِیْنَ ﴿۱۵۰﴾ فَاتَّقُوا  
اللّٰهَ وَ اطِيعُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَ لَا تُطِيعُوْا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۵۲﴾  
الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ قَالُوْا اِنَّمَا  
اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۵۴﴾

هَضِیْمٌ : خوب پکا ہوا۔

(تشیخ الاذقان جلد ۸ ص ۹۷)

الْمُسَحَّرِیْنَ : کھاؤ پیو

وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوتًا : پہاڑوں پر کوٹھیاں بناتے ہیں۔

اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ : یعنی تو بھی کھانے پینے کا محتاج ہے۔ ۲۔ تم پر کوئی جادو

کر گیا۔ ۳۔ تو جادو یا گیا ہے تقریر لطیف کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیہ جلد ۱۴، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۵۹۔ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ دَرَانٍ فِي ذَلِكَ لَأَيَّةٌ ۝

مَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

پس لے لیا ان کو عذاب نے۔ اس بات میں البتہ نشانی ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۷۷)

۱۶۱۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالْمُرْسَلِينَ ۝

چار چیزیں بڑی نقصان دہ ہیں۔ ۱۔ غضب جس سے بولتے وقت ہوش و حواس باطل ہو جاتے ہیں۔ اس کے پانچ علاج ہیں۔ ۱۔ چلتا ہوا ٹھہر جائے ۲۔ ٹھہرا ہوا بیٹھ جاوے ۳۔ بیٹھا ہوا لیٹ جائے ۴۔ لاجول پڑے ۵۔ بائیں متھوک دیوے۔ ٹھنڈا پانی پی لے۔

۲۔ شہوت۔ اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ۔ شہوت نے بہت سی مخلوق کو لادریہ میں ڈالا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لِيَ الْجَنَّةَ وہ چیز جو دو جبروں کے درمیان ہے اور جو دو رانوں کے درمیان ہے۔ اگر تم ان پر قابو پاؤ۔ تو میں تمہارے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہوں۔

جو لوگ شہوت کا خیال رکھتے ہیں۔ وہ جریاں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ نظر۔ حافظہ۔ دل کا حوصلہ تمام طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ یہ شہوانی نظر کا نقصان ہے۔ جو اس سے آگے بڑھے۔ وہ سوناک اور آتشک میں گرفتار ہوتے ہیں۔

۳۔ حرص و طمع دنیوی۔ اس میں نہ حلال کو دیکھتے ہیں نہ حرام کو۔ نہ دیانت۔ نہ امانت۔ اپنے لئے سب کچھ حلال ہے۔ دوسروں کو اس کا حق دینا بھی بارِ خاطر۔

۴۔ کسل و کاہلی۔ مسلمانوں میں یہ مرض آجکل بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔ نماز میں ایم حزم کا مذہب یہ ہے کہ وہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَاَنْکَسَلِ کو فرض سمجھتے تھے۔ عجز کے معنی ہیں اسباب کا جمع نہ ہونا۔ کسل اسبابِ ہمیشہ سے کام نہ لینا۔

۵۔ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ (مومن ۸۴) دوسرے کی تحقیر اور اپنے میں بہت کچھ سمجھنا اور اپنے علم پر نازاں ہونا۔



ان رکوعوں (۱۰، ۹) میں انہی باتوں کا ذکر ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۶۸۔ فَالْوَالِینَ لَمْ تَنْتَهِ یَلُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ

الْمُخْرَجِینَ ﴿۳۸﴾

لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِینَ، جب ناصح نے بیجا شہوت سے روکا۔ تو غضب میں آئے یہ دسرا جرم ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۷۷۔ كَذَّبَ اصْحٰبُ نَعِیْكَ الْمُرْسَلِینَ ﴿۳۹﴾

اصْحٰبُ نَعِیْكَ، اُنکے ندی کو کہتے ہیں۔ جو بہتی ہو۔ بن بھی ترجمہ کیا ہے۔

۱۸۲۔ اَوْفُوا الْوَعْدَ لَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِینَ ﴿۴۰﴾

۱۸۳۔ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ اِسْمُ الْمُسْتَقِیْمِ ﴿۴۱﴾

یہ حرص و طمع دنیوی کے چھوڑنے کا وعظ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۹۴، ۱۹۵۔ نَزَلَ بِهٖ الرُّوْحُ الْاَرْمِیْنُ ﴿۴۲﴾ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ

مِنَ الْمُنْذِرِینَ ﴿۴۳﴾

۱۹۴، ۱۹۵۔ اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہو ڈر سنانے والا۔  
(فصل الخطاب حصہ اول ص ۷۳)

۱۹۶، ۱۹۷۔ بِلِسَانٍ عَرَبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِنَّهٗ لَفِی زُبْرِ

الْاَوَّلِیْنَ ﴿۴۵﴾

عَرَبٍ مُّبِیْنٍ: کھول کھول کر سنانے والی۔

لَقَدْ زُيِّرَ الْأَوَّلِينَ ، دیکھو یسعیاہ کے باب ۴، ۵ کو۔

۲۱۱ تا ۲۱۳ - وَمَا تَنْزَلَتْ بِهِ الشَّيْطَانُ ۚ وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ

وَمَا يَسْتَوِيْعُونَ ۚ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعَزُؤُونَ ۚ

قرآن کریم ایسی کتاب ہے۔ کہ شہیر اس کے سننے کی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

اللہ تعالیٰ سے دور ہلاک ہونے والی خبیث روحوں کے ذریعہ یہ کلام الہی نازل نہیں ہوا۔ اور ان کے مناسب حال بھی نہیں۔ اور ایسا کلام لانے کیلئے وہ طاقت ہی نہیں رکھتے۔ بے ریب ایسا کلام سننے سے وہ الگ کئے گئے ہیں کیونکہ تمام شیطانی کاموں کا قرآن مجید میں استیصال ہے۔ بھلا شیطان اپنے پاؤں پر آپ کھڑی مارتا ہے۔ شیاطین تو ہر ایک کذاب۔ مفتری۔ بہتانی۔ بدکار پر نازل ہوا کرتے ہیں۔ (نور الدین طبع ثالث ص ۲۰)

۲۱۵ - وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۚ

مومن پر لازم ہے کہ پہلے اپنی اصلاح کرے پھر اقرباء کو سمجھائے اور ان کو سمجھانا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اقرباء کو خوب سمجھایا۔ پہلے دعوت کی۔ موقع نہ ملا تو پھر دعوت کی اور انہیں وعظ کیا۔ پھر جو کسر رہی تو پہاڑ پر چڑھ کر سب کو نام بہ نام پکارا۔ یہاں تک صبح سے لیکر عصر کی نماز کا وقت آگیا۔ عصر کے بعد کہا۔ اگر ہم کہہ دیں کہ مکر پر دشمن کا لشکر چڑھائی کرنے والا ہے تو تم میری بات کا یقین کرو گے۔ یا نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کیوں نہیں۔ کہ آپ صادق ہیں۔ اس پر آپ نے کہا اَنَا التَّائِيْدُ الْعَرِيَانُ۔ میں ڈرانے والا ہوں۔ دیکھو تم پر عذاب الہی آنیوالا ہے اپنی عاقبت کی فکر کرو۔ اپنے تئیں شیطانی اعمال سے بچالو۔

میں بھی عصر کے بعد تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے تئیں بے جا غضب۔ شہوت۔ کسل و کاہلی۔ حرص و طمع سے بچالو۔ اس وقت صحابہ رضی کی طرح تمہیں موت کا سامنا نہیں۔ بلکہ دین کی خدمت آسان ہے۔ تم قلم چلاؤ۔ تقریر کرو۔ مگر خدا کی رضامندی کیلئے۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۲۰ - وَتَقَلِّبُكَ فِي السَّجِدِينَ ﴿۲۲۰﴾

تَقَلِّبُكَ فِي السَّجِدِينَ، مسلمانوں کے گھروں میں جاتا ہے۔  
(تشمیذ الاذیان جلد ۸، ص ۹۷)

۲۲۵ - وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿۲۲۵﴾

وہ تک بند جو بہادری، مروت، تواضع، رحم کی تعریفیں کرتے ہیں۔ مگر خود اپنے اندر وہ باتیں پیدا نہیں کرتے۔ اور جس کی مذمت کرتے ہیں۔ اس سے خود بچتے نہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۲۸ - اِلَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّاٰنْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوْا

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۸﴾

مَا ظَلَمُوْا، اس وقت ہم پر یہ ظلم ہوا ہے۔ کہ اللہ پر اس کے رسول پاک پر۔ اسکی مہتر بیبیوں پر خطرناک حملے ہوتے ہیں۔ اول عیسائیوں کی طرف سے۔ پھر برہمنوں کی طرف سے۔ پھر آریوں کی طرف سے۔ انکی تردید کی جاوے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ

ان ظالموں کو پتہ لگ جائے گا کہ کیسی گردش ان پر آنے والی ہے۔

(تصدیق برائین احمدیہ ص ۲۷)

## سُورَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۲۔ طس۔ تِلْكَ آيَةُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٌ مُبِينٌ □

طس : ط کے معنے صحابہؓ نے لطیف کئے ہیں۔ اور س کے معنے سمیع۔ ابن جریر نے اسے سورہ نمل میں بیان کیا ہے۔

مُبِیْن : کھول کر ستانے والی۔  
طس : لطیف و سمیع  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۸/۲۱ جولائی ۱۹۱۰ء)  
(تشیذ اللذان جلد ۸ ص ۹)

جس قدر دنیا میں مفید اور نفع رساں باتیں ہیں۔ قرآن میں بھی ضرور ان کا شتمہ موجود ہوتا ہے۔ منجملہ ان کے حروف مقطعات کے ساتھ اختصار کلام بھی ہے۔ ہر زمانہ میں جب کسی نے کوئی اعتراض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن کریم پر کیا ہے۔ وہی بات خود اس کے اند بھی پائی گئی ہے۔ بلکہ وہ نمونہ اس سے بھی بڑھ کر یا بدتر معترض کے اند بھی پایا گیا ہے۔ آج کل طس۔ لیس۔ طہ۔ اگر وغیرہ حروف مقطعات قرآنی پر بھی اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ یہ حروف مُعْتَمَد کی طرح ہیں۔ مگر یہ اعتراض ایسے وقت میں کیا گیا ہے۔ کہ جب ساری مہذب دنیا استعمالِ مفردات میں مجبور کی گئی ہے۔ انگریز تو یہ اعتراض کر ہی نہیں سکتے۔ ان کے کارخانے۔ سامان۔ خطابات۔ امتحانات۔ اپنے ناموں وغیرہ میں استعمالِ حرفِ مفردات کا بکثرت موجود ہے۔ ایف اے۔ بی اے۔ ایم اے وغیرہ۔

آریہ کے خطوط و مکانات۔ پر الف و م و اوم لکھا جاتا ہے۔ قرآنی حروف کی تفسیر صحابہؓ نے جیسے حضرت علیؓ۔ ابن مسعودؓ۔ ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کی ہے۔ بعض تفاسیر میں بھی بہت لمبی تفسیر ان حروف کی بیان کی گئی ہے۔ غرض کہ جو مضمون کسی سورہ کی ایک فقرہ سمجھ میں نہ آئے۔ اور اس کا سمجھنا دشوار ہو تو کچھ اسماء الہیہ ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پس وہ اسماء الہیہ اس سورہ اور فقرہ کے مضمون کے سمجھنے کیلئے کلید ہوتے ہیں۔ جس کی وہ آیات مظہر ہوتی ہیں۔

ان مفردات سے بڑا کام قرآنِ حدیث۔ طب وغیرہ علوم میں لیا گیا ہے۔ جیسے قرآن میں صلی

الوصل اولی۔ وصل تقدیر وصل۔ حج جائز۔ جس وقف مخصص حدیث میں ثنا حدیثنا۔ تا۔ خبرنا۔ طبت میں مکہ من کل واحد وغیرہ۔ غرض تمام علوم عربی میں مقطعات سے کام لیا گیا ہے۔ فلس۔ طس۔ طس۔ اسم الہی لطیف اور سمیع مراد ہے۔ یعنی یہ آیات قرآن اور کتاب کھول کر سنانے والی کی ہیں۔ جو اللہ لطیف سمیع کے حضور سے نازل ہوئی۔ جیسے قرائین کے سر پر لکھا جاتا ہے اجلاس فلاں حاکم سے یہ حکم جاری ہوا ہے۔ اسی طرح اس سودہ کے سرے پر فرمایا گیا۔

### ۳۔ هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۳﴾

ہدایت اور بُشری مومنوں کیلئے ہے۔ لطافت سے ہدایت اور سمیع سے ہمدی کو بُشری ملتا ہے ہر ایک آسمانی مذہب والا اپنی کتاب کی نسبت مادی اور بُشری ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر صرف دعویٰ قابل پذیرائی نہیں ہوتا۔ جب تک ثبوت ساتھ نہ رکھتا ہو۔ ثبوت کے لئے بعض مذاہب بعد الموت کا وعدہ کرتے ہیں اور سچا مذہب وہ ہوتا ہے۔ جس کے پاس وعدہ ہی وعدہ نہ ہو بلکہ نقد ثبوت بھی موجود ہو چنانچہ مذہب اسلام اسی دنیا میں ہدایت دلے کو بُشری کا وعدہ دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہدایت بھی ہے اور جو ہدایت پر ایمان لاوے اور عمل کرے۔ اس کو بُشری بھی ہے۔ ہدایت تو ہے۔

### ۴۔ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ

### وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿۴﴾

جو مضبوط رکھیں نماز کو۔ ایک طریق ہدایت تو یہ ہے کہ عظیم الشان ذات کے سامنے خشوع خضوع قسم قسم کی نیاز مندی کا اظہار کرے عظمت و جبروت الہی کو یاد کر کے ہاتھ باندھ کر غلاموں کی طرح۔ حضور میں کھڑے ہونا۔ جھکنا۔ زمین پر گر کر پڑنا اور پھر اپنے محسن صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ دعائیں کرنا۔ یہ تو نماز ہے۔ ہاتھ پاؤں زبان ناک آنکھ کان سے اکثر کام ہوتے رہتے ہیں۔ جو بعض حال پر غلطی پر مبنی ہوتے ہیں۔ خصوصاً ناک تو ایسی چیز ہے کہ اس کے پیچھے ان سب کچھ برباد کر دیتا ہے پس بقدر طاقت ان کو ظاہری طور پر صاف کرو۔ اور باطنی پاکی اور صفائی کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اسی واسطے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعد وضو کے پڑھو اَشْهَدُ اَنْ لَا

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَخَدَّاهُ لِأَشْرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ - اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ - یہ وضو ہوا۔  
وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ : اور دیا کریں زکوٰۃ - بدنی خدمات تر کسی قدر سہل ہیں۔ مگر مال کا خرچ زیادہ مشکل ہوتا ہے ۷

گر جاں طلبی مضائقہ نیست زرمی طلبی سخن دریں است  
مگر مومن صادق کو مال کا خرچ کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ اسی واسطے اس کا نام صدقہ ہے یعنی مومن کے صدق کی علامت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اور مخلوق کی بہتری کیلئے مال خرچ کرتا ہے وَهُمْ بِالْآخِرَةِ يُوقِنُونَ : اسی پر بس نہیں بلکہ وہ جزاء و سزا پر یقین رکھتے ہیں یہ تو ہدایت ہے۔

۵۔ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ

أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ﴿۵﴾

جو لوگ جزا و سزا کو نہیں مانتے۔ ان کیلئے ہم نے انکے وہ اعمال جو ان کو کرنے چاہئیں عمدہ عمدہ پیرایوں میں خوبصورت کر کے دکھائے (یہ ہدایت نامہ ہے) مگر شریر لوگ غور سے نہیں دیکھتے اندھوں کا سا کام کرتے ہیں۔ مگر بُرے کام کو خوبصورت کر کے دکھانا شیطان کا کام ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ زَيَّنَّا لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ (نمل : ۲۴) شیطان نے انکو انکے بد اعمال خوبصورت کر کے دکھائے۔ نیک کام کا خوبصورت کر کے دکھانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَّا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَذَّاهُ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ (مجادلہ : ۸) اللہ تعالیٰ نے ہی تمہارے دلوں میں ایمان محبوب بنایا اور خوبصورت کر کے دکھایا اُس کو تمہارے دلوں میں اور ناپسند کر کے دکھایا کفر و بد عہدی۔ بے فرمانی کو۔ ایسی آیات قرآن مجید میں اور بہت ہیں جن میں صریح نغظوں میں فرمایا کہ بد اعمال شیطان خوبصورت کر کے دکھاتا ہے۔

(بدر : ۲۰ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۲)

زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ : ترجمہ جو عام طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ غلط ہے۔ صحیح معنی یہ ہیں جو کام بندوں کو کرنے چاہئیں۔ ہم نے ان کو نہایت خوبصورت کر کے پیش کیا ہے۔ مگر جیسا کہ اندھا



کسی خوبصورتی کو دیکھ نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ بھی نیک اعمال کے جہاں کو دیکھ نہیں سکتے۔ اس واسطے  
بداعمالی میں پڑے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

زَيِّنَالَهُمْ أَعْمَالَهُمْ: ہم نے تو ان کیلئے جو اعمال کرنے کے ہیں۔ بہت خوبصورت دکھائے  
ہیں۔ تاکہ ان کی طرف مشغول ہوں (تشیذ الاذیان جلد ۹ ص ۴۷)

۶- أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ

فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْخَسِرُونَ ﴿۶﴾

ان کو بڑا عذاب اور انجام کار ان کو بڑا ٹوٹا ہوگا۔ انکے لئے بُشریٰ کا کوئی حصہ نہیں۔  
(بدر ۲۰ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۲)

۸۷- وَرَأَيْكَ تَلَقَّى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ

عَلَيْهِمْ ؕ إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا،

سَأَتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ بَشِيرٍ شَهِابٍ قَبَسَ لَعَلَّكُمْ

تَصْطَلُونَ ﴿۸۷﴾

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ: یہ بیان یہ بات سمجھانے کیلئے ہے۔ کہ اے نبی تمہیں یہ قرآن۔ تیری کسی  
خواہش کے سوا یا ہے جیسا کہ موسیٰ کو پیغمبری دی۔

لِأَهْلِهِ: اپنے ساتھ ولے کو۔ اس بات میں بحث ہے کہ بیوی ساتھ تھی یا نہیں۔  
إِنِّي آنَسْتُ نَارًا: معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور نے اسے نہیں دیکھا۔

(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

وَإِنَّكَ تَلَقَّى الْقُرْآنَ: موسیٰ سے کلام ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی

(تشیذ الاذیان جلد ۹ ص ۴۷)

حضرت موسیٰؑ کے بیان میں جو یہ لکھا ہے کہ قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا أَعْلَىٰ ابْتِغَاءً مِنْهَا

بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ (القصص: ۲۸)۔ تو تو دیا گیا ہے قرآن اللہ لطیف سمیع سے جو حکیم اور

علیم بھی ہے مومنوں کی دعائیں سنتا اور اُن کے ہدایت پر چلنے کو دیکھتا اور بشری دیتا ہے۔ اس کی ایک مثال جس کا ثبوت اسی دنیا میں نقد موجود ہے۔ یہ ہے کہ اِذْ قَالَ مُوسٰی لِاٰہِلِهٖ اِنِّیْ اَنْتُمْ نَارًا۔ جب کہا موسیٰ نے اپنے ساتھیوں کو کہ میں نے آگ دیکھی ہے اور یہ نظارہ مجھے بھلا معلوم ہوتا ہے سَابِیْتُكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اَتَيْتُكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ لاؤں گا تمہارے لئے کوئی خبر یا لاؤں گا تمہارے لئے جلتا ہوا انگارہ۔ تاکہ تم تاپو۔ آرام پاؤ۔ سیکو۔ آجکل بڑے آدمی اپنے ماتحتوں یا کم درجہ والے لوگوں یا ساتھیوں کو کام کیلئے بھیجتے ہیں۔ مگر انبیاء خود مفید اور ضروری اور مشکل کام کرتے اور دوسروں کو آرام دیتے ہیں۔ یہ قابل غور اور قابل تقلید امر ہے۔ اب ہر ایک انسان اپنے اندر غور کرے کہ کیا وہ ایسا کرتا ہے کہ مشکل کام خود کرے اور دوسروں کو آرام دے۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنگل میں تھے۔ کھانے پکرنے کے وقت تمام صحابہ پر کام تقسیم کر دیا۔ آخر فرمایا کہ اب سب کام تقسیم ہو گئے تو لکڑیاں میں لاؤں گا۔ وہ حیران ہو گئے۔ مشکل کام اپنے لئے رکھ لیا۔ کیسا پاک نمونہ ہے۔

(بدر ۲۰، جولائی ۱۹۰۵ء ص ۲)

## ۹۔ فَلَمَّا جَاءَ هَانُودِي اَنَّ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ

### حَوْلَهَا وَسُبْحَنَ اللّٰهُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَنَّ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ، برکت دیا گیا ہے وہ شخص جو آگ کی طلب و جستجو میں ہے یہی معنی صحیح ہیں۔

جب وہاں پہنچے آواز دی گئی کہ جو شخص آگ کی طلب میں آیا ہے۔ اس کو برکت دی گئی اور جو اس کے ارد گرد موجود ہیں اور پاک ہے اللہ تعالیٰ پانے والا جہانوں کا یعنی حضرت موسیٰؑ ظاہری طور پر خیر خواہ بنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو روحانی طور پر خیر خواہ بنا دیا۔ وہ مقطوروں کا بنا۔ ہم نے بہتوں کا بنا دیا۔ وہ ظاہری روشنی کیلئے گیا۔ ہم نے اندر کی روشنی بھی عطا کر دی۔ ظاہری منزل مقصود کے طلب کرنے کیلئے گیا۔ ہم نے باطنی منزل مقصود بھی دکھا دیا۔ سبحان اللہ۔ یعنی پاک ہے۔ مہندی کو مہمل نہیں چھوڑتا۔ اب ہر بشارتیں دیتا ہے۔

(بدر ۲۰، جولائی ۱۹۰۵ء ص ۲)

اصل بات یہ ہے کہ یہ موقعہ حضرت موسیٰؑ کیلئے تجلی الہی اور نزول وحی رحمانی کا تھا۔ ملائکہ کا

بھی نزول تھا اور یہ بات اُرد کہنے کے لائق ہے کہ جب کسی رسول اور نبی پر وحی اترتی ہے۔ تو فرشتوں کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وحی کی حفاظت کیلئے نزول ہوتا ہے تاکہ رحمانی وحی کے ساتھ کسی قسم کا شیطانی دخل نہ ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ جن میں فرماتا ہے۔ لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا (الحج: ۲۸) پس اس آیت سے مطلب صاف ہو گیا کہ مَنْ حَوَّلَهَا سے مراد اس جگہ ملائکہ کا نزول تھا جو اس وقت وحی الہی کے ساتھ جو حضرت موسیٰؑ پر ہوئی موجود تھے۔

(بدر ۲۰ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۲)

۱۰-۱۱۔ يَمْوَسِيٰ رَاٰهٖ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰﴾ ۱۱۔

عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَاَهَا تَهْتَزُّ عَانَهَا جَانٌّ وَّلِيٌّ مَّدْبِرًا

وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَمْوَسِيٰ لَا تَخَفْ ۚ رَاٰنِي لَا يَخَافُ لَدَيَّ

الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۱﴾

اَلْقِ عَصَاكَ ۚ اپنا عصا رکھ دو۔

جَانٌّ ۚ سٹک

لَا تَخَفْ ۚ آگ کے نظارہ سے مراد جنگ ہے۔ گویا سمجھایا گیا کہ بڑی جنگوں سے تجھے واسطہ پڑے گا۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے۔ کَلَّمَآ اَوْقَدْنَا نَارًا لِّلْحَزْبِ اَظْفَاٰهَا اللّٰهُ (مائدہ: ۶۵) اور سانپ کے نظارہ سے یہ بتایا کہ تُو اکیلا نہیں رہے گا۔ بلکہ تیری جماعت سانپ کی طرح ان دشمنوں کو کھا جاوے گی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیانی ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء) اے موسیٰ بات یہی ہے کہ میں ہی اللہ غالب حکمت والا ہوں۔ لاٹھی رکھ دے۔ یعنی تجھے عزت اور غلبہ دوں گا۔ یہ بُشریٰ ہے۔

فَلَمَّا رَاَهَا تَهْتَزُّ عَانَهَا جَانٌّ وَّلِيٌّ مَّدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ سوجب دیکھا تو گویا وہ ایک سٹک (چھوٹا سانپ) کی طرح جنبش کرتا ہے بھاگا اور مڑ کے بھی نہ دیکھا۔ يٰمُوسٰی

لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ اے موسیٰ نہ ڈر کہ میرے حضور بھیجے ہوؤں کو  
خوف نہیں رہتا۔ پھر میرے سامنے؟ (بدر ۲۶ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۷)

۱۲۔ اَلَا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي

غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۲

إِلَّا عَاطِفٌ ہے اس کے معنی ہیں ”اور“ یعنی ان لوگوں کو بہت خوف نہیں ہوتا جن سے  
کوئی بدی ہو جاوے پھر وہ بدی چھوڑ کر نیکیاں کرے تو میں ان کیلئے غفور اور رحیم ہو جاتا ہوں۔ معافی  
دیتا اور رحم کرتا ہوں۔ (بدر ۲۰ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۷)

۱۳۔ وَادْخُلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجَ بَيْضًا مِنْ

غَيْرِ سُوِّءٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۱۳

اور ڈال اپنا ہاتھ اپنی جیب میں۔ نکلے گا سفید۔ نہ برا۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۷)

ادْخُلْ يَدَكَ: یہ تیسرا نظارہ ہے۔ اس میں سمجھایا گیا کہ ہم تجھے روشن تعلیم کی کتاب  
دیں گے۔ جس میں کوئی بدی نہ ہوگی۔

تِسْعِ آيَاتٍ: عصا۔ یلبیضا۔ جراد۔ ضفادع۔ دَم مَرِي جس میں اکلوتے بیٹے مارے گئے  
طمس اموال۔ طوفان۔ (ضمیمہ اخبار بدر قلعیاں ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

ہاتھ جیب میں ڈال نکلے گا چمکتا ہوا۔ کوئی اس میں عیب نہیں اور یہ دو نشان اور نشانوں کو  
ملا کر نو نشان میں داخل ہیں۔

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ: إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ: جان فرعون اور اس کی قوم  
کی طرف۔ وہ بے شک فاسق ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ صرف کفر پر اس جہاں میں نہیں پکڑتا۔ بلکہ شوخی کی سزا  
اس دنیا میں ملا کرتی ہے۔ (بدر ۲۰ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۷)

۱۴۔ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَذَا

سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿۱۴﴾

جب ان کے پاس نشان آ گئے اور نشان بینائی کا موجب تھے۔ ان کو بینائی حاصل نہ ہوئی کیونکہ انہوں نے ان سے اندھوں کا سا کام لیا۔ بلکہ کہا کہ یہ دھوکہ بازیاں ہیں۔

( بدر ۲۰ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۷ )

۱۵۔ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا

وَعُلُوًّا. فَأَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿۱۵﴾

جَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا : انکار کر دیا مگر دل ان کے مان گئے۔ موجب انکار دوا مر ہوئے کچھ ظلم کیا اور کچھ تکبر کیا۔ فَأَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ دیکھا انجام شریر کیسا ہوا۔ موسیٰ کو ہدایت اور ہدایت پر بشری اور مخالف محروم تباہ و ہلاک۔

( بدر ۲۰ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۷ )

۱۶۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا، وَقَالَا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ

الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۶﴾

آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا : علم حصولِ خرچِ صحت۔ دماغ۔ استاد۔ فرصت اور سب سے بڑھ کر فضلِ الہی پر موقوف ہے۔ بغیر فضلِ الہی کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جس کی جانب دعائیں ہیں۔ آتینا اسی واسطے فرمایا۔

وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ : دوسرا ذریعہ حصولِ علم کا حمد و شکر ہے۔ وَلَئِنْ شَعَرْتُمْ

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

لَا زِيَادَةَ لَكُمْ (ابراہیم : ۸)

وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ : مسلمانوں کو زیادہ حمد بچا بیٹے۔ داؤد اور سلیمانؑ کو جو دیا گیا تھا

وہ قرآن کے ایک حصہ میں آگیا۔ (تشیخ الاذمان جلد ۹ ص ۴۷)

اللہ کا نام رب ہے۔ رب کے معنی ادنیٰ درجہ اور ادنیٰ حالت سے اعلیٰ درجہ تک پہنچانے والا نباتات۔ حیوانات۔ جمادات سب میں یہی حالت ہے۔ بڑے کا تخم دیکھو۔ کھجور کی گٹھلی کی پشت پر جو باریک نشیب ہوتا ہے۔ اس کو دیکھو۔ پھر دیکھو کھجور کا اور بڑے کا کتنا بڑا درخت بن جاتا ہے۔ ابراہیمؑ بڑا آدمی ہے مگر اسکے باپ کے نام کی نسبت بحث ہے۔ کہ اس کا کیا نام تھا۔ بعض آذر کو ان کا باپ ملتے ہیں۔ بعض اس کے خلاف کہتے ہیں۔ مگر ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر بڑھایا کہ امریکہ اور یورپ نے جسکو خدا کہا وہ بھی اسی کی نسل کا ایک انسان تھا۔ آج مسلمان باوجود اختلاف مذہب سارے کے سارے کما صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ پڑھتے ہیں۔ یہود اور عیسائیوں کو اسکی نسل سے ہونے کا فخر ہے۔ غرض خدا تعالیٰ جس بیج کو بڑھاتا ہے۔ وہ کتنا بڑا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے دیا تھا داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم۔ علم ایک بے نظیر۔ عزت بڑھانے والی نعمت الہی ہے۔ کتنا جو ذلیل ترین حیوانات ہے جب اس کو شکار کرنے کا علم ہو جائے۔ اس کی کتنی عزت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح باز ایک وحشی پرند ہے مگر سیکھا ہوا کیسا معزز ہو جاتا ہے۔ غرض جس قدر علم زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر عزت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ بلکہ انسان عالم انسان جاہل سے کتنا زیادہ معظّم ہوتا ہے اور ملائکہ میں بھی علم کے مدارج سے ہی ترقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ترقی علم کی دعا سکھائی اور فرمایا قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿۱۰۱﴾ اسی واسطے اس جگہ اللہ تعالیٰ نے علم کا ہی احسان جتلیا۔ چونکہ شکر سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اس لئے انہوں نے بطور شکر نعمت عرض کیا۔ کہ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ انہوں نے کہا۔ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ جس نے ہم کو فضیلت دی اپنے بہت سے مومن بندوں پر۔ شریوں بد معاشوں پر نہیں کہا۔ بلکہ اکثر مومنین سے بھی فضیلت کا ملنا بیان فرمایا۔ حضرت داؤدؑ کے انیس لڑکے تھے۔ مگر یہ فضیلت صرف سلیمانؑ کو ہی ملی۔

۱۷۔ وَوَرِثَ سُلَيْمَنُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ

عَلِمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأَوْتَيْنَا مَن كُلِّ شَيْءٍ ؕ إِنَّ هَٰذَا

لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ﴿۱۸﴾



حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کا وارث ہوا (علم و کمالات روحانی میں) اور کہا۔ اے لوگو! ہم کو علم منطق الطیر سکھایا گیا۔ علم منطق الطیر کو یونانی میں ارثی سولہویا۔ سنسکرت میں بسنت راج۔ عبری و برتا عرف کہتے ہیں۔ یہ بڑا بھاری علم ہے۔ اس علم کے ایک شعبہ آوازوں سے شکاری لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں طبیب علاج میں اور سیاح پانی۔ آبادی راستوں کا پتہ ان کے ذریعہ لگاتے ہیں۔ روحانی لوگ کشف و الہام کے حالات سے اعلیٰ سے اعلیٰ عجائبات حاصل کرتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کو دونوں قسم کے فوائد ظاہری و باطنی منطق الطیر سے حاصل تھے۔ وَأَوْتَيْنَاهُم مَّا كُنَّا شَيْءٌ إِلَّا عَلِيمًا (انعام: ۱۵۵) قرآن کریم کی مدح میں آیا ہے پس اس سے دور جاتے ہیں تفصیلاً بِكُلِّ شَيْءٍ (انعام: ۱۵۵) قرآن کریم کی مدح میں آیا ہے پس اس سے وہ یہ امر نکالتے ہیں کہ ہر ایک عمل قرآنی میں ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اس جگہ اگر وہی معنی کئے جائیں تو پھر ریل۔ تار۔ ڈاک۔ مطابع اور نئی نئی آج کل کی ایجادیں بھی ان کے پاس ہونی چاہئیں اور کم سے کم ہم لوگ بھی انکی رعایا اور نوکر موجود ہوں۔ پس ایسے معانی کُل کیلئے غلط ہیں۔ کُل کا لفظ ہاں کُل کا لفظ موقع اور حیثیت کے لحاظ سے بولا جاتا ہے۔

إِنَّ هَذَا هُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ، بے شک کھلا فضل اللہ تعالیٰ کا ہے۔

(بدر۔ اراگست ۱۹۰۵ء ص ۳)

وَرِثَ سُلَيْمَنَ: یوں تو حضرت داؤدؑ کے انیس لڑکے تھے۔ مگر علمی وارث سلیمانؑ ہوئے

مَنْطِقُ الطَّيْرِ: ایک منطق الطیر اس علم کا نام ہے جو انبیاء کو عطا ہوتا ہے۔ دوسرا وہ جو حکماء کو تیسرا تجربہ کاروں کو۔ سلیمانؑ علیہ السلام کو تینوں علم بخشے گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۸۔ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ

وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿۱۸﴾

اور جمع کیا گیا۔ سلیمانؑ کا لشکر جن و انس اور طیر سے اور وہ الگ الگ بنائے گئے۔ عیسوی انیسویں صدی یا تیرہویں صدی ہجری نے ہر قوم و مذہب پر اعتراض تو پیدا کئے۔ مگر بجائے جواب دینے کے شبہات اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ بعض لوگ یا علی العموم عملاً مذہب سے دست بردار ہو گئے۔ بعض

مذہب کو ہنسی میں بھی اڑانے لگے۔ دوسرے اعتراضوں کے ساتھ لفظ حق پر بھی اعتراض ہیں۔ بعض نے لفظ حق کی ایسی توجیہ کی جس کا ثبوت عربی زبان یا حضرت صحابہؓ سے نہیں دیا گیا۔ بعض نے کہا کہ مخاطب لوگ چونکہ حق کو ایک مخلوق مانتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے مسلمات کے لحاظ سے اس لفظ کو استعمال کیا۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ قرآن مجید میں جو کچھ بیان ہوتا ہے۔ بلحاظ واقعات حق کے ہوتا ہے۔

حق کے معنی جو چیز عام نظروں میں نہ آوے مثلاً سبکدلی طاعون کا کٹر احوام نظروں میں تو نہیں آسکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے منکروں کے لئے حجت قائم کرنے کو اس کیڑے کو پیدا کر دیا۔ اور وہ دیکھے گئے۔ غرض شریہ۔ گندہ۔ مشرک۔ بڑے کافر کو بھی حق کہا ہے۔ اس سے بدتر وہ ارواح نجیثہ ہیں جن سے بدی کے تحریک ہوتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کے وقت شریر بڑے سداور اور کچھ بہاری لوگ بھی تھے۔ ان کو حق کہا گیا ہے۔

طیئہ بہادر سولہ۔ عرب میں بہادروں اور عمدہ فوجوں کی تعریف یہ بھی کی جاتی ہے۔ کہ ان کے ساتھ پرندے رہتے ہیں۔ یعنی یہ دشمن کو ہلاک کرتے ہیں۔ اور پھر پرندے ان کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے ہیں۔ اور ان کے دفن کا مجاز نہیں ہوتا۔ (بد۔ ۱۰ اگست ۱۹۰۵ء ص ۳)

النَّجِثُ وَالْإِنْسُ وَالطَّيْرُ : امیر لوگ۔ غریب لوگ فاتح قوموں کی تعریف میں کہا جاتا ہے کہ پرندے ان کے ساتھ اڑتے ہیں تاکہ دشمن کی لاشیں کھائیں۔ (تشمیذ الاذکار جلد ۹ ص ۴)

۱۹۔ حَقٌّ إِذَا آتَوَا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ، قَالَتْ نَمْلَةٌ

يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ هَلَا يَحْطَمَنَّكُمْ سُلَيْمَنُ

وَجُنُودُهُ، وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۱۹

وَادِ النَّمْلِ، طائف کے پاس سونے کے نقات نکلنے کا ایک نالہ ہے۔ ان کو چننے والوں کا نام نملہ ہے۔ ہمارے ملک میں بھی ایسے لوگوں کو کیرے کہتے ہیں۔ اور اس قسم کی کٹی قومیں ہیں۔ مثلاً مورگٹانے چوہے۔ ایک کتاب میں لکھا ہے ہارون الرشید کے آگے ایک عورت نے تھیلی پیش کی اور کہا۔ ہمارے ملک میں ایک دفعہ سلیمانؑ بھی آئے تھے۔

قاموس میں یدق کے آگے لکھا ہے کہ الْبَرْقَةُ مِنَ الْمَيَاہِ نَمْلَةٌ (برقہ نملہ کے پانیوں میں ہے)

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ، یہاں ایک لطیف نکتہ ہے کہ پہلے لَا يَخْطِئُكُمْ کہہ کر صریحاً ایک الزام لگایا۔ مگر ساتھ ہی لَا يَشْعُرُونَ سے ازالہ کر دیا کہ شیعہ پر افسوس کہ وہ نملہ جیسا حسن ظن بھی صحابہ نبی پر نہیں رکھتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

جب حضرت سلیمانؑ مع لشکر وادی نمل پر پہنچے تو نملہ نے کہا۔ اے نملو۔ اپنے اپنے مکانوں میں چلے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور اس کا لشکر تم کو کچل ڈالے اور انکو تمہارے اس کچلنے کی خبر بھی نہ ہو۔ قاموس میں جو لغت کی کتاب ہے۔ لفظ برق کی تفصیل میں لکھا ہے جہاں پانیوں کا ذکر کیا ہے۔ کہ برقہ نملہ کے پانیوں میں سے ہے۔ اس وادی میں سونے کے ذرات بیگ میں ہیں۔ وہ لوگ ان باریک ذرات کو چن کر گزارہ کرتے ہیں۔ اس لئے ان کا نام نملہ ہوا۔ جیسے اب بھی کیرا سائل کو کہتے ہیں۔ جو ایک ایک لقمہ ہر گھر سے بے کر جمع کرتا ہے۔ ضلع شاہ پور میں ڈوڈو (مینڈک)۔ چوہا۔ لومڑ (ثعلب) وغیرہ اقوام اب بھی موجود ہیں۔ پنڈلو نخلان میں کیریا نوالی گلی (کوچہ) ہے۔ اس میں قوم کیڑے رہتے ہیں۔ ہارون الرشید بھی دورہ کرتے کرتے اس وادی میں گیا تو اتفاقاً اس وقت بھی ان کی نبردوار نملہ (عورت) ہی تھی۔ اس نے ایک کیسہ سونے کے ذرات کا ہدیہ ہارون رشید کے پاس پیش کیا۔ ہارون رشید نے تعجب کیا کہ تم غریب آدمی ہو۔ تمہارے کام آوے گا۔ نملہ نے کہا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اس وادی میں آئے تھے۔ تو ہمارے بڑوں نے اس کو بھی یہی ہدیہ پیش کیا تھا اب تو اس اُمت کا سلیمان ہے تم کو اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی وہ موقعہ دیا ہے۔ تفسیر کبیر میں اس موقعہ پر ایک لطیفہ لکھا ہے کہ نملہ نے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زیر اثر اور تعلیم والے فوج پر یہ ظن تو نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ دیدہ و استہ کسی کو کچل ڈالے یا ظلم کرے۔ اس لئے بلحاظ ادب کے کہا کہ شاید ان کی بے خبری میں کسی کو نقصان پہنچے گو رافضی لوگ کیسے بے ادب ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲۳ سالہ تربیت یافتہ صحابہؓ کو ظالم و غاصب قرار دیتے ہیں۔

(بدر۔ ۱، اگست ۱۹۰۵ء، نیز تہذیب اللذیان جلد ۲، ص ۳۳۵)

”اگر سلیمانؑ نملہ سے بات نہیں کر سکے اور نہ اس کی بات سن سکے ہیں تو یقیناً پڑتا ہے کہ اگنی والو۔ ادت۔ انگرہ کے ذریعہ وید کا پہنچنا بھی غلط ہے۔ سنو! نملہ کیڑی تو آخر حیوان ہے۔ آگ ہوا ادت۔ سورج۔ انگرہ تو بساط و عناصر ہیں۔ جب ایک حیوان بات نہیں کر سکتا تو عناصر کیونکر بات

کر سکتے تھے۔ پھر ماددی اور کنتی کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے سورج۔ والو۔ چند مال سے بیٹے لئے کیونکر صحیح ہوگا۔ عناصر کیونکر جماع کر سکتے تھے اور ان کا لطفہ کیونکر رہ سکتا تھا۔ پھر ارجی نے ناگنی (سانپنی) سے شادی کس طرح کی۔ سملاس ۷ صفحہ ۲۹۸ بیانہ نے ستیارتھ میں پاربتی ناگنی۔ تلسی۔ گلابی۔ گیندا۔ گنگا۔ کوکلاس سے شادی کرنے کی کیوں ممانعت کر دی۔ بتاؤ تو سہی۔ کیا کوئی ان نباتات و حیوان سے شادی کر سکتا ہے؟ اور سنو! تمہارے آریہ ورتی اعتقاد رکھتے تھے کہ زمین بیل کے سہارے قائم ہے۔ مگر آجکل کی نکتہ چینی سے بچنے کیلئے تمہارے مہارشی نے اکھشا کے معنی میں جس کے سنسکرت میں بیل کے معنی بھی ہیں۔ کہہ دیا کہ یہاں یہ معنی مناسب نہیں کیونکہ یہاں سورج کو زمین کے سیراب کرنے کی وجہ سے اکھشا کہا گیا ہے۔

اب ہم اہل حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔ قاموس اللغہ میں برقع لغت کے نیچے لکھا ہے البرقۃ مِنْ مَّيَاہِ نَمَلٍ یعنی برقعہ نملہ قوم کے پانیوں (چشموں) سے ایک چشمہ ہے۔ طائف عرب کا ایک مشہور شہر ہے اس کے اور میں کے درمیان یہ ولوی نملہ واقع ہے۔ اس ولوی میں سے سونا نکلتا ہے۔ سونے کے باریک ذروں کو جو قوم چھتی اور اکٹھا کرتی ہے اس کو نمل کہتے ہیں کیونکہ چھوٹے چھوٹے ذرات کا جمع کرنا کیڑوں کا کام ہے۔ ہمارے ملک میں بھی عقوڑا عقوڑا طعام جمع کرنے والوں کو کیرا کہتے ہیں۔ اور ایسی عورتیں اپنے آپ کو اور لوگ ان کو کیرتی کہتے ہیں۔ اور کیرتی کا ٹھیک ترجمہ نملہ ہے۔

گوندل ہار میں ڈڈو۔ چھ ہے اور مالیر کوٹلہ میں سورگٹانے اب بھی موجود ہیں۔ اکھشا کا ترجمہ بیل کی جگہ سورج بنانے والو! انہیں سمجھ پیدا ہو۔ بیل کے بدلہ سورج تو بنا لیتے ہو اور دوسری قوموں پر اعتراض کرنے کو تیار ہو جاتے ہو۔ اگرچہ ان کے مال قرانی قریہ مرقمہ موجود ہوں۔ اس بیدادگری اور ناحق کی دل زوری سے تم کس برومندی اور بہبود کی توقع رکھتے ہو! (نور الدین طبع ثالث ص ۱۵۹)

۲۲، ۲۱ - وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهَدْيَ ۚ

أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۚ لَا عَذْبَةَ فَاكِهَةٍ

شَدِيدًا أَوْ لَا أَذْ بَحْنَةً أَزْ لِيَأْتِيَنِي بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۚ

حضرت سلیمانؑ نے سولہوں کا یا چڑیا خانہ کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ ہڈ ہڈ غائب ہے۔ آدمیوں کے نام بھی جانوروں کے نام سے ہوتے ہیں۔ جیسے قوموں کے چیتے۔ شیر۔ باز۔ نمندر۔ سور داس وغیرہ کہا۔ میں اُس کو عذاب سخت کروں گا۔ یا ذبح کروں گا۔ ہاں اگر کوئی وجہ معقول اپنی غیر حاضری کی بیان کرے۔

کسی شخص نے اعتراض کیا کہ ذبح سے معلوم ہوتا ہے کہ ہڈ انسان نہیں تھا بلکہ پرندہ ہی تھا۔ کیونکہ ذبح کا لفظ جانوروں پر ہی بولا جاتا ہے۔ انسان کیلئے تو قتل کا لفظ مستعمل ہے۔ یہ اعتراض کسی مولوی صاحب کا تھا تو ان کو ہمارے ایک دوست امیر الدین صاحب کبل باف گجرات نے جو ہماری جماعت کا ہے جواب دیا کہ پہلے پارہ میں ہے یَذِیْحُونُ اَبْنَاءَ کَہ (البقرہ: ۵۰) آیا ہے۔ تو مولوی صاحب نے کہا۔ بنی اسرائیل کی اولاد انسان نہ تھی۔ سارے جانور ہی تھے۔ (بدیع، ۱۹۰۵ء ص ۷) ایک توبہ کے اس اعتراض پر کہ حضرت سلیمانؑ پرندوں کی بولی کیونکر سمجھتے تھے جواب میں فرمایا۔

کیا تم مانتے ہو کہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جانوروں کی باتیں سنتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کیونکہ وہ گناہِ عظیم چت سرور ہے تو پھر اس کے مقرب اور اس میں لئے ہونے والے پاک بندے ان جانوروں کی باتیں کیوں نہیں سن سکتے۔ ہم نے پرتیکش (محسوس) تجربہ کیا ہے کہ ایک دنیا کے جاہ و حشم والے کے ساتھ جس قدر کسی کا تعلق بڑھتا جاتا ہے اسی قدر جاہ و حشم کی طاقتیں اس مقرب پر اپنا عکس (پرتے بمب) ڈالتی اور وہ مقرب بھی صاحبِ گوشت جاہ و حشم ہو جاتا ہے۔ تو سب شکیمان (القادر) عالمِ کل۔ ہمہ طاقت جناب الہی کے قرب سے مقرب کو ان طاقتوں سے ذرا اثر نہ ہو۔ یہ کیونکر خیال میں آ سکتا ہے۔ ہم نے تو جانوروں سے بدتر کلام کرنے والی پال کی بات کو سمجھ لیا۔ سلیمانؑ جانوروں کی باتیں کیوں نہ سمجھے ہوں اور سنو! اگر ہڈ سے بات نہیں ہو سکتی۔ تو اگنی سے رگ وید کو تمہارے بڑوں نے کس طرح اور کیونکر سنا لیا اگ بات کو سکتی ہے کہ وید جیسی باقی تم کو سنا گئی اور آئندہ بھی سُنائے گی۔ سنو اور غور کرو۔ تمہیں کچھ معلوم ہے کہ انڈیا میں مشہور نیک بخت والدین کے فرماں بردار راجہ رام چند جی گزریے ہیں۔ جب ان کو بنی باس کے وقت لنکا کے شریر راجے نے دُکھ دیا تو ہنومان جی ان بیر اور داس نے انکی کیسی خدمت کی۔ ہنومان کو تم خوب جانتے ہو کہ وہ بانر (بندر) تھے۔ اور رات دن رام چند جی سے باتیں کرتے اور رام جی اس بندر سے باتیں کرتے۔ اسی بندر کی وجہ سے آریہ ویت کے بندر آج تک مکرم و معظم ہیں۔ اگر یہ سچ ہے کہ ہنومان جی بندر تھے اور رام چندر سے ان کا مکالمہ ہوتا تھا تو ہڈ اور سلیمانؑ کے مکالمہ پر تمہیں تعجب کیوں ہے سنو! جو حقیقت ہنومان کے لفظ کے نیچے ہے



وہی ہدٰی کے نیچے ہے۔ کاش تم سمجھو۔ (نور الدین طبع اول مکہ نیز تصدیق برائین احمدیہ ص ۲۲۲-۲۲۳)

۲۳- فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ

وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿۲۳﴾

تھوڑی دیر گزری کہ وہ ہدٰی آگیا۔ اور کہا کہ میں تم کو ایک پختہ خبر ملے سب کی دیتا ہوں جو پہلے تم کو اس کی پوری خبر نہیں۔ (بد، ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء ص ۶)

۲۴- إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿۲۴﴾

شاہین کی خبر دیتا ہے۔ کہ ایک عورت بھی ان کی مالک ہے۔ اور ہر خیر اس کو ملی ہوئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت بھی ہے۔ (بد، ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء ص ۶)

۲۵- وَجَدَتْهُمَا وَقَوْمَهُمَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ

دُونِ اللَّهِ وَذَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَلَهُمْ فَصَدَّهُمْ

عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿۲۵﴾

وہ مع اپنی قوم کے سوائے اللہ تعالیٰ کے آفتاب کی پرستش کرتے ہیں۔ اور شیطان نے ان کو ان کے شرک اور بد اعمالیاں خوبصورت کر کے دکھائی ہیں۔ اور ان کو راہ ہدایت سے روک دیا۔ اس لئے وہ ہدایت نہیں پاتے۔ (بد، ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء ص ۶)

۲۶- ۲۷- أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبَاءَ فِي

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿۲۶﴾



اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۲۷﴾

کیوں نہ کریں سجدہ اللہ تعالیٰ کیلئے جو نکالتا ہے چھپی چیزوں کو آسمانوں اور زمین (سے) اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اللہ کوئی معبود سوائے اس کے ہو۔ وہ بڑے عرش کا رب ہے (بدر، ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء ص ۶)

۲۸۔ قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۲۸﴾

کہا اب ہم دیکھتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹ۔ (بدر، ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء ص ۶)

۲۹۔ اذْهَبْ بِكِتَابِي هَذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ

عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ﴿۲۹﴾

میرا یہ خط لے جا۔ اور ان کے آگے رکھ دے۔ پھر الگ جاؤ۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ حفظ مراتب کا لحاظ کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا۔ قَوْلًا لَهُ قَوْلًا لِّتَيْنَا۔ (طہ: ۴۵) فرعون کے ساتھ نرم نرم بات کرو۔ اَمْرًا نَارِسُوقُ اللّٰهِ اَنْ نُنْزِلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ ہر ایک آدمی کے مرتبہ کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی اس کو ادب کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا۔ یہ نکتہ بھی قابل غور ہے ۷  
گر حفظ مراتب نہ کنی زندگی

(بدر، ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء ص ۶)

۳۰۔ ۳۲۔ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْاِئِنَّیْ اَلْقِیْ اِلَیَّ

كِتَابُكَ حَرِيْمٌ ﴿۳۰﴾ اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهُ بِسْمِ

اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳۱﴾ اَلَا تَعْلُوْا عَلٰی وَاَتُوْنِیْ

## مُسْلِمِیْنَ □

اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ : یہ قرآن شریف میں خطوط کا نمونہ ہے۔ بڑے بڑے القاب و آداب لکھنے والے عبرت پکڑیں۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

زمانہ نے بہت ترقی کی ہے۔ اور آج کل کی تہذیب کو انسانی ترقیات کا انتہائی زینہ قرار دیا جاتا ہے اور جن باتوں پر ناز ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خطوط میں بے سرو پا طویل طویل القاب نہیں۔ مشکل ترکیبیں نہیں۔ جن کے ابتدا کی خبر دوسرے چوتھے ورق پر جان لگتی ہو۔ مگر دیکھو۔ قرآن مجید نے تیرہ سو برس پہلے ایک خط کا نمونہ دیا جو کئی سو برس پہلے کا ہے۔ اور حقیقی مہذب گروہ کے ایک ممبر کا لکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَا تَعْلَمُوْا عَلٰی وَا تُوْفٰی مُسْلِمِیْنَ۔ اس سے زیادہ مختصر نویسی پھر جامع مانع کلمات اور عمدہ طرز تحریر کیا ہو سکتی ہے اس نمونہ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط ہیں۔ جو معتبر روایات سے ثابت ہیں۔ بلکہ بعض کے اصل بھی مل گئے ہیں۔ (تشمیذ الاذعان جلد ۸ ص ۴۳۵)

۳۳۔ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا أَفْتُوْنِیْ فِیْ أَمْرِیْ،

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتّٰی تَشْهَدُوْا □

حضرت سلیمانؑ کی نسبت یہ غلط طعنہ ہے کہ آپ (نعوذ باللہ) ایک عورت کے عشق میں مبتلا ہو کر بت پرست بھی ہو گئے۔ قرآن کریم ایسے تمام مطاعن کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ ایسے یہود و مضر قصص سے تمام راست بازوں کی ذات ستودہ صفات پر حملہ ہوتا ہے۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے۔ کہ وہ عورت خود بھی مشرک نہ تھی چہ جائیکہ حضرت سلیمانؑ ایسے ہوتے۔

أَفْتُوْنِیْ فِیْ أَمْرِیْ : یہ ہر ایک سعادت مند دانشور انسان کا قاعدہ ہے۔ کہ اہم امور میں مشورہ کر لیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۴، ۳۵۔ وَرَآنِیْ مُرْسَلَةً إِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنَظَرُوْهُ

بِمَیْرَجٍ الْمُرْسَلُوْنَ □ فَلَمَّا جَاءَ سُلَیْمٰنُ قَالَ

أَتُمِدُّونُنِي بِمَالٍ فَمَا آتَانِي اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا أَتَاكُمْ.

بَلْ أَنْتُمْ بِمَهْدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿۳۸﴾

فَلَمَّا جَاءَ بِمَهْدِيَّةٍ سے بدیہے جانے والے کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جَاءَ کا قائل وہی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۹۔ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا

قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿۳۹﴾

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا : ان دونوں حضرت سلیمان طائف میں تھے۔ درمیانی بیان ہے کہ صلح ہوئی اور یہ کہ وہ حضرت سلیمان کے نکاح میں آئے۔  
يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا : یہ اس لئے کہ جب اس ملک نے آتا تھا۔ تو اس کیلئے تخت بھی چاہیے تاکہ وہ اپنے تخت جیسا تخت نہ پا کر دل میں محسوس نہ کرے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ قَالَ عَفَرْتُكَ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ

أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ ، وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿۴۰﴾

أَنَا آتِيكَ : میں ایسا بنالاتا ہوں۔  
لَقَوِيٌّ أَمِينٌ : اس کے جواہرات کے متعلق امانت کا یقین دلایا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۱۔ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ

أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ.

فَلَمَّا رَأَاهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ۖ  
 لِيَبْلُوَنِي ؕ أَشْكُرْ أَمْ أَكْفُرُ ۚ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ  
 لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿۳۱﴾

قَبْلَ أَنْ يَذَرْتَهُ إِلَيْكَ طَدَفْتُ : سرکاری معاملہ جو ہر سہ ماہی یا ششماہی کے بعد آتا ہے  
 اسے طرف کہتے ہیں ۲۔ بادشاہوں کو کسی بات کا خیال لگا ہو۔ اس خیال کے متعلق جواب آوے۔ تو  
 اسے طرف کہتے ہیں ۳۔ عربی زبان میں میں سے جو قاصد آوے اسے طرف کہتے ہیں کیونکہ وہ عرب سے  
 ایک طرف پر ہے۔ پس معنی ہوئے کہ قبل اس کے کہ میں کے لوگ آئیں۔ یا آپ کو حق کے آنے کا خیال  
 ہے وہ آئیں یا قبل اس کے کہ آپ کا مالیہ وصول ہو۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۲۔ قَالَ نَعْبُدُ إِلَهًا عَرْشُهُمَا نَنْظُرُ أَتَهْتَدِي

أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ﴿۳۲﴾

نَعْبُدُ إِلَهًا عَرْشُهُمَا : اس تخت کو ایسا بناؤ کہ اسے اپنا تخت ٹالپہ ہو جائے۔  
 (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ فَلَمَّا جَاءَتْ قَيْلٌ أَهَكَذَا عَرْشُكَ ۖ قَالَتْ

كَأَنَّهُ هُوَ ۖ وَأُوتَيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿۳۳﴾

كَأَنَّهُ هُوَ : یہ اس کی دانشمندی کی دلیل ہے کہ دھوکہ نہیں ہوا۔ کہہ دیا۔ گویا کہ ایسا ہی ہے  
 حالانکہ انہوں نے نَعْبُدُ إِلَهًا نوبت پہنچادی تھی۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۴۔ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ

لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۖ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ

مَمَرْدَمٌ قَوَارِيرُهُ قَالَتْ رَبِّ ارْنِي ظِلْمَتُ نَفْسِي  
وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۴۵﴾

ادْخُلِي الصَّرْحَ، محل دیا۔ اور ساتھ ہی اس طرح ایک وعظ کیا۔  
کَشَفْتُ عَنْ سَاقِيهَا، اس کے معنی ہیں ”گھبرا گئی“ خوب یاد رکھو آپ کا مطلب یہ تھا کہ  
سورج کی تیری قوم جو پرستش کرتی ہے وہ ایسی ہی غلطی میں گرفتار ہے۔ جس طرح یہ شیشہ ہے اور اس  
کے نیچے پانی ہے۔ ایسا ہی سورج کو روشنی دینے والا ایک اور نور ہے۔ اصل وہی ذات ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۱ جولائی ۱۹۱۰ء)

آپ کے متعلق شہریر لوگوں نے یہ قصے مشہور کر رکھے ہیں کہ ان کی بیوی مُشْرکہ تھی۔ اور ایک  
انگوٹھی کے زور سے سب حکومت کرتے تھے۔ جب وہ گم ہو گئی۔ تو سلطنت بھی چھین گئی۔ اور ایک دیو  
ان کی شکل پر ہو کر اس ملک پر متصرف و قابض ہوا۔ وغیرہ ذلک من المذخرفات۔ جن  
کی نقل بھی ایک مومن کی غیرت گوارا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب مطاعن کی تردید کیلئے یہ بیان  
مفصل کیا اور بتایا کہ ان کی بیوی تو مسلمان تھی۔ چنانچہ وہ خود کہتی ہے۔

وَأَوْتَيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ

اور پھر کہا اسَلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

(تشیخ الاذیان جلد ۶ ص ۴۳۴)

۴۶۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنْ

اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَيْنِ يَخْتَصِمُونَ ﴿۴۷﴾

اعْبُدُوا اللَّهَ: کامل محبت۔ کامل فرماں برداری۔ کامل تفرع ایک ہی ذات پاک کیلئے ہو جس  
کا نام اللہ ہے۔

فَرِيقَيْنِ: ایک ماننے والے۔ ایک منکر۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۱ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ قَالُوا طَئِرْنَا بِكَ دِيمَنَ مَعَكَ، قَالَ طَئِرُكُمْ

عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴿۲۸﴾

طَيَّرْنَا بِكَ : برابر حصہ اٹھایا ہے ۔ ہم نے تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے ۔  
(ضمیمہ اخبار بدلتاویان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۹۔ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي

الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۲۹﴾

فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ : یہ مکہ والوں کو سنایا جاتا ہے ۔ مکہ میں بھی تو ہی تھے ان کے نام ۱۔ ابو جہل ۲۔ ولید ۳۔ نضر ۴۔ عقبہ ۵۔ شیبہ ۶۔ امیہ ۷۔ اُتبی ۸۔ عقبہ ۹۔ حارث بن عامر (ضمیمہ اخبار بدلتاویان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء نیز تشہید الازمان جلد ۹ ص ۴۷)

جب اللہ تعالیٰ ایک جماعت بنانے کا ارادہ کرتا ہے ۔ اور کوئی مصلح دنیا میں بھیجتا ہے ۔ تو انہی لوگوں میں سے جن کی وہ اصلاح کرنا چاہتا ہے ۔ ایک مفسد گروہ پیدا ہو جاتا ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم جیسے شاندار نبی کے زمانہ میں بھی ایسے مفسد کھڑے ہوئے اور وہ نو طرز کے آدمی تھے ۔ اور مفسد عموماً نو قسم کے ہی ہوتے ہیں ۔ سورہ شعراء میں انکی تفصیل ہے ۔ یہ لوگ آپ کے کاموں میں بڑے حارج اور مفسد ہوئے ۔ وہ کوئی معمولی آدمی نہ تھے ۔ بلکہ بڑے درجہ کے لوگ تھے اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی شرارتوں کے سبب اور ان کے ہدایت کی طرف رجوع نہ کرنے کے سبب بہت غم اور حزن تھا ۔ کہ یہ لوگ ہمارے کام میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں ۔ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کو تشفی دیتا ہے ۔ اور اگر خدا کی طرف سے تشفی نہ ہوتی تو وہ غم ناقابل برداشت ہو جاتا ۔  
(بدلہ ۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۹)

۵۱۔ وَ مَكَرُوا مَكْرًا وَ مَكَرْنَا مَكْرًا وَ هَمَلَا

يَشْعُرُونَ ﴿۵۱﴾

مَكَرْنَا مَكْرًا : بڑی باریک تدبیریں کیں وہ خیر الماخذین (انفال: ۲۱) سے



اس کی تدبیریں خیر و برکت کی ہوتی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ فِتْلِكَ بَيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ

فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۵۳﴾

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً : مکہ والوں کو سمجھایا کہ تم ایسی ہی تدبیروں کے درپے ہو۔ مگر وہی انجام ہوگا جو صالح کے مخالفوں کا ہوا۔ سب تباہ ہوئے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۴۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا

أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ

أَنَاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ ﴿۵۴﴾

يَّتَطَهَّرُونَ : جو شہوتِ رجال سے بچے۔ اے عربی زبان میں مُتَطَهَّرُ کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۰۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ

أَصْطَفٰى ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۶۰﴾

کہ حمد اللہ کیلئے اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر۔ بتاؤ اللہ خیر و برکت ہے۔ یا وہ جنہیں شریک ٹھہراتے ہیں (نور الدین طبع ثالث ص ۱۳)

۶۱۔ أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

وَ أَنْزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَآءً ۖ فَأَنْبَتْنَا بِهِ

حَدَّثَنَا ذَاتَ بَهْجَةٍ • مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا  
شَجَرًا • عَالَهُ مَعَ اللَّهِ • بَلْ مُتَعَدِّلُونَ ﴿۶۱﴾

کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے واسطے بادل سے پانی اتارا۔ پھر ہم نے اس سے خوشنما باغ اگائے۔ تمہاری قدرت میں نہ تھا کہ تم درختوں کو اگاتے۔ بتاؤ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ مشرک ہیں۔ (نور الدین طبع ثالث ص ۱۲)  
خدا نے فرمایا اَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ تو کفارِ مکہ جو بڑے مشرک تھے۔ انہوں نے بھی کہا۔ اللہ۔ اسی طرح جاہلیت کے شعروں میں اللہ کا لفظ کسی اور پر نہیں بولا گیا۔  
(بدر ۱۲، جنوری ۱۹۱۰ء ص ۲)

۶۲ - اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَ جَعَلَ  
خَلْلًا اَنْهَارًا وَ جَعَلَ لَهَا رَواسِي وَ جَعَلَ بَيْنَ  
الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا • عَالَهُ مَعَ اللَّهِ • بَلْ  
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۶۲﴾

کس نے زمین کو تمام چیزوں کیلئے قرار گاہ بنایا۔ اور اس میں دریا رفاں کئے اور اس کیلئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان روک بنائی۔ بتاؤ۔ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ نادان ہیں۔ (نور الدین طبع ثالث ص ۱۲)  
ہر انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنے سے بڑے اور زبردست کی بات کا پاس کرتا ہے۔ اللہ اس رکوع میں اپنے علم۔ اپنی قدرت و طاقت کا ذکر کرتا ہے۔  
جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا، زمین گردش کھاتی ہے۔ مگر ہم آرام سے بیٹھے ہیں۔ اس ذاتِ پاک نے زمین کو قرار بنایا۔ (ضمیمہ اخبارِ بدرِ قادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۶۳ - اَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ

يَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ  
عَالِهِ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾

اَمَنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ، یہاں علماء عالی فہم کو سمجھاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر، قادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

کون ہے جو بیچارہ کی آواز سناتا ہے۔ جب وہ اسے پکارتا ہے۔ اور اس کے دکھوں کو دور کرتا ہے۔ اور تمہیں زمین پر دوسروں کے جانشین بناتا ہے۔ بتاؤ۔ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ تم نصیحت کو بہت ہی کم مقبول کرتے ہو۔ (نور الدین طبع ثالث ص ۱۲۱)

امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ بھی دراصل دعاؤں سے بے خبر ہیں۔ اَمَنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَا سے پتہ لگتا ہے کہ اگر یہ لوگ اضطراب سے۔ تڑپ سے۔ حق طلبی کی نیت سے تقویٰ کے ساتھ دعائیں کرتے کہ الہی اس زمانہ میں کون تیرا مونس ہے۔ تو میں یقین نہیں کر سکتا۔ کہ انہیں خدا تعالیٰ ضائع کرتا۔ (بدر ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۱)

۶۳۔ اَمَنْ يَهْدِيْكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

وَمَنْ يُرْسِلِ الرِّيْحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ

عَالِهِ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٣﴾

کون ہے۔ جو بر و بحر میں تاریکیوں میں تمہیں راہ دکھاتا ہے۔ اور کون ہے جو اپنی رحمت (باران) کے آگے آگے خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ بلند اور پاک ہے اللہ انکی تمام شرک کی باتوں اور شریکوں سے۔ (نور الدین طبع ثالث ص ۱۲۲)

۶۵۔ اَمَنْ يَّبْدُوْا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهُ وَ مَنْ

يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ عَالِهِ مَعَ

اللَّهِ قَدْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

## ضِدِّ قَيْنِ ﴿۳۵﴾

کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے۔ بتاؤ کوئی معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ کہہ کوئی دلیل تو لاؤ اگر سچے ہو۔ کہہ آسمانوں اور زمین میں جو ہیں۔ وہ غیب کو نہیں جانتے۔ سوا اللہ کے انہیں کوئی بتا نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ (نور الدین طبع ثالث ص ۱۳۱)

ثُمَّ يُعِيدُهُ: اس کی مثل بار بار بتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۶۷۔ بَلْ اِذْ رَكَ عَلِمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ

فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

بَلْ اِذْ رَكَ: ختم ہو چکا ہے۔ ان کا علم صبرہ آخرت۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۷۰۔ قُلْ سَيُرَوُّا فِي الْاَرْضِ فَاَنْظُرُوْا كَيْفَ

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾

۷۲۔ وَيَقُولُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

ضِدِّ قَيْنِ ﴿۳۸﴾

بڑی غفلت کا موجب ہے۔ جزا و سزا کا انکار۔ یہی تمام غفلتوں کی جڑ ہے۔ بعض لوگوں نے یہاں تک کہنے کی جرأت کی ہے۔ ۷۰

گرچہ معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے  
قُلْ سَيُرَوُّا فِي الْاَرْضِ يٰۤاِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (النمل: ۶۹) کا جواب ہے کہ  
تم جا بجا دیکھو کہ دنیا میں منکرانِ قیامت کا کیا انجام ہوا۔ جس سے آخرت کا حال ظاہر ہے۔ حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قمار کے کشتوں پر فرمایا۔ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا۔  
فَمَنْ وَجَدَ ثُمَّ مَآءَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا (الاعراف: ۴۵) دیکھو کہ کون سی حدیث ہے۔  
(النمل: ۷۲) دوسرے مقام پر هَذَا الْفَتْحُ (سجده: ۲۹) ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۷۳۔ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدْفٌ لَّكُمْ بَعْضُ

الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿۷۳﴾

رَدْفٌ لَّكُمْ یعنی میرے نکلنے کے پیچھے ہی تم پر عذاب ہوگا۔ چنانچہ دوسرے مقام پر لَكُمْ  
مِيعَادُ يَوْمٍ (سبا: ۳۱) اور وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (انفال: ۳۳)  
فرمایا۔ یوم سے مراد ایک سال ہے۔ یسعیاہ نبی نے باب ۲۱ آیت ۱۷ میں فرمایا ہے۔ عرب کی بات  
الہامی کلام۔ وہاں لکھا ہے کہ ایک سال میں قیدار کے بہادر گھٹ جاویں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

تو کہ تم کو وعدہ ہے۔ ایک دن کا نہ دیر کرو گے اُس سے ایک گھڑی۔ نہ شبانی۔  
اس میں بتایا کہ یہ عذاب کا کچھ حصہ اوس عذاب موعود کا ہوگا۔ اور تمہاری تباہی اور استیصال کا  
شروع ہوگا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۳۱ ایدیش دوم)

۷۴۔ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا

فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿۷۴﴾

إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ : خدا کی حفاظت میں ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۷۵۔ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقْصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ

أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۷۵﴾

هَمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ؛ سب سے بھاری اختلاف مسیح کی آمد کے متعلق تھا۔ اس زمانہ میں بھی یہی اختلاف ہے۔ قرآن شریف نے اسے صاف کر دیا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ نبوت والہام بنی اسرائیل میں محدود ہے۔ اس زمانہ میں بھی کہتے ہیں کہ سوائے بنی فاطمہ کے کسی میں مہدی نہیں آسکتا۔ لیکن جیسے بنی اسحاق کی بجائے بنی اسمعیل میں نبی آیا ایسے ہی اس زمانہ میں بھی امام آیا۔ (ضمیمہ اخبار مبدیہ قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت میں یہود اور نصاریٰ کو کہا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہامی کتابوں کا مفسر بنایا اور جو کچھ اگلی امتوں نے الہامی کتابوں کے فہم میں غلطی کی اور غلطی سے ضروری مسائل میں باہم اختلاف کیا یا حق کے مخالف ہو گئے۔ اس اختلاف کے مٹانے کو اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول کیا ہے۔ ضرورت نبوت کے اور وجہ بھی ہیں جو ہم نے اسی کتاب میں کچھ ان میں سے لکھے۔ مگر یہ بھی ضرورت تھی۔ میرے اس قول کی تصدیق یہ ہے۔

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقْضَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔ (فصل الخطاب حصہ اول (ایڈیشن دوم ۱۹۷۷ء) ص ۱۷۷)

۸۱۔ إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ الصُّمَّ

الدُّعَاءَ إِذَا دُلُّوا مَذِيرِينَ ۝

إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ؛ یہاں سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ مردے نہیں سنتے۔ یہ صحیح نہیں۔

۸۳۔ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ

دَابَّةً مِّنْ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا

بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝



وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ : صحابہؓ نے اس کے متعلق فرمایا۔ اِذَا تُرِكَ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَإِذَا الْمَرْغِبُ فَوَافِقًا وَلَمْ يُنْعَدْ وَافِقًا جب خود نیکی نہ کریں اور نہ دوسرے کو نیکی کی ترغیب دیں اور جب ایسا وقت آجاوے کہ نہ خود بدی چھوڑیں۔ نہ دوسرے کو روکیں تو اس وقت عذاب آجاتا ہے۔

ذَاتَةُ مِنَ الْأَرْضِ : پس ایسی قوم کے لئے زمین سے کیڑا پیدا کرتے ہیں (یہ کیڑا میرے یقین میں طاعون کا ہے) اس کی نسبت لکھا ہے۔ وہ جتنی ہے وہ چوبھ لگاتا ہے۔ وہ عورت کی شکل ہے وہ ہاتھی شیر کی طرز کا ہے۔ اس پر لوگ ہنسی اڑاتے ہیں۔ حالانکہ یہ سیدھی بات ہے۔ آفات کا نظارہ جب قبل از وقت لوگوں کو دکھاتا ہے تو بعضوں کو وہ نظارہ ہاتھی کی شکل میں۔ بعض کو بد شکل عورت کی شکل میں دکھاتا ہے۔ پس یہ تمام اس بلاؤ کے روحانی نظارے ہیں۔ میں نے خود خواب میں طاعون کو ایک وقت میں ہاتھی اور آدمی کی شکل میں دیکھا۔

تَكَلِّمُهُمْ : زخمی کرتا ہے ان کو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۸۴۔ وَيَوْمَ نَخْشِرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِمَّنْ

يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝۸۴

وَيَوْمَ نَخْشِرُ : خود جرم کا احساس ایک سزا ہے پھر حاکم کو پتہ لگ جانا اس سے بڑھ کر پھر مجرموں کی ٹولی میں بٹھایا جانا اس سے بڑھ کر سزا ہے۔

فَهُمْ يُوزَعُونَ : بندے کئے گئے۔ سارے کے سارے۔ اول سے آخر تک یہی معنی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۸۵۔ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُ وَقَالَ اكْذِبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ

تُخَيِّطُوا بِهَا عِلْمًا مَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۸۵

وَلَمْ تُخَيِّطُوا بِهَا عِلْمًا : اکثر صداقت کا انکار اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ الْإِنْسَانُ عَدُوٌّ لِّمَا جَهِلَ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۸۶ - وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا

يَنْطِقُونَ ﴿۸۶﴾

وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ : ان پر فردِ مجرم لگ جائے گا۔  
بِمَا ظَلَمُوا : شرک کیا ۲۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا۔ اور معروف و  
منکر کو نہ سمجھا۔

لَا يَنْطِقُونَ : دوسرے مقام پر یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ مجرم کچھ عند کریں گے۔ چونکہ حالات  
مختلف ہیں۔ اس لئے مختلف حالتوں کا ذکر کیا۔ بعض مجرم سزا دیکھ کر بولنے کی طاقت نہیں پاتے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۸۷ - أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ

وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

يُؤْمِنُونَ ﴿۸۷﴾

وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا : جس طرح ایک وقت رات ہوتی ہے اور دوسرے وقت دن۔ اسی طرح  
ایک وقت قوموں پر آتے ہیں۔ کہ سب چپ چاپ ہو جاتے ہیں۔ مگر دوسرے وقت مذہبی چھپر چھپاڑ شروع  
ہو جاتی ہے۔ اور آفتاب صداقت (نبی) کے طلوع سے نیک و بد نشیب و فراز کی تمیز ہو جاتی ہے  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۸۸ - وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدًا وَهِيَ

تَمْرٌ مِّمَّا الشَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتَقَنَ كُلُّ

شَيْءٍ عِنْدَ أَنَّهُ خَيْرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿۸۸﴾

وَتَرَى الْجِبَالَ : اس میں پیشگوئی ہے کہ یہ قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں ایسی اڑیں گی  
جیسے بادل کو ہوا اڑا دیتی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

ایک عجیب نکتہ آپ کو سناتے ہیں۔ آپ سے میری مراد وہ سعادت مند ہیں۔ جو اس نکتہ سے فائدہ اٹھائیں۔ قرآن کریم میں ایک آیت ہے اس کا مطلب ایسا لطیف ہے کہ جس سے..... قرآن کی عظمت بھی ظاہر ہو۔ غور کرو اس آیت پر۔

وَتَدْرِي أَجْبَالَ تَحْسِبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمْدُمُ السَّحَابَ  
صَنَعَ اللَّهُ الَّذِي اتَّقِنَ عُدَّ شَيْئِي ۚ

اور تو پہاڑوں کو دیکھ کر گمان کرتا ہے۔ کہ وہ مضبوط جے ہوئے ہیں اور وہ بادل کی طرح اڑ رہے ہیں۔ یہ اللہ کی کاریگری قابلِ دید ہے۔ جس نے ہر شے کو خوب مضبوط بنایا ہے۔ غور کرو۔ یہاں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ پہاڑ تمہارے گمان میں ایک جگہ جے ہوئے نظر آتے ہیں اور وہ بادلوں کی طرح چلے جاتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔ اور یہ کیسا عجیب نکتہ ہے۔ (نور الدین طبع ثالث ص ۲۰۵-۲۰۶)

۹۰- مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا، وَهُوَ

مِن فَزْرٍ يَوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝۹۱ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ

فَكُتِبَتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

تَعْمَلُوْنَ ۝۹۲

بِالْحَسَنَةِ، نبی کریمؐ نے فرمایا ہے۔ اَفْضَلُهَا لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ (کلمہ توحید) وَاَذْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذَى عَنِ الطَّرِيقِ۔

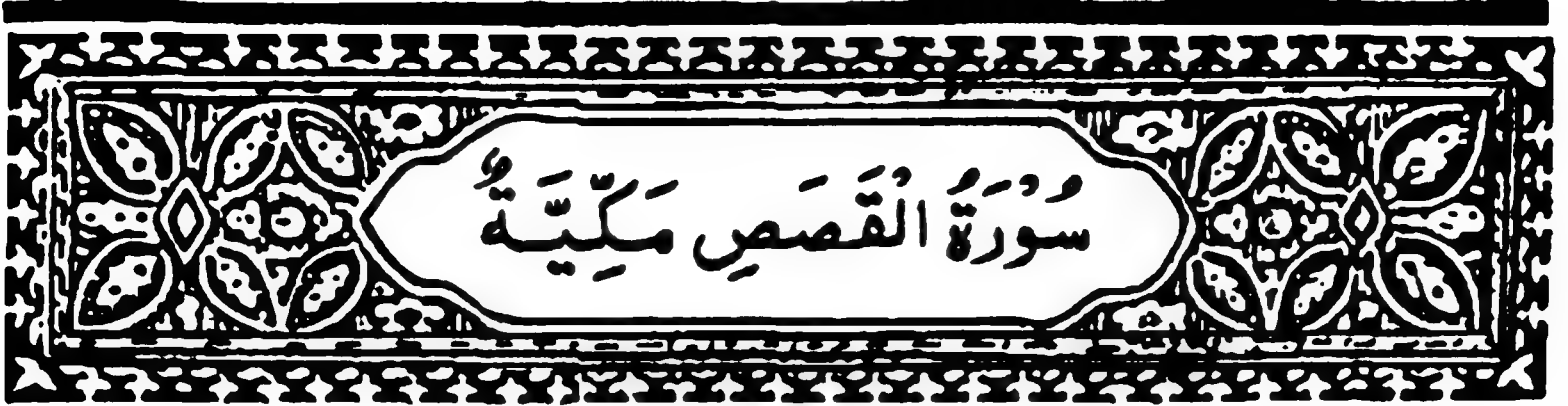
بِالسَّيِّئَةِ، بدی میں کفر و شرک سب سے بڑھ کر ہیں۔ اور رستوں میں روک ادنیٰ درجے (ضمیمہ اخبار بیدار قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۹۳- وَأَنۢ أَتْلُوا الْقُرْآنَ، فَمَنۢ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا

يَهْتَدِيۢ بِنَفْسِهِۦ، وَمَن ضَلَّ فَقُلۡ إِنَّمَا أَنَا مِنَ

## الْمُنْذِرِينَ ﴿۱۳﴾

وَأَنۡ أَتَلُّوا۟ الْقُرْآنَ : اب مسلمانوں نے قرآن شریف پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیا ہے یہی  
تنزل کی جڑ ہے۔ کئی مدرسے قرآن کے میرے دیکھتے دیکھتے بند ہو گئے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۳۶۲ - طَسْمَ □ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ □

طَسْمَ : لطیف - سمیع - مجید خدا -

الْكِتَابِ الْمُبِينِ : یہ وہ کتاب ہے جو حق کو باطل سے جدا کرتی ہے۔ حلال کو حرام سے الگ کر کے دکھاتی ہے۔ پہلی کتاب کی سچائی کو اس میں شامل شدہ باطل اور تحریف سے الگ کر دیتی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۴ - نَشَلُّوْا عَلَیْكَ مِنْ نَبِیِّ مُوسٰی وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ

لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ □

نَشَلُّوْا عَلَیْكَ : بات کہنے کو تو موسیٰ و فرعون کی کہی ہے۔ مگر دراصل (لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ) مومنوں کو سمجھایا ہے کہ تم باہمی جنگ و جدل نہ کرنا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہی امی دوست تھے۔ اس لئے فرمایا۔ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ اَعْنَاقَ بَعْضٍ - اور فرمایا۔ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ جِلَآهُمَا فِی النَّارِ - مگر افسوس کہ بعض مسلمانوں میں پھر بھی باہم جنگ ہوئے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

چونکہ نبی کریمؐ کو نبیل موسیٰؑ فرمایا۔ اس لئے حضرت موسیٰؑ کا ذکر قرآن مجید میں بہت آیا ہے  
دوم اس لئے کہ وہ صاحب شریعت تھے۔ سوم اس لئے کہ وہ  
نفس ہر یک کمتر از فرعون نیست  
لیک اور اعون مارا عون نیست

پس یَحْلِلْ فِرْعَوْنَ مُوسَى کے مطابق موسیٰ کا ذکر مومنوں کیلئے بہت مفید ہے۔  
(تشمیذ الاذیان جلد ۹ ص ۴۷)

۵۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا  
شِيْعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ يُذِرُ اَبْنَاءَهُمْ  
وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

تکبر خدا تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ  
فرعون نے علو کیا۔ تکبر کیا۔ بنی اسرائیل کو ذلیل سمجھا۔ مسلمانوں میں بھی جب سلطنت آئی۔ تو ان میں  
علو پیدا ہو گیا۔ اور یہی موجب ان کے زوال کا ہوا۔ دیکھو مسلمانوں کے سب گھروں میں چوہڑوں کی  
آمدورفت ہے۔ وہ ان کے گھر کی صفائی کرتے ہیں۔ مگر ان کو کبھی ان پر رحم نہیں آتا۔ ان کی اصلاح  
کا کوئی خیال ان کے دلوں میں نہیں آتا۔ ان کو حقیر جانتے ہیں اور اسی حالت میں ان کو چھوڑ رکھا ہے  
میں دیکھتا ہوں کہ ملک کے بعض حصوں میں یہ قوم اب ترقی کر رہی ہے۔ بعض ان میں سے بڑے بڑے  
عہدوں پر پہنچ چکے ہیں۔ کسی کی حقارت نہیں کرنی چاہیے۔ ایک سید صاحب کا حال معلوم ہے۔ کہ وہ  
اپنی ذات کو اتنا بڑا جانتے تھے۔ کہ اپنے شہر کے کسی سید کو اپنی لڑکی دینا پسند نہ کرتے تھے۔ اور  
چونکہ وہ کسی کو لڑکی نہ دیتے تھے۔ ان کے لڑکے کو بھی کوئی لڑکی دینا پسند نہ کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان  
کا بیٹا اور بیٹی ہر دو عیسائی ہو گئے۔ اور انکی لڑکی نے ایک چار نو عیسائی کے ساتھ شادی کر لی۔ یہ  
بیان عبرت کیلئے ہے۔ غرض اور کی حقارت کرنا بہت بُری بات ہے۔

(بدھ ۱۹ اکتوبر ۱۳۷۷ء ص ۴)

۶۔ وَنُرِيدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتَضَعِفُوْا فِي

الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اٰيٰمَةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ ۝

وَنُرِيدُ اَنْ نَّمُنَّ : اس میں سمجھایا گیا ہے۔ کہ جو لوگ اپنے تئیں ضعیف بنا لیں۔ غضب  
سے کام نہ لیں۔ ہم خود ان کے ناصر و معاون بن جاتے ہیں۔



وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً، قَرَّانَ مُجِيدَيْنِ دُوسرے مقام پر فرمایا کہ امام ان اس وقت بنتا ہے جبکہ لوگوں کو ہدایت دے۔ اور صبر سے کام لے۔ اور ہماری آیات پر یقین پیدا کرے۔ فرمایا وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ (سجہہ: ۲۵)

وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ، وہ شام وغیرہ کے وارث ہوئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

وَنُذِيعُ، ہمارا یہ ارادہ رہتا ہے۔ مسلمان اس نکتہ کو سمجھیں وہ تکبر و فضولی چھوڑیں تو خدا انہیں ائمہ بنا دے۔ (تشیذ اللذکران جلد ۹ ص ۴۷)

خدا حکم قادر مقتدر ہستی اور رب العلمین ہے۔ اس نے یہ قاعدہ بنادیا ہے کہ مامورین اور مرسلوں کے ساتھ ابتداء میں معمولی اور قریب لوگ ہی ہوا کرتے ہیں اور جتنے اکابر اور بڑے بڑے مدبر کہلانے والے ہوتے ہیں وہ ان کے مقابل میں کھڑے کھڑے جلتے ہیں تاکہ وہ اپنی سفلی کوششیں ان کے نامزد کردینے میں صرف کر لیں۔ اور اپنے سارے زوروں سے ان مرسلوں کی بیخ کنی کے منصوبے کر لیں۔ پھر ان کو ذلیل اور پست کر دیا جاتا ہے۔ اور خدا کے بندوں کی فتح اور نصرت ہوتی ہے اور وہی آخر کار کامیاب اور مظفر و منصور ہوتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ تاکوئی خدائی سلسلہ پر احسان نہ رکھے۔ بلکہ خدا کی قدرت نہائی اور قدرۃ نوازی کا ایک بین ثبوت ہو کر ان میں منغلہ کے دلوں میں ایمانی ترقی ہو اور ان کے دلوں میں خدا کے عطایا اس کی قدر تول اور کرموں کے گن گانے کے جوش پیدا ہوں۔

پس تم اس خیال کو کبھی بھی دل میں جگہ نہ دو۔ کہ اکابر اور بڑے بڑے مالدار اور رؤساء عظام تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔ اگر تم ذلیل ہو تو تم سے پہلے بھی کئی گروہ تمہاری طرح کے ذلیل گزرے ہیں۔ مگر آخر کار کامیابی کا تمغہ ایسے پاک اور مومن ذلیلوں کو عطا کیا جایا کرتا ہے۔

دیکھو موسیٰ کے مقابلہ میں فرعون کی ساز بہ دست اور جبروت والا بادشاہ تھا۔ مگر خدا نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ وَنُذِيعُ اَنْ تَمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتَضَعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ۔ کس طرح سے ان ضعیف اور کمزور لوگوں کو اپنے احسان سے امام اور بادشاہ بنا دیا۔ دیکھو یہ باتیں صرف کہنے ہی کی نہیں۔ بلکہ عمل کرنے کی ہیں۔ عمل کے اصول کے واسطے کہنے والوں پر حسنِ ظن ہونا ضروری اور لازمی امر ہے۔ اگر دل میں ہو کہ کہنے والا متردّد و متذبذب

فاجر ہے۔ منافق ہے۔ تو پھر نصیحت سے فائدہ اٹھانا معلوم! اور عمل کرنا ظاہر! بعض اوقات شیطان اس طرح سے بھی حملہ کرتا ہے۔ اور نصیحت سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر دیتا ہے۔ کہ دل میں نصیحت کرنے والے کے متعلق بدظنی پیدا کر دیتا ہے۔ پس اس سے بچنے کے واسطے بھی وہی بہتیار ہے جس کا نام دُعا اور دردمند دل کی اور سچی تڑپ سے نکلی ہوئی دُعا ہے۔ (الحکم ۲۶، مارچ ۱۹۰۸ء ص ۷)

۸۔ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنِ ارْضِعِيهِ ۖ

فَإِذَا خَفَتْ عَلَيْهِ فَلَاتِقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي  
وَلَا تَحْزَنِي ۚ إِنَّا كَلَّا ذُوهُ إِلَيْكَ وَجَاءَ عِلْوُهُ مِنَ

الْمُرْسَلِينَ ۝

فَالْقِيَةُ فِي الْيَمِّ: الہامی عبارت کو سمجھنے کیلئے ایک فہم سلیم دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ جھٹ پھینک دے چنانچہ اسی واسطے اُمّ موسیٰ نے صندوق بنایا۔ سوراخیں بند کیں۔ سلتہ ہی اس کی بہن کو روانہ کیا۔ گویا ظاہری اسباب کی پوری رعایت رکھی اور الہام وحی الہی کی تعمیل بھی کی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۹۔ فَالْتَقِطْهُ الْفِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا

وَحَزَنًا ۚ إِنَّ الْفِرْعَوْنَ وَحَامِنَ ذُنُودَ مُمَآكَانُوا

خَطِيئِينَ ۝

الْفِرْعَوْنَ: فرعون کی لڑکے نے لیا۔  
لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا: اس نے کس غرض کیلئے لیا۔ یہ تو اسے معلوم ہوگا۔ خدا کا مشاء اس آیت سے ظاہر ہو گیا۔ لے نتیجہ کا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرْتُ عَيْنِي لِي

وَلَكَّ لَا تَقْتُلُوهُ ۖ عَسَىٰ أَن يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ

وَلَدًا وَهُمْ لَا يَسْعُرُونَ ۝

قَالَتْ امْدَأْتُ فِرْعَوْنَ، فرعون کی بیوی نے سفارش کی۔  
(تشمیذ الاذیان جلد ۸، ص ۹۷)

۱۱۔ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أَمْرٍ مُوسَى فِرْعَاوَانَ

كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا  
لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أَمْرٍ مُوسَى فِرْعَاوَانَ : لَا تَخَافِي وَلَا تَحْذَرِي کی وجہ ہو اور پھر  
ایک منہم گھبراہٹ کا اظہار کرے۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ موسیٰ کی طرف  
سے فارغ ہو گئی یعنی مطمئن۔ کیونکہ خدا نے اس کا ذمہ لیا تھا۔  
لَتُبْدِي بِهِ : اس خوشی کا اظہار کر دے کہ خدا اس کا مشکل ہو گیا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَى اتَيْنَاهُ حُكْمًا

وَعِلْمًا، وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝

حضرت موسیٰؑ کی پرورش فرعون کے گھر میں کرادی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو  
حکومت دینا چاہتا تھا۔ اس لئے بادشاہی گھر میں تربیت کا موقعہ دیا۔  
وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ : اس میں سمجھایا کہ یہ حکم و علم کا دینا حضرت  
موسیٰؑ ہی سے خاص نہیں۔ بلکہ جو محسن ہو۔ خدا اسے اس انعام سے بہرہ ور کرے گا۔ چنانچہ  
حضرت یوسفؑ کے بیان میں بھی فرمایا۔ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (یوسف ۲۱)  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۱۶- وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَى حِينٍ غَفْلَةٍ مِنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَذَا مِنْ شِيعَةِهُ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ ، فَاسْتَنَافَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ ، فَوَحَّزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ ، قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ ۝

مِنْ عَدُوِّهِ ، قَبْلِ تَحَا  
هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ، حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ یہ تجھے شیطانِ عمل کی سزا دی گئی ہے  
(ضمیمہ اخبار بدیع القایاں ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)  
اِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ ، بے شک وہ دشمن ہے ہلاک کرنے والا۔ کھلا کھلا۔  
(نور الدین طبع ثالث ص ۷)

۱۷- قَالَ رَبِّ ارِنِي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي

فَغْفَرَ لَهُ ، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

ظَلَمْتُ نَفْسِي ، اپنی جان کو شکست میں ڈال لیا۔  
فَاغْفِرْ لِي ، ستاری فرما۔ یہ قتل فی الحال واضح نہ ہو۔  
فَغْفَرَ لَهُ ، چنانچہ خدا نے ستاری کر لی۔ اور انہیں نکل جانے کا موقع مل گیا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع القایاں ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۱۸- قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ

ظَاهِرًا لِّمُجْرِمِينَ ۝

بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ، حضرت موسیٰؑ کہتے ہیں۔ یہ تیرا فضل ہے۔ پس میں ہمیشہ ظالم کا مقابلہ کروں گا اور میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔ کیونکہ اس وقت مجرم کو سزا اور مظلوم کی ہمدردی کرنے سے یہ فضل ہوا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع القادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۱۹۔ فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ

فَإِذَا تَدْرِي مَا شَتَنَصَرَہُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ،

قَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ۝

يَتَرَقَّبُ، یہ آپ کے چوکس ہونے کی دلیل ہے۔  
إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ، جسے کل مدد دی تھی اسے کہا کہ تو بھی روز ہر ایک سے لڑتا رہتا ہے  
(ضمیمہ اخبار بدیع القادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۲۰۔ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ

عَدُوٌّ لِّمُوسَى، قَالَ يَمْوَسَى أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي

كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۚ إِنَّ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ

تَكُونَ نَجِبًا رَافِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ

الْمُصْلِحِينَ ۝

قَالَ يَمْوَسَى، اس مظلوم نے کہا (ضمیمہ اخبار بدیع القادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۲۱۔ وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ:

قَالَ يَمْوَسَى إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَأْتِمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ

فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ۝

فَاخْذُجْ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نکلنا پڑا۔ حضرت داؤد اور ابراہیمؑ سے بھی یہی معاملہ ہوا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ

رَبِّيَ اَنْ يَّهْدِيَ بَنِي سَوَاءَ الشَّيْئِلِ ۝۳۱

عَسَىٰ : قریب ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۲۴۔ فَسَقَىٰ لَهُمَا ثَمَرًا تَوَلَّىٰ اِلَى الْوَهْلِ فَقَالَ رَبِّ

رَبِّي لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝۳۲

مِنْ خَيْرٍ : اس دعا میں اس خیر کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصریح کر دی ہے آپؐ نے فرمایا۔ جب کسی گاؤں میں داخل ہونا ہو تو یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبِّ الْاَرْضَيْنِ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبِّ الشَّيْطٰنِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبِّ الرِّيَّاحِ وَمَا ذَرَيْنِ فَاِنَّا نَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔ اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنَا جَنَاحًا وَحَبِيْبًا اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِيْبًا صَالِحًا اِلٰى اَهْلِهَا اٰمِيْنَ۔

اس دعا کو میں نے خوب آزمایا۔ میں ہمیشہ اس کے ذریعے لوگوں کی نظروں میں محبوب بنا ہوں اور خود شریرانفسوں کے شر سے محفوظ رہا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۲۵۔ قَالَتْ اِخْذْهُمَا يَابَتْ اِسْتَاْجِرُكَ رَاٰنَ خَيْرٍ

مِنْ اِسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيَّ الْاَمِيْنَ ۝۳۳

اَلْقَوِيُّ : باوجود اجنبی ہونے کے ان چرواہوں کی پرواہ نہ کر کے پانی پلا دیا۔  
اَلْاَمِيْنُ : ہم جو ان لڑکیاں تھیں۔ مگر بہت ہی پاک رہا۔ اور پھر



کوئی طمع نہیں کیا۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۲۸۔ قَالَ رَافِي أُرِيدُ أَنْ أَتُكَلِّمَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ  
عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَنِي حَجَّجَ، فَإِنْ أَتَمَمْتَ عَشْرًا  
فَمِنْ عِنْدِكَ، وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ،  
سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝

اَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَنِي حَجَّجَ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مدینہ سے آٹھ برس بعد وطن میں آئے اور دو برس بعد یعنی دس برس پہنچ گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

ہندوستان میں بالخصوص عورتوں کی ایسی بے قدری ہے کہ جسے گالی دینی ہو۔ اسے کہتے ہیں شسرایا سالاکویا لڑکی تو درکنار۔ لڑکی کا باپ۔ لڑکی کی ماں۔ لڑکی کا بھائی بھی مجرم ہیں۔ اور دنیا میں بدترین انسان ہیں۔ کئی خبیث باطن ہیں۔ جب اپنی بی بی پر ناراض ہوتے ہیں تو اسے کہتے ہیں اپنے باپ کے گھر سے کیا لائی تھی؟ گویا باپ کا جہاں یہ فرض ہے کہ اپنی لڑکی دے تو ساتھ ہی یہ بھی کہ وہ بہت سا مال اسباب اپنے داماد کو دے! یہ طریق انبیاء کا نہیں۔ حضرت موسیٰؑ ایک بزرگ کے ہاں جاتے ہیں جو انہیں ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَتُکَلِّمَکَ اِحْدٰی ابْنَتَیْ هَاتَیْنِ عَلٰی اَنْ تَاجُرَنِیْ ثَمَنِیْ حَجَّجَ ج فَإِنْ أَتَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ۔ میں چاہتا ہوں کہ تجھے اپنی ایک لڑکی ان دونوں میں سے نکاح کر دوں۔ اس شرط پر کہ تو آٹھ سال میری نوکری کرے اور اگر تو دس سال پوسے کرے تو یہ تیری بر خود داری ہے۔ اسی طرح یعقوبؑ کو بھی اپنے سسرال کی خدمت کرنی پڑی اور جب اس لڑکی کی بجائے دوسری لڑکی کی خواہش کی تو انہیں سنایا گیا۔ کہ اتنے سال اور خدمت کوئی ہوگی۔ (تشیذالاذلان جلد ۶، ص ۴۳۹)

۲۹۔ قَالَ ذَلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ، أَيَّمَا

الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ، وَاللَّهُ عَلَى

## مَا نَقُولُ وَكَيْفُ ۞

ذَلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ، ہندو تو جہاں لڑکی دیں۔ وہاں سے پانی بھی حرام سمجھتے ہیں ان کی دیکھا دیکھی مسلمان بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ میرے نزدیک دالمہ سے کچھ لینا جائز ہے۔ صوفیوں نے لکھا ہے۔ نبوت کی تیاری کیلئے آپ اتنے برس رکھے گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۳۰۔ فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ

أَنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا، قَالَ لِأَهْلِهِ

امْكُثُوا إِنِّي أَنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا

بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۞

جو لوگ منصوبے باندھنے کے عادی ہیں کہ یوں کریں گے اور پھر یوں کریں گے پھر یوں ہو جائے گا یہ سب نامراد ہوتے ہیں۔ شیخ چلی کی کہانی ہمارے ملک میں کسی پاک نے سنائی ہے۔ یہ ایسے لوگوں کے لئے عبرت دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ایسے لوگوں کے شامل حال رہتا ہے۔ جو حضرت موسیٰؑ کی طبیعت رکھتے ہیں۔ آپ کے اندر کوئی خواہش نہ تھی کہ میں نبی بن جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی۔ لِأَهْلِهِ، اپنے ساتھ والوں کو کہا۔ یوں ترجمہ میں نے اس لئے کیا کہ تورات کے بیان میں جو المبحس ہے وہ دور ہو جائے۔

لَّعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا: ان امراء کیلئے یہ نمونہ شرم دلانے والا ہے۔ دیکھو امیر قافلہ خود کام کرتا ہے اور اپنے کسی خدمتگار کو نہیں کہتا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا کرتے تھے۔ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں تھے۔ سب نے اپنے اپنے ذمے ایک ایک کام لیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں تم سب کیلئے لکڑیاں لے آتا ہوں۔ چنانچہ آپؐ لائے۔ یہ سنت ہے نبیوں کی۔ اب تو ذرا کسی کی تنخواہ بڑھ جائے تو وہ معمولی کام کرنا اپنی ہتک سمجھتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

میں نے آگ دیکھی ہے تو کہ میں تمہارے پاس اسکی کوئی خبر لاؤں یا آگ کی کوئی چمکاری لاؤں تو کہ تم تاپو۔  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۵۳)

۳۱۔ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِءِ الْوَادِ

الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبْرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ  
يُمُوسَىٰ رَئِي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۱﴾

پس جب اس کے پاس آیا برکت والے میدان کے کنارے سے مبارک زمین میں درخت کی طرف سے پکارا گیا کہ اے موسیٰ۔ یقیناً میں ہوں اللہ عالموں کا پروردگار۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۵۳)

مِنَ الشَّجَرَةِ: درخت کی طرف سے۔ نہ یہ کہ نعوذ باللہ درخت بولتا تھا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۳۲۔ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ، فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ

حَاثَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ،

يُمُوسَىٰ أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ﴿۳۲﴾

وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ: یہ کشف کا وقت ہے۔ اللہ نے نظارہ دکھایا کہ میں تیرے ساتھ ایک جماعت کروں گا جو تیرے دشمنوں کو سانپ کی طرح کھا جائے گی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا کہ مجھے ایک بستی دکھائی گئی ہے جو دوسری بستیوں کو کھا جائے گی۔ یعنی مدینہ۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ أَسْلَكَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضًا

مِنْ غَيْرِ سُوٍّ، وَأَضْمَمَ إِلَيْكَ جَنَاحًا مِنْ

الرَّحِبَ فَذُنُوكَ بُرْهَانِي مِنْ رَبِّكَ إِلَى  
فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا فِاسِقِينَ ﴿٣٦﴾

فِي جَنَّتِكَ: اِنے جَنَّتِ قَمِيصِكَ تَخْرِجُ بَيْضَاءُ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ  
تمہیں ایک کتب دیگا جو بے عیب ہوگی اور روشن۔ اللہ نے فرمایا اَنْزَلْنَا إِلَيْكَ نُورًا مَبِينًا  
(نساء: ۱۷۵) قرآن مجید بھی ایک یدِ بیضا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۳۶، ۳۵۔ وَآخِي هِرُونَ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا

فَأَرْسَلَهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي: اِنِّي أَخَافُ أَنْ  
يُكَذِّبُونِ ﴿٣٧﴾ قَالَ سَنُنْشِئُ عَصْدَكَ بِأَخِيكَ  
وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا؛  
بِأَيِّتِنَا؛ أَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُونَ ﴿٣٨﴾

هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي: دیکھو۔ انبیاء میں ہرگز عجب نہیں ہوتا کہ اپنے برابر یا اپنے سے بڑھ کر  
کسی کو نہ گردانیں۔

سَنُنْشِئُ عَصْدَكَ: یہ عربی کا محاورہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم تیری مدد کریں گے۔  
(ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۳۸۔ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ بِالْهُدٰى

مِنْ عِنْدِهِ وَمَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٣٩﴾

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ: پیشگوئی فرمائی کہ دیکھو ظالم مظفر و منصور نہیں ہوں گے۔ گویا خدا فیصلہ کرے گا  
کہ مَنْ جَاءَ بِالْهُدٰى کون ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۳۹۔ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ  
لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرِي، فَأَوْقَدَنِي يَهَامُنُ  
عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا تَعَلِّيَ أَطْلِعُنِي إِلَى إِلَهِ  
مُوسَى، وَإِنِّي لَا ظَنُّهُ مِنَ الْكَذِبِيِّينَ ﴿۳۹﴾

مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرِي: ہند میں مشرک بہت ہیں۔ میں نے  
تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ یہ مشرکین بادشاہ کو سب سے بڑا دیتا سمجھتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں  
کہ بادشاہ سولہ کلاں سپرد ہوتا ہے۔ اسی بنا پر وہ فرعون کو الہ سمجھتے ہیں۔  
يَا هَامُنُ: ہامان کوئی بڑا آفیسر ہے۔ انجینئر۔

فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا: یہ شرارت سے تمسخر کرتا ہے۔ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
پر۔ ہامان کو کہتا ہے۔ کوئی رصد گاہ بناؤ کہ دیکھیں موسیٰ کا اس الہ سے کیا تعلق ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۴۵۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى

مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿۴۵﴾

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ: خدا نے مجھے یہ سمجھایا ہے کہ موسیٰؑ نے تین دفعہ رسول اللہ  
کی پیشگوئی کی ہے۔ ان حالات کا ذکر ہے۔ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ۔ مَا كُنْتَ ثَاوِيًا  
وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ۔ ایک یہ جہاں یہ حکم تھا کہ اوپر کوئی نہ آئے۔ زلزلہ آیا۔ آتش فشاں۔  
اس وقت حضرت موسیٰؑ نے حسب الحکم قوم کو اوپر بلایا۔ مگر انہوں نے کہا۔ ہم کیا۔ ہماری اولاد  
بھی سننا نہیں چاہتی۔ خدا نے کہہ بہت اچھا۔ اب یہ نبوت تمہارے بھائیوں کو ملے گی۔ غار حرا سے  
بھی مکتبہ نیچے ہے۔ یہ پیشگوئی باب استثناء میں ہے۔

پھر ۳۳ باب میں پیشگوئی ہے ”وَسَنَنْزِلُكَ دُوسِيُوں کے ساتھ“ پھر مدین میں کتاب  
پیدائش ۱۲ باب سے، تک رسول اللہ کا ذکر ہے۔ فرماتا ہے۔ تیرے متعلق یہ تین پیشگوئیاں ہیں

کیا تو نے خود لکھوالیں۔ ہرگز نہیں۔ (تشیذالاذیان جلد ۹ ص ۴۲)

۴۷۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِنْ

رَحْمَةً مِنَّا بِكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُمْ مِن

نَذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۴۷﴾

وَلَٰكِنْ رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ : یہ رحمت ہے تیرے سب کی کہ تجھ کو غارِ حرام میں ندا دی تاکہ تو اپنی قوم کو ڈرائے آئوالے عذاب سے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا

لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ. أَوَلَمْ

يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ. قَالُوا

سِحْرٌ بَشَرٍ تَطَاهَرًا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلِّ كَفْرٍ وَن ﴿۴۸﴾

لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ : یعنی موسیٰؑ والے اعجاز کیوں نہیں دکھاتا۔ اکثر لوگوں نے اس طرح ٹھوکر کھائی ہے۔

مسیح موعودؑ کو کہتے ہیں کہ مسیح ہے تو مسیح والے معجزے کیوں نہیں دکھاتا۔ اس کا جواب فرماتا ہے کیا موسیٰؑ کے وہ نشانات دیکھ کر انکار کرنے والوں نے انکار نہیں کیا؟ پس منکروں کیلئے تو پھر بھی جائے انکار ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۵۰۔ قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ

أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعُهُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۵۰﴾

هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا : یعنی تورات کی پیشگوئی نہیں مانتے تو پھر اور کتاب لے آؤ۔ اس



میں سے اپنی پیشگوئی دکھا دوں۔ (تشیخ الاذقان جلد ۸، ص ۹۷۲)

۵۱۔ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّكُمْ

يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ

هَوَاهُ يُغَيِّرُ هُدًى مِّنَ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

اِتَّبَعَ هَوَاهُ : ہوا کے تابع ہونے سے اختلاف اٹھے ہیں۔ ورنہ اگر صِدقِ نیاز مندی پاک صحبت اور اللہ کی رضا مندی ہو تو پھر اختلاف کیوں ہو۔ اور کیوں اللہ کے مسلوں کا انکار کیا جاوے  
فَاعْلَمْ أَنَّكُمْ يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ : وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ  
يُغَيِّرُ هُدًى مِّنَ اللَّهِ : تو جان لے کہ وہ چلتے ہیں پرے اپنی خواہش کے اور اُس سے بہکا  
کون جو چلے اپنی خواہش پر ہی راہ بتائے اللہ کے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۹)

۵۲۔ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ : اپنی سچائی اور سچائی کی باتوں کو لگاتار ہم نے پہنچایا۔  
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ : تاکہ رسم کی۔ عادت کی۔ جہالت کی۔ محبت کی صحبت کی۔  
ایک شخص نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ میں تہجد تک پڑھتا اور خدا اور رسول کیلئے غیرت مند  
تھا۔ اب ایم لے میں پڑھتا ہوں۔ خدا کی ہستی میں شبہ پڑ گئے۔ آپ نے فرمایا۔ جس سیٹ پر تم بیٹھے ہو  
اس کے ساتھ ضرور کوئی دہریہ ہوگا۔ جس کی صحبت کی ظلمت نے یہ حالت کر دی۔ وہ قائل ہو گیا۔ کہ یہ بالکل  
صحیح ہے۔

کچھ مدت ہوئی۔ میں نے اسے خط لکھا۔ وہ لکھا ہے۔ اس دن سے سب ظلمت جاتی ہی کبریا کی  
کی ظلمتیں دور ہو جاتی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قایان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۵۵۔ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا

صَبَرُوا وَإِيَّازُونَ بِالْحَسَنَةِ الشَّيْئَةِ وَمِمَّا

## رَزَقْنَهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۵۹﴾

صَبَرُوا: صبر کے معنے بدی سے رکنا۔ امیری۔ غریبی دونوں حالتوں میں مشکلات پیش آتے ہیں۔ ایسے موقع پر افراط و تفریط سے بچ کر حق پر ثابت قدم رہنا۔

مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ: مومن ضرور دوسرے کو اپنے علم۔ پیسہ۔ روٹی۔ غرض ہر ایک خدا کی دی ہوئی چیز سے خرچ کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

پہلی کتابوں کے ماننے والے اگر قرآن کریم پر بھی ایمان لائے تو انہیں دوسرا بدلہ ملے گا اس لئے کہ انہوں نے بڑی ہی بڑو باری کی۔ اور اُن کی چال ہی ایسی ہے۔ کہ بدی کا مقابلہ نیکی کے ساتھ کر دیتے ہیں (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۷۶)

۵۷۔ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ

يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ. وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُنْتَدِينَ ﴿۶۰﴾

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ: انبیاء خصوصیت سے ایک شخص کو فحیاط کر کے وعظ کرنے کی بجائے عام طور پر نصیحت کرتے ہیں۔

یہ کلمات خدا کی جناب میں ناپسند ہیں کہ فلاں اگر مسلمان ہو جاوے تو یوں ہو جائے گا۔ یوں سب روکیں ہٹ جائیں گی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۶۰۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ

فِيْ أُمَّهَارِ سُوْلَا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا، وَمَا كُنَّا

مُخْلِكِ الْقُرَىٰ إِلَّا وَآهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿۶۱﴾

يَبْعَثُ فِيْ أُمَّهَارِ سُوْلَا: اُمی کے معنے ہوئے ام القریٰ کا رہنے والا۔ اور ام القریٰ مکہ کا نام ہے۔ پس ان پڑھ کے معنے خواہ مخواہ لے لئے۔ موقع مناسب آگاہی بچا دیکھ کر معنے کرنا چاہیئے تھا اور سچ یہ تھا کہ جہاں کوئی مادی بھیجا جاتا ہے۔ اس بستی کو اس مادی کے زمانہ میں اور مستیوں

کا ام جس کے معنی اہل کے ہیں کہا جاتا ہے۔ ثبوت یَبْعَثُ فِیْ اَیْمَارِ مُؤَلَّآ..... قرآن میں ہے پھر اس لحاظ سے بھی مکہ معظمہ کو ام اور ام القریٰ کہا گیا اور ہر مامور کی بستی ام ہوا کرتی ہے۔  
(نور الدین طبع ثالث ص ۲۳۰)

۶۲۔ اَفَمَنْ وَعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ

لَا قِيَّةَ كَمَنْ مَّتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ

هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِّیْنَ ۝۳

اَفَمَنْ وَعَدْنَاهُ : انسان کی فطرت میں وعدہ پر بھروسہ کرنا اور پھر اس سے خاص خوشی حاصل کرنا ہے دنیا کے تمام کام اسی وعدہ پر چلتے ہیں۔ پس جو وعدہ اس ذات پاک سے ہو جو پورے طور پر قادر ہو اور صادق القول ہو وہ کیسی مسرت کا موجب ہو سکتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القویان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۶۳۔ قَالَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا

هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ اَغْوَيْنَا، اَغْوَيْنَهُمْ حَمَآ

اَغْوَيْنَا، تَبَرَّأْنَا لَیْلِكَ، مَا كَانُوْا اِیَّاَنَا

یَعْبُدُوْنَ ۝۴

حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ : جو پر فرجیم لگ گئے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القویان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۶۴۔ وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ،

مَا كَانَ لَهُمُ الْخِیْرَةُ : سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰی

عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝۵

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ؛ قائلین تاسخ کہتے ہیں کہ یہ برتری گزشتہ عملوں کا نتیجہ ہے۔ اس کا رقص ہے۔ خود انسان کے وجود میں ایک عضو تک ہے۔ ایک ایڑی ہے۔ اور دونوں برابر نہیں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو بہت نقصان تھا۔

عَمَّا يُشْرِكُونَ؛ بعض صفات میں شریک گردانتے ہیں۔ بعض تعریف میں۔ بعض غیر اللہ کو سجدہ کر لیتے ہیں۔ یہ سب شرک ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدلتالیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۴۲۔ وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

لِتَشْكُرُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۴۳﴾

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نیند سے اٹھتے تو دعا لگتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ بَلْکَ کَرُوْثْ ہلنے میں بھی شکر یہ لو کرتے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ فَعَدَّہُ پڑھتے۔ (ضمیمہ اخبار بدلتالیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۴۴۔ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسٰی فَبَغٰی

عَلَيْهِمْ۔ وَاتَّخِذْنٰهُ مِنْ الْکٰفِرُوْنَ مَآرِکَ مَفَاتِحَہٗ

لَتَنْوُوْا بِاَلْعُصْبَةِ اُولٰٓئِکَ الْقُوَّةَ۔ اِذْ قَالَ لَہٗ

قَوْمُہٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفٰرِحِیْنَ ﴿۴۵﴾

دولتمندی پر ناز و تکبر کر نیوالے خدا کے راستہروں کا ساتھ نہیں دیتے۔ اس رکوع میں ایک ایسے دولتمند کا ذکر ہے۔

مَفَاتِحَہٗ؛ جمع مفتاح۔ یعنی اس کے خزانے اور اسباب۔

لَا تَفْرَحْ؛ اگر باز نہ ہو جا

لَا یُحِبُّ الْفٰرِحِیْنَ؛ بعض آدمی ذرا تدبیر میں کامیاب ہو جاویں یا ایک دو خواب سچے

آجاویں تو وہ راست بازوں کے مقابلہ پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر آخر ناکام مرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند کرتا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

مَفَاتِيحُ: جمع مفتاح خزانے (تشیع الاذعان جلد ۸ ص ۹ ص ۴۲)

۷۸۔ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ

وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ أَحْسَنَ كَمَا

أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ

لَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا: یعنی دہر آخرت کے حصول کے حکم کے یہ معنی نہیں کہ دنیا بالکل چھوڑ دو۔ بلکہ اسلام دین میں، دنیا میں ایک حد بندی چاہتا ہے۔ چنانچہ بعض اوقات نماز پڑھنا بھی منع ہے۔ اس واسطے صوم متواتر اور ساری رات جاگنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا۔  
اَنْتِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقُّهُ

كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ: کیونکہ اللہ نے تم پر احسان کیا۔

وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ: سب سے بڑا فساد تو حضرت موسیٰ کا انکار تھا کیونکہ اس سے وعدے میں فرق آتا ہے۔ جو تمام ترقیوں اور کامیابیوں کی جڑ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء)

۸۰۔ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ، قَالَ

الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لَيْتَ لَنَا

مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ: آخر حضرت موسیٰ نے کہا۔ آؤ خدا کے حضور نذر گزاریں اور دعا کریں کہ جو شریعہ ہے وہ ہلاک ہو جائے۔ حضرت موسیٰ نے حکم دیا کہ سب لوگ قارون سے اپنے خیمے

الگ کریں۔ اڑھائی سو آدمی نے کہا۔ ہم تو قارون کے ساتھ رہیں گے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۸۲۔ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبَدَارِهِ الْأَرْضَ ۖ فَمَا كَانَ لَهُ  
مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُوهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ وَمَا كَانَ مِنَ  
الْمُنْتَصِرِينَ □

فَخَسَفْنَا، ایک زلزلہ آیا۔ زمین پھٹی اور قارون ہلاک ہوا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، اگست ۱۹۱۰ء)

۸۳۔ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ  
لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا  
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ □

قرآن کریم کے عجائبات میں سے ایک بات یہ ہے کہ ابتداء خلق کا کوئی وقت نہیں بتایا۔ کیونکہ خالق کون و مکاں کی ذات کی ابدیت اور ازلیت کے سامنے سب در سب کو آپس میں ضرب دیتے چلے جائیں تو بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ پھر جب سے تاریخ قوموں کا ذکر کرتی ہے۔ یہ بات کہیں سے نہ ملے گی۔ کہ راست بازوں کی جماعت ہلاک ہوئی۔ بلکہ یہی دیکھتے ہیں ان کے مخالف تباہ و برباد ہوتے رہے آج نمرود۔ فرعون وغیرہ کی اولاد کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کی اولاد دنیا کے تمام حصوں میں پائی جاتی ہے۔ اور حکمران ہے۔ امام حسینؑ کے دشمنین کی اولاد کا پتہ اسلامی ممالک میں نہیں ملتا مگر امام حسینؑ سے تعلق رکھنے والے۔ انکی تعظیم کرنے والے موجود ہیں۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ، پچھلا گھر ہزار ہا برس کے بعد۔ یا مگر۔

لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ، جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے تو کسی نے حضرت ابوبکرؓ کے والد کو خبر پہنچائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے۔ اس نے



کہا کہ اسلام کی کیا حالت ہے۔ اس نے بتایا ایک شخص اس کے قائم مقام ہوا۔ کہا۔ کہ مقام محمد پر بیٹھنے والا کون شخص ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ ابوبکرؓ۔ پوچھا کون ابوبکرؓ۔ کہا۔ ابن ابی قحافہ۔ کہا کون۔ ابنی قحافہ؟ اس نے کہا تم، اس نے بڑے تعجب سے پوچھا کہ بنو ہاشم کہاں گئے۔ اس نے کہا۔ سب نے اس کی بیعت کر لی۔ پوچھا بنو امیہ؟ کہا وہ بھی تابع ہو گئے۔ تب ابوقحافہ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا کہ اسلام حق ہے اور یہ سب اسی اللہ کے سامان ہیں۔

حضرت عمرؓ حج سے آتے ہوئے ایک درخت کے پاس کھڑے ہو گئے۔ حذیفہ جو بے تکلف تھا اس نے جرأت کی اور وجہ پوچھی۔ آپؓ نے فرمایا کہ ایک وقت تھا کہ جب میں اپنے ایک اونٹ کو چراتا تھا اور اس درخت کے نیچے میرے والد نے مجھے بہت زجر و توبیخ کی تھی اور اب یہ وقت ہے۔ کہ اونٹ تو کیا۔ کئی لاکھ آدمی میرے آنکھ کے اشارے پر جان دینے کو تیار ہیں۔ یہ اسی لٹے کہ ہم نے خدا کے رسل کو مان لیا۔

عبداللہ بن عمرؓ گھر کی لپاٹی کمرہ ہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے۔ پوچھا یہ کیا کرتے ہو۔ عرض کیا۔ اَکْتُ مِنَ الْمَطَرِ حضور! بارش سے محفوظ رہنے کے واسطے۔ فرمایا۔ بات قریب ہے! ملاں تو اس کے یہ معنی کرتا ہے۔ قیامت نزدیک ہے۔ مگر میں تو اس کے یہی معنی کروں گا۔ کہ وہ وقت نزدیک ہے جب تم بادشاہ ہو جاؤ گے اور خود لپاٹی کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ چنانچہ آپ عراق بھیجے گئے۔ پھر قیصر و کسریٰ کی حویلیوں کے مالک ہوئے۔

ایک اور صحابی کا ذکر ہے۔ کہ چھتر بنارہے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی فرمایا کہ بات قریب ہے۔ یعنی عنقریب تم حکمران ہونے والے ہو۔ اور ان چھتروں کی بجائے محلوں میں رہو گے قادیان میں کیا ہے؟ لباس۔ زبان۔ منظر وغیرہ کے اعتبار سے کچھ بھی نہیں! مگر خدا کا نام لینے والا ایک شخص پیدا ہوا۔ تو اس کے نفوسِ قدسیہ کے فیض سے تم (تین سو بندے بیٹھے ہو)۔

بوعلی سینا کے ایک شاگرد نے کہا۔ استاد آپ نبوت کا دعویٰ کرو۔ اس وقت تو آپ خاموش رہے۔ بعد ازاں ایک موقع پر جبکہ ہوا تیز و سرد تھی اور پانی یخ بستہ۔ اس نے شاگرد کو حکم دیا کہ کپڑے اتار کر اس میں کود پڑو۔ اس نے استعجاب کی نظر سے دیکھا۔ بوعلی سینا نے پوچھا۔ کیوں؟ کہا۔ آپ کو جنوں تو نہیں ہو گیا؟ اس پر حکیم بولا نادان تیرے جیسے فرماں برداروں کی امید پر نبوت کروں؟ دیکھ ایک محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو تھے۔ کہ خون بہا دئے۔ اور گھمسان کی جنگوں میں جہاں موت سامنے دکھائی دیتی۔ سر کٹوانے کا حکم دیا اور انہوں نے نہ خون تک نہ کی۔ اور ایک تو ہے کہ جانتا ہے

کہ میں طبیب ہوں۔ پھر سردی سے ڈرتا ہے ! صحابہؓ کی مرہم پٹی کا بھی تسلی بخش انتظام نہ تھا۔ بوطی سینا نے دلیل نبوت دی کہ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ایک فرماں بردار جماعت کر دیتا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، ۱۸، ۱۹ اگست ۱۹۱۰ء)

۸۶۔ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ

اِلَیْ مَعَادٍ ۚ قُلْ رَبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِاِلْهَادِیْ وَمَنْ

هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۸۶﴾

بے شک وہ جس نے تجھے قرآن کا پابند بنایا یقیناً تجھے اصلی وطن (مکہ) میں پھرے جائے گا۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۹۷)

لَرَادُّكَ اِلَیْ مَعَادٍ : قرآن جب کوئی بڑا دعویٰ کرتا ہے تو ساتھ ہی اسکی دلیل دیتا ہے جو بہت قوی ہوتی ہے۔ پہلے فرمایا۔ کہ میرے اتباع بادشاہ ہو جاویں گے۔ اسکی دلیل میں فرمایا کہ یہ قرآن جس میں لکھا ہے کہ تیرے ساتھی حکمران بن جائیں گے۔ اسی میں یہ پیشگوئی کی جاتی ہے کہ وہ مکہ جہاں سے تمہیں نکالا گیا۔ جہاں کے لوگوں کے سامنے کوئی تدبیر نہ چل سکی ایک وقت آئے ہے کہ اسی مکہ میں تم فاتح بن کر داخل ہو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ : ہماری سرکار نہ کسی یونیورسٹی میں پڑھے۔ نہ تعلیم یافتوں میں رہے پھر ایسا قرآن شریف بخشا جس کو ساری دنیا کا فلسفہ باطل نہیں کر سکتا۔ پس وہی خدا اپنی رحمت سے تمہیں دشمنوں پر مظفر و منصور کرے گا۔ اگر دشمنوں پر غلبہ اور تمام عرب کا مسلمان ہونا محال نظر آتا ہے تو ایسی کتاب کی تجھ ایسے اُفتی سے کب اُمید کی جاسکتی تھی۔ جس پر خدائے اپنی رحمت سے یہ کام کیا وہ بھی کرے گا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، ۱۹ اگست ۱۹۱۰ء)

۸۷۔ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوۤ اَنْ يُلْقٰی اِلَیْكَ الْكِتٰبُ

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ ۚ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظٰهِيْرًا

## لِّلْعَافِرِينَ ﴿۸۸﴾

فَلَا تَعْوَنْتَ ظَهِيرًا لِّلْعَافِرِينَ : یہ موسیٰؑ سے مماثلت ہے۔ آپ کے ہاتھ سے بھی صرف ایک آدمی ملا گیا۔ اُحد میں ایک شخص بڑے جوش سے بڑھا کہ میں نبی کو ماروں گا۔ آپ نے کہا آنے دو۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ بہت تیز ہے۔ فرمایا۔ اللہ حافظ ہے۔ کسی کا خنجر لے کر چرکا لگا دیا وہ پیچھے لٹا اور پھر مر گیا۔  
(تشیذ الاذیان جلد ۸، ۹ ص ۴۷۲)

۸۹۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اثْنَوْا إِلَهًُا آخَرَ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ، لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ

تُرْجَعُونَ ﴿۸۹﴾

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ : ہر شے اسکی ذات کے سوا فنا ہونے والی ہے۔  
(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۴۶)

## سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۳۔ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا

أَمْتًا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ □

اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ کوئی انسان کہہ دے کہ میں مومن ہوں۔ تو یہ تو مختلف وجوہات سے مثلاً کسی شرم و لحاظ سے کہہ سکتا ہے۔ کہ میں مومن ہوں چنانچہ قرآن کریم کے دوسرے رکوع میں لکھا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں لیکن درحقیقت وہ مومن نہیں ہوتے۔ آج کل نئی روشنی میں یہ و باور پھیلی ہوئی ہے کہ جس قسم کی سوسائٹی ہو ویسے ہی ہو جاؤ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مذہب صرف سوسائٹی میں آرام سے رہنے کا ذریعہ ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ میں مومن ہوں۔ کافی نہیں۔ جتنی قومیں ان سے پہلے آئی ہیں۔ سب کو کٹھالی میں ڈالا گیا تا معلوم ہو کہ کون جھوٹے ہیں اور کون سچے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

یاد رکھو کہ ہماری اور ہمارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے۔ کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ نئے دعوے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس دعوے کا امتحان ضروری ہے۔ جب تک امتحان نہ ہوئے کوئی سرٹیفکیٹ کامیابی کا بل نہیں سکتا۔ خیر القرون کے لوگوں کو بھی یہی آواز آئی  
أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا أَمْتًا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ  
کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا ہی کہنے پر چھوڑ دئے جاویں گے کہ وہ ایمان لائے اور وہ آڑے نہ جاویں۔

ابتلاؤں اور آزمائشوں کا آنا ضروری ہے۔ بڑے بڑے زلزلے اور مصائب کے بادل آتے ہیں۔ مگر یاد رکھو ان کی غرض تباہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فشاء اس سے استقامت اور سکینت کا عطا کرنا ہوتا ہے اور بڑے بڑے فضل اور انعام ہوتے ہیں۔ اور یہ سچ ہے اور بالکل

سچ ہے کہ جو لوگ کچھ غیر مستقل مزاج - کم ہمت اور منافق طبع ہوتے ہیں - وہ الگ ہو جاتے ہیں صرف مخلص - وفادار - بلند خیال اور سچے مومن رہ جاتے ہیں - جو ان ابتلاؤں کے جنگلوں میں بھی امتحان اور بلا کی خاردار جھاڑیوں پر دوڑتے چلے جاتے ہیں - وہ تکالیف اور مصائب الہی کے ارادوں اور ہمتوں پر کوئی برا اثر نہیں ڈالتے - ان کو پست نہیں کرتیں بلکہ اور بھی تیز کر دیتی ہیں - وہ پہلے سے زیادہ تیز چلتے اور اس راہ میں شوق سے دوڑتے ہیں - نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ وہ بلائیں اور وہ تکالیف و مصائب - وہ شائد خدا تعالیٰ کے عظیم اثنان فضل اور کرم اور رحمت کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں - اور وہ کامیابی کے اعلیٰ معراج پر پہنچ جاتے ہیں - اگر ابتلاؤں کا تختہ مشق نہ ہو - تو پھر کسی کامیابی کی کیا امید ہو - دنیا میں بھی دیکھ لو - اگر ڈگری حاصل کرنے کے واسطے اے - بی - سی شروع کرنے کے زمانہ سے لے کر ایم اے کے امتحان تک کس قدر امتحانوں کے نیچے آنا پڑتا ہے - کس قدر روپیہ اُس کے واسطے خرچ کرتا ہے - اور کیا مشکلات اور مشقتیں برداشت کرتا ہے - باوجود اس کے بھی یہ یقینی امر نہیں ہے کہ ایم اے پاس کر لینے کے بعد کوئی کامیاب زندگی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا - بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ تعلیم میں طالب علم کی صحت خطرناک حالت میں پہنچ جاتی ہے اور ڈپلومہ اور پیام موت ایک ہی وقت آپہنچا ہے - اس محنت اور مشقت اور ان امتحانوں کی تیاری، روپیہ کے صرف سے اس نے کیا فائدہ اٹھایا یا والدین نے کیا؟ مگر اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کیلئے ابتلاؤں اور امتحانوں میں پڑنے والا کبھی نہیں ہوتا کہ وہ کامیاب نہ اترتا ہو - اور نامراد رہا ہو - ان لوگوں کی لائف پر نظر کرو اور ان کے حالات پر ملاحظہ کرو جن پر خدا تعالیٰ کے مخلص بندے ہونے کی وجہ سے کوئی ابتلاء آیا اور انہوں نے ثبات قدم استقلال اور صبر کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور پھر نامراد نہ ہوئے ہوں - ایسی ایک بھی نظیر نہیں ملے گی - (الحکم ۱۰، مارچ ۱۹۰۴ء ص ۴)

دنیاوی علوم و فنون کی تحصیل کے لئے غور کرو - کہ ابجد شروع کر کے ایم اے کی ڈگری تک پھر امتحان مقابلہ - ڈالیاں دینے اور دوسرے اخراجات ضروریہ، خرید کتب وغیرہ میں کس قدر محنت و وقت اور روپیہ صرف ہوتا ہے - اور ہم کرتے ہیں - مگر اس کے بالمقابل قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنانے کے واسطے ہم اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے واسطے کس قدر محنت اور کوشش اور روپیہ ہم نے خرچ کیا ہے؟ اس کا جواب یہی ہوگا کہ کچھ بھی نہیں - اگر اس کے واسطے ہم عشر عشر بھی خرچ کرتے تو خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت کے دروازے ہم پر کھل جاتے - مسلمانوں کے افلاس انکی تنگ دستی اور قلاشی کے اسبابوں پر آئے دن انجنوں اور کانفرنسوں میں بحث ہوتی ہے اور بڑے بڑے سکپار

اپنی طلاق لسانی سے اس افلاس کے اسباب بیان کرتے ہیں۔ میں نے بھی ان لیکچروں کو پڑھا ہے اور مسلمانوں کے افلاس پر بھی غور کیا ہے۔  
(الحکم ۳۱، مارچ ۱۹۰۴ء ص ۴)

۶۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ

لَا يَتَّ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۶﴾

مَنْ كَانَ يَرْجُوا: يَرْجُوا کے معنی يَخَافُوا کے بھی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)

۷۔ وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ

إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿۷﴾

فَانَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ط: کوئی خدا اور رسول کیلئے محنت کرنے۔ وہ درحقیقت اپنے لئے ہی محنت کرتا ہے۔ مجاہد خدا تعالیٰ کا وہ کیا گھٹا بڑھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کسی طرح بھی محتاج نہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)

۹۔ وَوَضَعْنَا لِلنَّاسِ زِينَتَهُمْ لِيُذَكَّرُوا

بِآيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۹﴾

تُطِيعُكُمْ، إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تَعْمَلُونَ ﴿۱۰﴾

ماں باپ جن کی اطاعت اور فرماں برداری کی خدا نے سخت تاکید فرمائی ہے۔ خدا کے مقابلہ میں اگر وہ کچھ کہیں تو ہرگز نہ مانو۔ فرماں برداری کا پتہ مقابلہ کے وقت لگتا ہے۔ کہ آیا فرماں بردار اللہ کا ہے یا کہ مخلوق کا۔ ماں باپ کی فرماں برداری کا خدا نے اعلیٰ مقام رکھا ہے اور بڑے بڑے تاکید الفاظ



میں یہ حکم دیا ہے۔ ان کے کفر و اسلام اور فسق و فجور یا دشمن اسلام وغیرہ ہونے کی کوئی قید نہیں لگائی اور ہر حالت میں انکی فرمانبرداری کا تاکید حکم دیا ہے۔ مگر مقابلہ کے وقت ان کے متعلق بھی فرما دیا کہ اِنْ جَاهَدْكَ عَلَىٰ اَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا۔ اگر خدا کے مقابلہ میں آجاویں تو خدا کو مقدم کرو۔ انکی ہرگز نہ مانو.....

غرض نفس ہو یا دوست ہوں۔ رسم ہو یا رواج ہوں۔ قوم ہو یا ملک ہو۔ مال باپ ہوں یا حاکم ہوں۔ جب وہ خدا کے مقابلہ میں آجاویں یعنی خدا ایک طرف بلاتا ہے اور یہ سب ایک طرف تو خدا کو مقدم رکھو۔ (الحکم ۱۰، مارچ ۱۹۰۸ء ص ۲)

۱۲۔ وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ

الْمُنْفِقِينَ ۝۱۲

وَلَيَعْلَمَنَّ : علم دو قسم ہے۔ ایک ازلی قبل از وجود اشیاء۔ دوم ساتھ ساتھ جب چیز جو حادث ہو۔ یہ دوسرا علم ہے۔ (تشیخ الاذیان جلد ۹ ص ۲۷۲)

۱۳۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا

اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطِيئَتَكُمْ وَمَا هُمْ

بِحَٰمِلِينَ مِنْ خَطِيئَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ إِنَّهُمْ

لَكَذِبُونَ ۝۱۳

وَلْنَحْمِلْ خَطِيئَتَكُمْ : کئی پیر ایسے پائے جاتے ہیں جنہوں نے اپنے پیروؤں کو ایسے فقرے کہہ کہہ کر گناہ پر دلیر کر دیا۔ ان کا انجام بد ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۱۴۔ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ ۝۱۴

وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۱۴﴾

اَثَقَالًا مَعَ اَثْقَالِهِمْ، کچھ اور بوجھ اضلال کا نہ کہ کفارہ کا۔ جیسا کہ وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ  
مِنْ خَطِيئَتِهِمْ (الحکوتہ ۱۳) میں بتایا۔ (تشیخ الاذیان جلد ۹ ص ۴۷۲)

۱۵۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهِ فَلَبِثَ

فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا

فَاَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُوْنَ ﴿۱۵﴾

لَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا، یہ ایک لمبی بحث ہے کہ ۹۵  
برس عمر کسی انسان کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

ایسے معترضوں کے ذوق پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی شریعت ۹۵ برس تک رہی  
میرے نزدیک تو اس میں کوئی استبعاد نہیں۔ جب قرآن مجید میں آگیا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)

۱۸۔ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا

وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكَارًا الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ

اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ

تَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾

وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكَارًا: جھوٹ بنا لیتے ہو۔

فَابْتَغُوا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ: یہ ایمان پیدا ہو تو انسان بہت سے گناہوں سے بچ جائے

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)

۲۳ - وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ  
أُولَٰئِكَ يَكُونُونَ رَحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ  
عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۳﴾

مِن رَّحْمَتِي: اس رحمت سے جس سے انبیاء صالحین اولیاء۔ مومنین متمتع ہوتے رہتے ہیں  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)

۲۴ - وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ  
أَوْثَانًا، مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا،  
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ  
بَعْضُكُم بَعْضًا، وَمَا أَكُفِّرُ وَلَا نُنَاقِصُ  
نَصْرِيْنَ ﴿۲۴﴾

مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ: یعنی تمہاری بت پرستی کی جڑ یہ ہے کہ باہم دوستانہ کے لحاظ سے خدا  
کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)

۲۵ - فَأَمِّنْ لَهُ لُوطٌ، وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي  
إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۵﴾

مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي: اللہ تعالیٰ کیلئے مومن کو بہت کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات عقائد و رسوا  
کو۔ بعض اوقات مکان کو۔ خوراک کو۔ بعض اوقات احباب کو۔ اقرباء کو۔ بعض اوقات وطن کو۔ غرض  
تمام ایسی چیزیں جو ظلمات سے نور کی طرف جانے یا آئندہ ترقیات میں مانع ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)

۲۸ - وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا

فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ

فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۲۸﴾

اَجْدُهُ فِي الدُّنْيَا: محوسی۔ یہودی۔ عیسائی۔ مسلمان سب ابراہیم کو مقدس و راست باز سمجھتے ہیں۔ ابراہیم کے معنی ایمانداروں۔ مقدسوں کا باپ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)

۳۲ - وَلَمَّا آتَ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سَيِّئًا بِهِمْ

وَضَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ

إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ

الْغَافِلِينَ ﴿۳۲﴾

انسان کو جب اپنے کسی پیارے کا پیام آتا ہے یا اس کی طرف سے کوئی آدمی۔ تو بہت خوش

ہوتا ہے۔

بوعلی سینا کا ذکر ہے کہ ایک مریض کے مرض کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ اس لئے اس نے کہا کہ مختلف شہروں کا نام لو۔ جب ایک شہر کا نام لیا تو اس کے چہرہ کی حالت تبدیل ہوئی۔ پھر اس شہر کے محلوں کا نام لینے کیلئے کہا۔ جب ایک محلہ کا نام آیا تو اس کے چہرہ پر غیر معمولی اثر نظر آیا۔ پھر ایک گھر کے آدمیوں کا نام لینا شروع کیا تو اس کی نبض کی حالت متغیر ہو گئی۔ اور وہ سمجھ گیا کہ فلاں عورت اسکی محبوبہ ہے۔ اس کے ساتھ شادی کیلئے ہدایت کی۔ تو وہ اچھا ہو گیا۔

انبیاء کا معاملہ ہی جیسا ہے۔ ان کا جناب احدیت سے خاص تعلق ہوتا ہے۔

سَيِّئًا بِهِمْ: بعض معنی کرتے ہیں کہ ان کو برا کہا۔ یہ غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت لوطؑ نے ان کو مہمان جان کر گھر آنے کیلئے اصرار کیا۔ انہوں نے انکار کیا تو ان کو برا لگا۔ کہ کیوں مہمانی قبول نہیں کرتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)

۳۶۳۵۔ اِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ اَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ

رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۳۵﴾

وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۳۶﴾

مِنَ السَّمَاءِ : قرآن میں جہاں مِنَ السَّمَاءِ آئے اس کے معنی اٹل کے ہوتے ہیں۔  
تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً : کئی قوموں پر عذاب آئے اور انکا نشان ہی نہیں رہا۔ مگر خدا نے  
اس بد ذات قوم کے عذاب کا نشان اب تک موجود رکھا۔ جہاں یہ قوم ہلاک ہوئی اسے ڈیڈ سی  
(بحیرہ مرداب کہتے ہیں۔) (ضمیمہ اخبار بدقادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۳۸۔ فَكَذَّبُوهُ فَاَخَذَ تَهُمُ الرِّجْفَةُ

فَاَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَثِمَيْنَ ﴿۳۸﴾

الرِّجْفَةُ : اب بھی ایسے زلزلے آئے مگر لوگ باز نہ آئے۔ سینٹ پیری۔ سالن فرانسکو  
کا ٹکڑہ۔ (ضمیمہ اخبار بدقادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۴۱۔ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذُنُبِهِ، فَمِنْهُمْ مَّنْ

اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا، وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ

الصَّيْحَةُ، وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ، وَ

مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا، وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُظْلِمَهُمْ

وَلٰكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۱﴾

مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ؛ جیسے قارون کو ذلیل کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۴۲۔ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ

أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنَكَبُوتِ ۖ إِتَّخَذَتْ

بَيْتًا، وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ

الْعَنَكَبُوتِ، لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾

أَوْلِيَاءَ : حمایتی۔ مددگار

بَيْتًا: گھر اس لئے ہوتا ہے کہ پردہ ہو۔ گرمی سردی۔ بارش۔ جھکڑ سے بچاؤ ہو۔ آرام کیلئے مکرپی کا جالا۔ ان ضرورتوں میں سے ایک کو بھی پورا نہیں کرتا۔ بد مذہب لوگوں کا بھی یہی حال ہے۔ ایک بات پر ٹھہرتے نہیں۔

ایک دہریہ نے مجھے کہا۔ کہ ان ان گن کرم۔ سبھاؤ دریافت کرے تو پھر وہ کھلا دہریہ ہو سکتا ہے میں نے اسے پوچھا کہ فلاں چیز کا گن کرم سبھاؤ کیا ہے۔ اُس نے جھٹ گن دئے۔ میں نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔ ہاں جی۔ آپ نے کیا فرمایا تھا۔ پھر جو بتایا تو کچھ اور ہی بگ دیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر ایک رنگ میں پوچھا تو کچھ اور ہی کہہ دیا۔ میں ساتھ ساتھ لکھتا گیا۔ جب اس نے معلوم کیا کہ یہ میری کمزوری کو تاڑ گیا۔ تو بہت ہی نادم ہوا۔

ایک اور شخص آیا۔ اس نے بڑے دعوے سے کہا۔ میں بحث کرنا چاہتا ہوں۔ تین گھنٹے وقت لوں گا۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا۔ اس نے کہا کہ مسئلہ تنازع پر بحث ہوگی۔ میں نے جیب سے دو روپے ملکہ کے بت کے نکالے اور کہا کہ ایک کو اٹھا لو۔ تو وہ خاموش رہ گیا۔ اور پھر نہ بولا۔ اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ اگر وہ کہتا کہ میں نہیں اٹھا سکتا تو یہ جھوٹ تھا۔ اور اگر ایک اٹھاتا تو پھر اس پر سوال ہوتا کہ دوسرے کو کیوں نہ اٹھایا۔ جواب دینا پڑتا، میرا اختیار!

پس کسی کو امیر۔ کسی کو غریب یا کسی کو بینا کسی کو نابینا بنانے کا بھی یہی جواب تھا کہ خدا کا اختیار

تنازع دلے تو اس کو تنازع کا ثبوت قرار دیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)



عَمَلِ الْعَنَكَبُوتِ : مباحثہ میں ایک رنگ پر نہ رہنے والا آدمی جھوٹے مذہب کا پیرو ہوتا ہے۔  
(تشیذالاذمان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۲)

۴۴ - وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَ

مَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿۴۴﴾

اور ہم یہ مثالیں لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں اور انہیں عالم ہی سمجھتے ہیں۔  
(نورالدین طبع ثالث ص ۳۱ دیباچہ)

۴۶ - أَتُلُّ مَا أَوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ

الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ﴿۴۶﴾

اُتْلُ : پڑھا کر

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ : سمجھتا ہے کہ صرف پڑھنا ہی کافی نہیں بلکہ عملِ رنگ بھی ہو۔  
وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ : میرے ذوق میں اس کے یہ معنی ہیں کہ اس نماز کے اجر میں اللہ جو تمہیں یلو کریگا۔ وہ اس (صلوٰۃ) سے بہت بڑا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قلوبان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)  
اُتْلُ مَا أَوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ : آج کل کے مسلمان زندوں کو سناتے نہیں البتہ قبروں پر مردوں کو سناتے ہیں۔  
(تشیذالاذمان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۳)

تو پڑھ جو اتاری ہے تیری طرف کتاب اور کھڑی رکھ نماز بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور بُری بات سے اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی اور اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو۔ اس آیت سے نماز کی علت غائی خوب ظاہر ہوتی ہے کہ نماز منکرات اور فواحش سے محفوظ رہنے کیلئے فرض کی گئی ہے اگر نماز کی اقامت اور مداومت سے نمازی کے اقوال و افعال میں کچھ روحانی ترقی نہیں ہوتی۔ تو شریعت اسلامی ایسی نماز کو مستحق درجات نہیں ٹھہراتی۔ اب مجاز و ظاہر کہاں رہا۔

نبی عرب علیہ الصلوٰۃ کیلئے کچھ کم فخر کی بات نہیں اور اس کے خدا کی طرف سے ہونے کی قوی دلیل

ہے کہ اس نے خدا کی عبادت کو طبلوں - مزماروں - ساز نیکیوں اور ہر بطلوں سے پاک کر دیا ! اللہ کے ذکر کی مسجدوں کو رقص و سرود کی محفلیں نہیں بنایا ! اور یہاں تک احتیاط کی کہ تصاویر اور مجسمہ بنانے کی اور مسجدوں میں موسم بالشرک نقش و نگار کرنے کی قطعی ممانعت کر دی ! کہ ایسا نہ ہو یہی مجاز رفتہ رفتہ مبدل بحقیقت ہو کر اور یہی مجسمی معبودی تماشیل بن کر توحید کے پاک چہرے کو مکدر کر ڈالیں ۔

جب ہم ایک خوش قطع گرجا میں عیسائی جھنڈ کو بزم عبادت جمع ہوئے دیکھتے ہیں ۔ سب سے سجائے بنے ٹھٹھے ۔ نیٹورنیاں اور گوری گوری یورپانیاں قرینے سے کرسیوں پر ڈٹی ہوئیں ۔ اس وقت ہمیں یہاں کا یہ فقرہ ” کہ مسلمانوں میں صرف رسمی اور مجازی عبادت ، بڑا حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے ۔ یقیناً اہل اسلام کی غیور طبیعت نصاریٰ کی اس حقیقت سے آشنا ہونے کی کبھی کوشش نہیں کرے گی ۔

( فصل الخطاب حصہ دوم (ایڈیشن دوم) ص ۱۲۳ )

نماز ظاہری پاکیزگی اور ہاتھ منہ دھونے اور ناک صاف کرنے اور شرمگاہوں کو پاک کرنے کے ساتھ یہ تعلیم دیتی ہے ۔ کہ جیسے میں ان ظاہری پاکیزگی کو طوطا رکھتا ہوں ۔ اندرونی صفائی اور پاکیزگی اور سچی طہارت عطا کر اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور سبجائیت ۔ قدوسیّت ۔ مجدیت پھر ربوبیت ۔ رحمانیت رحیمیت اور اس کے ملک و ملک میں تصرفات اور اپنی ذمہ داریوں کو یاد کر کے کہ اس قلب کے ساتھ ملنے کو تیار ہوں سینہ پر ہاتھ رکھ کر تیرے حضور کھڑا ہوتا ہوں ۔ اس قسم کی نماز جب پڑھتا ہے تو پھر اس میں وہ خلعت اور اثر پیدا ہوتا ہے ۔ جو اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاۃِ وَالْمُنْكَرِ میں بیان ہوا ہے پھر پاک کتاب کا کچھ حصہ پڑھے اور رکوع کرے اور غود کرے کہ میری عبودیت اور نیاز مندی کی اتہام بجز سجدہ کے اور کوئی نہیں ۔ جب اس قسم کی نماز پڑھے تو وہ نیاز مندی اور سچائی جب اعضاء اور جراح پر اثر کر چکی تو اور جوش مار کر ترقی کرے گی اور اس کا اثر مال پر پڑے گا ۔

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء ص ۱۵)

۴۷۔ وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ

أَحْسَنُ ۖ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا  
بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَ إِلَيْنَا

وَالْمُكْفَرِ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿۴۶﴾

اَحْسَنُ : پسندیدہ طور پر۔

وَقُولُوا : لوگوں پر اپنے افعال سے بھی یہ ظاہر کر دو۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)

إِلَّا بِالتَّيِّبِ هِيَ أَحْسَنُ : مباحثہ میں ابتداء نہ کرو۔ وقت مقرر ہو۔ اور نیز حملے کتنے ہوں دشمن کی جوابات حق ہو۔ اسے مان لو۔  
(تشیذ الاذنان جلد ۹، ص ۴۳۳)

۴۸۔ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ، فَالَّذِينَ

اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابُ يُؤْمِنُونَ بِهِ، وَمِنْ هَؤُلَاءِ مَنْ

يُؤْمِنُ بِهِ، وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ ﴿۴۸﴾

ایسے ہی ہم نے اتاری تجھ پر کتاب۔ سمجھ ولے اہل کتاب تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور مکہ والوں سے بھی کچھ اس پر ایمان لانے ولے ہیں اور ہماری نشانیوں (معجزوں) کا کافروں کے سوا کوئی منکر نہیں۔  
(ایک عیسائی کے تین سوال اور انکے جوابات ص ۵۹)

اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابُ : بائبل و دیگر کتب الہیہ مختلف مذاہب کو پڑھ کر قرآن مجید پر ایمان لانے کی تحریک ہوتی ہے اور وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)

۵۰، ۴۹۔ وَمَا كُنْتُمْ تَشْلُوْنَ مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ

وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذْ أَلَّا زَكَّابَ الْمُبِطْلُونَ ﴿۴۹﴾

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا

الْعِلْمَ، وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ﴿۵۰﴾

تو اس وقت سے پہلے لکھا پڑھا نہیں تھا۔ ایسی بات ہوتی تو یہ جھوٹے دھوکا کھاتے۔ کیا

معنی؟ اب دھوکہ کے باعث منکر نہیں۔ صرف ضد اور ہٹ اور عداوت کے سبب سے منکر ہو رہے ہیں۔ بے پرہیز وہ (قرآن) کھلی نشانیاں ہیں۔ علم والوں کے لئے اور ہماری نشانیوں سے وہی منکر ہیں جو بڑے ظالم ہیں۔  
(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات ص ۵۹-۶۰)

۵۱۔ وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ

قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۵۱﴾

إِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ: نشان مانگتے ہیں۔ پہلا نشان تو یہی ہے کہ میں نذیر ہوں۔ میرے مخالفوں پر عذاب آنے والا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)  
إِنَّمَا الْآيَاتُ: قہری نشانات۔ معجزات قرآنی کے منکر تین گزرے ہیں۔ سرسید۔ لیکچر ام حافظ نذیر احمد۔ حالانکہ ایسی آیتوں میں انکار نہیں۔ وہ تو فرماتا ہے۔ اللہ کے پاس نشانات ہیں اور میں انہی سے ڈرانے والا ہوں۔  
(تشیخ الافغان جلد ۸، ص ۹، ص ۴۳)

۵۲۔ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُثْلِي

عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ

يُؤْمِنُونَ ﴿۵۲﴾

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ: یہ رحمت کا نشان فرمایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)  
اگر ان ضد میں نہ ہو اور غور و فکر کرے تو قرآن کافی کتاب ہے۔ قرآن نور ہے۔ ہدایت ہے رحمت ہے شفا ہے۔ اور ہر ایک قسم کے اختلاف مٹانے کے واسطے آیا ہے۔ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُثْلِي عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ۔ اور یہی راہ ایمان کی ہے۔ ..... (الحکم ۱، جولائی ۱۹۰۳ء ص ۴)

یہ کتاب (قرآن مجید) ہزارا شبہات کے مقابلہ کیلئے کافی ہے۔ کیا ہی پاک روح تھی وہ جس کے منہ سے نکلا حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ اس فقرے پر ایک قوم رنجیدہ ہے۔ اس کے ایک فرد نے مجھ پر بھی اعتراض کیا۔ تو میں نے اس سے پوچھا آپ حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ کیا معنی کرتے ہیں اس نے کہا كَافِيكَ

میں نے کہا کہ یہ تو قرآن مجید ہی کا قول ہے۔ وہ فرماتا ہے اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ يَتْلُو عَلَيْهِمْ اٰتٍ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةٍ وَّذِكْرٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ کیا ان کیلئے یہ کتاب کافی نہیں جو ہم نے ان پر اتاری۔ یہی حضرت عمرؓ نے کہا۔ (الفصل ۳، جولائی ۱۹۱۳ء ص ۱۵)

میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ اور خوب سمجھ کر پڑھی ہیں۔ مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں ملی۔ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں۔ قرآن کافی کتاب ہے۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور آتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ میں نے اپنے زمانہ میں میرا غلام احمد صاحب کو دیکھا۔ سچا پایا اور بہت ہی راست باز تھا۔ جوابات اس کے دل میں نہیں ہوتی تھی وہ نہیں منواتا تھا۔ اس نے ہی ہم کو بھی حکم دیا کہ قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

(الفصل ۱۲، نومبر ۱۹۱۳ء ص ۱۵)

۵۳۵۳۔ قُلْ كَفٰی بِاللّٰهِ بَیِّنٰی وَبَیِّنٰتُکُمْ شَہِیْدًا۔

یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

بِالْبَاطِلِ وَکَفَرُوْا بِاللّٰهِؕ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۴﴾

یَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِؕ وَلَوْ لَا اَجَلٌ مُّسَمًّی

لَجَآءَهُمُ الْعَذَابُؕ وَلَیَّاْتِیْنَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ

لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

الْبَاطِلُ : جس کی کچھ حقیقت نہ ہو۔

اَجَلٌ مُّسَمًّی : کتب سابقہ

(یسعیاہ نبی باب ۳۰) میں یہ بات مقرر نہ ہوتی کہ عذاب اس وقت آئے گا جب نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم مکہ سے چلے جائیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۱۸، اگست ۱۹۱۰ء)

وَلَیَّاْتِیْنَهُمْ بَغْتَةً : نَوَلَا اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ کا جواب ہے۔

(تشیخ الاذیان جلد ۸، ص ۲۷۳)

۵۶۔ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ

تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۵۶﴾

مِنْ فَوْقِهِمْ : باہر سے لوگ آئیں گے۔ یا آسمان سے مار دے۔  
مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ : ۱۔ نوکروں چاکروں کے ذریعے ۲۔ زلزلہ وغیرہ  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۵۷۔ يُعْبَادِي الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ

فَرَايَا فَاَعْبُدُونِ ﴿۵۷﴾

أَرْضِي وَاسِعَةٌ : مومن اگر ایمان بچانے کیلئے کسی زمین کو چھوڑ دے تو اللہ اس کو بہتر سے  
بہتر بدلہ دے گا۔ صحابہ کرامؓ کی مثال موجود ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۵۹۔ ۶۰۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِنْ

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نِعْمَ أَجْرُ

الْعَامِلِينَ ﴿۵۹﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ

يَتَوَكَّلُونَ ﴿۶۰﴾

غُرَفًا : اونچے مقام  
صَبَرُوا : غضب۔ شہوت۔ طمع۔ سستی۔ کاہلی۔ کمزوری سے رُکے رہیں۔ اور نیکیوں

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

پر قائم۔

۶۱۔ وَكَاتِبِينَ مِنَ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ



## يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦١﴾

كَأَيِّن مِّن دَابَّةٍ : ہجرت کرتے ہوئے یہ فکر کہ خرچ کا کیا حال ہوگا۔ اس کے جواب میں فرماتا ہے۔ مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہو۔ دیکھو وہی جانور جو گھونسلے میں کچھ نہیں رکھتے۔ وہ بھی آخر سفر کی مشقت اٹھاتے ہیں۔ کاوش کرتے ہیں۔ محنت سے۔ ابتغاء فضل کرتے ہیں

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ : مہاجرین کے رزق کا بھی اللہ متکفل ہے۔ جانور گھر سے کچھ ساتھ لے کر نہیں چلتے۔ مگر محنت ضرور کرتے ہیں پس مہاجر کو ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا ہمارے نہیں۔  
(تشیذ الاذیان جلد ۸ ص ۹ ص ۴۳)

۶۲ - وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَاَنۢى

يُؤْفَكُوۡنَ ﴿۶۲﴾

فَاَنۢى يُؤْفَكُوۡنَ : یہ مان کر کہ سب کچھ اللہ نے پیدا کیا۔ محبت۔ عبادت۔ تذلل غیر کیلئے کرتے ہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۶۳ - وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَاَنۢى

الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوۡنَ ﴿۶۳﴾

مِنَ السَّمَاءِ : بادلوں سے  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۶۵ - وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَوَلَعِبٌ ۚ

وَإِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَيٰوَانُ ۚ لَوْ كَانُوۡا

## يَعْلَمُونَ ﴿۶۴﴾

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا: یہ ورلی زندگی  
لَهُوْ: جس چیز میں شغل رکھنے سے انسان اللہ سے راست بازوں سے غافل ہو جاوے  
نَعِبٌ: بے حقیقت بات۔ جس کی تہہ میں کوئی سچائی اور پاک نتیجہ نہ ہو۔ نفع رساں بات نہ ہو۔  
صوفیاء نے لکھا ہے۔ آدمی کو چاہیے۔ ہر شام کو سوتے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ میں نے  
جو کام کئے وہ لہو و لعب تو نہ تھے۔

الْحَيَوَانُ: حقیقی زندگی۔ حیوۃ طیّہ۔ (ضمیمہ اخبار بدلتا دیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۶۴- فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلِّ دَعَوْا اِلٰهَ

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجَّیْهُمْ اِلٰی

الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِکُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَعْفُوْا بِمَا

اٰتَيْنَهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۚ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

دَعَوْا اللّٰهَ: جب انسان اپنے منصوبوں سے عاجز آجاتا ہے۔ تو پھر بارگاہ اللہ سے  
دعا مانگتا ہے۔

عرب میں خلی دیوتا کوئی نہیں۔ البتہ ہندوستان فچھ کچھ اوتار ہیں۔ اس لئے عرب کشتیوں پر  
سوار ہو کر صرف اللہ ہی کو یاد کرتے ہیں۔ مسلمان بھی ان ہندوؤں کے اثر سے متاثر ہو گئے۔ یہ طلاح  
جب کشتی چلاتے ہیں تو خضر کا نام لیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدلتا دیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۶۵- وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیْهُمْ سُبُلَنَا ۚ

وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۶۷﴾

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا: سچا اضطراب۔ سچی خواہش۔ سچی کوشش۔ دعا حق سمجھنے کے

لئے پاک راہ ہے۔

میں جب پہلے یہاں آیا۔ یہی نکتہ حضرت صاحب سے سنا کہ صرف محبت کام نہیں آتی۔ بلکہ ہم میں ہو کر جہاد کریں اور اس کوشش کے مطابق اپنا عمل درآمد بھی رکھیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

قرآن شریف کے حقائق قرآن شریف کی صداقتیں اسکی اعلیٰ تعلیم اور معرفت کی باتیں کوئی گورکھ دھندا نہیں ہیں۔ جو کسی کو معلوم نہ ہوں۔ نہیں۔ بلکہ ہر شخص اپنے طرف اپنے عزم و استقلال اور محنت و مساعی کے موافق اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے۔

وَالَّذِينَ جَاءَهُ دَاعِيَنا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا: جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں یقیناً یقیناً کھول دیتے ہیں۔ یہ بالکل سچی بات ہے۔ مولیٰ کریم تو اس وقت ہر متنفس کو یہ حقائق اور صداقتیں دکھا دیتا ہے۔ جب وہ خدا تعالیٰ میں ہو کر کسی صداقت کے پانے کیلئے اضطراب ظاہر کرتا اور اس کیلئے سچی تلاش کرتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو مجاہدہ تو کرتے ہیں۔ لیکن وہ مجاہدہ خدا میں ہو کر نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی تجویز اور عقل سے کوئی بات تراش لیتے ہیں اور جب اس میں ناکام رہتے ہیں تو پھر کہہ دیتے ہیں کہ ہم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ انکی اپنی غلطی اور کمزوری ہے اور وہ الزام خدا تعالیٰ اور اس کی پاک کتاب پر رکھتے ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ قرآن شریف کا علم صرف ونحو کی کتابوں کے رٹنے پر موقوف نہیں۔ بدیع و معانی قرآنی علوم و حقائق کیلئے لازمی طور پر پڑھنے ضرور نہیں ہیں۔ یاد دہانی کے بغیر قرآن شریف کا سمجھ میں آنا ناممکن نہیں ہے۔ یہ خیالی باتیں ہیں۔ اس قدر تو میں بے شک مانتا ہوں کہ جس قدر علوم حقہ سے انسان واقف ہوگا۔ اور ان علوم میں جو قرآنی کریم کے خادم ہیں۔ دسترس رکھتا ہوگا۔ وہ اس کے فہم قرآن میں ایک مدد و معاون ہوں گے۔ لیکن اسی صورت میں کہ اس کا مجاہدہ صحیح ہوگا۔ مجاہدہ صحیح کی تشریح بہت بڑی ہو سکتی ہے۔ مگر مختصر طور پر یاد رکھو۔ کہ قرآن شریف پڑھو اس لئے کہ اس پر عمل ہو۔ ایسی صورت میں مگر تم قرآن شریف کھول کر اسکا عام ترجمہ پڑھتے جاؤ اور شروع سے اخیر تک دیکھتے جاؤ کہ تم کس گروہ میں ہو کیا مُنْعَمٌ عَلَيْهِمْ ہو؟ یا مَغضُوبٌ ہو یا ضَالِّینَ ہو؟ اور کیا بننا چاہیئے۔ منعم علیہم بننے کیلئے سچی خواہش اپنے اندر پیدا کرو۔ پھر اس کیلئے دعائیں کرو۔ جو طریق اللہ تعالیٰ نے انعام الہی کے حصول کے رکھے ہیں۔ ان پر چلو اور محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے واسطے چلو۔ اس طریق پر اگر صرف سورۃ فاتحہ ہی کو پڑھ لو تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے نزول کی حقیقت کو تم نے سمجھ لیا اور پھر قرآن شریف

کے مطالب و معافی پر تمہیں اطلاع دینا اور اس کے حقائق و معارف سے بہرہ ور کرنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور یہ ایک صورت ہے مجاہدہ صحیحہ کی۔  
(الحکم ۲۴، اپریل ۱۹۰۴ء ص ۱۲)

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا، جب اللہ تعالیٰ میں ہو کر ان مجاہدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی راہیں اس پر کھول دیتا ہے۔ پھر سچے علوم سے معرفت نیکی اور بدی پیدا ہوتی ہے اور خدا کی عظمت و جبروت کا علم ہوتا ہے۔ اور اس سے سچی خشیت پیدا ہوتی ہے۔

(الحکم ۳۱، جنوری ۱۹۰۲ء ص ۱)

کتاب اللہ پر ایمان بھی اللہ کے فضل اور ملائکہ ہی کی تحریک سے ہوتا ہے۔ اللہ کی کتاب پر عمل درآمد جو سچے ایمان کا مفہوم اصل ہے چاہتا ہے محنت اور جہاد۔ چنانچہ فرمایا۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ یعنی جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ اور سعی کرتے ہیں۔ ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔ یہ کیسی سچی اور صاف بات ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اختلاف کے وقت انسان مجاہدہ سے کام نہیں لیتا۔ کیوں ایسے وقت انسان دُبدبہ اور تردد میں پڑتا ہے۔ اور جب یہ دیکھتا ہے کہ ایک کچھ فتویٰ دیتا ہے اور دوسرا کچھ تو وہ گھبر جاتا اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ کاش وہ جَاهِدُوا فِينَا کا پابند ہوتا تو اس پر سچائی کی اصل حقیقت کھل جاتی مجاہدہ کے ساتھ ایک اور شرط بھی ہے وہ تقویٰ کی شرط ہے۔ تقویٰ کلام اللہ کیلئے معلم کا کام دیتا ہے۔

(الحکم ۱، جنوری ۱۹۰۳ء ص ۱۵)

## سُورَةُ الرُّومِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۶۱۲ - اَلَمْ غَلَبَتْ الرُّومُ □ فِيْ اَدْنٰى الْاَرْضِ  
وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ □ فِيْ يَضِعُ  
سِنِيْنَ دُلَّةِ الْاَمْرِ مِّنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ  
يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ □ يَنْصُرُهُمُ اللّٰهُ يَنْصُرُ مَن يَشَاءُ  
وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيْمُ □

فِي يَضِعُ سِنِيْنَ : يَضِعُ نو سال تک بولا جاتا ہے۔  
فِي اَدْنٰى الْاَرْضِ : ملک شام  
يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ : یعنی اُس دن مومنوں کو بھی کفار کے مقابلہ میں فتح ہوگی۔ وہ فتح بدر  
میں ہوئی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۷ - وَعَدَ اللّٰهُ لَا يَخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَةً وَلٰكِنْ اَكْثَرُ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ □

لَا يَخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَةً : یعنی اس وعدہ کا خلاف نہیں ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ  
بعض مواعید کسی اور رنگ میں پورے ہوتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ اَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ  
عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً  
وَآثَارُهُمْ فِي الْاَرْضِ وَعَمَرُوهَا اَكْثَرَ مِنْ عَمَرِوهَا  
وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ  
لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۰﴾

وَآثَارُهُمْ فِي الْاَرْضِ : ان لوگوں نے بڑے بڑے کام کئے ۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر عالی شان مکان  
بنائے ۔ اور پھر وہاں کنویں لگوائے ۔  
محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک عمارت کے کتبہ سے معلوم ہوا کہ تیس ہزار  
سال سے بنائی گئی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ اَللّٰهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ اِلَيْهِ

تَرْجَعُونَ ﴿۱۲﴾

يَبْدَأُ الْخَلْقَ : نابدو کو بؤد کرتا ہے ۔ لَمَّا يَكُ شَيْئًا (مریم ۶۸) سے ثابت  
ہوتا ہے کہ مادہ بھی خدا نے پیدا کیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)  
ثُمَّ يُعِيدُهُ : ہر وقت آدمی خلق میں رہتا ہے ۔ ہر روز ہمارا گوشت پوست خون نیا ہوتا ہے  
(تشیذ الاذمان جلد ۲ ص ۳۶۳)

۱۴۔ فَاَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ

فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ﴿۱۴﴾

يُحْبَرُونَ : خوشی دئے جاتے ہیں ۔ عزت دئے جاتے ہیں ۔ نئی نئی



نعمت دے جاتے ہیں۔ (تشیخ الاذیان جلد ۸ ص ۹۷ ص ۴۳)

۱۸ تا ۲۲ - فَسُبْحَنَ اللّٰهُ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ

تُصْبِحُونَ ﴿۱۸﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

عَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ﴿۱۹﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُخِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا،

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

تُرَابٍ ثُمَّ اِذَا اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ

اٰیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوْا

اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً، اِنَّ فِيْ

ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ

خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ

وَالْوَاوِنُكُمْ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ

اٰیٰتِهٖ مَّنَّكُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ

مِّنْ فَضْلِهٖ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ

یَسْمَعُونَ ﴿۲۴﴾

مِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ: بڑے بڑے مدبر اپنے عندیہ میں تدابیر کے ہر پہلو پر لحاظ کر کے مناسب وقت اور عین موافق لوازم کو مہیا کرتے ہیں۔ پھر نتائج سے محروم ہو کر اپنی کم علمی پر افسوس۔ مگر قانونِ قدرت کے مستحکم نظام کو دیکھ کر ہمہ قدرتِ ذلتِ پاک

کا لہذا قرار کرتے ہیں۔ سلیم اعظرت۔ وانا جب تمام اپنے ارد گرد کی مخلوق کو بے نقص۔ کمال ترتیب۔ اعلیٰ درجہ کی عمدگی پر پاتے ہیں۔ ضرور بے تابی سے ایک علیم وخبیر قادر کے وجود پر گواہی دیتے ہیں فطرت کی اسی زبردست دلیل پر غور کرو۔ قرآن مجید کیسے الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ

اور اس کے نشانوں سے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر تم اچانک چلتے پھرتے آدمی ہو گئے

ان کلمات میں قرآن ان آیات صانع حکیم کی طرف توجہ دلاتا ہے جو انسان کی ذات میں موجود ہیں۔

ان کلمات طیبات سے پہلے اور اس دلیل سے اول اللہ تعالیٰ نے اپنی قدوسیت ہر ایک نقص سے

پاک ہر ایک صفت کاملہ کے ساتھ متصف ہونے کا اظہار اور عبادت کی تاکید کی ہے اور کہا ہے۔

فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ

اللہ کی قدوسیت بیان کرو۔ جب تم شام کرتے اور جب تم صبح کرتے ہو اور اسی کیلئے حمد

ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور تیسرے پہر اور جب تم ظہر کرتے ہو۔

اس دعویٰ کا مدار وجود صانع پر تھا۔ اس لئے وجود صانع کی دلیل بیان فرمائی اور دلیل بھی

ایسی دی جس سے یہ مطلب بھی ثابت ہو گیا۔

بیان دلیل یہ ہے کہ آدمی کو دو باتیں حاصل ہو رہی ہیں۔ اول شخص انسانی کا وجود اور اس کی بقا۔

دوم بقائے نوع جو مرد و عورت کے ملنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پہلے انعام کی نسبت فرمایا کہ انسان

اپنی اصل بناوٹ پر نظر کر کے دیکھیں کہ وہ مٹی سرد اور خشک ہے۔ اسی سرد و خشک سے تیری

گرم اور تر جسمانی روح کو پیدا کیا اور عیاں ہے۔ کہ مٹی میں تو کوئی ادراک نہیں۔ حرکت ارادیہ نہیں۔ کوئی

حیات نہیں۔ رنگت میں دیکھیں تو میل گندہی، وزن میں ثقیل۔ کثافت میں یکتا۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَلَهُ

الْحَمْدُ۔ اسی مٹی کے ذرات سے مدد متحرک بالا ارادہ۔ زندہ۔ نئی زندگی کے قابل انسان کی

ایسی جسمانی روح بنا دی۔ جو کدورتوں سے پاک۔ ہلکا۔ پھلکا۔ اعلیٰ درجہ کا شفاف صاف نیر جوہر ہے

کس تحتانی حالت سے کس بلند درجے پر پہنچایا۔ پھر بے ریب وہ زبردست طاقت موجودہ اور بے تردد

وہ قدوسیت اور حمد کے لائق ہے۔ یہ اس قدرت کا نقش ہے جسے اللہ۔ یہ وہاں۔ یزدان

اوم کنجک کہتے ہیں۔ بناء علیٰ هذا اس مبارک آیت کو پڑھو اور مانو فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ

وَحِينَ تُمْسُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ

پھر اس مٹی غیر مددک۔ غیر متحرک سے انسان کی بقائے نوع اور اس کے آرام کیلئے اُسی کی جنس کی بی بی بنائی۔ اور اپنے اس ارادہ کو جو دونوں کے باہمی تعلق کی نسبت تھا۔ غور کرو۔ کن پیار سے پیار سے الفاظ میں بیان فرمایا۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّا خَلَقْنَا لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ  
بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً. إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ.

اور اس کے نشانوں سے ہے کہ تم ہی میں سے تمہارے واسطے جوڑا بنایا تاکہ تم اس سے آرام پکڑو اور تمہارے درمیان دوستی اور رحمت ڈال دی۔ یقیناً اس میں سوچنے والوں کے واسطے نشانیاں ہیں پھر انسانی صفات کی طرف انسانی فطرت کو توجہ دلاتا اور فرماتا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاختلافُ السِّنِّيَّكُمْ وَالْوَانِكُمْ  
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ.

اور اس کے نشانوں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا اور اختلاف تمہاری بولیوں اور تمہارے رنگوں کا۔ یقیناً اس میں عالموں کیلئے نشانیاں ہیں۔

مگر یاد رہے۔ انسانی صفات ایک تقسیم میں دو قسم ہوا کرتے ہیں۔ ایک قسم انسان کے اعراض لازمہ اور دوسری قسم انسان کے اعراض مفارقہ۔ انسان کے اعراض لازمہ میں اسکی رنگت۔ بول چال۔ اشکال و خطوط ہیں۔ ان ترابی ذرات سے مختلف انسان اگر ایک ہی رنگت ایک ہی آواز۔ ایک ہی بول چال۔ ایک قسم کی اشکال اور خطوط رکھتے۔ تو کیا ہم دوست کو دشمن سے ممتاز کر لیتے؟ کیا رات میں بلکہ دن میں کچھ اپنے اور پرانے کا تفرقہ کر سکتے؟ ہرگز ہرگز نہیں! پس جس غالب طاقت نے یہ تفرقہ کر دیا وہ معدوم نہیں۔ بلکہ وہ موجود اور اس قابل ہے کہ اس کی نسبت کہیں سُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

اور انسانی شخص کے اعراض مفارقہ میں سونا اور جاگنا۔ حرکت۔ سکون۔ کمانا۔ وغیرہ وغیرہ ہیں جن کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاءُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ  
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ لَّيْسَمَعُونَ.

اور اس کے نشانوں سے تمہارا رات کو سونا اور دن کو اس کے فضل کو تلاش کرنا یقیناً اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کیلئے۔

وَلَهُ الْحَمْدُ - جیسے فَسَبِّحْ لِلَّهِ سے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ  
 پڑھنے کا ارشاد معلوم ہوتا ہے۔ ایسا ہی نماز میں الْحَمْدُ پڑھنے کا حکم ہے۔  
 يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ : اچھوں سے بُرے اور بُروں سے اچھے پیدا ہوتے رہتے  
 ہیں۔

مِنْ تَرَابٍ : مٹی میں بیج بوتے ہیں۔ کھیتیاں پکتی ہیں۔ وہ کھاتے ہیں۔ خون پیدا ہوتا ہے  
 پھر لطفہ۔ پھر انسان۔

مِنْ أَنْفُسِكُمْ : تمہاری جنس سے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)  
 لَتَسْكُنُوا إِلَيْهَا : یاد رکھو بیباں اس لئے ہیں کہ ان سے آرام پاؤ۔ بہت بدبخت ہیں وہ  
 جو بی بی کو دکھ سمجھیں۔

مَوَدَّةً : ان کے ذریعے دو مختلف خاندانوں میں باہمی محبت بڑھتی ہے۔  
 رَحْمَةً : بی بی پر رحم کرو۔ وہ تمہارے مقابل میں بہت کمزور ہے۔ لطیف پیرائے میں ادب سکھاؤ  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)  
 لَتَسْكُنُوا إِلَيْهَا : بیاہ کے بعد اگر خدا چاہے تو انسان کو آرام آتا ہے۔ انسان کی آنکھ ناک  
 کان وغیرہ بدی کی طرف راغ نہیں ہوتے۔ سکون قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ نکاح آرام کیلئے ہوتا ہے  
 بے آرامی کیلئے نہیں ہوتا  
 میں نے خود کئی بیاہ کئے ہیں۔ ہر بیاہ میں مجھے بہت آرام ملا۔ وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَ  
 رَحْمَةً۔ (بدر صفحہ دوم ۵ دسمبر ۱۹۱۲ء ص ۸۹)

ہندوستان میں لوگ عورتوں کو فرائض شادی و نکاح کے علم نہیں سکھاتے۔ یہاں تک کہ حیض و  
 نفاس تک کے امراض کی عورتوں کو خبر نہیں ہوتی کہ یہ کیا بلا ہے۔ اور کس بلا کا نام ہے۔ تعلیم و تربیت  
 عورتوں کی بہت کم رہ گئی ہے۔ مرد چاہتا ہے۔ جیسا کہ میں نے ہومر اور شیکسپیئر اور لوگوں کے ناول  
 پڑھے ہیں۔ میری بیوی بھی ایسی ہی ہو۔ اور ایسے ہی ناز و نخرے میری عورت کو بھی آتے ہوں جیسے کہ اکثر  
 ناولوں میں پڑھ چکا ہوں۔ ہمارے مولیٰ کو چونکہ یہ سب باتیں معلوم تھیں۔ اس لئے اس نے لَتَسْكُنُوا  
 إِلَيْهَا فرمایا ہے یعنی شادی سے تم کو بڑا آرام ہوگا اور چونکہ عورتیں بہت نازک ہوتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ  
 چاہتا ہے کہ ان سے ہمیشہ رحم و ترس سے کام لیا جائے اور ان سے خوش خلقی اور حلیمی برتی جائے  
 مجھے پنجاب اور ہند کی عورتوں پر خاص کر ترس آتا ہے کہ یہ بیچاری ہر ایک کام سے ناواقفیت رکھتی ہیں

عرب کی عورتیں بڑی آزلو ہوتی ہیں اور وہ اپنے حقوق طلب کرنے میں بڑی ہوشیار ہوتی ہیں۔

(البدر یکم مئی ۱۹۱۳ء کلام امیر)

وَالْوَانِکُمْ کسی نے ایک بزرگ سے کہا کہ شطرنج بھی ایک عجیب کھیل ہے کہ ہر آدمی نئی کھیل کھیلتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے بڑھ کر عجیب انسان کا چہرہ ہے۔ اتنی سی جگہ ہے اور آدم سے لیکر اندم تک مختلف۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

وَطَمَعًا ہزاروں قسم کے موزی جرم اس بجلی کی چمک سے مرتے ہیں اور کئی قسم کے فاسد مولو تباہ ہوتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۲۵، ۲۶۔ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمْ الْبَرْقُ خَوْفًا وَ

طَمَعًا وَيُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُخْرِجُ بِهِ

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

يَعْقِلُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَ

الْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ

الْأَرْضِ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ۝

اور اس کے نشانوں سے ہے کہ بیم و امید کی خاطر تمہیں بجلی دکھاتا ہے اور بادل سے پانی اتارتا ہے۔ پھر اس سے زمین کو مرجانے سے پیچھے زندہ کرتا ہے۔ یقیناً اس میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ اور اس کے نشانوں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے امر سے قائم ہیں۔ پھر جب تم کو ایک ہی پکار سے پکارے گا۔ اچانک تم زمین سے نکل پڑو گے۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۲۷-۱۵۷)

۲۸ - وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ  
وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ، وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي  
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۸﴾

اَهْوَنُ عَلَيْهِ: جب کچھ نہ تھے تو بنایا۔ تو اب جب کچھ ہو چکے۔ پھر بنانا اس ذات پر آسان ہے۔ جس نے ”جب کچھ نہ تھے“ تو ہمیں بنالیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۲۹ - ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ، هَلْ لَّكُمْ  
مِّنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ فِي  
مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ  
كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ، كَذَلِكَ نَفْصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ  
يَعْقِلُونَ ﴿۲۹﴾

هَلْ لَّكُمْ: تم اپنے غلاموں کو اپنے ساتھ برابر کا شریک قرار نہیں دیتے اور نہ تم ان سے اب ڈرتے ہو جیسے اپنے غیروں سے۔ تو اللہ کے کاموں میں مخلوق برابر کو نہ کر ہو سکتی ہے۔  
لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کئی طرح پر توحید سکھاتا ہے۔ بعض وقت اسکی تدابیر کو مفید و بابرکت نہیں ہونے دیتا۔ اور جس راستہ سے اس کو رزق ملتا ہے۔ اسے بند کر دیتا ہے تا وہ سمجھ لے۔ کہ یہ تمام آمد خدا کے فضل سے ہے۔ کسی کی لیاقت قابلیت یا کسی کی امداد کا نتیجہ نہیں یہ نکتہ حضرت صاحب نے مجھے بتایا تھا ”مومن کو چاہیئے کہ ایسے موقعوں میں اللہ کی حکمتوں پر ایمان لائے اور گھبرائے نہیں۔“ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۳۱ - فَأَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا، فِطْرَتَ اللَّهِ  
الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ



## ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلَٰكِنَّا أَكْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُونَ ﴿۳۱﴾

پس درست رکھو مخاطب! اپنے آپ کو سچے دین پر اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان سب سے قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جاوے اور تمام اقوال و افعال۔ حرکات و سکنات اسکی محبت سے صادر ہوں۔ یہی الہی فطرت کے مطابق بات ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا۔ الہی اندازہ کو بدلانا نہ چاہیے۔ یہی پکا اور ٹھیک دین ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۵۲-۲۵۳)

فَطَرِ النَّاسِ عَلَیْهَا: اسلام کے تمام احکام فطرت کے مطابق ہیں۔ مصنوع ہے۔ صانع کی طرف اعمال کی جزاء کا اعتقاد۔ ہر چیز کا ایک اندازہ میں ماننا۔ اندرونی تحریکوں کا قبیح ہونا سب طنتے ہیں۔ اور یہی اصول اسلام ہیں۔ چور و ڈاکو زانی اپنے لئے وہ فعل پسند نہیں کرتا۔ جو دوسروں سے کرتا ہے۔ یہ فطرت کی گواہی ہے اسلام کے احکام پر۔ (تشحیذ الازمان جلد ۸، ص ۹، ص ۴۳)

۳۳۔ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوا دِیْنَہُمْ وَكَانُوا شِیْعًا

كُلٌّ حِزْبٌ بِمَا لَدَیْہُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾

وَكَانُوا شِیْعًا: خوب یاد رکھو۔ کہ اسلام ایک ہی ہے۔ دو ہرگز نہیں۔ یہ راہ حق کی ٹپ دلی دعاؤں۔ صدقہ و خیرات۔ تقویٰ سے ملتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۳۲۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ

اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَہُمْ بَعْضُ الَّذِیْ عَمِلُوا

لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُونَ ﴿۳۳﴾

ظَهَرَ: غائب ہو گیا ہے۔

فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ: پہاڑوں۔ ملکوں۔ پانی کے کناروں۔ جزیروں میں لوگوں کی بد عنوانیاں بڑھ گئی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء۔ نیز الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۷)

ایک وہ وقت ہوتا ہے کہ جب دنیا میں اندھیرا ہوتا ہے اور ہر قسم کی غلطیاں اور غلط کاریاں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ خدا کی ذات پر شکوک۔ اسماء الہیہ میں شبہات۔ افعال اللہ سے بے اعتنائی اور مسابقت فی الخیرات میں غفلت پھیل جاتی ہے۔ اور ساری دنیا پر غفلت کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا کوئی برگزیدہ بندہ اہل دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور اپنے مولیٰ کی عظمت و جبروت دکھانے۔ اسماء الہیہ و افعال اللہ سے آگاہی بخشنے کے واسطے آتا ہے۔ تو ایک کمزور انسان تو ساری دنیا کو دیکھتا ہے کہ کس رنگ میں رنگین اور کس دھن میں لگی ہوئی ہے۔ اور اس مامور کی طرف دیکھتا ہے کہ وہ سب سے الگ اور سب کے خلاف کہتا ہے۔ کل دنیا کے چال چلن پر اعتراض کرتا ہے۔ نہ کسی کے عقائد کی پرواہ کرتا ہے نہ اعمال کا لحاظ۔ صاف کہتا ہے۔ کہ تم بے ایمان ہو اور نہ صرف تم بلکہ ظہر الفساد فی البید و البخیز سارے دریاؤں جنگلوں۔ بیابانوں۔ پہاڑوں اور سمندروں اور جزائر۔ غرض ہر حصہ دنیا پر فساد مچا ہوا ہے۔ تمہارے عقائد صحیح نہیں۔ اعمال درست نہیں۔ علم بوجہ میں بلکل ناپسند ہیں۔ قوی اللہ تعالیٰ سے دور ہو کر کمزور ہو چکے ہیں۔ کیوں! بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ تمہاری اپنی ہی کرتوتوں سے۔ پھر کہتا ہے۔ دیکھو میں ایک ہی شخص ہوں۔ اور اس لئے آیا ہوں کہ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا۔ لوگوں کو ان کے بد کرتوتوں کا مزہ چکھادیا جاوے۔ بہت سی مخلوق اس وقت ایسی ہوتی ہے کہ ان کے عدم اور وجود کو برابر سمجھتی ہے اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ بالکل غفلت ہی میں ہوتے ہیں۔ انہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ اور کچھ مقابلہ و انکار پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی عظمت و جبروت دکھانا چاہتا ہے۔ وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں جو مال و دولت کنبہ اور دوستوں کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ضعیف ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے رؤسا اور اہل تدبیر لوگوں کے مقابلہ میں ان کی کچھ ہستی ہی نہیں ہوتی۔ یہ اس مامور کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یعنی ضعفاء سب سے پہلے ماننے والے کیوں ہوتے ہیں؟ اس لئے کہ اگر وہ اہل دُول مان لیں تو ممکن ہے خود کہہ دیں۔ کہ ہمارے ایمان لاتے کا نتیجہ کیا ہوا۔ دولت کو دیکھتے ہیں۔ ہلاک پر نگاہ کرتے ہیں۔ اپنے اعوان و انصار کو دیکھتے ہیں۔ اس لئے خدا کی عظمت و جبروت اور ربوبیت کا ان کو علم نہیں آسکتا۔ لیکن جب ان ضعفاء کو جو دنیوی اور مادی اسباب کے لحاظ سے تباہ ہونے کے قابل ہوں۔ عظیم الشان انسان بنادے اور اُن رؤسا اور اہل دُول کو ان کے سامنے تباہ اور ہلاک کر دے تو اس کی عظمت و جلال کی کار صاف نظر آتی ہے۔

غرض یہ بتر ہوتا ہے کہ اول ضعفاء ہی ایمان لاتے ہیں۔ اس دُبّہا کے وقت جبکہ ہر طرف سے

شورِ مخالفت بلند ہوتا ہے۔ خصوصاً بڑے لوگ سخت مخالفت پر اٹھتے ہوئے ہوتے ہیں۔ کچھ آدمی ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے چُن لیتا ہے اور وہ اس راستہ کی اطاعت کو نجات کیلئے غنیمت اور مرنے کے بعد قرب الہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اور بہت سے مخالفت کیلئے اٹھتے ہیں جو اپنی مخالفت کو انتہاء تک پہنچاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد آجاتی ہے۔ اور زمین سے آسمان سے دائیں سے بائیں سے غرض ہر طرف سے نصرت آتی ہے اور ایک جماعت تیار ہونے لگتی ہے۔ اس وقت وہ لوگ جو بالکل غفلت میں ہوتے ہیں اور وہ بھی جو پہلے عدم وجود مساوی سمجھتے ہیں آکر شامل ہونے لگتے ہیں۔ وہ لوگ جو سب سے پہلے ضعف و ناتوانی اور مخالفت شدیدہ کی حالت میں آکر شریک ہوتے ہیں ان کا نام سابقین اولین، مہاجرین اور انصار رکھا گیا۔ مگر ایسے فتوحات اور نصرتوں کے وقت جو آکر شریک ہوئے ان کا نام ناس رکھا ہے۔

یاد رکھو جو پورا اللہ تعالیٰ لگاتا ہے اس کی حفاظت بھی فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دنیا کو اپنا پھل دینے لگتا ہے لیکن جو پورا حکم الہی کے خلاف اس کے منشاء کے موافق نہ ہو اس کی خواہ کتنی ہی حفاظت کی جاوے وہ آخر خشک ہو کر تباہ ہو جاتا ہے۔ اور ایندھن کی جگہ جلایا جاتا ہے۔ پس وہ لوگ بہت ہی خوش قسمت ہیں جن کو عاقبت اندیشی کا فضل عطا کیا جاتا ہے۔

(الحکم، فروری ۱۹۰۲ء ص ۶)

## سُورَةُ لُقْمَنِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

یہ سورۃ قرآن شریف کی پہلی سورۃ بقرہ کے ساتھ مضامین میں بہت ملتی ہے۔ ترتیب عبارت اور الفاظ اکثر دونوں سورۃوں کے ایک ہی ہیں۔ ناظرین مقابلہ کر کے دیکھیں اور لطف اٹھائیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۲، اگست ۱۹۰۵ء ص ۳)

۴۲۲۔ اَلَمْ تَرَ اَیُّ الْاَشْجَابِ الْحَکِیْمُ □

هُدًی وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ □

اَلَمْ : اَنَا اللَّهُ اَعْلَمُ

الْحَکِیْمِ : حق و حکمت سے بھری ہوئی۔ بڑی مضبوط باتوں والی۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

لِّلْمُحْسِنِیْنَ : جن میں احسان کا مادہ ہے۔ ان کیلئے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے معنی کئے ہیں۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنْتَ تَرَاهُ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ یَبْصُرُکَ (المحدث) ۲۔ دوسروں سے سلوک و نیکی۔ ایک یہودی کسی مسلمان کے ہڈوں سے رہتا اور کوٹھے پر جانوروں کو دانے ڈالتا تھا۔ اس مسلمان نے کہا کہ تیرا عمل بے فائدہ ہے۔ مگر آخر اسی نے اُسے مکہ کا حج کرتے دیکھا اور یہودی نے بتایا کہ اس خیرات کا اجر ہے۔

۳۔ ایک صحابی نے اپنی اونٹوں کی قربانی کا ذکر کر کے حضور نبویؐ میں عرض کیا کہ وہ شاید قبول نہ ہوئی

فرمایا۔ اَسَلَمْتُ عَلٰی مَا اَسْلَفْتُ۔

۴۔ ایک بدکار نے کتے کو دیکھا۔ کیڑھاٹ پیا ہے۔ اس نے رحم کر کے موزہ اتارا اور کنویں سے

بھر کر اسے پانی پلایا۔ خدا نے نیکی کی راہ پر ایسا ڈالا کہ وہ جنتی ہو گیا (المحدث) پس احسان کرنے والوں کو

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

قرآن مجید خوب موجب ہدایت و رحمت ہے۔

۶۵- الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ

وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۚ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن

رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۚ

سورہ بقرہ کے ابتداء میں بھی قریباً یہی آیات ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ ۱۔ جو لوگ دعاؤں کے قائل ہیں۔ ۲۔ غیب الغیب رنگ میں کسی مالک خاص کے قائل نہیں ۳۔ دلو و دہش کی عادت نہیں رکھتے وہ کبھی کتب الہیہ سے متمتع نہیں ہوتے۔ اسی واسطے فرمایا۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (بقرہ ۲: ۳) سورہ یوسف میں ہے۔ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (یوسف ۲۱) جس سے ظاہر ہے کہ ہر محسن کو حکم و علم بخشا جائے گا۔

بِالْآخِرَةِ: جزا و سزا "غیب" میں ہے۔

عَلَىٰ هُدًى: ہدایت پر سوار ہو جاتے ہیں۔ اور منزل مقصود پر مظفر و منصور پہنچیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

۷- وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ

لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِخَيْرٍ عَلَيْهِ ۖ وَيَتَّخِذَهَا

هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۚ

لَهْوَ الْحَدِيثِ: ایسی باتیں جن سے جناب الہی سے غفلت ہو جائے۔ راگ۔ سرود بالخصوص اس کے معنی لینے اپنے اپنے ملک کے حالات کے مطابق ہیں۔ بِخَيْرٍ عَلَيْهِ: نا سمجھی سے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

هُزُوًا: ہلکا

لَهْوَ الْحَدِيثِ: ایسی بات جو انسان کو خدا سے غافل کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کافر نضر بن حارث نام تھا۔ جو لوگوں کو کہتا کہ تم قرآن سننے کیا جاتے ہو آؤ میں تم کو

مرستم واسفندیار کے قصے سناؤں۔ جو بڑے لمبے اور بہت عجائب ہیں۔ اس زمانہ کے اکثر ناول نویس اور قصہ خواں اس نضر بن حارث کے روحانی شاگرد ہیں جو بیہودہ قصوں میں لوگوں کو مصروف کر کے حکمت کی سنجیدہ باتوں سے دور ڈال دیتے ہیں۔ (بدھ ۲۴، اگست ۱۹۰۵ء ص ۳)

۸۔ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَتُحْذَرُ مَشْجَرًا كَانَ لَهُ

يَسْمَعُهَا كَانَ فِي أذُنَيْهِ وَقَرَاءً، فَبَشِّرُهُ بِعَذَابِ

الْإِيمِ □

قَبَشِيرَةُ، کھول کر خبر دو۔ (ضمیمہ اخبار بدھ تقویم ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِخَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ

الْأَرْضِ فِي الْأَرْضِ رَوَّاسِي أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ

فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ، وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ □

اَنْ تَمِيدَ بِكُمْ: مَید چکر کو کہتے ہیں۔ پس اس کے معنے ہوئے کہ زمین پر پہاڑ بھی گردش روزانہ اور سالیانہ میں تمہارے ساتھ چکر کھاتے ہیں۔

۲۔ مَید۔ غذا کو کہتے ہیں جس صورت میں یہ معنے ہوئے ہیں کہ زمین پر پہاڑی علاقے اس واسطے بنائے کہ تم کو غذا پہنچائیں۔ چنانچہ دریا بھی پہاڑوں سے ہی نکلے ہیں اور پہاڑوں پر اکثر درخت اور میوے ہوتے ہیں۔ اور کنوؤں کا پانی بھی انہیں کی فروعات ہیں۔

۳۔ مَید پیس ڈالنے کو کہتے ہیں جس سے ہندی لفظ مَیدہ نکلا ہے اس صورت میں یہ معنے ہوئے کہ زمین پر پہاڑ اس واسطے رکھے گئے ہیں کہ جب زمین نافرمانوں سے بھر جائے تو پہاڑ اپنی آتش فشانی اور زلزل کے ساتھ بعض باغیوں کو پیس ڈالیں۔ جیسا کہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ اسی واسطے یہودی مغضوبیت کو فرمایا۔ نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا وَ



مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ۔ (بقرہ ۶۷) (بدر ۲۴، اگست ۱۹۰۵ء ص ۱)  
بَغِيرِ عَمَدٍ تَرْوُنَهَا، ایسا ستون نہیں جو تم دیکھ سکو۔

(تشیذ الاذیان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۳)

۱۳۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا لَقْمَنَ الْحِكْمَةَ اِنْ اشْكُرْ لِلّٰهِ

وَمَنْ يَشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ كَفَرَ

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿۱۳﴾

الْحِكْمَةُ: نہایت مضبوط بات جس کا انجام بخیر ہو۔ جموں میں ایک شخص تھا جس نے علموں کی تعریفیں یاد کر رکھی تھیں۔ اکثر اہل علم کا اس ذریعہ سے امتحان کر کے ان کو برسرِ محفل نام کیا کرتا ایک دن مجھ سے بھی سوال کیا۔ کہ حکمت کی جامع مانع تعریف کیا ہے۔ میں نے سورہ نبی اسرائیل کا رکوع ۴ کا ترجمہ سنایا۔ اس کے اخیر میں ہے۔ ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ (آیت: ۴۰) سُن کر دم بخور رہ گیا۔

اِنْ اشْكُرْ لِلّٰهِ: شکر کرنے سے نعمت بڑھتی ہے۔ فرمایا لَبِنٌ شَكَرْتُمْ لَا زَيْدٌ تَكُمُ (ابراہیم: ۸) تم شکر کرو گے تو قسم ہے ہمیں اپنی ذات کی کہ ہم ضرور بڑھ چڑھ کر دیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

الْحِكْمَةُ: یہ لفظ ان الفاظ میں سے ہے جن کے معانی عام استعمال میں ٹھیک نہیں لٹے گئے۔ آجکل کے محاورہ میں حکمت طبابت کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے لقمان کو حکمت دی اور اس حکمت کی ابتداء یہ ہے کہ اِنْ اشْكُرْ لِلّٰهِ۔ اللہ کا شکر گزار ہو۔

(بدر ۲۴، اگست ۱۹۰۵ء ص ۳)

ان آیاتِ کریمہ پر غور فرمائیے اور داد دیجئے۔ نہ صرف دلو بلکہ قبول فرمائیے۔ میں آپ کو حق کی طرف بلاتا ہوں اور بے انصافی کے سخت وبال سے آگاہ کرتا ہوں۔ دیکھو۔ مرنے والے۔ اور بھلائی اور برائی کا نتیجہ پانا ہے۔ کیا یہ دور از قیاس ہے۔ انصاف سے کہیے۔ بلکہ یہ تمام قصہ بھلائیوں کا مجموعی عطر ہے ہاں بت پرست ناشائستہ کج خلق آدمی اس کو دور از قیاس کہے تو ممکن ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۴)

۱۴۔ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يُعِظُهٗ يَبْنٰی

لَا تُشْرِكْ بِاِلٰهِ رَآئِ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾

ہم نے لقمان کو حکمت (اپنی پہچان) دی کہ تو اللہ کا شکر گزار ہو اس لئے کہ جو شکر گزار ہوا اس میں اسکا اپنا فائدہ ہے۔ اور جس نے کفرانِ نعمت کیا وہ جان لے کہ اللہ غنی ہے تعریف کیا گیا۔ اور جب لقمان نے وعظ کرتے ہوئے اپنے بیٹے سے کہا۔ اے پیارے بیٹے اللہ سے شرک مت کر کیونکہ شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۳)

حضرت لقمان کی نصیحت بیٹے کیلئے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے۔ تاکہ لوگ اس پر عمل کریں۔ اس میں دس احکام ہیں۔

۱۔ شرک سے مجتنب رہو ۲۔ والدین سے حسن سلوک کرو۔ سوائے حکمِ شرک کے ان کے سب حکم مانو ۳۔ علم الہی پر ایمان رکھو کہ وہ تمہاری ہر حرکت سے واقف ہے۔ ۴۔ نماز قائم رکھو ۵۔ بھلی بات کا حکم دو ۶۔ بُری باتوں سے منع کرتے رہو ۷۔ لوگوں کے ساتھ تکبر سے پیش نہ آؤ ۸۔ زمین پر اکر کر نہ چلو ۹۔ ہر ایک معاملہ میں میانہ روی اختیار کرو ۱۰۔ اپنی آواز کو دھیمار رکھو۔

اسمیں دوسرا حکم والدین کے ساتھ سلوک کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت ہی تاکید ہے اور شرک سے اجتناب کے بعد سب سے زیادہ ضروری حکم یہی ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اس وصیت نامہ میں اس حکم کو خاص اپنی طرف منسوب کیا ہے اور اسکے دلائل بیان کئے اور دوسرا حکم کی نسبت اسکی زیادہ تفصیل کی ہے۔

چونکہ یہ وصیت نامہ حضرت لقمان کا صرف اپنے بیٹے کیلئے تھا اور بیٹا ہی اس وقت مخاطب تھا اس واسطے ممکن ہے کہ حضرت لقمان نے ان حقوق کا ذکر چھوڑ دیا ہو جو خود انہی کے متعلق تھے۔ اور پسند نہ کیا ہو کہ اپنے بیٹے کو یہ کہیں کہ تو میری ایسی اطاعت کر اور ایسی خدمت کر لیکن اللہ تعالیٰ نے جب یہ وصیت تمام دنیا کی ہدایت کے واسطے اپنی پاک کتاب میں درج فرمائی تو یہ ضروری حکم بھی اس کے اندر درج فرمایا۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ: تحقیق شرک بڑا ظلم ہے! کسی ادنیٰ کو اعلیٰ خطاب دینا یا اعلیٰ کو ادنیٰ خطاب دینا۔ پیادہ کو بادشاہ کہنا اور بادشاہ کو پیادہ کہنا ایک ظلم ہے باوجودیکہ پیادہ اور بادشاہ ہر دو انسان ہیں اور ایک جیسا جسم رکھتے ہیں اور ممکن ہے کہ کبھی بادشاہ پیادہ بن جائے

یا پیادہ بادشاہ بن جائے۔ پھر کس قدر ظلم ہوگا۔ کہ پتھر۔ موت۔ عناصر۔ اشجار۔ حیوان یا انسان کو معبود بنا دیا جاوے۔ حالانکہ ان میں اتنا بڑا فرق ہے۔ کہ کوئی مناسبت ان کے درمیان ممکن نہیں ہے۔ ایک ہندو نے ایک دفعہ شرک کی تردید میں ایک حکمت کا کلمہ بولا۔ اس نے کہا کہ چوہڑا اور میرا پ دونوں انسان ہیں، اور ہر دو یکساں آنکھیں۔ ناک۔ منہ وغیرہ اعضاء رکھتے ہیں۔ اور بہت سی باتوں میں ایک دوسرے کی مانند ہیں۔ لیکن پھر اگر کوئی مجھے کہے کہ تیرا باپ چوہڑا ہے تو مجھے اس قدر رنج اور دکھ ہوتا ہے جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ جب ہمارا یہ حال ہے تو کسی پتھر کی موت یا عاجز انسان کو معبود کہنا یا معبود بنانا کیسا سخت جرم اور بھاری ظلم ہے۔ !..... (بدر ۲۴، اگست ۱۹۰۵ء ص ۴)

تین بار مجھ سے یہ سوال پوچھا گیا کہ شرک کیا چیز ہے۔ اس سوال سے مجھے رنج بھی ہوا۔ تعجب بھی افسوس بھی۔

قرآن کریم سارا اس کے رد سے بھرا ہوا ہے۔ پھر شرک کے سب سے بڑے دشمن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے شرک کا پتہ لگ سکتا ہے۔

شرک وہ بُری چیز ہے کہ اسکی نسبت خدا نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ! پھر بھی مسلمان اس کے معنے نہ سمجھیں تو افسوس ہے۔

سب سے پہلا کلام جو انسان کے کان میں بوقت پیدائش و بلوغ ڈالا جاتا ہے وہ شرک کی تردید میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ یہ ایک بحث ہے کہ کان بہتر ہیں یا آنکھیں مولود کے کان میں اذان کہنے کی سنت سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اگر یہ لغو فعل ہوتا تو کبھی رسول کی سنت مؤکدہ نہ بنتا۔ یقظہ نومی جو بیماری ہے۔ اسکے عجائبات سے بھی اس کی حکمتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔

غرض پہلا حکم کانوں کیلئے نازل ہوا اور انبیاء بھی اسی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی اشاعت کیلئے آئے اور خدا کی آخری کتاب نے بھی اسی کلمہ کی اشاعت کی اور جس کتاب سے میں نے دینی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ کی۔ اس میں بھی اسی پر زیادہ بحث ہے۔

چونکہ بعض لوگ حکیموں کی بات کو بہت پسند کرتے ہیں۔ اور ان کے کلمہ کا ان کی طبیعت پر خاص اثر ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں ایک حکیم کی نصیحت کو بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ آدمی اپنی اولاد کو وہی بات بتاتا ہے جو بہت مفید ہو اور مضر نہ ہو۔

شرک عربی زبان میں کہتے ہیں۔ سانچہ کرنے کو۔ کسی سے کسی کے ساتھ ملانے کو۔ تو مطلب یہ ہوا۔ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو جوڑی نہ بناؤ۔ ایک مقام پر فرمایا ہے۔ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهٖمْ

يَعْبُدُونَ (الانعام: ۲۱) کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے برابر اسکی ذات میں کسی دوسرے کو بھی مانتا ہے۔ یہ شرک میں نے کسی سے نہیں سنا۔ تنوی ایک فرقہ ہے جو کہتے ہیں۔ دنیا کے دو خالق ہیں۔ ایک ظلمت کا، ایک نور کا مگر برابر وہ بھی نہیں کہتے۔

خدا نے فرمایا کہ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ (النمل: ۶۱) تو کفار مکہ بڑے مشرک تھے۔ انہوں نے بھی کہا۔ اللہ۔ اسی طرح ان کے جاہلیت کے شعروں میں اللہ کا لفظ کسی اور پر نہیں بولا گیا۔ پھر شرک کیا ہے۔ جس کے واسطے قرآن شریف نازل ہوا؟ سنو! دوسرا مرتبہ صفات کا ہے اللہ تعالیٰ ازل ابدی ہے۔ سب چیزوں کا خالق ہے۔ وہ غیر مخلوق ہے۔ پس یہ صفات کسی غیر کے لئے بنانا شرک ہے۔

آریہ قوم نے پانچ ازل مانے ہیں۔ ۱۔ اللہ قدیم ازل ہے ۲۔ روح ازل ہے ۳۔ مادہ ازل ہے ۴۔ زمانہ ازل ہے ۵۔ فضاء ازل ہے۔ جس میں یہ سب چیزیں رکھی ہیں۔ اس واسطے یہ قوم مشرک ہے۔

عیسائی قوم نے کہا ہے کہ بیٹا ازل ہے باپ ازل ہے۔ روح القدس ازل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا اِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ایک قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں اور تصرف میں کسی مخلوق کو بھی شریک بناتی ہے۔ بدبختی سے مسلمانوں میں بھی ایسا فرقہ ہے۔ جو کہ پیر پرست ہے حالانکہ رسول کریمؐ سے بڑھ کر کوئی نہیں اور وہ فرماتا ہے لَا اَعْلَمُ الْغَيْبِ (الانعام: ۵۱) اور لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ (الاعراف: ۱۸۹) پس کسی اور ولی کو بھی یہ قدرت حاصل ہو سکتی ہے۔ کہ اسے جانی جان کہا جاوے اور یہ سمجھا جاوے کہ وہ حاضر و غیب ہماری پکار سنتے ہیں۔ یہ جواب جو دیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو علم غیب یا تصرف دے دیا ہے۔ صحیح نہیں کیونکہ شرک کے معنے ہیں۔ سانجھی بنانا۔ خود ہی جاوے یا دینے سے بنے۔ یاد رکھو۔ اللہ کا علم ایسا وسیع ہے کہ بشر اس کے مساوی ہو ہی نہیں سکتا۔ جو نشان اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کیلئے بطور نشان رکھے ہیں۔ وہ کسی اور میں نہیں بنانے چاہئیں۔ بڑا نشان تذلل کا ہے سجدہ اس سے بڑھ کر اور کوئی عاجزی نہیں۔ زمین پر گر پڑے۔ اب آگے اور کہاں کدھر جاویں۔ فرماتا ہے لَا تَسْجُدْ وَابِلَ الشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدْ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ (محم: ۲۱) پس جو غیر کو سجدہ کرے وہ مشرک ہے.....

قرآن شریف نے ایک اور شرک کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ وَهِيَ النَّاسِ مَنْ

يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (البقرہ: ۱۶۶)  
یعنی جیسا پیار اللہ سے کرتے ہو۔ یہ کسی اور سے کرنا خدا کا شریک بنانا ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا - نذ بنانیوں سے کہ مثلاً ایک طرف آواز آرہی ہے حتیٰ علی الفلاح اور دوسری طرف کوئی اپنا مشغلہ جس کو نہ چھوڑا تو یہ بھی شرک ہے۔

اس سلسلہ میں آخری شرک کا نام لیتا ہوں اور وہ ریاء ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔

حضرت صاحب سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ جیسا تم لوگوں کو کسی گھوڑی وغیرہ کے سامنے ریاء نہیں آسکتا۔ اسی طرح مامورانِ الہی کو لوگوں کے سامنے ریاء نہیں آتا۔ ان تمام شرکوں کا رد اسی کلمہ میں ہے۔ جو بہت چھوٹا ہے۔ مگر بہت عظیم۔ اور میرا ایمان ہے کہ أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ساتھ توحید کامل نہ ہوتی اگر اس کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ نہ ہوتا کیونکہ دنیا نے ٹاپوں کو خدا کہنا بھی شروع کر دیا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے عاجز اور خاکسار انسان کو خدا بنایا گیا کرشن جیسے خدا کے محب کو بھی ایسا ہی سمجھا گیا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں ہم پر اور احسان کئے ہیں وہاں یہ بھی کیا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ساتھ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ رکھ دیا۔ تاکہ آپ کی امت کبھی اس ابتلاء میں نہ پڑے اور جب آپ بندے تھے تو آپ کے خلفاء و نواب پر کب خدائی کا گمان ہو سکتا ہے

(بدد ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء ص ۷)

۱۵۔ وَصَيَّنَا لِدُنْسَانٍ بِوَالِدَيْهِ، حَمَلَتْهُ

أُمُّهُ وَهَنًا عَلَى وَهْنٍ وَفَضْلُهُ فِي عَامَيْنِ أَنْ

اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ مَا لِيَ الْمَصِيرُ ۝۱۵

ہم نے انسان کو والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ اس کی ماں نے دُکھ پر دُکھ سہہ کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا الگ ہونا ہوا۔ تو اب میرا اور اپنے والدین کا شکر گزار ہو اور پھر آنا میری طرف ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۳)

حَمَلَتْهُ أُمُّهُ، پہلے ماں باپ ہر دو کی طرف توجہ دلا کر پھر ساتھ ہی ماں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر شروع کر دیا کیونکہ عموماً لوگ باپ کی عزت تو کرتے ہیں مگر ماں کی خدمت کا حق ادا نہیں کرتے

(بدد ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء ص ۷)



۱۶۔ وَإِنْ جَاهَدَكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا، وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ، ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّتُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۶﴾

اور اگر تیرے ماں باپ تجھے شرک کرنے پر مجبور کریں جس سے تو بالکل نادان ہے تو ان کا کہا مت مان اور دنیا میں ان کے ساتھ نیک سلوک سے سنگت رکھ اور میری جانب رجوع کرنے والوں کی راہ کے پیچھے چل پھر تم سب کا ٹوٹنا میری طرف ہے۔ میں تم کو تمہارے عملوں کی خبر دوں گا۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۳۳-۳۴)

۱۷۔ يُبْنِيٰ إِنَّمَا إِنَّ تِلْكَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمُوتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿۱۷﴾

اے پیارے بیٹے اگر رائی کے ایک دانے کے برابر کوئی چیز کسی چٹان کے تلے ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں۔ اللہ اسے لے آوے گا۔ یقیناً اللہ لطیف و خبیر ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۴)

إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ: اللہ تعالیٰ ادنیٰ و اعلیٰ سب باتوں سے باخبر ہے۔ علم الہی پر ایمان لانے سے نیکی پیدا ہوتی ہے جب انسان کو یہ یقین ہو کہ کوئی بڑا شخص مجھے دیکھ رہا ہے۔ تو پھر وہ بدی کرنے سے رکتا ہے۔ پھر اپنے بزرگوں، افسروں حاکموں کے سامنے بدی کرنے سے اور بھی رکتا ہے ایسا ہی جس کو یہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام افعال، حرکات، سکناات کو دیکھتا ہے۔ اور ہمارے دل کے خیالات اور ارادات سے بھی باخبر ہے۔ وہ شخص کبھی بدی کے نزدیک نہیں جاسکتا۔

(بدر ۳۱، اگست ۱۹۰۵ء ص ۶)

۱۸۔ يُبْنِيٰ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَآمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ



## الْمُنْكَرَ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ ۚ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿۱۸﴾

اے بیٹے نماز کی پابندی کر۔ نیک باتوں کا امر کر اور بدی سے روک اور مصیبتوں پر صبر کر یقیناً تجھے حوصلہ کی بات ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۴)

يُبْنَىٰ أَقِيمِ الصَّلَاةَ؛ پہلے عقائد کے بارے میں فرمایا۔ اب عملی حصہ کے متعلق وعظ سناتا ہے۔ ۱۔ جب عقائد صحیح ہو گئے ۲۔ اعمال صالح ہو گئے۔ پھر تم نے امر بالمعروف شروع کیا تو لوگوں کی مخالفت پر صبر و استقلال سے کام لو۔ اس کے بعد جب تمہیں کامیابی حاصل ہو تو دیکھنا متکبر نہ ہو جانا۔ اسی لئے فرمایا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ؛ جو مصائب تجھ پر آئیں۔ اُن میں صبر کر۔ حضرت لقمانؑ نے جب اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ لوگوں کو نیکی کا حکم کر اور بدی سے منع کر تو چونکہ اس حکم کی تعمیل کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ نیک نصیحت کرنے والوں اور بدی سے منع کرنے والوں کے لوگ مخالف ہو جایا کرتے ہیں۔ اور ان کو دکھ دیا کرتے ہیں اس واسطے ساتھ ہی ایسے مصائب پر صبر کرنے کی وصیت کی۔ آج کل کے صوفیوں میں ایک ملامتی فرقہ کہلاتا ہے جو جان بوجھ کر ایسے کام کرتے ہیں۔ جن سے وہ مخلوق کے درمیان قابلِ ملامت ہو جائیں۔ مثلاً رمضان شریف میں بغیر عذر کے لوگوں کے سامنے روزہ توڑ دیا۔ اور کچھ کھانے پینے لگ گئے اور بعد میں خفیہ طور پر اس کا کفارہ ساٹھ روزے رکھ لیا۔ اس واسطے کرتے ہیں کہ خلعت کے درمیان قابلِ تعریف نہ بنیں بلکہ ملامت کہتے جائیں۔ لیکن یہ ملامتی بننے کا طریق انبیاء و رسل کے خلاف ہے۔ جو لوگ احکام الہی پر عمل کر کے خلعت کے درمیان امر بالمعروف و نہی عن المنکر بنتے ہیں۔ وہ تو خود بخود ملامتی بن جاتے ہیں۔ (بدر ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء ص ۶)

۱۹۔ وَلَا تُصْعِرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ

مَرَحًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿۱۹﴾

اور لوگوں پر اپنی گالیں مت چمکا (گمنڈ مت کر) اور زمین پر اترا کر مت چل۔ یقیناً اللہ مغرور اور بڑائی جتلانے والوں کو پیار نہیں کرتا۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۶۴)

وَلَا تُصَعِّدْكَ لِلنَّاسِ : اپنی گالیں مت پھلا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

۲۰۔ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ رَانَ

أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتِ الْحَمِيرِ [۲۰]

اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز دھیمی کر (کڑک کر مت بول) کیونکہ بُری سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔  
(تصدیقِ براہین احمدیہ ص ۶۴)

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ : اپنے تمام اقوال۔ افعال۔ خیالات میں میانہ روی اختیار کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

۲۱۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ

وَمَا فِي الْأَرْضِ وَآسَبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ

بَاطِنَةً، وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ

عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ [۲۱]

کیا تم نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ نے مفت تمہاری خدمت میں لگا دیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

(تصدیقِ براہین احمدیہ ص ۷۱)

سَخَّرَ لَكُمْ : مفت میں تمہارے کام میں لگا دیا ہے۔ سورج روشنی دیتا ہے۔ پھل پکاتا ہے

بادل پانی لاتا ہے۔ سب چیزیں انسان کے فائدہ کیلئے کاموں میں مصروف ہیں۔

(بدر ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء ص ۶)

انسان اس شخص کی فرماں برداری کرتا ہے جو محسن ہو۔ حاکم مسلط ہو۔ اللہ جل شانہ اس فطرت

کے لحاظ سے انسان کو سمجھاتا ہے۔

ظَاهِرَةً : حسن و تناسب و صحت اعضاء اس میں شامل ہے۔

بَاطِنَةً : اس میں عقل و تمیز۔ قابلیت۔ لیاقت۔ علم۔ ولایت۔ نبوت شامل ہے۔

بَغْيَرِ عِلْمٍ : وہ علم جو خدا تعالیٰ اپنی جناب سے بخشا ہے ۔ اور نور ۔ فراست اور پاک کتاب کو نہیں سمجھتے ۔ مگر جھگڑنے اور ہر دین کی بات پر رائے دینے کو تیار ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ  
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے کہ بحث کرنے کے واسطے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے بحث صرف وہ شخص کر سکتا ہے جس کو تین باتیں حاصل ہوں ۔ علم ۲ ۔ ہدایت اور ۳ ۔ روشن کتاب ۔ ہر شخص کا کام نہیں کہ بحث کے کام میں مصروف ہو جاوے ۔ (بدر ۳۱، اگست ۱۹۰۵ء ص ۶)

حضور علیہ السلام نے ایسے وقت جب تمام دنیا پر روحانی تمدنی اور اخلاقی حالت کی نسبت ظلمت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی اور دنیا کے لوگ گم کردہ راہ بھول بھلیاں میں مبتلا تھے آفتاب کی مانند طلوع فرما کر راہ نمائی کا بیڑا اٹھایا اور لگے نکالنے لوگوں کو ظلمات سے نور کی طرف ۔

خدا کے واسطے ذرا غور تو کرو ۔ اس سراج منیر کی نور افشانی کے وقت تمام آباد دنیا کا کیسا حال تھا دنیا کے اشیاء جنہیں انسان کے خادم کہنا چاہیے اور حسب الحکم

الْمُتَرَدِّاتُ إِلَى اللَّهِ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

انسان کے ماتحت ہیں ۔ بالعکس انسان کے معبود بنائے گئے ۔ غور کرو ۔ ہندوستان کا ملک ایسا تھا کہ اس میں پتھر اور درخت پوجے جاتے تھے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ آریہ ورت بقول آریوں کے بھی ہندوستان ہو چکا تھا ۔

حیرانی ہوتی ہے کہ بنگ کی فٹما اور اسکی پوجا کا دور دورہ یہاں تھا ۔ بنگ اور شکتی کی پرستش یہاں تھی ۔ دام مارگ ۔ اگھور ۔ کپال مت کے بانی اور گروہ یہاں ہی تھے ۔ جین اور ناستکوں کا مبداء اور مؤلفہ یہی آریہ ورت تھا ۔

آریوں کے یا ہندوؤں کے ہمسایہ یا پہلے استاد بلکہ بھائی بند قدیم ایرانی اگنی ہو تری ہے جنہوں نے آسمانی بروج ۔ ستاروں ۔ ستاروں اور خاص کر سورج کو معبود بنا رکھا تھا ۔ بلکہ ان کے نہایت ناپاک اثر سے فارسی لٹریچر میں تمام سکھوں اور دکھوں کو آسمانی گردش کی طرف منسوب کیا گیا تھا ۔ اسلام کے مدعی لائق منشیوں نے سورج کو نیر اعظم وغیرہ مقدس الفاظ سے یاد کیا ۔

یہ لوگ یزدان اور اہرمین دو خداؤں خالق خیر اور خالق شر کے معتقد تھے ۔ مغرب اور شمال بلکہ اندرونی حصہ عرب میں یہود اور عیسائی تھے ۔

عیسائیوں کا یہ حال کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا ازلی بیٹا بلکہ خدا یقین کرتے اور اس کو ایمان جانتے تھے۔ اور ان کا اعتقاد تھا اور ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ مِنْ كُلِّ الْوُجُوهِ ایک ہے اور تین ہے۔ پناہم بخدا !!! عیسائی کہتے ہیں۔ خدا باپ ازلی خدا بیٹا ازلی۔ خدا روح القدس ازلی تینوں خدا ہیں۔ پھر خدا ایک ہے.....

اُس وقت کیتھولک فرقہ کا عروج تھا اور عیسائیوں میں بعض ایسے بھی تھے جو صدیقہ مریم علیہا السلام کو متمثلت جان کر ان کی تصویر پر گوٹے کناری کے کپڑے ڈالتے تھے۔ ہند میں بھی بعض لوگ بتوں کو گومی اور سردی کا لباس علیحدہ علیحدہ چڑھاتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۹ تا ص ۱۱)

۲۳۔ وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ

مَا سْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۖ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿۲۳﴾

وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ : اپنی ساری توجہ اللہ کی طرف سوپ دیتے ہیں۔ دنیا بے شک کماؤ مگر اللہ کیلئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

۲۸۔ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ

وَالْبَحْرِ يَمْدُهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ

كَلِمَاتُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۸﴾

مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ : اللہ کی باتیں ختم نہیں ہوتیں صرف اسی بات کو لو۔ ایک قطرے میں کتنے کپڑے ہوتے ہیں۔ اب ان کے اعضاء کی تشریح اور خداوند عالم کی قدرت کا ذکر شروع ہو تو کب ختم ہو سکتا ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ : کیونکہ ہر قطرہ میں کئی کئی حکمتیں ہیں۔

(تشیذ الاذمان جلد ۹ ص ۴۳)

۲۹۔ مَا خَلَقَكُمْ وَلَا يَعْشُقُكُمْ إِلَّا كَفِيرٌ ۖ وَإِنَّ

## اللّٰهُ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿۲۱﴾

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ : اللہ تعالیٰ دعاؤں کا سننے والا اور تمہارے حالات کو دیکھنے والا ہے  
(بدر ۳۱، اگست ۱۹۰۵ء، ص ۶)

۳۲۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ

اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهِۦ ۚ اِنَّ يٰۤذٰلِكَ لَا يَتْلٰ كُلَّ

صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۲۲﴾

اللہ تعالیٰ نے مختلف ممالک میں مختلف نعمتیں دی ہیں مثلاً عرب میں کھجور ہندوستان میں آم کابل میں انگور۔

ایسا ہی کسی کو کوئی علم بخشا ہے کسی کو کوئی ہنر۔ ان تمام ممالک میں تبادلوں انعام و خیالات کے لئے جہاز ہیں۔

بِنِعْمَتِ اللّٰهِ : اللہ کے فضل سے مختلف قسم کی نعمتیں ملے کر۔

صَبَّارٍ شَكُوْرٍ : دور کی نعمتیں دیکھ کر انسان شکر بجالائے۔ اور اپنے تئیں اعتداء و عصیان سے بچائے۔ یہ آیت ہائیکاٹ کرنے کی تردید کرتی ہے۔ تبادلوں اشیاء غیر ممالک سے منع نہیں۔ بلکہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کا ادائے شکر ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قلوبان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهِۦ :  
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کشتی سمندر میں چلتی ہے۔ یہ اللہ کی نعمت ہے۔ تاکہ تم کو اس کے نشانات دکھائے۔ اس میں پیشگوئی ہے کہ مسلمانوں کے فتوحات وہاں تک پہنچیں گے کہ تم کشتیوں اور جہازوں میں سوار ہو کر دوسرے ممالک اور جزائر میں جاؤ گے اور ان کو فتح کرو گے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جزائر قبرص و رودس فتح ہوئے۔ اور مسلمان جہازوں پر چڑھ کر ان جزائر کو گئے۔ جن میں ایک بیوی ام ایمنؓ نام بھی شامل تھیں جن کے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے ہنس کر جاگے۔ تو اس بی بی نے سبب اس خوشی کا دریافت کیا تو اس پر فرمایا۔ میں نے دیکھا ہے کہ مسلمان جہازوں پر اس طرح سوار ہیں۔ جس طرح بادشاہ تختوں پر۔ تب اس نے عرض کیا کہ دعا کرو۔ میں ان لوگوں میں ہو جاؤں۔ فرمایا۔ تو

ان میں سے ہے۔ پھر آپؐ سورہ ہے اور سنس کراٹھے تو اس بی بی کے سبب دریافت کرنے پر وہی بات فرمائی اور اس عورت نے وہی پہلی دعا چاہی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تو پہلے لوگوں سے ہے۔ آنحضرتؐ نے اسی وقت فرمایا تھا کہ تو ان میں سے ہوگی۔ جو پہلے جہاز پر سوار ہو کر جائیں گے۔

( بدر ۳۱، اگست ۱۹۰۵ء ص ۶ )

۳۳۔ وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوْا اللَّهَ

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجَّيَهُم إِلَى الْبَرِّ

فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ

كَفُورٍ ﴿۳۳﴾

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

خَتَّارٌ : بدعہد

( بدر ۳۱، اگست ۱۹۰۵ء ص ۶ )

كَفُورًا : منکر

۳۴۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَأَخْشَوْا يَوْمًا

لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ ۚ وَلَا مَوْلُوهُ هُوَ جَارٌ عَنْ

وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ

الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَلَا يَغُرَّنَّكُمُ بِاللَّهِ الْغَدُورُ ﴿۳۴﴾

اتَّقُوا رَبَّكُمُ : سمجھانا ہے کہ یہ تمام نعمتیں تقویٰ سے مل سکتی ہیں۔

الْغَدُورُ : ایک غرور مصدر ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ تکبر۔ یہ غرور ہے اس کے معنی دھوکہ

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

دینے والا۔ یہ شیطان کا نام ہے۔

۳۵۔ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ

الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۚ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ



## مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۲۵﴾

وَمَا يَنْزِلُ الْغَيْثُ، واقعی یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ بارش اس کیلئے مفید ہوگی یا مضر اس سے جو پھل نکلے گا وہ خدا جانے اس کے نصیب ہوگا یا نہیں۔  
مَا فِي الْأَرْحَامِ: شقی ہوگا یا سعید۔

مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا: سعیدوں والے کام کریگا یا شقیوں والے۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ یُسَبِّحُ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا ہمیشہ ایمان پر ثابت رہنے کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔  
ایک بزرگ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ مجھے مباحثات میں یہ زبردست دلیل سوجھی کہ محسوسات سے غیر محسوس اشیاء پر دلیل پکڑنی چاہیے۔ اور اس طرح کئی مباحثے جیتے۔ ایک دن چھت پر لیٹے تھے ستاروں پر نظر جا پڑی۔ خیال میں آیا یہ ستارے جس قدر مجھے چھوٹے محسوس ہوتے ہیں کیا واقعہ میں بھی اتنے ہی ہیں۔ عقل نے جواب دیا نہیں۔ جب یہ امر حسی خلاف واقعہ نکلا تو میں بہت گھبراہٹا ہوں کہ بارہ سال ہی مختصر میں رہا۔ آخر اللہ کی طرف رجوع کیا تو اس نے الشرح صدر بخشا۔

میں تم سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ حق پہچاننے کا یہی ایک معیار ہے کہ خدا تعالیٰ سے تڑپ تڑپ کر دعا مانگے اور مشابہات (جن کے معنی اس پر نہیں گھلے) محکمات (جو اس کیلئے صاف ہیں) کی تابع کرے۔ اگر پھر بھی سمجھ میں نہ آئے تو حوالہ بخدا کرے اور دعا کرے رَبَّنَا لَا تَزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران، ۹۱) اللہ تعالیٰ ضرور تسلی کی راہ نکال دیگا  
بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، یہ کسی کو معلوم نہیں کہ یہ زمین اس کیلئے رَوْضَةٌ مِّنْ بَيَاضِ الْجَنَّةِ ہوگی یا حُفْرَةٌ مِّنَ النَّارِ۔

یوں تو ایک بادشاہ کہہ سکتا ہے۔ میں یہیں مروں گا۔ اور بعض لوگوں نے اپنی قبر میں زندگی میں کھڑائیں اور وہیں مرے۔  
(ضمیمہ: بار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ: اس گھڑی کا علم اللہ ہی کو ہے اور وہی بادل اتارتا ہے۔ آج کل کے علم آب و ہوا والے اس کے متعلق تو کچھ نہ کچھ خبریں اڑا ہی لیتے ہیں (گو وہ بھی اکثر بے اعتبار ثابت ہوتی ہیں) کہ مینہ کب ہم سے گا۔ مگر کوئی دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ یہ بارش مفید ہوگی یا الٹی ضرر رساں جیسا کہ آج کل اکثر مقامات پر ہوتا ہے۔ اور بابرکت ہوگی یا غائب و خاسر کرے گی۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَنْحَامِ : وہی جانتا ہے کہ رنجوں میں کیا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی دعویٰ کرے کہ بعض علامات سے رجم کے اندر لڑکائی لڑکی کی شناخت ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ دعویٰ کون کر سکتا ہے کہ وہ بچہ نیک ہو گا یا بد ہو گا۔ زندہ رہے گا یا مر جائے گا۔

وَمَا تَذَرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَغْشَىٰ غَدًا : اور کیا جانتا ہے کہ کوئی شخص کہل کیا کلمے گا۔ انسان کے دل کی مخفی حالت کو اور اس کے گزشتہ گناہوں یا نیکیوں کی تیاری کو خود انسان بھی نہیں جانتا۔ کہ وہ آئندہ اس کے واسطے کیا نتائج پیدا کرنے والے ہیں۔

وَمَا تَذَرِي نَفْسٌ يَأْتِي أَرْضُ تَمُوتُ : اور کیا جانتا ہے کہ کوئی شخص کہ کس زمین میں مروں گا۔

اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ عرب کے مسلمان دور دور کے ملکوں کے فاتح ہو کر وہاں حکومت کریں گے اور آخر انہیں ممالک میں فوت ہو کر دفن ہوں گے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ کا ایک بیٹا تار میں دفن ہوا۔ ایک یورپ میں۔ ایک افریقہ میں اور ایک عرب میں۔

( بدر ۳۱، اگست ۱۹۰۵ء ص ۷۲ )

## سُورَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

”حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نمازِ فجر کی پہلی رکعت میں یہ سورۃ شریفہ ہمیشہ نہیں۔ تو اکثر ضرور پڑھا کرتے تھے۔ اس سورۃ شریفہ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت۔ نبوت کی صداقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک علوات اور دنیا کے تغیرات کا بیان ہے“

(بدر، ستمبر ۱۹۱۵ء ص ۴)

۳۲۔ الْقَدْ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ

الْعَالَمِينَ □

الْقَدْ، اَنَا اللَّهُ أَعْلَمُ میں اللہ جاننے والا ہوں۔ جن سورتوں کے شروع میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ وہاں ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی کتاب کا خصوصیت کے ساتھ ذکر آیا ہے۔ مثلاً الْقَدْ۔ ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ (بقرہ ۲: ۳۲) الْقَدْ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ (آل عمران ۳: ۳۸) الْقَدْ۔ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ (السجہ ۲: ۳۲)

حروفِ مقطعات۔ قرآن شریف میں کئی سورتوں کے شروع میں اس قسم کے حروف ہیں جیسے کہ اس سورۃ کے ابتداء میں حروف الْقَدْ ہیں۔ ان کو حروفِ مقطعات کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حروفِ مقطعات کے معانی تلاش کرنا گناہ ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں۔ مگر ایسا کہنا قرآن شریف کی بے ادبی کرنا ہے۔ قرآن شریف میں تدبیر کرنا فرض ہے۔ صحابہ کرام میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان حروف کو اجزاء اسمائے الہی مانا ہے۔ میں نے بہت محنت کے ساتھ جن کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جس میں ان کا ذکر ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس گروہ کا اجماع مجھے اسی پر دکھائی دیا ہے۔ کہ حروفِ اجزاء اسماء الہی ہیں اور اسی واسطے سورتوں کے نام ہیں۔

آج کل کے جنسٹین تو اس طریق پر اعتراض کر ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ان میں عموماً قابلِ عزت وہی ہے

جس کے نام کے ساتھ بی اے یا ایم بی اے یا ایل بی ایل بی غرض دو یا تین حروف لگے ہوتے ہیں اور بعض بڑے معززین کے ناموں کے ساتھ اس قدر حروف ہوتے ہیں کہ سارے حروف تہجی وہاں ختم ہوتے نظر آتے ہیں۔

ویدوں میں بھی سب سے پہلے اوم ہی آتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ باوجود اس کو حروف مقطعات ماننے کے وہ لوگ اس کے معنے کے واسطے کوئی سند نہیں رکھتے۔

(بدر، ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۲)

الْحَمْدُ : مقطعاتِ قرآنی کے معنے اس زمانہ میں نہ بکھلے ہیں۔ انگریزی میں تو آجکل ایسے حروف بہت آتے ہیں۔ بعض لوگوں کے ساتھ تو تقریباً تمام حروف تہجی ہوتے ہیں۔

لَا رَيْبَ فِيْهِ : ریب کے معنے ہلاکت کے بھی ہیں۔ جیسے نَتَرَبِّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ (طور: ۳۱) میں اور شک کے بھی۔

قرآن شریف میں جو اہیں بتائی گئی ہیں۔ وہ نہ تو ہلاکت کی ہیں۔ نہ ان میں کسی قسم کا شک ہے۔ پس شک مت کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

۴۔ اَمَرَقُولُوْنَ اَفْتَرٰهُۥۤ۔ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اَتٰهُمْ مِنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

يَهْتَدُوْنَ □

مَا اَتٰهُمْ مِنْ نَّذِيْرٍ : نہیں آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا۔ عرب کے لوگ مامور من اللہ اور مکالمہ الہی سے بالکل ناواقف تھے۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ کے لوگ ناواقف ہیں جو قوم اس وقت عرب میں موجود تھی ان میں یا ان میں سے پہلے قریب دونوں میں ان کے درمیان کوئی ایسا نبی نہ گزرا تھا جس سے ان کو معلوم ہوتا کہ نذیر کس طرح ہوا کرتے ہیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ان کو ایک نذیر نظر آیا۔

بَلْ هُوَ الْحَقُّ : تمام دواوین۔ کتب ادبیہ۔ حدیث فقہاء کے کلام سے قرآن کی شان الگ ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ انسان کی کلام نہیں ہو سکتا۔ (تشیذ الاذیان جلد ۸، ص ۹، ۴۴)

۵۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ  
مَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۚ أَفَلَا

تَذَكَّرُونَ □

فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ : چھ وقتوں میں ہر چیز کا کمال چھ مرتبے طے کر کے ہوتا ہے۔ ایک شخص نے مجھے کہا خدا آٹا فانا نہیں بنا سکتا۔ پاس ایک مکی کا کھیت تھا میں نے کہا اس کا ایک بھٹہ لاؤ۔ اس نے کہا وہ تو کئی ماہ بعد ہوگا۔ تب میں نے کہا۔ ایک بھٹے کیلئے اتنے مہینے بھی خدا ہی لگاتا ہے۔

ثُمَّ : پھر ہم تم کو اودبات سنائیں۔ تم سے یہی مراد ہے نہ یہ کہ آسمان زمین بنا کے پھر عرش پر جا چڑھا۔ اس کی مثالیں قرآن شریف میں کئی ہیں۔ چنانچہ انعام ۷۶ میں ہے کہ وَأَنَّا هَذَا صِرَاطِنَا مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ (انعام: ۱۵۴) پھر آگے چل کر فرماتا ہے ثُمَّ اتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ (انعام: ۱۵۵) قرآن شریف کے بعد موسیٰ کو کتاب دینے کا ذکر ”ثُمَّ“ سے فرمایا۔ حالانکہ تورات کا نزول قرآن شریف سے پہلے ہوا۔

اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ : وہ اپنے تخت حکومت پر ہے۔ بے عیب ہے ٹھیک ٹھاک ہے  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ : چھ دوروں میں۔ یوم ایک وقت اور ایک دورہ کو کہتے ہیں۔ یوم کا لفظ ایک دن پر۔ ایک برس پر۔ ایک ہزار برس پر۔ پچاس ہزار برس پر یا کسی کام کے پورا ہونے کی ایک منزل کی معیار کو کہتے ہیں۔ آج کل کے جیولوجسٹ یعنی علم الارض کے ماہروں نے یہ ثابت کیا ہے کہ زمین کو اس موجودہ صورت تک پہنچنے تک چھ خاص حالتوں میں سے گزرنا پڑا ہے۔ جن پر چھ زمانے گزرے تھے۔ ....

انسان کا بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس پر بھی چھ ایام آتے ہیں ۱۔ سُلَالَةٌ  
مِنْ طِينٍ ۲۔ نَطْفَةٌ ۳۔ فَلَقَةٌ ۴۔ مُضْغَةٌ ۵۔ عِظَامٌ ۶۔ كَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا

اس کے بعد پھر انسانی بچہ پر چھ ایام آتے ہیں۔ ۱۔ جنین ۲۔ رضیع ۳۔ غلام ۴۔ شاب  
۵۔ کھل ۶۔ شیخ۔ ایسا ہی زمیندار ۱۔ ہل چلا کر ۲۔ وسیلے توڑتا ۳۔ پانی دیتا ۴۔ بیج ڈالتا ۵۔ نو نکلتی ۶۔ فصل پکتا۔

ایسا ہی آج کل تعلیم چھ درجوں پر کامل ہوتی ہے۔ ۱۔ پرائمری ۲۔ مڈل ۳۔ انٹرنس ۴۔ ایف اے

بی اے ۶۔ ایم اے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے اعتراض کیا کہ خدا تعالیٰ زمین و آسمان کو ایک دن میں نہیں بنا سکتا تھا چھ یوم کیوں لگا دیئے۔ مکی کا ایک کھیت سامنے تھا۔ میں نے اسکی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کتنے عرصہ میں پکے گا۔ وہ شرمندہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مقتضی ہے کہ ہر ایک شے بتدریج نشوونما اور ترقی پائے۔

ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ، اللہ تعالیٰ اپنے تخت پر ٹھیک ٹھاک حکمران ہے۔  
(بدر، ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

۶۔ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ  
يَعْرِجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ  
مِمَّا تَعُدُّونَ ۝

یُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ، کل احکام اوپر سے آتے ہیں۔ ہم آنکھیں رکھتے ہیں۔ مگر آسمانی روشنی کے سوائے کچھ دیکھ نہیں سکتے اگر اوپر سے بارش نہ آئے تو کنویں بھی خشک ہو جاتے ہیں  
(بدر، ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

۷۔ ذَٰلِكَ عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ  
الرَّحِيمُ ۝

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، گزشتہ اور آئندہ لوگ۔  
(تشیذ الاذعان جلد ۹، ص ۴۴)

۱۰۔ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ  
السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ، قَلِيلًا مَّا



## تَشْكُرُونَ ۱۱

وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا ۚ واپنا پاک کلام اس میں پہنچا تا ہے۔ ہزار برس کے بعد ایسا انسان ضرور ہوتا ہے جسے اللہ اپنے کلام سے ممتاز فرماتا ہے۔

جَعَلْنَا لَكُمْ السَّمْعَ ۚ سمع کو اس لئے مقدم فرمایا۔ کہ خدائی معاملات میں سب سے پہلے کان ہی کام کرتے ہیں۔ کیونکہ ۱۸ برس تک تو عموماً غفلت میں گزرتے ہیں۔ پھر کانوں میں خدائی آواز پڑتی ہے اور وہ متنبہ ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

رُوح ۚ قرآن شریف میں روح کا لفظ جان کے واسطے کہیں استعمال نہیں۔ بلکہ روح کے معنی کلام الہی میں ہر جگہ وحی الہی لئے گئے ہیں۔ مثال وَكَذٰلِكَ اَفْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔ (الشوری: ۵۳) (بدر، ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۱۷)

## ۱۱۔ وَقَالُواْ اِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ ؕ اِنَّا لَفِىْ

## خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَاٰ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝۱۱

اضلال کے معنی ابطال اور اہلاک کے ہیں۔ جیسے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔ وَقَالُواْ اِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ ؕ اِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ..... اور وہ کہتے ہیں کیا جب ہم زمین میں نابود ہو جاویں گے۔ کیا ہمیں نئی پیدائش ملے گی۔ (نور الدین طبع ثالث ص ۱۷)

## ۱۲۔ قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِى وُكِّلَ

## بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۲

يَتَوَفَّكُم ۚ تمہاری روح کو قبض کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

## ۱۳۔ وَلَوْ تَرَىٰ اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوسِهِمْ

## عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ رَبَّنَا ابْصُرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا

## نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿۱۳﴾

نَاجِسُوۡا رُءُوسِهِمْ : سر نیچے کٹے ہوں گے۔ اس لئے کہ اپنی بد اعمالیاں یاد آ کر شرمسار ہوں گے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اگست ۱۹۱۰ء)

وَلَوْ تَرَىٰ اِذَا الْمُجْرِمُوْنَ نَاجِسُوۡا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ : اور اگر تو دیکھے وہ لوگ جنہوں نے قطع تعلق کیا ہے۔ جناب الہی سے اس وقت وہ سر جھکائے ہوئے ہوں گے۔ عذاب الہی سے ڈر کے مارے اور کہیں گے اے رب ہمارے۔ اب تو ہم نے دیکھ لیا اور خوب سمجھ لیا۔ ہمیں دنیا میں ٹوٹا دے۔ اب ہم دنیا میں چل کے اچھے عمل کریں گے۔ یہ ان کا جھوٹا عذر ہوگا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کے بالمقابل ایک دوسری چیز بنائی ہے اگر انسان میں بدی کرنے کی طاقت ہے تو اس کے بالمقابل اس بدی کو روکنے کی طاقت بھی موجود ہے۔ اس واسطے بدی کرنے والی کسی طاقت کو جو کسی انسان میں ہے عذر کرنا قابل قبول نہیں۔ کیونکہ اس کے بالمقابل فطرتاً دوسری طاقت اس بدی کے روکنے والی ہی تو انسان میں موجود ہے۔ ایک دفعہ کسی افسر نے ایک اپنے ملازم کو گالی دی۔ اس نے بھی جوش میں آکر اپنے افسر کو گالی دیدی۔ تب اس افسر نے اپنے افسر بالا کو رپورٹ کر دی۔ اس نے اس ملازم کو بلوا بھیجا۔ سامنے آتے ہی اس نے ایک سخت گالی دیکر اس سے پوچھا کہ تو نے کیوں اپنے افسر کو گالی دی۔ اس نے عرض کی کہ جب مجھے میرے افسر نے گالی دی تو میں بے ہوش سا ہو گیا۔ بالا افسر نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اسی لئے تو میں نے تجھے پہلے گالی دی۔ اب غصہ اور جوش اور بیہوشی کیوں نہیں آئی؟  
(بدر ۱۴، ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

۱۳۔ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هٰذَا وَلٰكِنْ

حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿۱۴﴾

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ : اس آیت پر احمق لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ جب خدا نے خود ہی آدمیوں اور جنوں سے دوزخ بھرنا ہے تو کسی کا کیا قصور قرآن کریم نے اس آیت کا حل ایک دوسری آیت سے کر دیا ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْإِنسِ لَهَا قُلُوبٌ  
لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ  
لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلَّغْنَا أَصْلَ أُولَٰئِكَ  
هُمُ الْغَافِلُونَ - (الاعراف: ۱۸۰)

اُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلَّغْنَا أَصْلَ : وہ انسان انسان نہ رہے۔ بلکہ حیوان بن گئے  
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بدکرداریوں کا نتیجہ جہنم ہے۔ لوگوں کی شرارت کے سبب فردِ جرم لگنے  
کے بعد یہ نرا جہنم ملی ہے۔ (بدر ۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

۱۵۔ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا  
إِنَّا نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ  
تَعْمَلُونَ ۝

إِنَّا نَسِينَاكُمْ : ہم ترک کرتے ہیں تم کو (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۵ اگست ۱۹۱۰ء)  
فَذُوقُوا : پس چکھو مزہ اس بات کا جو بھلا دیا تم نے احکامِ الہی کو۔  
(بدر ۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

۱۶۔ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا  
بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا  
يَسْتَكْبِرُونَ ۝

إِنَّمَا يُؤْمِنُ : ایمان لاتے ہیں وہ لوگ جو ہماری آیتیں سنتے ہیں اور فرماں بردار بن جاتے  
ہیں اور سُبْحَانَ اللہ بِحَمْدِہ کہہ لگتے ہیں (بدر ۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

۱۷۔ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ  
رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝

تَتَجَافَى جُنُوبَهُمْ، الگ ہو جاتی ہیں انکی پسلیاں اپنے بسترے سے رب رب کہتے ہیں خوف بھی لگا ہوا ہے۔ اور امید وار بھی رہتے ہیں اور ہمارے دئے ہوئے سے خریج کرتے ہیں۔  
نکتہ: کنجوس۔ متکبر۔ بد عہد۔ حاسد۔ تنہائی میں خدا سے نہ مانگنے والے کبھی ہدایت نہیں پاتے۔  
(بدر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

۱۸۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ،

جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۸﴾

انسان کو کیا معلوم ہے کہ ظاہری تکالیف میں اس کے واسطے کیا کچھ آرام و راحت مقدر ہے۔ خدا تعالیٰ کے علم پر قیاس نہیں چل سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے کسی فعل پر ناراض ہونے کے کیا معنی؟ ایک ڈاکٹر کی چیر کاٹ پر کوئی ناراض نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ جو علیم و حکیم ہے اس کے فعل پر ناراضگی کیوں؟ ممکن ہے کہ اس کے بدلہ میں اس کیلئے بھلائی ہو! إِنَّ الصَّافَاتِ الْمُزْدَوِّۃَ.... (بخاری البقرہ: ۱۵۹) حضرت ہاجرہ ایک شاہزادی تھی۔ شانہ طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مال بھی دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بچہ بھی دیا وہ وَاِذْ غَيْرَ ذِي زُرِّعٍ (ابراہیم: ۳۸) میں رکھی گئی۔ اس جگہ اس نے کہا کہ کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہاں چھوڑتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا۔ ہاں۔ تب ہاجرہ نے کہا۔ کہ جا۔ اب ہم ضائع نہیں کئے جاویں گے۔ اب جا کر صفامرہ کا نظارہ دیکھو ریت کے دانوں کی مانند انکی اولاد بھی گنی نہیں جاسکتی بلکہ کو کیا خبر تھی کہ ایسا ہوگا!

(بدر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

۱۹۔ اَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا

لَا يَسْتَوُونَ ﴿۱۹﴾

ہمیشہ حق کے مخالف اور متکبر۔ انبیاء اور انکے عزیز جان نثاروں کو ستاتے اور ان کے مقابلہ میں ظالمانہ صف آراء ہوتے ہیں۔ پر مال کار وہی کمزور اور مومن غالب ہوتے ہیں۔ یہ سچ ہے۔  
اَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ۔  
کیا جو مومن ہے وہ فاسق کا سا ہو سکتا ہے۔ نہیں وہ برابر نہیں۔

یاد رکھو یہی ایک راحت بخش قانون ہے۔ جو سچائی کا معیار رہا اور رہے گا۔ اور یہی تسلی وہ معجزہ ہے جس کی بھلائی اور بُرائی کو عام نظر کا آدمی بھی امتیاز کر سکتا ہے۔ ہاں فتح مندی اور کامیابی کا تاج لینے کے واسطے۔ استقامت۔ حسنِ ظن۔ وفاداری۔ راستگی اور کوشش شرط ہے  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۱)

۲۰۔ اَمْا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ

جَنَّتُ الْمَاوٰی نُزْلًا یَّمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾

نَزْلًا یَّمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ، یہ جنت الماویٰ تو ان کے واسطے مہمانی ہے۔ ورنہ انعامات تو اس کے علاوہ ہوں گے۔ جیسے رضوان اللہ تعالیٰ۔ (بدر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

۲۱۔ وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ

الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾

دنیا میں اس لئے عذاب آتے ہیں تاکہ لوگ ان بد اعمالیوں سے باز آویں جن میں وہ گرفتار ہیں دوسرے مقام پر لَعَلَّهُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ (انعام، ۴۳) فرمایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

۲۲۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُوْکَرِیْٓا نِیْتَ رَبِّہٖ ثُمَّ اَعْرَضَ

عَنْہَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾

وَمَنْ اَظْلَمُ: انبیاء اور ان کے نشانوں کے منکر اور ان سے اعراض کرنے والے سب سے بڑے ظالم ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے قطع تعلق کرنے والوں کو ضرور سزا دیتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۰ اگست ۱۹۱۰ء)

۲۴، ۲۵۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلْنَاهُمْ أَيْمَةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴿۱۵﴾

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقیناً موسیٰ علیہ السلام کا شیل بنایا گیا ہے۔ چنانچہ ان آیات سے بھی تصدیق ہوتی ہے۔  
إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكَ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكَ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا۔ (مزل: ۱۶)

۲۔ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَأَمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ (احقاف: ۱۱) شاہد انبیاء کی ذات ہوتی ہے۔

۳۔ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَىٰ اللَّهِ أَنْ يُؤْتَىٰ أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوتِيْتُمْ۔ (آل عمران: ۴۹) تورات کے استثناء باب ۱۔ آیت۔ اعمال کے تین باب میں اس مشیئت کا ذکر ہے۔  
فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ: اس کے معنے کئے گئے ہیں کہ موسیٰ تجھ ملیں گے چنانچہ معراج میں ملاقات ہوئی۔ مگر میرے نزدیک یہ معنے نہیں نکلتے۔ مطلب یہی ہے کہ تم موسیٰ کے شیل ہو۔ تمام پیشگوئی کے واقعات اپنے اپنے وقت پر پورے ہوں گے۔

جَعَلْنَاهُمْ أَيْمَةً: امام بننے کیلئے تین شرائط فرمائی ہیں۔  
۱۔ اِيْمَهُدُونَ بِأَمْرِنَا، ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کریں ۲۔ لَمَّا صَبَرُوا اپنے آپکو بدیوں سے بچانے کیلئے باہمت طعن و تشنیع سننے پر دلیر اور خدا کی بتائی ہوئی بات پر مستقل رہتے ہیں ۳۔ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ اللہ تعالیٰ کی آیات پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ ۴۔ چوتھی بات اس سے نکلتی ہے وہ یہ کہ وہ امام بننے کی خواہش نہیں رکھتے۔ نہ اس کے منصوبوں میں رہتے ہیں۔  
جَعَلْنَاهُمْ أَيْمَةً: سے ظاہر ہے کہ امت محمدی میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو خدا سے الہام پا کر ہادی و امام بنیں گے۔

ایسے لوگوں کی شناخت کیلئے ہمارے واسطے کوئی اتنی مشکل نہیں کیونکہ پہلے اولیاء و انبیاء کے



نمونے موجود ہیں۔ ان کے حالات ہم تک پہنچے ہیں۔ اسی منہاج پر ان کو بہرہ لیا جائے کہ کس طرح غریب آدمی ان کے سلسلے میں شامل ہوتے ہیں۔ اور آخر وہ ائمۃ الکفر پر غالب آتے ہیں۔ اور انکی تعلیم اصولی طور پر تمام اولیاء سابقین سے ملتی ہے۔ جس طریق پر ایک راست باز کو مانا۔ اسی طریق پر دوسرے کو مان لیں۔ آخر انسان اپنی ماں کو بھی ولادت کے معاملہ میں صرف اسی کی شہادت پر راست باز یقین کرتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ، تَوْریت کے دیکھنے۔ قرآن کریم کے پڑھنے اور خدا تعالیٰ کے بار بار احسانات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کیا پاک تعلیم تھی۔ یرمیاہ نبی اپنی قوم کو ملامت کرتا ہے۔ عرب کے لوگ ایسے ہیں کہ وہ اپنے جھوٹے خداؤں کو نہیں چھوڑتے تم سچے خداؤں کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ اس سے سبق ملتا ہے کہ عربوں کی یہ حالت تھی۔ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کس طرح سچے خدا کو ماننا آپکی ختم نبوت کی صداقت پر دلیل ہے۔ آپ کی کیا پاک زبان تھی۔ عرب فتح کیا۔ ایران بھی فتح کیا۔ عرب بھی ایسا جو کبھی نہ فاتح نہ مغتوح تھا۔

مِنْ بَقَائِهِ، اس کتاب کا ہم مجید کے حصے سے شک میں نہ ہو۔

امام کس طرح بن سکتا ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ خَائِفَةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا... الخ

امام، بادشاہ کو، لادہ کو، قوم کے بڑے آدمی کو، مسجد کے قانوں کو بھی امام کہتے ہیں۔ امام بننے کے لئے ہمیں طریق بیان فرمائے۔

أَوَّلُ، يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا، ہمارے حکم سنتے ہیں

دوم، لَخَّاصِبُذًا، لوگوں کے ایذا پر صبر کرتے ہیں۔

سوم، بِأَيِّتِنَا يُؤْقِنُونَ، یعنی اپنی کامیابی پر اور مخالف کی ہلاکت پر کامل یقین رکھتے ہیں۔

دنیا کے لوگ تین اقسام کے ہیں۔ بڑے عظیم الشان لوگ جن کو تبلیغ کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔

ادنیٰ درجہ کے لوگ۔ ان کو وعظ کی ضرورت نہیں۔ وہ تابع حکم ملاں ہوتے ہیں۔

اوسط درجہ کے لوگ جن کو گاہے گاہے وعظ سننے کا موقع مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک آدمی کے اندر اور اس کے ساتھ ایک واعظ رکھا ہوا ہے۔ عظیم الشان لوگوں

کے واسطے اللہ تعالیٰ نے خاص قسم کا واعظ رکھا ہے جو خطرناک واعظ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے واسطے

ہمسایہ کی تباہی کا نظارہ عبرتناک واعظ ہے۔

مجلس وعظ رفتنت ہو سکتا ہے و مرگِ ہمسایہ واعظ تو کس است

وَسَكَنْتُمْ فِي مَسْكِينَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ۔

(بدد ۱۳ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

۲۷۔ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مَنَ

الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسْكِينَهُمْ اِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً

اَفَلَا يَسْمَعُونَ ۝

عَمَّا أَهْلَكْنَا، ہدایت کا ذریعہ ایک یہ بھی ہے کہ پچھلی قوموں کی حالت پر غور کیا جاوے، راست باز اپنے مخالفوں کے مقابل میں کامیاب ہوتا ہے اور شریر و مفسد تباہ و ہلاک ہو جاتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدد قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

۲۸۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ

فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَانْفُسُهُمْ

اَفَلَا يُبْصِرُونَ ۝

الْجُرُزِ : چٹیل میدان جس میں بوٹے لگائے جاتے ہیں۔ ویران میدان۔

(بدد ۱۳ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا، جس طرح پانی بہانے کے بعد روٹیدگی کو لگنے سے روک نہیں سکتا اسی طرح اب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غفلت الہی کی بارش ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ ضرور نکلے گا۔ یعنی انکی جماعت بڑھے گی اور بچوں نے پھلے گی۔ یہاں تک کہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے

(ضمیمہ اخبار بدد قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

۲۹۔ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْفَتْحُ، کفار اپنی زبان خوب سمجھتے تھے وہ فتنہ خیز پہ زعماء کی پیشگوئی کو خوب سمجھ

گئے۔ اسی لئے سوال کیا کہ یہ فتح کب پیشگوئی کرتے ہو۔ کب ہوگی۔ (ضمیمہ اخبار بدد قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

## سُورَةُ الْأَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۲- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِيعِ الْكَافِرِينَ

وَالْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا □

الْمُنَافِقِينَ ، منافق کے نشان حدیث میں آئے ہیں۔ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ۔ وَاِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَاِذَا اُؤْتِيَ خَانَ۔ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَدَ۔  
عَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا: کفر و نفاق سے بچنے اور تقویٰ کے حصول کیلئے علاج بتاتا ہے کہ اللہ کو علیم یقین کرے۔

ایک کہانی ہے کہ زلیخا نے یوسف سے ناجائز درخواست کرتے ہوئے اپنے بُت پر کپڑا ڈال دیا اور پوچھنے پر بتایا کہ اس سے شرم آتی ہے۔ جب ایک پتھر سے شرم آئی ممکن ہے تو کیا اس یقین سے کہ خدا علیم ہے کسی بدی کا ارتکاب کرتے ہوئے خدا سے شرم نہ آوے گی۔

حکیم کا کام ہے کہ خلاف پر ہیز کام کرنے سے روکتا ہے۔ پس جب اللہ کو حکیم ماننے کا تو ایسے کام نہیں کریگا جو حصول تقویٰ میں مانع ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ: اے نبی۔ اس میں مخاطب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس خطاب کے ذریعہ تمام جہان کو آگاہی دی گئی۔

اتَّقِ اللَّهَ: دُمُ عَلَى التَّقْوَى۔ تقویٰ پر ہمیشہ قائم رہو۔

لَا تُطِيعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ، کافروں اور منافقوں کی فرماں برداری مت کرنا۔ کافر وہ ہے جو حق بات پر کچھ غور نہ کرے اور اس کا انکار کر دے اور پھر ایسا بن جاوے کہ اس کے واسطے انذار اور عدم انذار برابر ہو۔ منافق کے جو علامات نبی کریمؐ نے بیان فرمائے ہیں وہ یہ ہیں ۱۔ جب بات کرے جھوٹ بولے ۲۔ وعدہ کرے تو اس کے برخلاف کرے ۳۔ امانت میں خیانت کرے

۴۔ جھگڑے میں فحش گایاں دے ۵۔ خود بخل کرتا ہے ۶۔ دوسرے صدقہ دینے والے کو بخل کی ترغیب دیتا ہے۔ ۷۔ صبح اور شام کی نماز میں سست ہوتا ہے ۸۔ اس میں قوت فیصلہ نہیں ہوتی نہ آپ مقابلہ۔  
(بدرد ۲۲، ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

۳۔ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ ۚ لَا تَطِعْ نَفْسَكَ ۚ لَوْ كُنْتَ تُحِبُّهُ لَتَأْتِيَكَ بِهِ فُلَانٌ ۚ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ ۚ كَيْفَ تَتَّقِي ۚ  
فرماتا ہے۔ اتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ کیونکہ انسان اپنے علم سے نہیں جانتا کہ کون کون سی چیز میرے لئے بلحاظ انجام کے مضر یا مفید ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ ۚ جو خدا کی طرف سے تجھ پر وحی کیا گیا ہے۔ اس میں اول قرآن شریف ہے اور پھر حدیث صحیح۔  
(بدرد ۲۲، ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

۴۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝

وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۚ كَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا کیوں کہا۔ اُمہ نے لکھا ہے کہ یہ دو جملے ہیں۔ اصل یوں ہے۔ كَفَىٰ اللَّهُ ۚ اِكْتَفَىٰ بِاللَّهِ ۚ ایک جملہ کا (اللہ) اور دوسرے کا (اِكْتَفَىٰ) حذف کیا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

۵۔ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ ۚ

وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ دَعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ۚ

ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ

يَهْدِي السَّبِيلَ ۝

يَهْدِي السَّبِيلَ ۝

نہیں بنائے اللہ نے دُودل کسی شخص کے اندر اور نہ بنایا ہے تمہاری ان بیویوں کو جن کو تم نے  
ماٹیں کہا۔ تمہاری ماٹیں۔ اور نہ بنایا تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے بیٹے۔ یہ سب تمہارے منہ کی  
باتیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اُحق فرماتا ہے۔ اور وہی راہ دکھاتا ہے۔

یہ ایک مثال ہے کہ جیسا یہ ناممکن ہے کہ کسی کے اندر دودل ہوں۔ ایسا ہی یہ بھی ناممکن ہے  
کہ اس ماں کے سوائے جس کے پیٹ سے آدمی نکلتا ہے کوئی اور عورت اسکی حقیقی ماں بن جاوے  
اور ایسا ہی یہ بھی ناممکن ہے کہ اس باپ کے سوائے جس کا نطفہ انسان ہو کوئی دوسرا اسکا باپ بن جاوے  
یہ سب منہ کے کہنے کی بات ہے کہ کوئی کسی عورت کو ماں کہہ دے یا کسی مرد کو اپنا باپ کہہ دے ورنہ حقیقت  
میں ماں صرف وہی ہے جو ایک ماں ہے۔ اور باپ صرف وہی ہے جو ایک باپ ہے۔ نہ کسی کے اندر دودل ہو  
سکتے ہیں اور نہ ایک بچہ دو پیٹوں سے نکلتا ہے۔ اور نہ ایک بیٹا دو مختلف مردوں کے نطفوں کا نتیجہ ہو سکتا  
ہے۔ کسی شاعر نے اس مثال کو شعر میں خوب بیان کیا ہے۔

ہم معتقد دعویٰ باطل نہیں ہوتے ۛ سینہ میں کسی شخص کے دودل نہیں ہوتے

(بدر ۲۲، ستمبر ۱۹۰۵ء)

ۛ۔ النَّبِيُّ أَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ  
أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلىٰ بِبَعْضٍ  
فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ  
تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي  
الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۝

اُمہاتُہم، ابھی فراچکلے کہ حقیقی ماں نہیں بنتی۔ پس یہ اعزاز و اکرام کے رنگ میں ہے  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

اُولٰی : اقرب

۸۔ وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ

وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ﴿۸﴾

وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ : سب نبیوں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر دینے اور ان کے ظہور کی پیشگوئی کرنے کا عہد لیا حتیٰ کہ خود نبی کریمؐ سے بھی کہ اپنی نبوت کا اندازہ کریں (تشمیذ الاذیان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۴)

۹۔ لَيَسْئَلَنَّ الصَّادِقِينَ عَنْ صَدَقِهِمْ، وَاعْدَ

لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۹﴾

لَيَسْئَلَنَّ : تاکہ اظہار کئے جاویں۔ (بدد ۲۲ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳)

۱۰۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُرُوا نِعْمَةً اللَّهِ

عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا

وَجُنُودًا أَلَمَتْ بِهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿۱۰﴾

نِعْمَةً اللَّهِ : جنگ احزاب میں فتح۔

قصر جنگ احزاب :-

مدینہ میں جو یہود رہتے تھے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امن کا اور بیرونی مخالف کا مقابلہ کرنے کا وعدہ کر چکے ہوئے تھے۔ ان کی خفیہ سازش کے ساتھ دس ہزار عرب مسلمانوں کے برخلاف لڑائی کے واسطے مدینہ منورہ پر چڑھ گئے۔ اندر سے یہود دشمن ہو گئے۔ باہر سے اس لشکر آیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑے سے مسلمانوں کے ساتھ حنین کی تعداد اس وقت چھ سو تھی۔ اس لشکر کے مقابلہ کے واسطے نکلے۔ ایک پہاڑی کے پہلو میں رات گزارنے کے واسطے ڈیرہ لگایا



ایک طرف پہاڑ تھا۔ اور ایک طرف بہ نظر اسباب ظاہری ایک خندق کھودی گئی۔ اتنے بڑے لشکر کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کیا تعداد تھی۔ آپ دعاؤں میں لگے رہے۔ ایک رات کو آدمی رات کے قریب آپ نے آواز دی کہ کوئی ہے جو جا کر دیکھے کہ کافروں کا لشکر کہاں ہے۔ تیز ہوا سردی اور دشمنوں کا ڈر۔ جس نے آپ کا آواز سنا وہ بھی مارے خوف کے خاموش ہو رہا۔ لیکن ایک صحابی اٹھا۔ اور باہر گیا۔ اور واپس آ کر خبر دی۔ کہ کفار کا نام و نشان نہیں۔ معلوم نہیں دس کا دس ہزار کہاں چلا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سب کے سب وہاں سے اس طرح بھاگ گئے تھے جس طرح ایک چھوٹا سا لشکر کسی بڑے عظیم الشان لشکر کے ڈر سے ہر سال و ترساں بھاگ جاتا ہے۔ اور اسکی وجہ اس طرح سے خداوند تعالیٰ نے قائم کی کہ رات کو جب تیز ہوا چلتی شروع ہوئی تو ایک کافر سردار کے ڈیرے کی آگ بجھ گئی۔ آگ سے وہ لوگ جنگ کی تعبیر لیا کرتے تھے۔ اور میدان جنگ میں آگ کا بجھنا ایک بڑی بدشگونی سمجھی جاتی تھی۔ کافر نے سوچا کہ یہاں خیر نہیں۔ آگ بجھ گئی ہے انجام بُرا معلوم ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ چپکے چپکے نکل جاؤں۔ چنانچہ اس نے اپنا خیمہ ڈنڈا اکھڑا اور وہاں سے چل کھڑا ہوا۔ پاس والوں نے جو دیکھا کہ وہ اس طرح سے نکل گیا ہے تو انہوں نے سمجھا کوئی بہت ہی خرابی کی بات واقع ہوئی ہے جو وہ راتوں رات بھاگا ہے۔ انہوں نے بھی اپنا بستر اُبوریا لپیٹا اور بھاگ نکلے۔ ان کو دیکھ کر پھر اُور بھاگے غرض اس طرح خدا کے فرشتوں نے ان سب کو سر اسیمہ اور ہر سال کر کے بھگا دیا۔ یہاں تک کہ کفار کے لشکر کا کمانڈر اپنے اونٹ کی پچھڑی کاٹنا بھی بھول گیا اور جلدی سے اونٹ پر سوار ہو کر اس کو اڑی لگائی کہ چل۔ پر وہ چلے کہاں۔ اس وقت جو نعمت الہی مسلمانوں پر ہوئی۔ اس کا ذکر ان آیات میں ہے۔

( بدر ۲۲، ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳ )

۱۳۱- اِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ

مِنْكُمْ وَإِذْ دَاغَتْ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ

الْحَنَكِرَ وَتَظُنُّونَ بِأَعْيُنِكُمْ قُوَّةً ۖ وَآذِنُوكُمُ الْمُؤْمِنُونَ

وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ ۖ وَالْمُفْضِقُونَ

## وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ لَا غُرُورًا ۝

جُنُودٌ: لشکرِ کفار۔ دس ہزار آدمی باہر سے حملہ آور ہوئے اور اندر سے یہود دشمن ہو گئے۔

مِنْ فَوْقِكُمْ: باہر سے آئے۔

مِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ: مدینہ کے دشمن یہود جو برخلاف معاہدہ بیرونی دشمنوں کے ساتھ مل گئے تھے۔

بَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِدَ: دل دھڑکتے ہوئے حنجرے پر معلوم ہوئے۔

(بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۶)

غزوہ خندق جسے غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں (وہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ آپؐ نے سلمانؓ کے کہنے پر اپنی فوج کے گرد اگر دھندلکھوالی تھی جیسا اس زمانے میں اہل فارس کا دستور تھا)

اس موقع پر عرب کے بہت سے قبائل اہل اسلام کے استیصال کو اکٹھے ہوئے۔ یہود کی ایک جماعت سلام بن حقیق نضری اور عیسیٰ بن اخطب نضری و کنانہ بن ربیع بن ابی حقیق نضری و ہوزہ بن قیس و اٹلی و ابو عامر و اٹلی بنی نضیر اور بنی وائل قبیلے بہت سے لوگوں کو ساتھ لے کر خیبر سے چل کر قریش مکہ کے پاس آئے اور انہیں اپنی کمک و رفاقت کے قوی وعدے دیکر آنحضرتؐ سے لڑنے کو کہا اور سخت ترغیب دی کہ ایک دفعہ مل کر مسلمانوں کا استیصال کر ہی ڈالیں۔ قریش نے انہیں کہا۔ اے گروہ یہود تم لوگ پہلے اہل کتاب ہو اور تم ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان اختلاف کی وجہ کو جانتے ہو یہ تو بتاؤ کہ ہمارا دین اچھا ہے یا دین محمدؐ۔ انہوں نے (یہود بنی اسرائیل۔ اہل کتاب۔ موحّد۔ بت پرستی کے دشمن) کہا۔ تمہارا دین اس سے کہیں بہتر ہے۔ اور اس سے زیادہ حق پر ہو۔ انہیں کے حق میں یہ آیت اتری۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَن فَعَلَ ذَلِكَ لِيُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ يَنصَبْ لَهُ عَنَابٌ مِّنْ آلِهَةٍ يَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّقْرَّبُونَ ۚ أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْبَاقِعَاتُ مِنَ الْأَلِهَةِ نَبِیًّا ۚ

قریش اس بات سے نہایت خوش ہوئے اور اجتماع عظیم کیا۔ پھر وہ یہود و غطفان قیس کے پاس

آئے۔ اور وہی مضمون پیش کیا اور کہا کہ قریش سب اس امر میں ہم سے متفق ہیں۔ وہ بھی جمع ہوئے قریش اور غطفان نکل کھڑے ہوئے۔ قریش کا سپہ سالار ابوسفیان تھا اور غطفان کا عیینہ بن حصین فزاری۔ غرض دس ہزار فوج جرار بڑے بڑے منصوبے باندھ کر خدائی لشکر کے مقابلے کو روانہ ہوئے قریش تو مدینے کے اس طرف اترے جہاں بدشی ندیاں بہتی تھیں۔ بنی کنانہ۔ اہل تہامہ۔ بنو قریظہ۔ بنو نضر غطفان اہل نجد وغیرہ اُحد کی طرف اترے۔ جہاں سلع نام پہاڑ اُنکے عقب میں تھا۔ اور تعداد میں فقط تین ہزار تھے۔

حیی بن اخطب خیبر کا ایک یہودی کعب بنی قریظہ کے پاس آیا اور کعب قبل اس کے اپنی قوم کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسالمت کا معاہدہ کر چکا تھا۔ کعب قریظہ نے یہ کہہ کر دروازہ بند کر لیا کہ میں نے آنحضرتؐ سے معاہدہ کر لیا ہے اور میں نے اس شخص میں سوائے وفا و صدق کے نہیں دیکھا۔ اس لئے میں نقض عہد نہیں کرنے کا۔ ابن اخطب نے بڑے زور سے اس سے کہا۔ کہ او کجبت میں تو لشکر کرار اور فوج جرار تیرے پاس لایا ہوں۔ دیکھ وہ مجتمع الاسیال (ندیاں بہنے کی جگہ) میں اترے پڑے ہیں۔ اور غطفان ان کے مقدمۃ الجیش ہیں۔ وہ اُحد کے پاس ٹھہرے ہیں اور مجھ سے ان سب جماعتوں نے مضبوط عہد باندھا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے استیصال کئے بغیر یہاں سے ٹلیں گے نہیں۔ غرض بڑے الحاح اور اصرار سے کعب راضی ہو ہو گیا۔ اور نقض عہد کی شامت سے نہ ڈرا۔

جب یہ خبر آنحضرتؐ کو ہوئی۔ آپؐ نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور ابن رواحہ اور خوات کو اس لئے بھیجا کہ یہود کی خبر لاویں۔ کہیں کفار مکہ سے مل تو نہیں گئے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے۔ دیکھا یہود سخت بگڑے ہوئے ہیں اور مخالف ہو گئے۔ یہ لوگ واپس چلے آئے۔ اور اس واقعہ کو نبیؐ عرب پر ظاہر کیا۔ عضل اور قلدہ نے جیسے اصحاب الریح کے ساتھ غدر اور مکاری کی ہے ایسی ہی اس تکلیف کے وقت یہود نے عہد شکنی کی۔ اسی واسطے اس غزوہ احزاب اور خندق کے واقعہ میں قرآن فرماتا ہے

إِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ  
وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونًا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ  
الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا - وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُدُورًا - (الاحزاب: ۱۰ تا ۱۳)  
اس لڑائی میں نوفل بن عبد اللہ کفار کی طرف سے حملہ آور ہوا۔ اور خندق میں گر کر مر گیا۔ دشمنوں

نے خون بہا دیکر اس کی لاش لینی چاہی۔ مگر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہلت دیدی۔

اس شدت کی حالت میں مختلف اقوام عرب اور نواحی مدینہ کے یہود کی حملہ آوری اور اسلام کی کمزوری کو منافی اور کمزور لوگ دیکھ کر چل بچلے اور کل تین سو آدمی آپ کے پاس رہ گیا۔ اس قلیل جمعیت میں خدائی لشکر اسلام کی امداد کو آیا۔ ہوا کی تیزی اور سردی نے دشمن کے ڈیرے خیمے اکھڑ کر دشمن کو راتوں رات بھگا دیا۔ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ (الاحزاب: ۲۶) کی تصدیق ظاہر ہوئی۔

اس لڑائی میں غطفان اور بنو قریظہ اور بنو نضیر اور اہل خیبر کا سلوک ہرگز ہرگز فراموش کرنے کے قابل نہیں۔ ان بد عہد۔ عہد شکن قوموں کی لڑائی کی جڑھری واقعات ہیں۔ اس لڑائی میں پانچ نمازیں ایک وقت میں پڑھی گئیں اور اس مکی آیت کی جُنْدٌ مَّا هُنَا لَكَ مَهْذُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ (ص: ۱۲) اسی لڑائی میں تصدیق ہوتی ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ایڈیشن دوم ص: ۱۰۹-۱۰۸)

غزوہ خندق اور احزاب کی لڑائی میں..... مشرکوں کے مختلف گروہ اور یہودی اور غطفانی خاص مدینہ میں اسلامیوں پر چڑھ آئے حِمْیَر بنی اخطب یہودی بنو نضیر کی جلا وطنی کے بعد قریش کو تحریش دیتا۔ اور کنانہ ابو لہب کا پوتا غطفانیوں کو اکسالا لیا۔ اور ان سے وعدہ کیا.... خیبر کی آمدنی سے نصف آمدنی میں دوں گا۔ اگر مسلمانوں پر حملہ آوری کرو۔ سلام بن مشکم اور ابن ابی الہب الحقیق اور حِمْیَر اور کنانہ یہ سب بنو نضیر مکہ میں پہنچے اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر تم اسلام پر حملہ آوری کرو۔

ان یہودیوں کی کارستانی اور جادو بیانی قریش کے غیظ و غضب سے مل کر تمام عرب کو مدینہ پر چڑھا لائی۔ جب یہ مختلف اقوام بغرض استیصال اسلام مدینہ میں پہنچے حِمْیَر بنی اخطب یہودی۔ خیبری نضیری کعب بن اسد قرظی (یہ شخص بنو قریظہ کا ہم عہد تھا) کے پاس پہنچا۔ پہلے تو کعب نے حِمْیَر کو گھر میں گھسنے نہ دیا۔ اور کہا۔ ہملا اور اسلامیوں کا باہم معاہدہ اور اتحاد ہے۔ اور بنو قینقاع اور بنو نضیر پر جو کچھ بد عہدی کا وبال آیا۔ اسے یاد کیا۔ مگر حِمْیَر نے کہا۔ میں تمام قریش اور عرب کے مختلف قبائل کو مدینہ پر چڑھا لایا ہوں۔ اور ان تمام اقوام عرب نے عہد کر لیا ہے کہ جب تک اسلام کا استیصال نہ کر لیں گے مدینہ سے واپس نہ جائیں گے کعب نے پہلے بہت ٹلٹلا کیا اور کہا۔ محمد بڑا راستگو۔ راستی پسند انسان ہے اور عہد کا بڑا پکٹ ہے۔ ہم کو مناسب نہیں اس کے ساتھ بد عہد بنیں۔ مگر آخر دشمنوں کی کثرت اور ان کے استقلال کو دیکھ کر اور حِمْیَر کے پھسلانے اور عداوت اسلام کی قدیم بد عہدی میں آکر باغی بن گیا اور تمام عہدوں کو بالائے طاق رکھ کر اس عبرت بخش عاقبت اندیش عقل کو کھو بیٹھا۔ جو معاملات بنو قینقاع اور بنو نضیر میں تجربہ کار ہو چکی تھی۔ اور عین جنگ کے وقت آنحضرتؐ کو ان یہودیوں کی بد عہدی کی خبر

پہنچی۔ آپ نے بہت سے آدمی تحقیقِ خبر کے لئے روانہ فرمائے اور کہا۔ ان لوگوں کو فہمائش کرو۔ عہد پر قائم رہیں مگر یہود نے درشت جواب دیا اور کہا۔ رسول اللہ کیا ہیں۔ جو ہم انکی اطاعت کریں؟ پہلا ان کا کوئی عہد نہیں! ان تمام آدمیوں نے جو یہود کے مقابلہ کی خبر لینے گئے تھے آکر عرض کیا۔ یہود دشمنی کے ساتھ ہو گئے۔ قرآن بھی اسکی خبر دیتا ہے۔ اور احزاب کے قصہ میں کہتا ہے۔

إِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ  
الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِدَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونًا هُنَالِكَ  
ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَذُلُّوا ذِلًّا شَدِيدًا... (الاحزاب: ۱۱، ۱۲)

جہاں یہود کی سزا کا قرآن نے تذکرہ کیا ہے وہاں صاف وجہ سزا کو بیان فرمایا ہے۔ اور اسی سورۃ میں کہا ہے:

وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ صِياصِيئِهِمْ وَ

قَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الشُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِفُونَ فَرِيقًا... (الاحزاب: ۲۷)

آپ کے ساتھی گھبرا گئے۔ ادھر تھوڑے سے معدود گروہ پر سارے عرب کی چڑھائی۔ ادھر مگر میں یہود کی بد عہدی۔ پھر یہود مدینہ کے طرق اور راستوں کی کیفیت سے واقف محاصرین کفار کو غیر محفوظ مقام بتا سکتے تھے۔ اس لئے بڑا خوف ہوا۔ علاوہ ہر آں منافقوں کا نکل بھاگنا اور کمزور دلوں کا عندِ بلاؤں پر بلائیں لایا۔ قربان جانیے۔ الہی عاجز نوازی کے! اُسی کے جنود نے ان سب اعداء کو بھگڑا بنایا اور تھینا ایک پھینے کے محاصرے پر کفار عرب الہی اسبابوں سے بھاگ گئے۔ کیونکہ دس ہزار کی بھڑکے ساتھ تین ہزار اسلامیوں میں سے صرف تین سو باقی رہ گئے تھے (وہی جو سچے مسلمان تھے) جب دشمن خود بخود بھاگ گئے اور آپ کو انکی طرف سے امن ہوا۔ اور یہ اندیشہ مٹ گیا تو اہل اسلام کو ایک نیا کھٹکا ہوا۔ کہ بنو قریظہ عہد شکنی کر چکے ہیں۔ اگر انہوں نے مدینہ پر شب خون مارا تو ہر ایک اسلام والا قتل ہو جائے گا۔

لہذا مقتضی عاقبت اندیشی نے بتایا کہ آپ مقام جنگ سے جہاں خود حفاظتی کیلئے آپ نے کھائی کھود لی تھی۔ مدینہ میں تشریف لائے اور قلعہ جات بنو قریظہ کا محاصرہ کیا۔ دس پندرہ روز محاصرہ میں لگ گئے۔ اب قلعہ بند لوگ گھبرا گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا (وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الشُّعْبَ) تب یہود ان بنو قریظہ کا رئیس کعب بن اسد قوم میں کھڑا ہوا۔ اور وہ اسیچ دی جس میں کہا۔ اے قوم تم کو مناسب ہے۔ تین باتوں میں سے ایک بات مان لو۔ تو اس شخص (محمدؐ) پر ایمان



لاؤ۔ تم کو صاف عیاں ہو چکا ہے یہ شخص بے شک نبی ہے۔ اور یہ وہی ہے جس کی بابت توریت میں پیشگوئی اور بشارت ہو چکی ہے۔ تم اور تمہارا مال واسباب اور تمہاری جانیں بچ رہیں گی؛ قوم نے اس پر انکار کیا تب اس نے کہا۔ آؤ عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالیں (اس کی سزا پائی) اور تمکواریں لے کر مسلمانوں پر گر پڑیں یہاں تک کہ شہید ہو جاویں۔ قوم نے کہا اگر ہم جیت گئے تو بال بچوں اور عورتوں کے بغیر ہماری زندگی کیونکر ہوگی؟ تب کعب نے کہا۔ آج سبت کی رات ہے۔ محمدی جانتے ہیں آج ہم غافل ہیں مگر نہیں سکتے اسلئے مسلمان بھی غافل نہ رہتے ہیں۔ آؤ غفلت میں مسلمانوں پر حملہ آوری کریں۔ تب قوم نے کہا۔ تجھ کو خبر نہیں سبت کی بے حرمتی سے ہمارے بڑوں پر کیسے وبال آئے۔ وہ سوڑا اور بند رہ گئے۔

آخر قوم کے اتفاقات سے یہود نے ایک سفیر جناب رسالت مآب کے حضور روانہ کیا۔ اور کہا۔ کہ ابولبابہ بن منذر کو ہمارے پاس بھیجے۔ ہم اس سے صلاح لیں گے۔ جب ابولبابہ انکی درخواست سے واپس آئے۔ عورتیں اور بچے چلائے۔ اور یہود نے کہا۔ کیا تیری صلاح ہے۔ ہم لوگ محمد کے فیصلہ پر دروازہ کھل دیں؟ اس نے کہا۔ بیشک۔ مگر اشارہ کیا۔ وہم کو ذبح کا فتویٰ دیں گے۔ پھر ابولبابہ بچھڑایا اور اپنے آپ کو مسجد میں جا باندھا۔ جب محاصرے پر مدت گزری اور وہ یہود تنگ ہوئے تو ان کم بخت لوگوں نے کہلا بھیجا ہماری نسبت جو سعد بن معاذ فیصلہ کرے۔ وہ فیصلہ ہم کو منظور ہے۔ بدقسمتوں نے رحمتہ للعالمین کو حاکم نہ بنایا۔ بلکہ سعد کے فتوے پر راضی ہو گئے۔ اور قلعہ سے نکل آئے۔

رسول خدا نے سعد بن معاذ کو بلایا اور کہا۔ یہ لوگ تیرے فیصلہ پر ہمارے پاس آئے ہیں۔ اس سپاہی کو اس قوم کی بدچلنی اور بدعہدی اور نا عاقبت اندیشی اور بوقیقتار اور بنو نصیر سے عبرت نہ پکڑنے پر یہی سوچھی کہ اس بد ذات قوم کا قصہ تمام کرو۔ اس نے کہا۔ ان کے قابل جنگ لوگ مارے جاویں اور باقی قید کئے جاویں۔ غرض کئی سو آدمی قریطی مدینہ میں لا کر قتل کیا گیا۔

مانا انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ چاہے کوئی کیسے جرائم اور معاصی کا مرتکب ہو جب اس سے کوئی ایسا سلوک کیا جاوے جو ہمارے نزدیک سختی اور بے رحمی ہے تو اس وقت ہمیں خواہ مخواہ ایک نفرت اور کراہت معلوم ہوتی ہے اور ہمارے دل میں رحم۔ عدل کی جگہ کو چھین لیتا ہے۔ مگر رحم کے باعث عدل چھوٹتا اور جرائم کی سزا سے درگزر نہ چاہیے۔ یہود نے دغا دی۔ بدعہدی کی۔ عین شہر کا امن کھودیا۔ مسلمانوں کی توحید اور موسیٰ و توریت کی تعظیم کو بت پرست قوم کے مقابلہ میں بھلا دیا۔ بہر حال مسلمانوں کا حکم قریطہ کی نسبت کرامویل کے حکم سے بہت کم تھا۔ جس کے بموجب آئرلینڈ میں شہر ورڈھیڈا کے سب باشندے بلا فرق تہ تیغ بے دریغ کئے گئے۔ کاملائل لکھتا ہے۔ پچاسے شہر کا سو مرتبہ قتل ہونا بہتر ہے کہ وہ بے گناہوں



کو اغوا کرے۔ یہ اسلام کا فعل اس وقت کے مارشل لاء سے بہت نرم تھا۔ اور حضرت داؤد کی سزا سے جس میں انہوں نے جیتے آدمی جلتے پڑاؤں میں جلائے اور پھر ہمیشہ خدا کے مطیع کہلائے۔ نہایت نرم ہے۔  
(فصل الخطاب حصہ اول ایڈیشن دوم ص ۱۱۹-۱۲۲)

غزوہ احزاب میں تمام عرب کے مختلف فرقے مدینے پر چڑھ آئے اور مدینہ کے یہود اور کل منافق لوگ حملہ آوروں کے ساتھ شریک ہوئے اور مسلمانوں کی یہ حالت ہوئی کہ لوگوں نے کہہ دیا۔

اور اس واقعہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے مکہ میں دے دی تھی۔ کہ عرب کے احزاب اور انکی سنگتیں ہم پر چڑھ آئیں گی۔ (جیسا عنقریب آتا ہے) الا وہ سب بھاگ کر ناکامیاب چلے جائیں گے اور ایسا ہوا کہ جب مسلمانوں نے اُس فوج کثیر کو دیکھا بائینہ قلت تعداد بول اٹھی۔

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ تَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَ  
مَدَقَّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا..... (احزاب: ۲۳)

اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حملہ کی بابت پہلے ہی خبر دے دی تھی اور یہ خبر علی العموم موافق و مخالف میں پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ

اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ ظاہر کے سامنے جتن سے امداد کی امید تھی وہ بھی الگ ہونے شروع ہوئے جس کا بیان اس آیت میں ہے۔

مسلمان پہلے ہی قلیل التعداد تھے۔ اور دس ہزار کفار کے مقابلے میں تین ہزار سے بھی کم تر انکی جمعیت تھی اب ان لوگوں کے الگ ہو جانے سے ایسی خطرناک حالت ہو گئی جس کا نقشہ قرآن شریف ان الفاظ میں کھینچتا ہے۔

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَ  
رَسُولُهُ إِلَّا غُدُورًا..... (احزاب: ۲۳)

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ منافق و فیرہ مخالفین بھی پہلے ہی سے اس وعدہ کو خوب جانتے تھے گواہ بے ایمانی اور بزدلی نے انہیں قائم نہ رہنے دیا۔

نکتہ۔ لفظ وَعَدْنَا جو مسلمانوں کے منہ سے نکلا صاف بتلاتا ہے کہ وہ شروع ہی سے اپنی کامیابی پر وثوق کٹی رکھتے ہیں کیونکہ وَعَدَ کے معنی ہیں۔ کسی کو اُس کے مفید مطلب وعدہ دینا بخلاف اِيعَادَ کے کہ اس کے معنی دھمکی دینا اور ڈرانا ہے۔

اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اس وعدے کا ذکر خود قرآن کی ایسی سورۃ میں موجود ہے جو مکہ میں

اتری وہ آیت یہ ہے :

جُنْدُ مَا هُنَاكَ مَهْذُومٌ مِّنَ الْأَحْذَابِ (ص: ۱۲)  
أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرُونَ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلَّتْ الْحُدُودُ  
(البقرہ: ۴۵-۴۶)

(فصل الخطاب حصہ دوم طبع دوم ۹۵-۹۶)

۱۴۔ وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ  
لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ  
النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۚ وَمَا هِيَ  
بِعَوْرَةٍ ۚ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۝

يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ: اے مسلمان مدینہ والو۔ تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔  
فَارْجِعُوا: اپنے اپنے مذہبوں میں لوٹ جاؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)  
اور ایک فریق اُن میں سے نبی سے اجازت مانگتا کہ ہمارے گھر خالی ہیں حالانکہ وہ خالی نہ تھے  
منا ان کا نقطہ بھاگ جانا تھا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص: ۹۵)

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں۔ مگر یہاں نہیں آتے اور اگر آتے  
ہیں تو استعداد جلدی کرتے ہیں کہ ایک دن رہنا بھی اکیس گھنٹے ہزاروں موتوں کا سامنا ہو جاتا ہے۔ ان کے  
جتنے کام بگڑتے ہیں۔ وہ یہاں ہی رہ کر بگڑتے ہیں جتنے مریض ہوتے ہیں وہ یہاں ہی رہ کر ہوتے ہیں  
ہزاروں ہزار عذر کرتے ہیں۔ یہ بات مجھے بہت ہی ناپسند ہے۔ مجھے ایسے عذر سن کر ڈر لگتا ہے کہ  
ایسے لوگ اِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ کے الزام کے نیچے نہ آجائیں۔ پس جب یہاں آؤ تو امام کی صحبت  
میں رہ کر ایک اچھے وقت تک فائدہ اٹھاؤ۔ کسل اور بعد اچھا نہیں ہے۔ خدا کرے۔ ہمارے احباب  
میں وہ مزہ دار طبیعت پیدا ہو۔ جو وہ اُس ذوق اور لطف کو محسوس کر سکیں۔ جو ہم کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سدا رہے اور جب تک کسی کی بدیاں انتہاء تک نہ پہنچ جاویں اور لحاظ بہ غلطی  
(البقرہ: ۸۲) نہ ہو جاوے اور حد سے تجاوز نہ کر جاوے۔ خدا تعالیٰ کی ستاری کام کرتی ہے۔ بعد اسکے

پھر سزا کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس سے پہلے کہ تمہاری بدیاں اور کمزوریاں اپنا اثر کر چکیں اور یہ زہر تمہیں ہلاک کر دے۔ اس کی تریاق توبہ کا فکر کرو۔ (الحکم ۲۱ مئی ۱۹۰۴ء ص ۵)

۱۵۔ وَلَوْ دَخَلْتَ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ

سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَا تَوَّاهَا وَمَا تَلَبَّثُوا فِيهَا إِلَّا

يَسِيرًا ۝

الْفِتْنَةُ، کفر، شرک، غارتہ جنگی، مسلمانوں کا قتل

(ضمیمہ اخبار بدر قلویان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

۲۰۔ أَشْحَةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ

يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَى عَلَيْهِ

مِنَ الْمَوْتِ، فَإِذَا ذُحِبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ

بِالْسِّنَةِ جِدَادٍ أَشْحَةً عَلَى الْخَيْرِ، أُولَئِكَ

لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَخْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ، وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى

اللَّهِ يَسِيرًا ۝

أَشْحَةً عَلَيْكُمْ، تم پر جان قربان کرنے میں بخیل ہیں۔

أَشْحَةً عَلَى الْخَيْرِ، مال دینے میں بخیل ہیں۔ (بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۶)

۲۲۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ

حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ

## وَذَكَرَ اللَّهُ كَثِيرًا ۝۳۱

لَحْمٌ فِي رَسُولِ اللَّهِ : کئی لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب انہیں بتایا جائے۔ یہ کام یوں کرنا چاہیے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کیا ہم بھی کوئی نبی ہیں۔ یہ بالکل غلط راہ ہے۔ نبی کا نمونہ نہ اختیار کیا جاوے تو کسی فرعون یا لٹمان کی پیروی کرنی چاہیے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

تمہارے لئے اللہ کے رسول کا عمدہ نمونہ ہے۔ اُس نمونہ کی بموجب اپنے اعمال بناؤ۔ اس لئے مسلمانوں کو رسول کریمؐ کے افعال۔ اعمال اور ہر قسم کے نمونہ کے علم کی ضرورت ہے۔ اسی لئے صحابہؓ نے حضرت رسول کریمؐ کے پوشیدہ سے پوشیدہ امور کو دریافت کیا اور بعد والوں نے جہاں تک انکی طاقت تھی حضرت رسول کریمؐ کے دیکھنے والے یا دیکھنے والوں کے دیکھنے والوں سے۔ اسی طرح سلسلہ سے حضرت رسول کریمؐ کے قول اور فعل کو اکٹھا کیا تا کہ حضرت رسول کریمؐ کا نمونہ ہاتھ آئے۔ ہمیشہ سے قلمو ہے کہ کوئی کاریگر جب کوئی چیز نمونہ کے بموجب بناتا ہے۔ تو نمونہ آگے رکھ لیتا ہے۔ اس لئے صحابہ کے لئے حضرت رسول کریمؐ نمونہ تھے۔ اور وہ حضرت رسول کریمؐ کو دیکھ کر ان کے قدم بقدم چل کر کامیاب ہوئے۔ (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۳ء ص ۱)

۲۴۔ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا  
اللَّهُ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ  
مَّنْ يَنْتَظِرُ، وَمَا بَدَلُوا ۝۳۲

مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ : اپنی بات کو پورا کر چکے ہیں۔ خدا کی راہ میں اپنی جانیں بھی دے چکے۔  
مَنْ يَنْتَظِرُ : جو اس انتظار میں ہیں۔ کہ اگر ضرورت ہو تو وہ بھی اپنی جانیں قربان کریں۔  
(بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۶)

۲۵۔ لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ  
الْمُنْفِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

## كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۲۷﴾

الْمُنْفِقِينَ، عہد کی خلاف ورزی کرنے والے۔ عہد توڑنے کا نتیجہ نفاق ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ فَاتَّبَعْنَاهُمْ تَفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ (التوبہ: ۷۷) وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا (الاحزاب: ۲۶) ہوا تیز چلی۔ کفار کے رئیس کے خیمے کی آگ بجھ گئی۔ جسے اس نے منحوس قرار دیا۔ وہ ایسا گھبرایا۔ کہ اونٹ پر چڑھ کر دوڑا۔ وحشت کا یہ عالم تھا کہ اونٹ کا گھٹنا کھولنا یاد نہ رہا۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر کافر بھاگتے گئے۔ یہ خدا کی طرف سے نصرت تھی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۱ء)

۲۷۔ وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا هُمْ وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ

صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ

فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ﴿۲۸﴾

اور اُنہا اللہ نے اُن لوگوں کو جنہوں نے اہل کتاب سے ان کی مدد کی ان کے قلعوں سے اور ڈالا اُن کے دلوں میں خوف کو۔ ایک گروہ کو تم ہلاک کرتے ہو اور ایک گروہ کو تم قید کرتے ہو۔ صَيَاصِيهِمْ، ان کے قلعے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۳)

مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، اصل بانی فساد قرینہ۔ انہوں نے نبی کریمؐ کا حکم بنانا منظور نہ کیا۔ بلکہ ایک اور شخص کو منصف ٹھہرایا۔ اس نے حکم دیا کہ جو لڑائی کے قابل ہیں۔ وہ سب قتل کر دیے جائیں ان مقتولوں کی تعداد اڑھائی سو سے نو سو تک بیان کی جاتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۱ء)

۲۸۔ وَأَوْزَتْكُمْ أَرْضُهُمْ وَأَرْضُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ

وَأَرْضَانِ تَطَّوُّهُمَا، وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

قَدِيرًا ﴿۲۹﴾

وَأَرْضَانِ تَطَّوُّهُمَا، اور ملکوں کا بھی ورثہ کرے گا۔ جن پر ابھی تمہارے قدم

نہیں پہنچے۔

پہلے رکوع میں خدا نے ذکر فرمایا ہے کہ بنو قریظہ نے قریش مکہ و دیگر فرقوں کو اکسلیا۔ اور نبی کریم پر چڑھا لائے۔ یہ بنو نضیر کی تحریک تھی جو حلا وطن کئے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے مالوں اور گھروں کے وارث نبی کریم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرار پائے اور اس قسم کی کئی اور فتوحات ہوئیں۔

ان تمام اموال کے قبضہ میں آنے کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ازواج النبی کے دل میں خیال آجاوے کہ اب ہماری حیثیت شاہی بیویوں سی ہونی چاہیے۔ اور اتنی مدت ہم نے فقر و فاقہ سے گزاری۔ اب تو فراخی ہونی ضروری ہے۔ اس لئے ان کو اس رکوع میں سمجھایا گیا ہے کہ اسی طرح فقر و فاقہ میں گزارہ کرنا ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

أَرْضَاتُمْ تَطَوُّوْهَا، جس زمین پر تم نہیں چلے۔ ارض شام۔ اس میں پیشگوئی ہے کہ شام کا ملک بھی تم فتح کر دو گے۔  
(بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۶)

۲۹۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَا ذٰوَاجِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنْتُمْهَا فَتَعٰلَيْنَ اُمْتِعْكُنَّ وَ

اُسْرِخْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۹﴾

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَا ذٰوَاجِكُمْ؛ اوپر جنگ اور ان میں فتوحات کا ذکر ہے۔ اس کے ساتھ ہی دفعۃً یہ ذکر بھی شروع ہو گیا کہ اے نبی اپنی بیویوں کو کہہ دے۔ کہ اگر تم دنیوی زیب و زینت اور مال اسباب کی خواہشمند ہو۔ تو آؤ۔ میں تمہیں رخصت کر دوں۔ ان دونوں آیات کا باہم ربط یہ ہے کہ جب فتوحات سے متعلق پیشگوئیوں کی آیات نازل ہوئیں۔ تو طبعاً آنحضرتؐ کے اہل بیت کے دل میں یہ خیال آسکتا تھا کہ جب اس قدر فتوحات ہوں گے اور بے شمار مال غنیمت آئے گا۔ اور قیصر و کسری کے خزانے یہاں مدینہ میں آجاویں گے تو ہم کو بڑا مال و دولت ملے گا۔ اور بڑے عیش و آرام سے زندگی بسر ہوگی۔ برخلاف اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنے واسطے جمع کرنا اور مال و دولت سے دل لگانا گناہ سمجھتے تھے۔ اس واسطے ازواج کا دل بھی پہلے سے ہی اس قسم کے خیالات سے پاک کر دیا گیا اور صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کی خاطر وہاں رہنا انہوں نے منظور کیا۔

(بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۶)



قُلْ لَا ذُو لِحَافٍ : اس سے پہلے مال و منال دینے کا ذکر کیا ہے۔ تو ساتھ ہی کی بیویوں کو سنایا کہ یہ دنیا کے ساز و سامان تمہارے لئے نہیں۔ اس بات کا خیال بھی نہ کرنا۔

(تشمیذ الاذیان جلد ۹ ص ۴۴۲)

یہ آیتیں قرآن شریف کے ۲۱ پارہ کے اخیر اور ۲۲ کے ابتداء کی ہیں۔ ان میں خدا نے ایک گھر والیوں کو وعظ فرمایا ہے۔ اس گھر اور اس واعظ کا وعظ اور جن بیبیوں سے اس وعظ کا تعلق ہے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے میری غرض یہ ہے کہ وعظ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور وہ وہ ذات گرامی ہے جس کیلئے دنیا کو یہ حکم ہوا۔ کہ

إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آل عمران ۳۲) کہ اگر تم کو یہ منظور ہے کہ خدا کے محبوب بنو تو اس کی اتباع کرو۔

جب انسان کسی کا پیارا بنتا ہے تو پیار کرنے والا اپنے پیارے کی تکلیف کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی غلطی کی وجہ سے وہ کسی تکلیف میں ہو تو اس کی تکالیف کو دور کرتا ہے مگر کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ محبوب کی تکلیف دیکھتے اور اس کو دور نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ ان میں طاقت دور کرنے کی نہیں ہوتی۔ مگر خدا تو کامل قدرت والا کامل علم والا ہے۔ پس خدا نے فرمایا کہ اگر تم کو مجھ سے تعلق ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو۔ پھر تم میرے محبوب ہی جاؤ گے۔ جب تم اس کے محبوب ہی جاؤ گے تو ہر ایک قسم کے سامان تمہارے لئے اللہ تعالیٰ ہیا کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پاک بندے سے گھر میں وعظ کروادیا۔ اس لئے کہ ہم اس پر عمل کر کے فضل اور ابدی آرام حاصل کریں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ کیا اور اپنی بیبیوں کو سنایا۔ وہ بیبیاں کیسی تھیں۔ الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ (النور ۲۴)

پس ان بیبیوں کو وعظ سنایا۔

ہم کو اتباع کا حکم ہے اس لئے کہ یہ وعظ محمد کو دو طرح پر سنانے کیلئے مامور کیا جاتا ہے۔ پہلے رسول اللہ کی اتباع کا حکم۔ دوسرے اس کے سچے اور حقیقی نائب اور خدا کے پاک بندے نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو وعظ سناؤں۔

اب بتاتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وعظ کیا اور کیا وہ وعظ خود کیا یا خدا کے ارادہ سے کیا اس میں خدا کا ارشاد بھی تھا کہ وعظ سناؤ۔ اس سے ہم کیا فائدہ اٹھائیں۔ سنیں اور سنائیں اور اس کے اغراض پر غور کر کے عمل کریں۔

آج کل دنیا میں ایک بیماری ہے نہ صرف عورتوں میں بلکہ مردوں میں بھی کہ جب ہم کسی راست باز کے

اعمال۔ احکام اور چال چلن بیان کرتے ہیں۔ تو اس وقت بہت لوگ شیطانِ اغوا سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ کام ہم سے نہیں ہو سکتا۔ نہ ہم رسول نہ رسول کی بی بی۔ میرے نزدیک یہ کہنا کفر ہے اور خدا پر بھی الزام آتا ہے۔ اس لئے کہ اگر ہم سے ان احکام کا نباہ نہیں ہو سکتا۔ تو کیا خدا نے کوئی لغو حکم دیا ہے۔ پھر جب خدا نے نبی کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ جبکہ ہم وہ کام کر ہی نہیں سکتے۔ تو ہمیں ان کی اتباع کا حکم کیوں ملے؟ میرا یہ ایمان ہے کہ جن احکام کا متبع خدا نے ہم کو بنایا ہے۔ ہم ضرور کر سکتے ہیں اور جن سے روکا ہے ان سے ہم رک سکتے ہیں۔ پس میں یقین کرتا ہوں کہ خدا نے جو حکم دئے ہیں ان کو ہم کر سکتے اور اس کے فوائد سے ہم رک سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیبیاں جب مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں کوئی مکلی باغ۔ زراعت یا تجارت کا سامان نہ تھا اور سب کو ایک گونہ تکلیف تھی اور وہ اس قسم کی تکلیف نہ تھی جیسے آج کل لوگوں کو لنگر سے کھانا ملتا اور مہمان خانہ میں چارپائی ملتی بلکہ اس وقت ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہ ملتا تھا۔

پھر ایک شریر قوم یہود نے آنحضرتؐ سے سخت چھیڑ کی یعنی دس ہزار آدمی کو باہر سے چڑھا کر لائے اور اندر سے خود تباہ کرنا چاہا۔ مگر خدا نے ان باہر والوں کو بھگا دیا۔ اور یہود کو اس پاداش میں ہلاک کیا۔ اور ان کے کل اموال آنحضرتؐ کے سپرد کئے۔ اس پر کمزور طبائع کی عورتوں کو خیال آیا کہ اب ہمیں آسائش ہو جاوے گی۔ اس پر یہ حکم آیا کہ اے نبی! اپنے گھروالوں سے کہہ دو کہ اگر تمہارا اصل منشاء دنیا والی زندگی اور اسکی زیب و زینت کا خیال ہے تو آؤ ہم تمہیں کچھ دے کر علیحدہ کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ منشاء ہے کہ خدا راضی ہو۔ اسکا رسول راضی ہو۔ آئندہ سکھ پاؤ تو یاد رکھو۔ کہ خدا کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اے نبی کی بیبیو! اگر تم میں سے کوئی بدی کا ارتکاب کرے گی تو اسکو دوہرا عذاب ملے گا اور یہ بات خدا پر آسان ہے اور جو کوئی تم میں سے خدا اور رسول کی اطاعت کرے گی اور عمل صالح کریگی۔ دو گنا اجر دیں گے۔ اے نبی کی بیبیو! کیا تم عام عورتوں کی طرح تو ہو نہیں۔ جبکہ تم نے مشتی بننے کا ارادہ کیا ہے تو کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جس میں کسی شریر کا لحاظ پایا جاوے۔ اور ایسی بات کہو جو بھلی اور پسندیدہ ہو۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور جاہلوں کی طرح باہر نہ نکلا کرو۔ اور درست رکھو نماز کو اور ادا کرو زکوٰۃ کو اور اطاعت کرو خدا اور رسول کی۔ تحقیق ارادہ کر لیا ہے۔ خدا نے یہ کہہ کر دے تم سے ہر قسم کی ناپاکی۔ اے گھر والو۔ اور تمہیں پاک کر دے۔

اب غور کرو یہ نبی کی بیبیوں کو حکم ہے۔ تم میں اگر ہماری ام المؤمنین ہیں تو حکم پہلے ان کے لئے

ہے کہ تمہارے لئے دنیا اور اس کی زینت کا ارادہ کرنا۔ خدا کا منشاء نہیں۔ جب وہ خدا اور رسول اور یوم آخرت کا ارادہ کریں گی۔ تو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا۔ اور اگر تم سے کوئی غلطی ہوگی تو وہ عذاب ہوگا کیونکہ ان کے چال چلن کا اثر دوسری عورتوں پر پڑے گا۔ اگر وہ اپنے خاوند کے حالات پر غور نہ کریں اپنا نیک نمونہ دوسری عورتوں کو نہ دکھادیں گی تو بہت برا جواب وہ ہونا پڑے گا۔ خدا کا منشاء ان کے لئے بھی وہی ہے جو رسول اللہ کی بیویوں کیلئے تھا۔

اب جس قدر بیبیاں ان کے ماتحت ہیں۔ لازمی ہے کہ وہ ان کا نمونہ اختیار کریں گی۔ ہماری ایک چھوٹی سی بچی ہے وہ عقل نہیں رکھتی۔ پر ہمیں دیکھ کر کاغذ۔ قلم۔ دوات سے لکیریں ڈالتی رہتی ہے پس جبکہ انسان کی جبلت اس طرح پر واقع ہوتی ہے تو عورتیں بھی نمونہ کی محتاج ہیں۔ بہت سی عورتیں باہر سے آئیں۔ اگر وہ وہی نمونہ یہاں آکر بھی دیکھیں جوان کے اپنے دنیاوی گھروں میں ہے تو پھر وہ سُست اور کاہل ہو جاویں گی۔ پھر اگر یہاں ہستی اور نیکی اور دینداری کا نمونہ دیکھیں گی تو خود بخود نمونہ بنیں گی پھر آپ کا چال چلن ایسا ہو کہ دوسری عورتیں اسے دیکھ کر نیکی کا نمونہ بنیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا ایک نمونہ سناتا ہوں۔ وہ ایک ایسی بی بی کا ذکر ہے کہ تقیہ میں بہاوی ام المؤمنین کی ماں تھیں۔ سچا تقویٰ انسان حاصل کر ہی نہیں سکتا۔ جب تک نکاح سے لباس حاصل نہ کرے۔ کیونکہ بہت سے تعلقات اور نرمیاں اور خاص اس رشتہ سے کرنے پڑتے ہیں۔ میں نے ایک حدیث میں پڑھا ہے کہ یہ بطلال لوگ جن کا کوئی رشتہ بی بی۔ بچہ نہیں بڑے ناقابل اعتبار ہیں۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے وقت پہلے پہل جس پر اپنا دعویٰ اظہار کیا وہ آپ کی بی بی خدیجہ تھیں۔ ساتھ ہی اس بی بی کو یہ بھی کہا کہ میں مامور ہوا ہوں۔ اس لئے اپنی جان کا بھی مجھے ڈر ہے۔ یہ نمونہ تعجب انگیز نہیں۔ اس وقت ہمارے مُرشد و مولیٰ بھی تنہا ہیں۔ ہندو۔ سکھ۔ آریہ۔ عیسائی۔ شیعہ وغیرہ کل قومیں دشمن۔ رشتہ دار دشمن۔ سر پر باپ موجود نہیں۔ غرض اندرونی بیرونی دنیا دشمن ہو رہی ہے۔ پر خدا کے بغیر کون اس کی حفاظت کر سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ میں خود ابھی تک اس حد تک نہیں پہنچا جسے میں چاہتا ہوں۔ میں نے اس کی پاک زبان سے سنا ہے۔ کہ میں ایک ایسے جنگل میں جانا چاہتا ہوں جس کی راہ میں لوہے کے کانٹے ہیں۔ پھر ہم بظاہر دیکھتے ہیں کہ ہمیں کوئی دشواری نظر نہیں آتی۔ مجھ کو جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ محبت ہے۔ وہاں اس بی بی سے بھی اسی طرح کی محبت ہے۔

اس بی بی نے اس وقت آنحضرتؐ کو کیا جواب دیا اور کیسا پاک اور پیارا جواب جو بخاری میں درج

ہے کہ میری رُوح اُس پر قربان ہوتی ہے۔ فرمایا عِلَّا وَاللّٰہِ۔ نہیں حضور۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم خدا آپ کو کبھی ذلیل نہیں کرے گا۔ آپ تو رجم کا بڑا بھاری لحاظ کرتے ہیں پس رجم کے لحاظ سے بیوی کے رشتہ داروں سے محبت کی جاتی ہے۔ جو شخص ایسا لحاظ کرتا ہے۔ پیارے خاوند وہ ذلیل نہیں ہوتا۔ پس تم بھی رشتہ داروں سے خاص پیار اور محبت کرو کہ خدا ذلت سے بچاوے۔ آپ تو دُکھیاروں کے دُکھ بٹاتے ہو اور دُکھیوں اور تھکے ماندوں کی مدد کرنے والا خدا کے حضور ذلیل نہیں ہوتا۔

پھر آپ کے حضور جو لوگ آتے ہیں وہ وہ چیر پاتے ہیں جو جہان میں ان کو میسر نہیں آ سکتی یعنی خدا کے قرب کی راہیں آپ سے ملتی ہیں۔ اور آپ سچ بولتے ہیں اور ضرورتوں کے وقت آپ ہمیشہ لوگوں کے شریک ہوتے ہیں۔ اسی طرح کے لوگ ذلیل نہیں ہوتے۔

پس یہ ایسی باتیں ہیں کہ جو سچ طوط پر رسول کی رسالت کو ثابت کرتی ہیں۔ یہ کلمہ اس بی بی کے منہ سے نکلا ہوا ہزاروں ہزار لوگوں کے واسطے راہ ہدایت ہوا۔ جب لوگ دیکھتے کہ پندرہ برس کی تجربہ کار بی بی ایسے الفاظ کہتی ہے تو سولہ ماننے کے اُرد کیا کہہ سکتے۔

اسی قسم کے پاک نمونہ ہونے کے لئے خدا نے ان آیات میں آگاہ کیا ہے۔ کہ جو عورتیں رسول کے گھر میں رہتی ہیں۔ خدمتگار ہوں یا اَصیل ہوں۔ خدا تمہارے لئے چاہتا ہے کہ تمہارا اصل ارادہ زینتِ دنیا نہ ہو۔ بلکہ خدا اور رسول کی اتباع اور آخرت کی بھلائی ہو۔

تمہاری غلطی دہری غلطی نہ ہو کیونکہ غلط کار اپنی غلطی کا آپ ہی پھل اٹھاتا ہے۔ پس جس کی غلطی دیکھ کر دوسروں نے اثر پذیر ہونا ہے۔ اس کو دو غلطیوں کا پھل ملے گا۔ اسی طرح تمہارے نمکی کے عوض میں ابر بڑا۔ اچال چلن برا ہے تو ہم اول تو خدا کا گناہ کرتے ہیں۔ دوسرا اپنے امام پر الزم لگاتے ہیں۔ کہ اس نے ہم نشینوں کے اعمال کیسے ہیں۔ تو خود اسکے کیسے ہوں گے۔ پس تم بھی دہری جواب دہ ہوگی۔ اول اپنی ذات میں دوسرے وہ نقص بھی تمہارے ذمہ ہیں جو تم کو دیکھ کر دوسری عورتوں نے تمہاری اتباع کا نمونہ گھڑا۔

خدا کی اتباع کرو تا کہ خدا تمہارے کُل دِلِدر دُور کرے اور تم پر اپنی مہربانی کرے۔

(الحکم ۳۱ جولائی، ۱۰ اگست ۱۹۴۳ء ص ۵)

۳۱۔ یَنْسَاءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاتِ مِنْکُمْ بِفَاحِشَةٍ

مُبَيِّنَةٌ يُضَعِّفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ، وَكَانَ  
ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝

فَاحْشَةٍ؛ ناشائستہ حرکت۔ (بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۶)

۳۲۔ وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُنْ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ  
صَالِحًا نُؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ، وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا  
كَرِيمًا ۝

وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا؛ اس میں معرفت کا نکتہ ہے کہ جو بی بی فرماں بردار ہو  
گی۔ اسے رزقِ کریم دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اس رزق سے بہرہ وافی ملا۔ جس سے  
ثابت ہوا کہ وہ بہت فرماں بردار تھیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتُ مِنْ النِّسَاءِ اِنْ  
اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي  
قَلْبِهِ مَرْضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ؛ حضرت عائشہؓ کھل کر بات کہہ دیتی تھیں۔ یہ اس ارشاد کی  
تعمیل ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)  
لَا تَخْضَعْنَ؛ دبی زبان سے مت کہو۔ (بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۶)

۳۴۔ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ  
الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ  
وَاطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ



عَنْكُمْ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۴﴾

وَلَا تَبَرَّجْنَ، حضرت عائشہؓ کو ایک جنگ بھی پیش آگیا مگر اس میں جاہلیت الاولیٰ کی صورت نہیں۔

يُذْهِبْ عَنْكُمْ الرِّجْسَ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی ماریہؓ پہلے عیسائی تھیں اور صفیہؓ یہودی۔ اس قسم کے عقیدوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں پاک ہوئیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ، جاہلوں کی طرح اکھاڑوں میں نہ نکلو۔  
اِحْتِنَ الذُّكُوةَ، عورتوں کو لازم ہے کہ اپنے مال میں سے علیحدہ خود زکوٰۃ دیں۔  
(بدر ۲۹، ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۶)

أَهْلَ الْبَيْتِ: تین دفعہ قرآن میں یہ لفظ آیا ہے۔ تینوں جگہ بیبیاں ہیں۔ شیعہ پر حجت ہے جو بیبیوں کو اس میں گنتے نہیں۔  
(تصحیح اللذعان جلد ۹ ص ۴۴)

۳۶۔ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ

وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ

وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ

وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ

وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ

وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ وَالضَّرِيقِ

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿۳۵﴾

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ: ایک دہ ایک نواب نے مجھے اپنے مکان پر وعظ کے واسطے کہا۔ جب وعظ کے واسطے میں وہاں گیا۔ تو اس نے بتلایا کہ ایک طرف بیگات پردہ کر کے بیٹھی ہیں اور



ایک طرف مرد بیٹھے تھے۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی جس میں متواتر ایک لفظ مردوں کے واسطے اور ایک لفظ عورتوں کے واسطے آتا ہے۔ سب لوگ حیران ہوئے کہ قرآن شریف کیسی جامع کتاب ہے۔ گویا خاص اس وقت اور موقع کے واسطے ایک خاص آیت پہلے سے قرآن شریف میں رکھ دی ہوئی تھی۔

(بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۶)

۳۸۔ وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِي اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ

عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ

اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ ۚ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا

زَوَّجْنٰكَهَا لِكِي لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ

فِيْ اَزْوَاجٍ اَدْعِيَآ تِهْمًا اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ وَ

كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا۔ رہنے دے اپنے پاس اپنی جود اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا متبادل میں ایک چیز کو جو اللہ اس کو کھولنا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہیے ڈرنا تجھ کو۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۳)

اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ، رہنے دے اپنے پاس اپنی جود اور ڈر اللہ سے (فصل الخطاب حصہ اول ص ۴۹)

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ: زید۔ یہ شخص ایک لڑائی میں قید ہو کر خدیجہؓ کی بہن کے حصہ میں آیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا۔ آپؐ نے اسے آزاد کر دیا۔ اور اپنے پاس رکھا۔ آپؐ نے اس کی شادی پھوپھی زاد بہن سے کر دی۔ چونکہ وہ تیز تھی۔ اس لئے وہ ان (زید) کو حقارت سے دیکھتی جس کا انجام یہ ہوا کہ زید نے طلاق دیدی۔

تُخْفِي فِي نَفْسِكَ، دل داری کا ایک پہلو یہ سوجھتا کہ میں نکاح کر لوں۔

تَخْشَى النَّاسَ، نبی پر ہے جا اعتراض کر کے قابلِ عذاب نہ ہوں۔ یہ ڈرتھا۔ حضرت موسیٰؑ کی نسبت بھی ارشاد ہوا کہ لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ (طہ: ۶۹) یہ شکست کا ڈرنہ تھا بلکہ اس کا کہ لوگ مرتد ہو کر ہلاک نہ ہو جاویں۔

زَوَّجْنَاكَهَا، یہ مراد نہیں کہ اللہ ہی نے نکاح پڑھا دیا۔ ظاہر میں کوئی بات نہیں ہوئی بایں وجوہات کہ نسا سے حسبِ محاورہ قرآنی وسائل کا پتہ ملتا ہے۔

(ب) آپ نے ولیمہ کیا۔ (ج) جب یہ ایک رسم مٹانے کیلئے تزویج ہوئی تو پھر نکاح ظاہر میں علیٰ رؤوس الاشهاد کیوں نہ ہوتا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قلوب الی ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ، لوگوں کے بتلائے معاصی ہونے کا ڈرتھا کہ نا فہمی سے ابتلاء میں نہ آجاویں وہ کہیں گے۔ نبی نے انکی شادی کی۔ اب انکی بن نہیں آتی۔ (تشمیذ الاذکار جلد ۸، ص ۹، ۱۰، ۱۱) ایک عیسائی کے اعتراض ”محمد صاحب نے اپنے لے پالک کی جوڑو سے عشق کیا پھر لوگوں سے ڈرے تو ایک آیت اتاری“ جواب میں تحریر فرمایا

معارض نے عشق کا ثبوت تو کوئی نہ دیا۔ لوگوں سے ڈرنا مقتضائے بشریت ہے۔ حضرت مسیح بقول آپ کے باوجود الوہیت کے لوگوں (یہود) سے ڈرتے رہے۔ اور حاکم کے سامنے حضرت سے کچھ نہ بن پڑا صَٰلِحٌ وَنَجْمٌ سے رہ گئے۔ بھلا صاحبانِ حبس صبح کو پکڑے گئے اس رات مسیح کی کیا حالت تھی۔ (متی ۲۶ باب ۳۸ آیت)

اگر لے پالک کی بیوی سے شادی منع ہے۔ تو اسکا ثبوت توریت یا انجیل یا شرعِ محمدی (قرآن) سے یا دلائل عقلیہ سے دیا ہوتا۔ بلکہ میں کہتا ہوں سارے عیسائی لے پالک بیٹے ہیں (نامہ رومیال ۸ باب ۵) تو اب کیا وہ باہمی عقد میں بہنوں سے نکاح کرتے ہیں، توریت میں بھی بہن سے نکاح حرام ہے۔ اگر کہو۔ وہاں حقیقی بہن مرلو ہے تو کیا دینی بہن سے نکاح جائز ہے۔ پولوس صاحب فرماتے ہیں ”کیا ہمیں اختیار ہے کہ دینی بہن سے نکاح کر لیں“ (۱۔ قرنتی ۹ باب ۵)

ہم کہتے ہیں۔ اسی طرح حقیقی بیٹے کی جوڑو سے نکاح منع ہے نہ لے پالک کی جوڑو سے۔ مجھے اسوقت مولوی لطف اللہ لکھنوی یاد آئے الہ سے بھی ایک پادری صاحب نے مجمع عام میں یہی سوال کیا تھا۔ آپ نے کیا خوب جواب دیا۔

”سارے راستباز خدا کے فرزند ہیں۔ تو یوسف نجار بھی فرزند تھا۔ پھر اس کی جوڑو سے خدا نے فرزند لیا۔ پس اگر اس کے رسول نے لے پالک کی بی بی مطلقہ سے نکاح کیا۔ تو کیا عیب ہے۔ اگر جماع عیب ہے۔ تو

ایک عضو کی نسبت سارے سموچے خدا کے رحم میں ازراہ .... چلا جانا اور پھر مجسم بن کر نکل کر کھڑا ہونا تو شاید اور بھی معیوب ہو گا۔ زید نے تو طلاق بھی دے ڈالی تھی۔ یوسف سے تو کسی نے براءت نامہ بھی نہ لیا مال شاید الوہیت اور رسالت میں یہی فرق ہو گا۔ کہ اس میں طلاق کی ضرورت نہیں رہتی۔

کتب مقدسہ کے محاورات تمہیں تعجب انگیز معلوم نہیں ہوتے۔ اے میری زوجہ۔ اے میری بہن۔ تیرا عشق کیا خوب ہے۔ تیری محبت نے سے کتنی زیادہ لذیذ ہے۔ (غزل الغزلات ۴ باب ۱۰، ۵ باب ۱) حقیقی جواب: اصل قصہ یوں ہے کہ زینب ایک بڑے خاندان کی عورت تھی۔ آنحضرتؐ نے اپنے خادم زید کے لئے اس کے وارثوں کو ناطہ کا پیغام دیا۔ وہ اپنی عظمت و شرافت شان کے خیال سے اول تو ناراض ہوئے پھر آخر کار راضی ہو گئے۔ کچھ مدت تو جوں توں کر کے بسر ہوئی۔ آخر زید نے اس کی تعلیٰ اور طرز و تعریض سے تنگ آ کر اس کے چھوڑ دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چونکہ آپ بذات مبارک اس شادی کے انصرام کے متکفل ہوئے تھے۔ اس لئے اس طلاق کے انجام اور اس کے مفاسد پر قومی دستور و احوالات معاشرت ملکی کے لحاظ سے آپ کے دل میں کھٹکا پیدا ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ رخنہ جو کفار اور حیلہ طلب معاندین کو رسوا و عرفاً ایسے موقع پر بہت طامت و طرز کا قابل مل سکتا تھا۔ اور آپ گوارا نہیں کر سکتے تھے کہ اس مفارقت اور معاشرتی ناچاقی کا حال مخالفین منکرین پر کھلنے پائے جو ان کی زبان و دلازی اور تعریض کا باعث ہو۔ اور نیز زینب کے وارثوں کا خیال ایک رسمی اور قومی خیال تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو اور بھی مضطرب کرنے کا موجب ہو سکتا تھا۔ بنا برآں آپؐ نے زید کو بہت روکا۔ اور تلخی معاشرت پر صبر کرنے کی بہت نصیحت و ہدایت کی اور سخت الحاح و اصرار کیا کہ وہ اس ارادے سے باز آ جاوے۔ مگر خدا کو ایک عظیم الشان کام پورا کرنا اور ایک خلاف قدرت مضر معاشرت رسم کا توڑنا منظور تھا۔ اس موقع پر قرآن کے الفاظ جن میں آنحضرتؐ کی دل حالت کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ الہامی حقیقت پہچاننے والے منصف کے نزدیک قابل غور ہیں۔

خصوصاً اَمْسَلَتْ .. الخ ”اپنی بی بی کو نگاہ رکھ اور اللہ سے ڈر“ بہت غور کے قابل ہے ”خدا سے ڈر“ ایسے الفاظ ہیں کہ بازداشت اور زجر کیلئے اس سے زیادہ اور نہیں کہا جاسکتا۔ عیسائیوں کی شوخی اور جرأت سخت قابل افسوس ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر سے دل سے زید کو منع کیا“ دلائل آف محمد از سر ولیم میور ص ۲۳۸) معلوم نہیں صادق کے دل کے اظہار مافی الضمیر کا اور کیا طریق ہو سکتا ہے کسی سوسائٹی کے رسوم و آئین کی اصلاح میں اگر کسی مصلح کو تکالیف و زحمات اٹھانی پڑتی ہیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چند در چند صعوبات اٹھانی پڑیں اور پڑنے والی تھیں جن کے درپیش عرب جیسی غیر مہذب اکھڑ سوسائٹی کے خلاف قدرت اور مضر معاشرت رسوم کا اصلاح کرنا تھا۔ عرب میں (ہندوؤں

کی طرح، متبنی (منہ بولا بیٹا) صلی بیٹے کی مانند سمجھا جاتا تھا۔ اس رسم قبیح سے جو ناسخ فاسدہ دنیا میں ہوئے اور ہوتے ہیں عیاں ہیں اور حقیقتاً قدرت کہاں اجازت دیتی ہے کہ پس بر حقیقی اور متبنی دونوں مساوات کا درجہ رکھیں قرآنی نے اس مضر اصل کی بیخ کنی کر دی کہ ”منہ بولے تمہارے بیٹے نہیں ہیں۔ تمہارے بیٹے وہی ہیں جو تمہارے نطفے سے ہیں“ اب یہاں قوم و ملک کے رسوم کے مخالف دو عظیم مشکلوں کا سامنا آپ کو کرنا پڑا۔

ایک تو خدا کے قول و فعل کے مطابق رسم تبنی کا (کہ وہ حقیقی بیٹے کی مانند ہیں) اور دوسرا ایک مطلقہ عورت سے (جس سے شادی کرنا عرب جاہلیت میں سخت قابل ملامت و نفرت اور ذلت تصور کرتے تھے) نکاح کرنا۔ مگر چونکہ عقلاً و رسماً و شرعاً یہ افعال معیوب نہ تھے اور ضرور تھا کہ مصلح و مادی خود نظیر بنے تاکہ تابعین کو تحریک و ترغیب ہو۔ آپ پہلے بے شک مقتضائے بشریت گھبرائے اور بالآخر ان مشکلات پر غالب آکر ایک عجیب نظیر قائم کر دکھلائی۔

پادری صاحب کی عقل پر افسوس آتا ہے جو کہتے ہیں ”محمد نے لوگوں سے ذکر آیت امدلی“ کو نہ سی آیت امدلی۔ اور ڈر ہی کیا تھا۔ آنحضرتؐ کو اس بات کا ڈر تھا اور لوگوں کی طرف سے خوف تھا کہ دشمن اس بات کا طعنہ دیں گے کہ ان کا اپنے ہاتھ سے کیا ہوا کام انجام کو نہ پہنچا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اس مزاجت کے متکفل اور منصرم ہوئے تھے۔ اور بڑے اصرار سے زینب کے وارثوں سے اسکو زید کیلئے مانگا تھا اور اب اس مفارقت پر دشمن طعنہ دے سکتے تھے۔ بیشک اس بات کا آپ کو خوف تھا۔ اور انکی ناچاکی کو وہ اخفا کرنا چاہتے تھے۔ جو بالآخر پھوٹ نکلی۔ اسی خوف و اخفا کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے کہ تو لوگوں سے ڈرتا تھا حالانکہ ڈرنا تو مجھ سے چلہیٹے۔ یہ ایک عجیب محاورہ قرآنی ہے مطلب ایسے جملہ کا یہ ہوتا ہے کہ جو امر حسب مقتضائے قانون الہی ہو اس کے اجرا و تعمیل میں ان سے ڈرنا یعنی اس کا عمل میں نہ لانا عبث ہے۔

ناقص العقل پادری اتنا بھی خیال نہیں کر سکتے کہ اگر اس عقد میں کوئی امر معیوب اور قابو بخیر نہ ہوتا تو یقیناً اول منکر زید ہوتا۔ حالانکہ بعد ازاں بہت دنوں تک اسلام اور سچے مادی کی خاطر بڑے بڑے معرکوں اور ہلکوں میں جاں نثاری کرتا رہا۔ اور بڑے بڑے غیور جہادی صحابہ (جو یقیناً پھوڑوں اور باج گیروں سے بڑھ کر وقعت و غیرت میں تھے) جو اسلام کے رکن رکین تھے۔ بہت جلد ہاں اسی دم آپ کے پاس سے ٹوٹ پھوٹ جاتے اور یہ تانا بانا برہم ہو جاتا۔ میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ اس قصے کا ہونا قرآن کے کلام اللہ ہونے کا بڑا بھاری ثبوت ہے اور یہی عرب کی ترکیب و آورد (جیسے منگریں سمجھتے ہیں) کلام نہیں۔ کیا امانت کا حق ادا کیا ہے۔ کیا صادق ہیں ہے۔ کہ تمام الہی وادات اور ربانی اہلالت و واقعات بلا کم و کاست دنیا کے آگے رکھ دیئے۔ یا پئی اَنْتَ دَاخِلٌ

(فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم ۱۲۸ تا ۱۳۲)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لے پاک بنا شرع اسلام میں جائز نہیں۔ تو آپ کا اعتراض کیونکر چپاں ہوگا۔ لے پاک بیٹا حقیقتہً بیٹا ہی نہیں اور اس کو بیٹا کہنا سچ نہیں اسی واسطے قرآن نے جو حقیقت کا کشف ہے اسکو بیٹا کہنا جائز قرار نہیں دیا۔ کیونکہ بیٹا باپ کی جزء ہوتا ہے۔ اور لے پاک غیر اور غیر کی نسل سے ہے۔ مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے کہ حقیقی علوم کا معلم نیوگ کو کیونکر جائز کر سکتا ہے۔ کیونکہ نیوگی بیٹا نیوگ کاندہ کا نطفہ اور اسکا جزو ہوتا ہے نیوگ کاندہ اولاد کا لالچ دے کر لذت و مزہ بھی اٹھالے اور پھر اپنے بیرج کی اولاد کو دوسرے کے مال و دولت کا مالک بھی بنا لے اور آہستہ آہستہ جوڑ توڑ کر کے آخر عورت بھی اڑالے۔ اور اپنا ہی بیٹا جائیداد کا مالک کر دے اور پھر عذر کر دے کہ یہ وید کا ارشاد ہے۔ آمہ کوئی سمجھنے والا ہو۔

پھر اسلام میں لے پاک کی بیوی کیونکر نکاح ہوگی۔ جبکہ لے پاک بنانا ہی جائز نہیں۔ پھر کسی دوسرے کی بی بی بدون طلاق کے اور اس کی عدت گزرنے سے پہلے جائز نہیں پھر بدون نکاح اور گواہوں بلکہ بلا رضامندی ان والیوں کی جو عورت کے مہتمم ہوں۔ ہمارے مذہب میں کسی عورت کا بیاہنا جائز نہیں ماں نیوگ میں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ سو وہ ہمارے یہاں ممنوع اور آپ کے یہاں ضروری ہے۔ سوچو اور غور کرو کہ اس خبیث الزام کا نشانہ وید کا مذہب ہے یا کوئی اور۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اسکا کلام قرآن کریم ہر قسم کے ناپاک الزاموں سے پاک اور اس کے غیر ہر طرح کی نجاستوں میں آلودہ ہیں۔ کوئی رشید ہے جو غور کرے!

(نور الدین ص ۲۳۸، ص ۲۳۹)

۴۰۔ وَالَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ

وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿۴۰﴾

وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۚ اس محکم آیت نے تَخْشَى النَّاسَ متشابہ کے معنی کھول دیے ہیں کہ وہ لوگوں کے ابتلاء میں پڑنے کا ڈر تھا۔ (تشمیذ الاذیان جلد ۹ ص ۴۴)

۴۱۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن

رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

عَلِيمًا ﴿۴۱﴾



وَحَاتَمَ النَّبِيِّينَ ، نبیوں کی مہر۔ آپ کی مہر کے بغیر اب کوئی حکم شرعی نافذ نہیں سمجھنا چاہیئے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ، تمام کلمات نبوت کی آپ پر حد ہو گئی۔ (تشمیذ الاذیان جلد ۱ ص ۴۴)

دنیا میں انبیاء کی پاک تعلیم نے خدائے تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی اور اس کے عدل اور قدوسیت اور رحم اور قدرت کا ملہ اور ربوبیت عامہ کا وعظ پھیلایا۔ اور بعض مصلحانِ قوم نے بھی جن کی فطرت سلیم اور قوت ایمانیہ مستقیم تھی۔ توحید کو عمل کی سے بیان فرمایا۔ مگر ان کے اتباع نے آخر اپنے ہادی ہی کو معبود بنالیا۔ حضرت مسیحؑ نے خداوند کریم کی بزرگی اور عظمت کو بیان تو کیا۔ مگر آخر عیسائیوں نے مسیحؑ کو خدائے مجسم کہہ دیا۔ بلکہ خوش اعتقاد نے انکی والدہ مریم صدیقہ کو بھی متمم ماہیت تثلیث تجویز کیا۔ آریہ وقت۔ کھماء اور عوام سری کرشن جی اور سری رام چند جی کو خدا کا اوتار کہہ لٹے۔ گرو نانک صاحب کے تارک الدنیا اخلاق مجسم چیلے گرو صاحب کو اوتار بنا گئے پس ایسے واعظوں کے تعلیم یافتہ ہیر و دل کی یہ حالت کیوں ہوئی۔ صرف اس لئے کہ مریدوں کی اپنے ہادی سے دل محبت سابقہ بت پرستی کی عادت سے مل کر نور ایمان اور عقل صحیح پر غالب آگئی۔ اور کوئی ایسی قومی روک ان کے ہادیوں نے نہیں رکھی تھی جس کے ذریعے توحید خالص انکے مشترکانہ طبائع کو فتح کر لیتی۔ میں جب عیسائیوں اور ہندوؤں اور سکھوں کے مقدس لوگوں کو شرک کرتے دیکھتا اور انکی زبان سے سنا ہوں کہ وہ کہتے ہیں۔ ہماری ہادی خدائے مجسم اور اوتار تھے تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ بے شک یہ سچا سچے خدا کا کلام ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَعِنَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ.....

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً اور انکی امت نے حسب تعلیم اپنے ہادی کے اصولاً اقرباء توحید کے ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کے اقرار کو لازمی کیا ہے۔

اس کلمہ کے ایزاد نے جو کچھ اثر دنیا پر دکھلایا۔ وہ بالکل ظاہر ہے اور یہی اس کے منجانب اللہ ہونے کی بڑی زبردست شہادت ہے۔ ہندوستان کے ہادیوں نے ملک سے سکتے کی خطرناک پوجا اور جنگ کی خلاف تہذیب پرستش کو کم نہ کیا۔ اور یہود نے طرافیم کی پوجا اس وقت تک نہ چھوڑی جب تک

الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هُمْ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَالنَّارِ

صداعرب سے نہ سنی۔

نبی مہری کی بڑی کوششوں اور محنتوں اور تکالیف بلکہ جانفشانیوں کو میں کس کامیابی کا عنوان بناؤں۔ جبکہ وہ آپ اور اسکی ماں دونوں معبود قرار دیئے گئے۔ مسیحؑ تو عموماً تمام عیسائیوں کے معبود ہیں اور انکی والدہ خصوصاً رومن کیتھولک کے یہاں پوجی جاتی ہیں۔



بیشک انبیاء علیہم السلام کی تعلیم اس تکمیل کی محتاج تھی کہ وہ اپنی خالص عبودیت کو دینی تعلیم کا ضروری جزو قرار دیتے۔ اس ضرورت کو صرف قرآنی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیم نے پورا کیا۔ اسی فقرہ کے اثر نے عرب جیسے خالص بت پرست ملک سے بت پرستی کا استیصال ہی نہیں کیا۔ بلکہ یہودی بھی چونک اٹھے بااں کہ ہمیشہ مرتد ہو جاتے اور بت پرستی کرتے تھے جیسے قاضیوں کی کتاب اور انکے پھڑوں کی پرستش کرنے وغیرہ امور سے ظاہر ہے۔ اور آریہ کے معزز باشندے دعویٰ کرنے لگے کہ ہمارے مقدس وید بت پرستی کے دشمن اور توحید خالص کے حامی ہیں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم طبع دوم ۱۰۹۷ء)

۴۲-۴۳۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا

كَثِيرًا ﴿۴۲﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿۴۳﴾

اُذْكُرُوا اللَّهَ : کمرے، بیٹے، لیٹے۔ بر و بحر میں۔ نل و نہار۔ ظاہر و باطن۔ ذکر : سکھ۔ لڑائی سفر۔ صحت و سقم میں اللہ ہی یاد ہو۔ ان سب مقامات و حالات و اوقات کا ذکر قرآن مجید کی آیات میں ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدلتا دیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۴۔ هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلَائِكَتُهُ

لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَ كَانَ

بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿۴۴﴾

وَمَلَائِكَتُهُ : اللہ کے ذکر سے ملائکہ کے تعلقات بڑھتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدلتا دیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۶، ۴۷۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا

وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿۴۶﴾ وَ دَاعِيًا اِلَى اللَّهِ بِآذَانِهِ

وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿۴۷﴾

شَهِدًا، گواہی دینے والا کہ یہ احکام اللہ تعالیٰ کے ہیں

نَذِيرًا، نافرمانوں کیلئے

سِرَاجًا مُنِيرًا، روشنی دینے والا سورج (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۱۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي

آتَيْتَ أَجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ

اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتٍ عَمَّكَ وَبَنَاتٍ عَمَّتِكَ وَبَنَاتِ

خَالِكَ وَبَنَاتِ خَلِيكَ الَّتِي مَا جَزَنَ مَعَكَ زَوَامِرًا

مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبْتَ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ

أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ

أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ، وَكَانَ اللَّهُ

غَفُورًا رَحِيمًا ۝

أَحْلَلْنَا لَكَ، حلال کی ہوئی تھیں۔ برائے بیبیاں، ہنسی کا صیغہ ہے۔

(تشمیذ الافان جلد ۹ ص ۴۵)

لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ، جیسے بیبیوں کو پیچھے اجازت دی ہے کہ چاہو۔ الگ ہو جاؤ۔

چاہو بیبیاں بنی رہو۔ ایسے ہی نبی کو بھی اجازت دی کہ جسے چاہو رکھو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۲۔ تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتُؤَيِّرَ إِلَيْكَ مَنْ

تَشَاءُ، وَ مَنْ ابْتَغَيْتَ مَقْنًا عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ

عَلَيْكَ ۚ ذَٰلِكَ أَذْنٰی اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَ  
وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِیْ  
قُلُوْبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝۵۲

تَرْجٰی مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ ۚ یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ طرفین کو علیحدگی کا اختیار ہو تو اب ضلع مذی  
سے جو چاہے رہے اور جسے چاہو ۔ رکھو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ کیونکہ وہ اپنی مرضی سے  
دین کیلئے رہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قلدیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ  
بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ ۚ بَاۗءَعَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا  
مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۝۵۳

لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ ۚ اوپر کا معاملہ ہو چکا۔ تو پھر یہ حکم نازل ہوا۔ عام مومنوں کو تو آزادی ہے  
کہ چار چھوڑ کر اور کر لیں مگر نبی کو یہ اجازت بھی نہیں۔

حُسْنُهُنَّ ۚ انکی خوبیاں

اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۚ جو تیرے نکاح میں آچکیں اب اور نہیں۔

(تشمیذ الاذقان جلد ۹ ص ۴۵)

۵۴۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ  
اِلَّا اَنْ یُّوْذَنَ لَكُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرِ نَظَرٍ ۚ اِنَّهٗ  
وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَاَدْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ  
فَاَنْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ۚ اِنَّ ذٰلِكُمْ

كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ۚ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي  
 مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَلُّوهُنَّ مِنْ  
 وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَ  
 قُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ  
 اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا  
 إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝

غَيْثُ نَظَرَيْنِ اِنَاكُ: ایسے وقت میں جانا کہ کھانا ابھی پک رہا ہو۔ منع ہے۔ اس میں کئی خرابیاں ہیں  
 ۱۔ شدتِ حرص ۲۔ میزبان کھانا پکوانے یا تہاری خاطر داری میں مشغول ہو۔

يُؤْذِي النَّبِيَّ: جب نبی لیے وسیع دل با حوصلہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو دوسرے کا کیا ٹھکانہ۔ امیر خسرو  
 نے اپنے مرشد کے ارشاد پر بہت خوب شعر پڑھا تھا

نان کہ خودی خانہ برو نہ کروم بدست تو خانہ گرو

ایک اور بزرگ نے مکان کا قبلا پیش کر دیا تھا کہ یہ تم لے لو۔ ہم کوئی اور مکان ڈھونڈ لیں گے۔ یہ سب  
 قرآن مجید کی اطاعت تھی کہ یہ بزرگ لطیف طرز میں سمجھاتے جس سے برا بھی نہ لگے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ: جب نبی کی بیبیاں جو مائیں ہیں۔ ان کے گھر میں بلا اجازت جانا ناجائز ہے  
 تو دوسرے گھروں میں زیادہ احتیاط چاہیئے۔ (تشمید الافغان جلد ۹ ص ۴۷۵)

۵۔ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا

الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ: صلوٰۃ کے معنی حمد و ثناء ۲۔ دعا ۳۔ اعلیٰ مرتبہ کی وہ دعائیں جن سے گناہ کا  
 تصرف انسان پر باقی نہ رہے ۴۔ رحمت خاصہ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۹۔ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ  
بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا  
مُبِينًا ﴿۵۹﴾

یعنی مومن مردوں اور عورتوں کو بیجا اور ناحق دکھ دینے والے بہتان اور بھاری گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔  
(نور الدین طبع ثالث ص ۲۱۴)

۶۰، ۶۱۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ  
الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِثِهِنَّ ۚ  
ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۚ وَكَانَ  
اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۶۰﴾ لِّئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ  
وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي  
الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا  
إِلَّا قَلِيلًا ﴿۶۱﴾

يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِثِهِنَّ ۚ : لگا دین اپنے اوپر اپنی چادروں کو یعنی گھونگٹ کو  
چہرہ پر بڑھا کر رکھیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا : قریب تیرے نہ چھٹکنے پائیں گے۔

یہ آیت کریمہ شیعوں کیلئے قومی حربہ ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ سے نہیں نکالے گئے۔ بلکہ بعد الموت  
بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے میں دفن کئے گئے۔ گویا حیات و ممات میں آپ کی معیت کا شرف حاصل رہا  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

وَالْمُرْجِفُونَ : کسی کے متعلقین کی نسبت کوئی بد خبر اڑا دینے والا۔ (تشیخ الاسلام جلد ۹ ص ۴۵)

ایک آریہ کا اعتراض ”عورتیں پردہ کریں مرد کیوں نہ کریں“ کے جواب میں تحریر فرمایا :

اول : تو مرد و عورت میں مساوات کہاں کہ مساوی حقوق دیئے جاویں۔

دوم : عورت کیلئے جو حمل، بچہ جننے، دودھ پلانے کی تکلیف ہوتی ہے اس میں مرد کو کس طرح عورت کے ساتھ مساوات کا حصہ ہے ؟

سوم : عورت کیلئے یہ تکالیف باسباب پتر بمنہ خیال کی جاویں تو بقیہ مساوات کا عذر وسیع کیوں نہ کیا جاوے

چہارم : یہ آیت حسن کا حوالہ سوال میں دیا گیا یہ ہے ۔ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ** ..... اِلٰی ..... **كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا** ..... اور اسکے ماقبل یوں ہے

**إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيٍ مَا اخْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا**

**بُهْتَانًا وَاِثْمًا مُّبِينًا** (آیت ۵۸، ۵۹) ترجمہ : اے نبی ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ کہ بڑی چادریں اوڑھ لیا کریں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ پہچانی جائیں گی۔ اور ستائی نہ جائیں گی اور اللہ غفور رحیم ہے۔ اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو خواہ مخواہ بغیر ان کے اکتساب کے ایذا دیتے ہیں وہ بہتان اور بڑی بدکاری کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد یہ آیت ہے ۔ **لِّئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهُمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا** ... (آیت ۶۰) یعنی اگر یہ منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ میں بُری خبریں اُڑانے والے باز نہیں آئیں گے تو ہم تجھے انکی سزا دی ہی پر آمادہ کریں گے۔ پھر یہ مدینہ میں تیرے قرب و جوار میں رہنے نہیں پائیں گے۔

ان آیات کا مطلب اور قصہ یہ ہے کہ مدینہ کے بعض بد معاش مسلمانوں عورتوں کو چھیڑتے تھے اور عورتوں کو دکھ دیکر ان کے متعلق لوگوں کو تکلیف پہنچاتے تھے۔ چونکہ بظاہر مومن ہونے کے مدعی تھے اس لئے موجب پکڑنے جاتے تو عذر کر دیتے کہ اس کو ہم نے پہچانا نہیں۔ اسی واسطے یہ نشان لگایا گیا۔ غور کرو۔ یہ کلمہ قرآن کریم کا **أَنْ يُعَذِّبَنَّ فَلَا يُؤْذِينَ** اور ماقبل کی آیت کس صفائی سے بتاتی ہے کہ بڑی چادر ایک نشان تھا اور ان سے واضح ہوتا تھا کہ ایک شرارت کی بندش اسلام نے کی ہے۔ اس لئے اس نشان کے بعد فرمایا کہ اب بھی اگر شریر شرارت سے باز نہ آئے تو ہم ان کو خوفناک سزا دیں گے۔ افسوس ایسے نشانوں اور سچی باتوں پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

سنو! اس قسم کے نشان کیسے ہر جگہ موجود ہیں۔ غور کرو۔ منو! اوصیائے ۲ کے شلوک ۵۱۵ میں بہن لڑکی ان سب کے ساتھ اکیلے مکان میں نہ رہے۔ کیونکہ اندری بہت بلوان ہیں۔ پنڈتوں کو بھی بُری راہ پہ کھینچ لاتی



ہیں اور ۲۱۴ میں ہے کام کرو دھ۔ بہت پنڈت ہو یا مُردہ ہو۔ اس کو بُری راہ میں لے جانے کے واسطے استری لوگ سامر تھڑکھتی ہے۔ ستیا رتھ کے تیسرے سہاس فقرہ ۴ صفحہ ۴۲، لڑکوں اور لڑکیوں کی پاٹھ شالا ایک دوسرے سے دو کوس دور ہونی چاہیے۔ جو معلم یا نوکر چاکر ہوں۔ لڑکیوں کے مدرسوں میں سب عورتیں اور مردانہ مدرسہ میں مرد بھلیں۔ زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ پاٹھ شالا میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پائے۔

مطلب یہ کہ جب تک وہ برہم چاری یا برہم چارنی رہیں۔ تب تک عورت و مرد کے باہمی دیدار۔ مَس۔ اکیلا رہنے۔ بات چیت کرنے۔ شہوتی کھانے۔ باہم کھیلنے۔ شہوت کا خیال اور شہوتی صحبت۔ ان آٹھ قسم کی زنا کاری سے الگ رہیں۔

سوچو اگر پردہ کی رسم جو اسلام نے قائم کی ہے۔ نہ رہے۔ تو ان آٹھ قسم کے زنا میں دیدار اور شہوت کے خیال کا کیا حال ہوگا  
(نور الدین طبع ثالث ص ۲۲۱ تا ۲۲۳)

لَيْتَن لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ ..... إِلَى ..... اخذُوا وَقْتِكُمْ تَقْتِيلًا : یعنی اگر یہ منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ میں بُری خبریں اڑانے والے اب بھی باز نہ آئیں تو ہم تجھے اے پیغمبر انکی نرا دہی پر متوجہ کریں گے۔ پھر یہ لوگ تیرے پڑوس میں نہیں رہنے پائیں گے۔ ہر طرف سے دھکے دیئے جائیں گے جہاں کہیں پائے جائیں گے۔ پکڑے جائیں گے اور قتل کئے جائیں گے۔

..... یہ قتل کے احکام ان بد معاشوں کے متعلق ہیں۔ جنہوں نے مومن ایماندار مردوں کو اور مومنہ ایماندار عورتوں کو بے حد دھک دینا اپنا پیشہ بنا رکھا تھا اور پھر بائیکہ ان کو سمجھایا گیا۔ جب بھی فساد اور بغاوت پڑتے رہے۔  
(نور الدین طبع ثالث ص ۲۱۴)

۶۲۔ مَلْعُونِينَ : اَيْنَمَا ثَقِفُوا اخذُوا وَقْتِكُمْ

تَقْتِيلًا □

جب مامور من اللہ تبار ہے تو لوگوں کو اس کی مخالفت کا ایک جوش ہوتا ہے اور اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی اعزاز کیلئے مل جائے اس کو کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ مدینہ طیبہ میں ایک رئیس المنافقین کا ارادہ ہوا لَيْتَن رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ (المنافقہ ۹) ہم اگر لوٹ کر مدینہ پہنچیں گے تو ایک ذلیل گروہ کو معزز گروہ نکال دیگا۔ جناب الہی نے فرمایا وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِلسُّلُوٰی (المنافقہ ۹) معزز تو اللہ ہے اور اس کا رسول

اور اسکی جماعت۔ منافقوں کو یہ کبھی سمجھ نہیں آتی۔ آخر آیام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بھی منافق نہ رہا بلکہ یہ فرمایا مَلْعُونَيْنِ اَيْنَمَا تَقِفُوا اخذوا وقتلوا تَقْتِيْلًا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ تیری مجاورت میں بھی نہ رہیں گے۔ (الحکم ۱۰، فروری ۱۹۰۱ء ص ۶)

۶۴۔ يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ اِنَّمَا عَلِمَهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۴﴾

عَنِ السَّاعَةِ : وہ گھڑی جس میں منافق نکال دیئے جائیں گے۔  
لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا : ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اس وقت وحی ہوئی اور آپ نے نام بہ نام منافقین کو نکال دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدرتاویان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۶۸۔ وَقَالُوا رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَ تَنَا وَكِبَرَاءَنَا

فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلًا ﴿۶۸﴾

اَطَعْنَا سَادَتَنَا : کسی جگہ من سرداروں کو جن کہا ہے۔ اس محکم آیت سے جن کے معنی مل ہو گئے (تشمید الافغان جلد ۹، ص ۴۵)

۷۰۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

اٰذٰ وَا مُوسٰى فَبَرَا هٗ اِلٰهٗ مِمَّا قَالُوْا ۚ وَكَانَ عِنْدَ

اِلٰهِ وَجِيْهًا ﴿۷۰﴾

اٰذٰ وَا مُوسٰى : فرعون نے دکھ دیا۔ وہ ہلاک ہوا۔ قارون نے دکھ دیا۔ وہ ہلاک ہوا۔ تورات میں لکھا ہے کہ آپ کو عورتوں کے متعلق تہمت دی گئی۔ حقیقی بہن بھی اس الزام لگانے میں شامل تھیں۔ اسکو جہل ہو گیا (ضمیمہ اخبار بدرتاویان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۷۲، ۷۱ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ

قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ

وَيَخْفِزْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۚ وَاللَّهُ يُطِيعُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝

(یہ آیت) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات نکاحوں کے وقت پڑھا کرتے تھے..... نکاحوں کے معاملات میں بعض لوگ پہلے بڑے لمبے چوڑے وعدے دیا کرتے ہیں کہ ہم ایسا کریں گے اور تم کو اس طور پر خوش کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ کریں گے وہ کریں گے مگر جب نیا معاملہ پیش آجاتا ہے تو پھر بہت مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ اور بد عہدی کرنی پڑتی ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم نے فرمایا ہے: کہ پہلے ہر ایک بات کو اچھی طرح سوچ لو اور بڑا سوچ سمجھ کر نکاح کا معاملہ کیا کرو۔ اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں تبدیلی اور اصلاح کرے گا۔ اور جو شخص اللہ کی اطاعت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا ماننا ہے اصل میں وہی اچھی طرح سے بامراد اور کامیاب ہوتا ہے۔ (الحکم ۳۰ ستمبر، ۱۹۰۷ء ص ۷)

اللہ تعالیٰ تقویٰ کی ہدایت فرماتا ہے اور ساتھ ہی حکم دیتا ہے کہ پکی باتیں کہو۔ ان کی زبان ایک عجیب چیز ہے جو گاہے مومن گاہے کافر بنا دیتی ہے۔ معتبر بھی بنا لیتی ہے اور بے اعتبار بھی کر دیتی ہے اس لئے حکم ہوتا ہے کہ اپنے قول کو مضبوطی سے نکالو۔ خصوصاً نکاحوں کے معاملہ میں۔ اس معاملہ میں پوری سوچ بچار اور استخاروں سے کام لو اور پھر مضبوطی سے اسے عمل میں لاؤ۔ جب تم پوری کوشش کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا

يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ

تمہارے سارے کام اصلاح پذیر ہو جائیں گے۔ تمہاری غلطی کو جناب الہی معاف کر دیں گے کیونکہ جب تقویٰ ہو تو اعمال کی اصلاح کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے۔ اور اگر نافرمانی ہو تو وہ معاف کر دیتا ہے۔ ان معاملات نکاح میں عجیب و در عجیب کہانیاں بنائی جاتی ہیں۔ اور دھوکہ دیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہی کا فضل ہو تو کچھ آرام ملتا ہے۔ ورنہ چالاکی سے کام کیا ہو اور دنیا میں بہشت نہ ہو۔ پھر فرمایا ہے۔ بہت لوگ پاس ہونے کیلئے تڑپتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ اصل بات تو یہ ہے کہ جو اللہ اور رسول کا مطیع ہوتا ہے وہ ہی حقیقی بامراد ہوتا ہے (اور یہی حقیقی پاس ہے۔) (بدر ۵، ماہ ۸، ص ۷، ۸، حکم ۲۶، فروری ۱۹۰۸ء ص ۷)

یہ ایک دوسری آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ ایسے تعلقات اور عقد (نکاح) کے وقت یہ نصیحت فرماتا

ہے۔ تقویٰ اللہ اختیار کرو اور پکی باتیں کہو۔ پکی باتیں حاصل ہوتی ہیں کتاب اللہ کو غور کے ساتھ پڑھنے سے، سننے اور تعامل کے مطالعہ سے۔ احادیث صحیحہ کے یاد رکھنے سے۔ یہ باتیں ہیں علوم حقہ کے حاصل کرنے کی۔ مجھے اس موقع پر یہ بھی کہنا ہے کہ بعض لوگ تم میں سے اپنی غلط فہمی سے احادیث کو طامود کہتے ہیں یہ انکی سخت غلطی ہے۔ انہوں نے ہرگز ہرگز امام کے مطلب کو نہیں سمجھا۔ کہ انکو معلوم نہیں کہ حضرت امام اپنی عظیم الشان پیشگوئیاں احادیث سے لیتے ہیں اور اپنے دعاوی پر احادیث سے تمسک کرتے ہیں؟ آپ کا مطلب یہ ہے کہ جو حدیث قرآن شریف کے معارض ہو وہ قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ یہ قاعدہ مسلم ہے کہ راجح کا مقابلہ مرجوح سے نہیں کر سکتے۔ اس کو آگے بڑھانا اور یہاں تک پہنچانا جہالت ہے اگر میری بات پر توجہ نہ ہو تو تم خود دریافت کر سکتے ہو۔ احادیث سے انکار کرنا بڑی بد قسمتی ہے۔

حضرت امام علیہ السلام نے بار بار فرمایا ہے کہ ہمارے لئے تین چیزیں ہیں۔ قرآن۔ سنت اور حدیث۔ قرآن اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کر سنایا۔ سنت کے ذریعہ اس پر عمل کر کے دکھادیا اور پھر حدیث نے اس تعامل کو محفوظ رکھا ہے۔ غرض حدیث کو کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے جب تک وہ صریح قرآن شریف کے معارض اور مخالف واقع نہ ہوئی ہو بھلا دیکھو تو اسی نکاح کے متعلق غور کرو کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی نکاح کرتا ہے تو کیا کیا امور مد نظر رکھتا ہے۔ اور گاہے عودت بیاہی جاتی ہے کہ وہ مالدار ہے اور گاہے یہ کہ حسین ہے یا کسی مال خاندان کی ہے۔ اور بعض اوقات مقابلہ مد نظر ہوتا ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ وَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبْتُ يَدَاكَ تَاكَهَ تَقْوَى بڑھے۔ ایک سے زیادہ نکاح بھی اگر کرو تو اس لئے کہ تقویٰ بڑھے۔ جب تقویٰ مد نظر نہ ہو تو وہ نکاح مفید اور مبارک نہیں ہوتا۔

غرض خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا۔ ان کی زبان بھی ایک عجیب چیز ہے جو گاہے مومن اور گاہے کافر بنا دیتی ہے معتبر بھی بنا دیتی ہے۔ اور بے اعتبار بھی کر دیتی ہے۔ اس لئے مولیٰ کریم فرماتا ہے کہ اپنے قول کو مضبوطی سے نکالو۔ خصوصاً نکاحوں کے معاملہ میں اس کا فائدہ ہوتا ہے۔ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ تَاكَهَ تَقْوَى بڑھے۔ سارے کام اصلاح پذیر ہو جائیں۔

صدقا لوگ ان معاملات نکاح میں تقویٰ اور خدا ترسی سے کام نہیں لیتے اور الہی حکم کی قدر و عظمت ان کو مد نظر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اس تراش خراش میں رہتے ہیں کہ یہ مقابلہ ہو یا شہوات کو مقدم کرتے ہیں لیکن جب تقویٰ ہو تو اعمال کی اصلاح کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے۔ اور اگر نافرمانی ہو تو وہ معاف کر دیتا ہے۔

بات یہ ہے جو اللہ و رسول کا مطیع ہوتا ہے وہ بڑا کامیاب۔ اسی لئے یہ بات ہر ایک کو

مذ نظر رکھنی چاہیئے۔ (الحکم ۷، نومبر ۱۹۱۲ء ص ۱۳)

ایک بار وزیر آباد کے ریلوے سٹیشن پر ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ قرآن کیونکر پڑھیں۔ صرف و نحو تو آتی نہیں۔ میں نے کہا صرف و نحو کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن شریف میں قال پہلے سے موجود ہے۔ بنانا نہیں پڑتا۔ پھر صرف کی کیا ضرورت ہے۔ رہی نحو۔ قرآن شریف میں زیریں زیریں پہلے سے موجود ہیں۔ پھر اس نے گھبرا کر کہا۔ کہ اچھا معافی بدیع کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ وہ امر زائد ہے۔ جب وہ اس سے بھی رکا تو کہنے لگا۔ کہ کم از کم لغت کی تو ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ اگر تم اپنی بولی پر ذرا غور کر کے قرآن شریف پڑھو تو لغت کی بھی بڑی ضرورت نہیں ہے تم کوئی آیت قرآن شریف کی پڑھو۔ میں تمہیں ترجمہ کر کے دکھا دیتا ہوں۔ خدا کی قدرت ہے اس نے یہ آیت پڑھی قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا۔ میں نے کہا۔ کیسی صاف بات نکلی گلاؤں سے صی

(الحکم ۳، جنوری ۱۹۰۱ء ص ۵)

۳۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ  
وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ  
مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ . اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا  
جَهُوْلًا ﴿۳﴾

اَلْاَمَانَةُ : احکام  
فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا : انکار کیا۔ اس سے کہ خیانت کریں۔  
حَمَلَ الْاَمَانَةَ : عربی زبان میں خیانت کو کہتے ہیں۔

حَمَلَهَا : انسان نے ان میں بہت خیانت کی کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے۔ اور بہت

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

جاہل۔

## سُورَةُ سَبَا مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

سورة احزاب میں جس حالت کا ذکر ہوا وہ مسلمانوں کی مشکلات کے متعلق ہے۔

۱۔ تَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُونَا (احزاب: ۱۱) ۲۔ بَلَّغْتَ الْقُلُوبَ الْحَنَاجِدَ (احزاب: ۱۱)  
هٰذَا لَكَ ابْتَلَى الْمُؤْمِنُونَ (احزاب: ۱۲)

مگر ساتھ ہی پیشگوئی ہے کہ احزاب شکست یاب ہوں گے۔ غزوہ احزاب کے بعد مسلمانوں پر فتح مندی کا زمانہ آتا ہے۔ لیکن چونکہ راحت و آسائش میں خدا بھول جاتا ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کے واقعات مسلمانوں کی عبرت کے واسطے بیان کئے جن کو ہر طرح کی آسائش دی گئی۔ اور وہ خدا کی عبادت سے غافل ہو گئے تو سزا یاب ہوئے۔

۳۔ يَخْلَعُ مَا يَلْبِغُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا

وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْزُبُ فِيهَا، وَهُوَ

الرَّحِيمُ الْغَفُورُ □

مَا يَلْبِغُ فِي الْأَرْضِ: یہ آیات سمجھاتی ہیں کہ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔ جو بیجو گے وہی نکلے گا۔ نیک اعمال کا نتیجہ نیک اور بد کا بد انجام۔

مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ: ماس میں احکام بھی شامل ہیں۔

مَا يَعْزُبُ فِيهَا: نیک اعمال خدا کے حضور چڑھتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ

قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ، عَلِيمُ الْغَيْبِ، لَا يَعْزُبُ



عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا  
أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿۴﴾

الْآفِي كِتَابٍ : کتاب کے معنی ۔ حفاظت (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۷۔ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ  
إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقُّ ، وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطِ  
الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿۵﴾

إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ : پس وہ راستہ موجب ذلت و مذمت نہیں کیونکہ وہ عزیز و  
حمید کا راستہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ  
مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ، إِنَّ نَاشِئَ خُسْفٍ بِهِمُ الْأَرْضَ  
أَوْ نُسْقِطُ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ ، إِنَّ فِي ذَلِكَ  
لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ ﴿۱۰﴾

إِنَّ نَاشِئَ خُسْفٍ بِهِمُ الْأَرْضَ : اگر ہم چاہیں گے تو اسی زمین میں ذیل کر دیں گے۔  
كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ : ایک وقت آسمان کے بادلوں کے ذریعہ نشان ظاہر ہوگا۔ چنانچہ  
ایک جنگ میں میٹھ کے ذریعہ مومنوں کے قدم ثابت ہوئے اور کفار بھاگے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا ، يُجِبَالُ

أَوْ بِئِ مَعَهُ وَالطَّيْرَ ، وَالتَّنَالُةُ الْحَدِيدَ ﴿۱۱﴾

اس رکوع میں دو گواہیاں پیش کی ہیں۔ آل داؤد۔ آل سبا۔ داؤد و سلیمان کو سب مسلمان جانتے ہیں۔ مگر سلیمان کے پوتے کا نام کوئی نہیں جانتا۔

يَا جِبَالُ : اے پہاڑی لوگو اور پہاڑو۔

وَالطَّيْرُ : اور پرندے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

وَالطَّيْرُ : پرندے ساتھ فوجوں کے جائیں تاکہ دشمن کی لاشیں کھائیں۔

(تشمیذ الاذیان جلد ۹ ص ۴۵)

۱۲۔ اِنْ اَعْمَلْ سِغْتٍ وَقَدِرْ فِي السَّرْدِ وَاَعْمَلُوا

صَالِحًا اِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۱۲﴾

قَدِرْ فِي السَّرْدِ : زرہ جو بناؤ۔ ایک اندازہ رکھو۔ چلتے چھوٹے چھوٹے ہوں (ب) میخیں اندازہ کی ہوں۔ ۲۔ دنیا کے کاموں کو ایک اندازہ سے کرو۔ یعنی ایک وقت مقرر کرو پھر دین کیلئے بھی کچھ کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۳۔ وَلِسُلَيْمَنِ الرِّيحَ غَدُ وَهَا شَهْرٌ وَرَوَّاحَهَا

شَهْرٌ، وَاسْلَنَّا لَهُ عَيْنَ الْقَطْرِ، وَمِنْ الْجِنِّ مَنْ

يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِأَذْنِ رَبِّهِ، وَمَنْ يَزِغُ

مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِ نَائِذِقَهُ مِنْ عَذَابِ الشَّعِيرِ ﴿۱۳﴾

الرِّيحَ : طاقت، نفوذ، حکومت۔

غَدُ وَهَا، مشرق و مغرب کی حدود میں آپ کی سلطنت کی مسافت ایک مہینہ کی راہ تھی۔

دوم، یہ کہ آپ کے جہاز چلتے جو ایک مہینہ کی مسافت صبح سے دوپہر تک طے کر لیتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

بنی اسرائیل میں پہلے پہل حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا سے ایک خاص کام لیا جس کا ذکر انعام

کے طور پر باری تعالیٰ اس آیت میں کرتا ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جہازوں کے دو بیڑے بنائے تھے۔ ایک خلیج فارس اور بحر ہند میں۔ دوسرا بحر روم میں چلتا تھا۔ اس امر کا ثبوت معتبر یہودی تاریخ سے سن لیجئے سلطین اول ۹ باب ۲۶ پھر سلیمان بادشاہ نے عصیون جبر میں جو ایلوت کے نزدیک ہے دریائے قلزم کے کنارے پر جو ادوم کی سرزمین میں ہے۔ جہازوں کے بحیرہ بنائے اور حیرام نے اُس بحر میں اپنے چاکر طلاح جو سمندر کے حال سے آگاہ تھے سلیمان کے چاکروں کے ساتھ کر کے بھجوائے اور وے اوفیر کو گئے (اور دیکھو اخبار الایام ۲ - باب ۲ - ۱۶)

اخبار الایام دوم ۲ باب ۱۶۔ بادشاہ کے جہاز حیرام کے نوکروں کے ساتھ ترسیں کو جاتے اور وہاں سے الہ پر تین برس میں ایک بار سونا اور روپا اور قیمتی دانت اور بندر اور مور اسکے لئے بھیجتے تھے۔ چونکہ زمانہ سابق میں جہاز کا چلنا صرف ہوا کے موافق اور سازگاری ہی پر موقوف تھا اور حضرت سلیمانؑ کے جہاز بتوفیق الہی ہوا کی سازگاری سے حسب المرام چلتے اور کام دیتے تھے۔ بنا براں باری تعالیٰ اس جگہ امتنائاً ریح یعنی ہوا کا ذکر کرتا ہے کہ ہم نے ہوا اس کے کام میں لگادی اور اس لئے کہ ہوا ہی محرک اور نشاۃ جہاز رانی کی متمم اعظم تھی۔ ہوا ہی کے ذکر پر اکتفا کیا اور کفایت جہاز رانی مراد رکھی۔ اس آیت سے آگے فرمایا ہے۔

عِنْدُهَا شَهْرٌ ذَرَّوْا حَهَا شَهْرٌ

اس میں اُن جہازوں کے سفر اور طے مسافت کا بیان ہے کہ صبح و شام میں اتنی مسافت طے کر جاتے تھے جو اس زلنے میں بلحاظ سفر بری کے ایک مہینے کی راہ ہوتی تھی بیشک اس ابتدائی زمانے میں سفر بری کی دشواریوں اور صعوبتوں اور راہوں کے محفوظ و مامون نہ ہونے پر اگر نظر کی جاوے تو جہاز رانی جس کے ذریعے سے خشکی کے کوسوں کی راہ چند گھنٹوں میں طے ہو جاتی تھی خدا کے فضل اور قدرت کی ایک عظیم الشان آیت (نشانی) تھی اور بنی اسرائیل کے لئے خصوصاً جنہیں اول اول خدا نے یہ فن عطا کیا خدا کے احسانات کے تذکرہ کی بڑی بھاری نشانی تھی۔

قرآن مجید کا یہ عجیب اور مخصوص طرز ہے کہ اس میں باری تعالیٰ ان کو وہ منافع اور فوائد جو ان ان قوی قدرت کے استعمال سے یا اللہ تعالیٰ کے محض فیض سے ان اشیاء سے حاصل کرتا ہے یاد دلا کر اور اپنا علت العلل ہونا ان کے ذہن نشین کر اکر اس کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ اور یہ عجیب طریقہ ان قوی پر تاثیر کرنے کا ہے۔ جو حقیقت قرآن کریم ہی سے مخصوص ہے اور اس بیان قوانین قدرت سے تمام قرآن لبریز ہے۔ ایسا ہی اس آیت میں بھی اُس عادت جاریہ کے موافق حضرت سلیمانؑ پر انعام و فضل کا ذکر کیا ہے اس سے آگے والی آیت یہ ہے۔ تَجِدِي بِأَمْرِ إِلَى الْآخِرِ الَّتِي بِدَعْنَا فِيهَا۔ چلتے تھے وہ

جہاز اس (سلیمانؑ) کے حکم سے اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت دی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہاز حضرت سلیمانؑ کے حکم سے بلادِ افریقہ یا ہند سے ہو کر ارضِ شام کو آتے تھے۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۶۵-۱۶۶)

۱۵۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى

مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَاتَهُ، فَلَمَّا

خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ

الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿۱۵﴾

دَابَّةُ الْأَرْضِ : اَلْقَيْنَا عَلَى كُدْسِيهِ جَسَدًا (ص: ۱۳۵) سے اسکے معنی ہوتے

ہیں یعنی سلیمانؑ کے تحت پر جو بیٹھا۔ وہ جسد ہی جسد تھا۔ روحانیت سے بے بہرہ تھا۔ پس سلیمانؑ کی موت پر آپ کے بیٹے نے دلالت کی۔ نالائق ہوا۔ سب برکات (حکومت و نبوت) جاتی رہیں۔

الْجِنُّ : اس ملک کے شریر لوگ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ : سلطنت کا قائم مقام ہوشیار ہو تو شاہ کی موت معلوم نہیں ہوتی۔ مگر ایک

بیٹا ایسا تخت پر بیٹھا جس کا آسمان سے تعلق نہ تھا۔ زمینی آدمی تھا۔ عصاءِ سلطنت کھا گیا۔ (تَأْكُلُ مِنْسَاتَهُ)

لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ : ہمیں معلوم ہوتا۔ کہ سلطنت کا انجام یہ ہونے والا ہے۔ تو

کیوں خواہ مخواہ ان کا کام کرنے رہتے۔ پہاڑی لوگوں نے یہ کہا۔ حضرت سلیمانؑ کے بیٹے کے صحبتی لوگ بہت

خراب تھے۔ امراء بیرون جات نے ایڈریس پیش کیا۔ اس کو جواب سکھلایا۔ کہ میں تم پر لوہے کی لائحہ سے

حکومت کروں گا۔ وہ بگڑ گئے اور بادشاہ اورد بنالیا۔ میں نے دیکھا ہے ریاستوں کی باگ کسی ادنیٰ آدمی

کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جو چاہے رئیس سے کرا لیتے ہیں۔ اگر نہ مانے تو رئیس کی جان پر ہی جائے۔ کیونکہ اس

کے رشتہ دار تمام خاندان رئیس میں مختلف طور سے پھیلے ہوتے ہیں۔ (تشیخ الاذکار جلد ۹ ص ۲۴۵، ۲۴۶)

۱۶۔ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكِنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتِ

عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا  
لَهُ، بَلَدَةً طَيِّبَةً وَرَبُّ غَفُورٌ ﴿١٧﴾ فَأَعْرَضُوا  
فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ  
بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتِ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ  
مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ﴿١٨﴾

كَانَ لِسَبَاءٍ : سبائیک شخص کا نام تھا۔ اسکے دس بیٹے تھے۔ اسی کے نام پر ایک شہر تھا۔  
یمن میں۔

سَيْلُ الْعَرِمِ : طغیانی جو بڑی تیز ہو۔  
أَثْلٌ : (پنجابی) پھرواں۔ عرب میں ایک مثل ہے تَفَرَّقَتْ بِأَيْدِي سَبَائٍ یعنی فلاں ایسا  
تباہ ہوا جیسے سبائے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)  
الْعَرِمِ : جو پانی بند کو توڑ دے۔ (تشیخ الاذنان جلد ۹ ص ۴۶)

۱۸۔ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجْزِيْ

اِلَّا الْكَافِرَ ﴿١٨﴾

یہ بدلہ دیا ہم نے ان کو اس پر کہ ناشکری کی اور ہم بدلہ اسی کو دیتے ہیں جو ناشکر ہو۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۷)

الْكَافِرُ : کافر سے مراد کافر باللہ نہیں بلکہ کافر نعمت۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۹۔ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمُ الْبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَرَكْنَا

فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيرُوا

## فِيهَا لِيَاكِلِي وَاَيَا مَا امِينٌ ۝۱۹

قُدْرَتِ ظَاهِدَةً، ایک بستی سے نکلتے تو دوسری نظر آنے لگتی۔ آجکل تو ہر شہر سبنا ہوا ہے  
سفر کیا آرام کا سفر ہے۔ (تشیذ الافان جلد ۹ ص ۲۶۶ نیز ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۲۰۔ فَقَالُوا رَبَّنَا بَعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْا

اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ اَحَادِيثَ وَ مَرْقَنُومَ كُلَّ

مَرْقِيٍّ اِنَّ رَفِيْ ذٰلِكَ لَا يَتِيْكَ اِكْلٍ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۲۰

بَاعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا، اپنے اعمال اور زبان حال سے یہ آرزو کی۔

صَبَّارٍ، جو اپنے آپ کو بدیوں سے روکتے ہیں۔

شَكُوْرٍ، اور پھر خدا کی نعمتوں کی حمد کرتے اور اس کی دی ہوئی طاقتوں کو اس کے حکم کے مطابق

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

خرچ کرتے ہیں

۲۳۔ قُلْ اَدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ،

لَا يَخْلُقُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَ

مَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِّنْ شَرِيْكَ وَ مَا لَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظٰهِرٍ ۝۲۳

قُلْ اَدْعُوا، یہ مشرکانِ مکہ کو خطاب ہے کہ بت تمہارے کام نہیں آئیں گے اور نہ انکی

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

سفارش مفید ہوگی۔

۲۴۔ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَ

هُوَ الْفَتّٰحُ الْعَلِيْمُ ۝۲۴

يَجْمَعُ بَيْنَنَا، ایک مٹھ بھر کرے گا (بدر کی پیشگوئی)



ثُمَّ يَفْتَحُ : وہ مٹھ بھڑ کھلا کھلا فیصلہ کرنے والی ہوگی (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۳۰۔ وَ يَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ

صِدِّقِينَ □

اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۳۱)  
مَتَى هَذَا الْوَعْدُ : اس سے ثابت ہوا کہ مکہ والے يَجْمَعُ بَيْنَنَا کی پیشگوئی کو سمجھ گئے جسے پوچھا کہ ایسا کب ہوگا؟

ایک اور مقام پر بھی اس کا ذکر ہے۔ وَ يَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ (یس ۴۹) کے جواب میں فرمایا۔ قُلْ عَسَى أَنْ يَكُونَ رَدِفَ لَكُمْ (نمل ۷۳) یعنی میں جب یہاں سے چلا جاؤں گا تو وہ واقعہ میرا ردیف ہوگا یعنی میرے بعد آئے گا۔ وَ يَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صِدِّقِينَ (سجدہ ۲۹۰) یہاں وعدے کی بجائے فتح کا لفظ صریح ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا (سجدہ ۳۰)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۳۱۔ قُلْ لَكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَأْخِرُونَ

عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ □

مِيعَادُ يَوْمٍ : میرے بعد ہوگا اور ایک سال بعد۔ یوم سے مراد الہامی زبان میں سال بھی ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

لَكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ : ایک سال پھر۔ يَجْمَعُ بَيْنَنَا کی بات پوری ہوئی۔ جنگ بدر (تشیخ الاذان جلد ۹ ص ۴۶)

تو کہہ تمہارے واسطے ایک سال کی میعاد ہے اس سے ایک ساعت ادھر ادھر نہ ہو سکو گے۔

”یوم“ کا لفظ اگر بدول صبح اور مساک کے ہو تو نبوت میں ایک برس کا بھی ہوتا ہے (اندر و نہ بیسل

کتب سابقہ میں اس کا ذکر یسعیاہی۔ رسالت مآب کی ہجرت اور دشمنوں کے تعاقب کا ذکر کر کے عرب کی بابت الہامی کلام میں کہتا ہے۔

”خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا۔ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ٹھیک ایک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے۔ قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے“ (یسعیاہ ۲۱ باب ۱۶، ۱۷) میں نے زیادہ تفصیل پیشگوئیوں میں کی ہے۔ غور کرو۔ جنگ بدر کیسی آیت اور کیسا معجزہ ہے۔ قیدار عرب میں کون ہیں؟ کیا قریش ہی نہیں؟ کیا بدر میں ان کے بہادر لوگ گھٹ نہ گئے؟ (فصل الخطاب حصہ اول ایڈیشن دوم ص ۷)

تو کہہ۔ تم کو وعدہ ہے ایک دن کا۔ نہ دیر کرو گے اس سے ایک گھڑی۔ نہ شتابی۔ نبوت کا دن ایک برس کا ہوتا ہے۔ جیسے دن جو ساتھ صبح اور شام کے نبوت میں لکھا ہوا یا شام یا صبح سے شروع کرے تو چوبیس گھنٹے کا شمار ہوتا ہے ورنہ ایک سال کا۔ (دیکھو اندرون بائبل صفحہ ۳۱۳) پادری صاحبان غور کرو۔ قرآن نے کیسا معجزہ دکھلایا کہ انکے زوال کا وقت بھی بتادیا اور یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا۔ کیونکہ بدر کی لڑائی ٹھیک ایک برس بعد ہجرت کے واقع ہوئی یعنی ۱۵ جولائی ۶۲۳ء کو آنحضرتؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور ۱۲۳ء میں قریش سے جنگ بدر ہوئی اور اس بدر کی لڑائی کو قرآن نے آیت یعنی بڑا نشان مہر آیا جو کامیابی اسلام کا گویا آغاز ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا . فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
وَأُخْرَى كَافِرَةٌ يَذَرُوهُمْ رَايَ الْعَيْنِ . وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصَرِهِ مَن  
يَشَاءُ إِن فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَبْصَارِ (آل عمران: ۱۴)  
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ  
تَشْكُرُونَ (آل عمران: ۱۲۴)

یہاں وہ پیشگوئی جو یسعیاہ باب ۲۱ درس ۱۳ سے شروع ہوتی ہے۔ پوری ہوئی۔ عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحرا میں تم رات کو کاٹو گے۔ اے دوانیوں کے قافلہ! پانی لے کے پیلے کا استقبال کرتے آؤ۔ اے تیماک سرزمین کے باشندو! روٹی لے کر بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو۔ کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے تلوار سے اور گھنٹی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھ کو فرمایا۔ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ٹھیک ایک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ اور تیر اندازوں کی جو باقی رہی۔ قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے کہ بنی اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا۔

اس لڑائی میں قیدار کے اکثر سردار مارے گئے اور وہ کامیابی جو سچائی کا معیار ہوتی ہے ظاہر ہو گئی اور یہ بدر کی فتح اسلام کے حق میں ایسی ہی اکسیر اعظم ہوئی جیسی جنگ طویلیٰ برج کی فتح دین عیسوی کے حق میں۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم ص ۳۱ تا ۳۳)

۳۲۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَذَا

الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَوْ تَرَىٰ

إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ

بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ بِالْقَوْلِ، الَّذِينَ

اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا

مُؤْمِنِينَ ﴿۳۲﴾

لَنْ نُؤْمِنَ، کافر شوخی کی راہ سے یہ کہتے ہیں۔ برہمواہی میں سے ہیں کیونکہ تمام کتب الہیہ کا اجمالی مسئلہ یہ ہے کہ خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں دروغ مصلحت آمیز ہے۔ یہ مذہب نیا نہیں۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ براہمہ اَنْكَرُ لِلنَّبِیَّةِ ہیں۔

الظَّالِمُونَ سب سے بڑھ کر ظالم دو شخص ہیں۔ ایک مغتری علی اللہ۔ دوم جو نبیوں کا انکار کرے فَمَنْ أَظْلَمَ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ كَالَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ (زمر: ۳۳) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا

بَلْ مَكْرُائِيلَ وَالنَّعَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ

بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ

۳۔ یہ لڑائی ۳۱۲ء میں قسطنطین اعظم اور میگارشین قیصر میں ہوئی تھی اور قیصر مذکور کو جو اس میں شکست ہوئی اس کو عیسائی فتح میں اپنے دین کی سمجھتے ہیں۔

لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَلَ فِي آغْنَاكِ  
الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا  
يَعْمَلُونَ ﴿۳۳﴾

مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ : جو تدبیریں تم نے دن رات ہمارے لئے کیں اور اپنی باتوں سے ہمیں راہ حق سے روکا۔  
(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)  
مَكْرُ اللَّيْلِ : وہ تدبیریں جو تم دن رات کرتے ہو۔ (تشیخ الاذیان جلد ۸، ص ۹، ۴۷)

۳۷۔ قُلْ إِنْ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ  
وَيَقْدِرُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۷﴾

يَبْسُطُ الرِّزْقَ : یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ عنقریب اس کھلے رزق کے ولایت مسلمان ہوں گے۔  
(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۳۸۔ وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ  
عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ أَمِنَ وَعَمِلَ صَالِحًا  
فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الْوَضْعِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ  
فِي الْخُرُوفِ آمِنُونَ ﴿۳۸﴾

ہر چیز کے قرب کا کچھ نہ کچھ مسلمان ہوتا ہے۔ مثلاً ریل کے جس درجے میں بیٹھنا ہو۔ اسی درجہ کا ٹکٹ خریدنا پڑے گا۔ اسی طرح خدا کے تقرب کے جو مسلمان ہیں وہ یہاں بیان فرماتا ہے۔ مَنْ أَمِنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا سچے علوم پر کامل یقین ۲۔ پھر انکے مطابق عمل ہو پس یہ تقرب الی اللہ کے مسلمان ہیں۔  
لَهُمْ جَزَاءُ الْوَضْعِ : جزاء بڑھ کر ملے گی۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ

عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ، وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ

فَهُوَ يَخْلِفُهُ، وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿۴۰﴾

فَهُوَ يَخْلِفُهُ، دیکھو حضرت ابوبکرؓ نے اگر ایک مکان اللہ کیلئے چھوڑا۔ تو اس کے عوض میں ان کو کتنے وسیع علاقہ کی سلطنت ملی۔

ابو جہل کا بیٹا مسلمان ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک سپاہ کا جنرل بنا کر بھیج دیا اور فرمایا فلاں قوم پر تھم دور حکم حملہ نہ کرنا۔ اس نے مخفی اسباب سے حملہ کر دیا اور شکست کھائی۔ جو کچھ ہوتا ہے خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قلیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۱۔ وَيَوْمَ يَخْشُرُ مُجْمِيعًا قَوْلَ

يَلْمَلِكَةِ أَمْوَالًا رِثًا كَمَا نُوا يَعْبُدُونَ ﴿۴۱﴾

يَلْمَلِكَةِ، ملائکہ سے یہاں مقدس لوگ مر لو ہیں۔ اِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ (یسفہ ۳۳) سے ثابت ہے کہ پاک لوگوں کو بھی عربی زبان میں ملائکہ کہہ لیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قلیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۲۔ قَالُوا سُبْحَنَكَ أَنْتَ وَلِيْنَا مِنْ دُونِهِمْ، بَلْ

كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ، أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ﴿۴۲﴾

يَعْبُدُونَ الْجِنَّ، یہاں جن کو جن فرمایا انکو اس سے پہلے رکوع میں الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا (سبا: ۳۴) فرمایا۔ اس سے پہلے أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلًا (احزاب: ۶۹) فرمایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قلیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

يَعْبُدُونَ الْجِنَّ، ان ہی جنوں کو پہلے اسْتَكْبَرُوا کہہ چکا ہے۔ (تشیخ لادان جلد ۱ ص ۱۴۳) جن اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے اور اس کی پیدائش نار السّموم سے ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں

ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَلٍ مَسْنُونٍ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السُّمُومِ۔ پس اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی مخلوق کا جسے ہم دیکھ نہ سکتے ہوں۔ محض اس بنا پر انکار کرنا کہ وہ اگر ہے تو ہمیں نظر کیوں نہیں آتی۔ دانشمندی سے بعید ہے۔ خود جن کے لفظ میں یہ اشارہ موجود ہے کہ وہ ایک انسانی نظروں سے پوشیدہ مخلوق ہے اس مادہ سے جس قدر الفاظ یکجہ ہیں ان میں یہی معنی پائے جاتے ہیں۔ مثلاً جنت۔ جنتہ جو انسان کو چھپا کر تلوار کے حملے سے محفوظ رکھتی ہے۔ جنین وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں پوشیدہ ہو۔ جنون۔ عقل کو چھپانے والا مرض۔ جن کا اطلاق حدیث میں سانپ، کالے کتے، مکھی، چوٹی، وبائی جرمز، بجلی، کبوتر باز، زقوم، بائیں ہاتھ سے کھانوالا بال پر آگندہ رکھنے والا، غراب۔ ناک یا کان کٹا۔ شیر بر سردار وغیرہ پر بولا گیا ہے جن لغت میں بڑے آدمیوں پر بھی بولا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے جن الناس معظمهم۔ شاید بڑے پیسے والے ساہوکاروں کو بھی اسی لئے کہا جن کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی یہ لفظ غریب لوگوں کے مقابل ایک گروہ پر بولا گیا ہے۔ پہلے فرمایا: وَقَالَ الَّذِينَ اسْتَضَعُوا الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكَدُ النَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا۔ (آیت ۳۲)

اس سے آگے فرمایا: بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَغْشَرَهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ (آیت ۳۲) سورۃ احناف میں ایک گروہ کا ذکر ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سننے آئے۔ اور پھر اپنی قوم کی طرف واپس پھرے اور کہا۔ يَقَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ۔ اسی طرح سورۃ جن میں جس گروہ کا ذکر ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ نصیبین کے یہودی تھے۔ (تخیز الاذان جلد ۱، ص ۱۳۲)

۴۴۔ وَإِذَا تُثْلِي عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَنْ مَا كَانُوا يَعْبُدُ آبَاءُكُمْ وَقَالُوا مَا هَذَا إِلَّا إِفْكٌ مُفْتَرًى، وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿۴۴﴾

سِحْرٌ مُبِينٌ، دل ربا باتیں کرتا ہے۔ جو ہمیں اپنی قوم سے کٹوانے



(ضمیمہ اخبار بد رفتاریاں ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

والی ہیں۔

۴۷۔ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ، أَنْ تَقُومُوا  
لِلَّهِ مَثْنًى وَفُرَادًى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا  
بَصَاحِبِكُمْ مِنْ جَنَّةٍ فَإِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ  
بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ □

منصف آدمی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور عادات پر غور کرنے سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ کا دلی ارادہ کیا تھا۔ مقصود بالذات کیا ہوا تھا۔ آپ کے افعال اور اقوال سے بقدر مشترک اتنا تو ثابت ہے۔ کہ آپ دیوانے اور کم عقل نہ تھے۔ بھلا اتنا بڑا کام (عرب جیسے ملک سے بت پرستی کا استیصال کیا) کیا ایک کم عقل کا کام ہے۔ خدا کیلئے ذرا یرمیاہ ۲ باب ۱۰ کو پڑھ لو۔ کیا کہتا ہے۔ قیدار میں جا کر خوب سوچو اور دیکھو ایسی بات کہیں ہوئی؟ جیسی یہ بات ہے۔ کیا کسی قوم نے اپنے الہوں کو جو حقیقت میں خدا نہیں ہوں ڈالا؟ معلوم ہوتا ہے کہ یرمیاہ کے زمانے تک یہودی تعلیم کا اثر عرب پر نہیں پڑا اور کچھ نہیں پڑا۔ پادریوں کی ضرورت تھی یا نہ تھی؟

جانتے ہو قیدار کون ہیں۔ قیدار اسماعیل بن ابراہیم کا بیٹا ہے۔ یہاں اسی کی قوم کی نسبت فرماتا ہے بتاؤ عرب کی ایسی بت پرست قوم کو کس نے خدا پرست بنایا؟ کیا کسی مرگی زدہ مجنون نے؟ سبحان اللہ! کس طرح فطرت کا خالق فطرت کی طرف متوجہ کرتا ہے اور کہتا ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ج أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنًى وَفُرَادًى  
تَتَفَكَّرُوا مَا بَصَاحِبِكُمْ مِنْ جَنَّةٍ ط

تو کہہ میں تو ایک ہی نصیحت کرتا ہوں تم کو۔ کہ اٹھ کھڑے ہو جو اللہ کے کام پر دو دو اور ایک ایک پھر دھیان کرو اس تمہارے صاحب (رفیق) کو کچھ سودا نہیں۔

جنگل اور بیابان سے نکل کر بدون سامان و اسباب اپنے دیکھتے دیکھتے ایک شخص صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو اپنا ہم خیال بنا گیا۔ ہزاروں ہزار مخلوق کو اپنے اوپر جان و مال سے فدا کر گیا۔ نہ کسی نے تیس روپے پر پکڑوایا۔ نہ کسی نے ملعون کہہ کر انکار کیا۔ سوچو۔ متی ۲۶ باب ۱۶ و ۴۲

پادری صاحبان! اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرگی کے مبتلا اور دیوانے تھے اور پھر اتنی دنیا پر ایسا قابو پا گئے تو سچ سمجھو بڑا معجزہ کر دکھایا۔

معجزے کے کیا معنی؟ دوسرے کو عاجز کر دینے والا۔ اتنی دنیا کے رسوم و عادات کو بدل دینا اور عرب کی متفرق جماعت کو ایک اسلام کے رشتے میں منسلک کر دینا اور سب کو اس کا مصدق بنا دینا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ایڈیشن اول ص ۴-۱۰)

بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ، یہودی مسیح کے وقت اتنا زور رکھتے تھے کہ پہلاطوس کو ان کے ماتحت کام کرنا پڑتا۔ مگر ایک وقت آیا کہ یہودی انہی عیسائیوں کے ہاتھ سے مذموم و مدحور ہو گئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ قُلْ مَا آتَاكُم مِّنْ أَحَدٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِن

أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ، وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۴۸﴾

جو میں نے تجھ سے مانگا کچھ نیک۔ سو تمہیں کو پہنچے۔ میرا نیک ہے اسی اللہ پر۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۳۷)

۴۹۔ ۵۰۔ قُلْ إِن رَّبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ، عَلَٰمُ الْغُيُوبِ ﴿۴۹﴾

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِيُ الْبَاطِلُ دَمَاعِيْدُ ﴿۵۰﴾

يَقْذِفُ بِالْحَقِّ، حق کے ذریعے اس باطل کا سر توڑے گا۔ یہ پیشگوئی ہے۔ اسی لئے عَلَٰمُ الْغُيُوبِ صفت کا ذکر ساتھ کر دیا۔

مذہبوں میں اختلاف ہے مگر حق کو پانا کوئی ایسا مشکل امر نہیں۔ مثلاً بت پرست ہیں۔ صرف اثنا عشر گانی ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جن کی پرستش کرتے ہیں۔ وہ خود اپنے ہاتھ سے گھڑتے ہیں۔ پھر نبیوں کے منکر ہیں۔ وہ دیکھیں کہ نبی پہلے اکیلا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ بھی غریب لوگ شامل ہوتے ہیں۔ مگر ہر نبی ضرور اپنے بڑے بڑے مخالفوں کے مقابل میں کامیاب ہوتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ راست بازوں کی جماعت حق پر ہے۔

نبی پر جنوں کا شبہ بہت ہی کمزور بات ہے۔ کیا مجنون ایسی اعلیٰ تعلیم لاسکتا ہے اور ایسے قوانین

وضع کر سکتا ہے۔ اور اپنے کاموں کے نتیجے اپنی آنکھوں کے سامنے بار آور دیکھ سکتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

نجات کے طالبو! دینِ حق کے خواستگارو! خیالاتِ این و آن سے تھوڑی دیر سر کو خالی کر کے ادھر متوجہ ہو جاؤ۔ سوچو۔ کیا یہ زبردست پیشنگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کیا ایک دنیا پر اسکی صداقت ظاہر نہیں ہو گئی۔ تیرہ سو برس ہوئے۔ دینِ کامل۔ توحید۔ صداقت کے آفتاب نے سرزمینِ عرب میں طلوع کیا۔ جس کی روشنی نہ صرف عرب میں بلکہ کل اقطارِ عالم میں پھیلی اور پھیل رہی ہے۔ اور جب سے کبھی ترک۔ کفر بدعت بت پرستی۔ بطلان کی کالی بدلی اس کے پر جلال نورانی چہرے کو محبوب نہ کر سکے۔

اسی پر کیا بس ہے۔ آپ نے بڑے اطمینان۔ الہی الہام سے۔ پر جلال آواز سے۔ بڑے جلسوں اور محفلوں میں تاکیدِ الفاظ میں زور میں کہہ دیا۔

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَنَهَقَ الْبَاطِلُ . إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (بنی اسرائیل: ۸۲)  
پڑھنے والے دیکھ! کیا یہ کلامِ قادرِ مطلق علام الغیوب کا نہیں؟ کیا ان کی کمزور زبان اپنے ناقص اور محدود علم سے ایسی پوری ہونیوالی سچ اور بالکل سچ خبر دے سکتی ہے؟ نہیں نہیں! جس کے دستِ قدرت میں قلبِ انسان کے انقلاب و تغلیب کی باگ ہے۔ اور زمانوں اور قوموں کی تبدیل و تغیر اسی کے بس میں ہے۔ اسی پاک عالم الغیب خدا نے اپنے برگزیدہ عبد مگر رسول کے منہ میں اپنا کلام دیا۔ جو اسی کے بلانے سے بولا اور اُسی کے بتائے سے بتایا۔ کیا ہی سچ بولا۔ اور کیا ہی ٹھیک بتایا۔ فداہ امی رابی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم ص ۸۷-۸۸)

وَمَا يُعِيدُ، یہ ایک پیشگوئی ہے کہ مکہ میں پھر کبھی بت پرستی نہ ہوگی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۱۔ قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَى نَفْسِي،

وَإِنْ اهْتَدَيْتُ فِيمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي، إِنَّهُ

سَمِيعٌ قَرِيبٌ ﴿۵۱﴾

وَإِنْ اهْتَدَيْتُ فِيمَا يُوحِي إِلَيَّ، اور اگر میں سوچا ہوں تو اس سبب سے کہ وحی بھیجتا ہے

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۶)

مجھ کو۔

۵۲۔ وَلَوْ تَرَىٰ اِذْ فَرَعُوْا فُلًا فَوْتَ وَاِخْذُوْا

مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۲﴾

وَاِخْذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ : پکڑے جاؤ گے ایک مکان میں جو قریب ہے ۔ چنانچہ بدر میں آیا ہوا ۔ پھر مکہ میں ۔ چنانچہ انہی منکروں نے اُمّنا کہا ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ وَكَذٰلِكَ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ، وَيَقْذِفُوْنَ

بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾

وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ : یہ بکواس کرتے ہیں کہ یہ نبی کبھی کامیاب نہ ہوگا ۔ اس کی اولاد کوئی نہیں ۔ تم غیب کی باتوں سے بہت دور کے مکان میں ہو ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۵۔ وَحِیْلَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا

فَعَلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ

مُرِيْبٍ ﴿۵۵﴾

مُرِيْبٍ : ہلاک کرنیوالا ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

## سُورَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۲- الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ  
الْمَلَائِكَةَ رُسُلًا أُولَىٰ أَجْنَحَةٍ مَّثْنَىٰ وَثُلُثَ وَ  
رُبْعٍ ۚ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ  
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ □

اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے وہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات۔ صفات۔ اسماء کی نسبت ہمیں اتنا ہی علم ہو سکتا ہے۔ جتنا وہ خود اپنے انبیاء۔ اولیاء کی معرفت بتائے۔ پس اللہ کی ذات و صفات۔ ملائکہ قبر چتر و درخ جنت۔ پل صراط کے متعلق ہمارا علم وہی صحیح ہو سکتا ہے۔ جو خود اس نے فرمادیا۔ اور اسی حد تک ہمیں ان میں گفتگو کی اجازت ہے۔

أُولَىٰ أَجْنَحَةٍ: یہ اللہ نے فرمایا کہ فرشتوں کے پر ہیں۔ ان سے کیا مراد ہے۔ یہ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ پھر وہ جنہوں نے فرشتوں کو بچشم خود دیکھا۔ جس نے کچھ نہیں دیکھا۔ اس کا اعتراض یہ تو قویٰ ہے (ضمیمہ اخبار بدرقاویاں ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

أُولَىٰ أَجْنَحَةٍ: صوفیوں نے لکھا ہے۔ میں اسکا ذمہ دار نہیں کہ عروج کے اسباب کا نام آجینحہ ہے۔ (تشیخ الاذیان جلد ۸، ص ۹، ص ۴۶)

۴- يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۖ

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ

وَالَا تُدْرِكُهُ الْآيَةُ ۖ فَآتَىٰ تَوْفِكُوهٖ ۚ

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ وہی کامل قدرتوں والا غیر محتاج ہے۔ جو کچھ کسی کو دیا ہے۔ وہ اس کی عطا ہے اور پھر محدود آئندہ کیلئے پھر محتاج کا محتاج۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۰

۷۔ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا.

إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ

الشَّعِيرِ ۚ

تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے۔ سو تم سمجھ رکھو اس کو دشمن۔ وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسی واسطے کہ یہودی دوزخ والوں میں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶)

۹۔ أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا.

فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَتٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ

عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۚ

زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ ۚ جس کو بُرے اعمال خوبصورت نظر آتے ہیں۔

فَرَآهُ حَسَنًا ۚ پھر اس بد عمل کو اچھا جانتا ہے۔

فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ ۚ خدا کی طرف سے مگر اہی کا فرد جرم انہی پر لگتا ہے جو ضلالت کی راہ عمداً اختیار کریں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا.

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ



يَرْفَعُهُ، وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ  
عَذَابٌ شَدِيدٌ، وَمَكْرُأُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ۝

وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ، سمجھایا کہ نیک باتوں کے ساتھ نیک اعمال بھی ضروری ہیں  
(ضمیمہ اخبار بد رقاویاں ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۲- وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ  
ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا، وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا  
تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ، وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعْمَرٍ وَلَا  
يُنْقَصُ مِنْ عُمُرٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ، إِنَّ ذَلِكَ  
عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝

مِنْ عُمُرٍ: اس کا مرجع کیا ہے۔ اس سے ایک مسئلہ ”مسیح سے مراد ثیل مسیح“  
حل ہوتا ہے۔ یہ ضمیر اس معمر کے مثل کی طرف جاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بد رقاویاں ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۳- وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَيْنِ، هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ  
سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ، وَمِنْ كُلِّ  
تَاكُلُونَ لَحْمًا طَرِيقًا وَتَسْتَخْرِجُونَ حُلِيَّةً  
تَلْبَسُونَهَا، وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاجِرَ لَتَبْتَغُوا  
مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

وَمِنْ كُلِّ تَاكُلُونَ: یعنی جس طرح مِلْحٌ اُجَاجٌ سے بھی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح  
ان گندے لوگوں سے نیک بن کر اسلام میں آجائیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بد رقاویاں ۱۲، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۶۔ یَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى

اللّٰهِ، وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝۱۹

الْفُقَرَاءُ : امیر سے امیر انسان اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔ ایک دم کا ایسا احتیاج ہے کہ یہ زندگی و موت کا سوال ہے۔ اور پھر احتیاج بھی عجیب طور پر ہے کہ ایک طرف سے ہوا کے داخل ہونے کا احتیاج ہے تو دوسری طرف ہوا کے خارج ہونے کا۔ ایک طرف پانی پینے کا احتیاج ہے۔ تو دوسری طرف اس کے اخراج کی حاجت ہے۔

انسان حق کا بھی محتاج ہے۔ اور حق کے علم پر عمل کرنے کیلئے توفیق کے حصول کا بھی ایسا ہی محتاج ہے۔ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو بڑے بڑے عالم فسق و فجور میں مبتلا ہو جاویں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

بے ریب انسان اپنا خالق آپ نہیں۔ نہ اس کے ماں باپ اور اس کے خویش و اقارب نے جو اس کی استعداد کے قریب قریب ہیں اس کو گھڑ کر درست کیا۔ اپنی بد صورتی کو حسن سے بدلا نہیں سکتا۔ اپنی طول و عرض پر متصرفانہ دخل نہیں رکھتا۔ معلوم نہیں کتنی مدت سے چھری لے کر اپنا پوسٹ مارٹم کر رہا ہے۔ پر اس غریب کو اپنے بدن کے عجائبات کا بھی آج تک پتہ نہ لگا۔ مائیکروسکوپ ایجاد کر کے کہتے ہیں پھپھلوں نے پہلوں سے سبقت لے لی۔ مگر عجائبات انسانی پر اور بھی حیرانی حاصل کی۔ افعال الاعضاء کے محقق اور کیمیا گراں تک کتاب قدرت کے طفل ابجد خواں ہیں۔ صوفی۔ یوگی۔ الہیات۔ اخلاق۔ طبعی و الے قوی انسانیہ کا بیان کرتے کرتے تھک گئے۔ مگر احاطہ علم الہی سے قطعاً محروم ہل دئے۔ اچھے فلاسفروں اور نیکو کار عقلاء کے گھر میں ایسے جاہل کندہ ناتراش پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے مرتبوں کی عمدہ عقل کو چرغ دے دیا۔ اور وہ بیچارے کف افسوس ملتے رہ گئے۔ اور ان سے کچھ بھی نہ ہو سکا کہ اپنے اخلاقی ارث سے انہیں حقوڑا سا بہرہ مند کر جاتے۔ بڑے بڑے مدبر اپنے عندیہ میں تدابیر کے ہر پہلو پر لحاظ کر کے مناسب وقت اور عین موافق لوازم کو ہینا کرتے ہیں۔ پھر نتائج سے محروم ہو کر اپنی کم علمی پر افسوس مگر قانون قدرت کے مستحکم انتظام کو دیکھ کر بہ قدرت ذات پاک کا لا بد اقرار کرتے ہیں۔ سلیم العفرت و ناجب تمام اپنے ارد گرد کی مخلوق کو بے نقص کمال ترتیب۔ اعلیٰ درجہ کی عمدگی پاتے ہیں۔ ضرور بے تابی سے ایک علیم و خبیر قادر کے وجود پر گواہی دیتے ہیں

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۴۷-۱۴۸)

۲۵۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَ اِنْ

مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيرٌ ﴿۲۵﴾

یہودی اللہ تعالیٰ کو جامع صفاتِ کاملہ یقین کرتے ہیں۔ پر اسکی روحانی تربیت کیلئے ایک ہی یونیورسٹی یروشلم جیسے آریہ ورت ہی کو آریہ لوگ یقین کرتے ہیں اور ایک ہی قوم کیلئے خدا کی فرزندگی کو محدود کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ انبیاء اور خدا کی طرف سے منذر ایک ہی قوم بنی اسرائیل سے پیدا ہوئے۔ گویا عمومِ رحمتِ الہیہ کے قائل نہیں۔ قربان جلیئے قرآن شریف کے جو فرماتا ہے۔

وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيرٌ : اور کوئی فرقہ نہیں جس میں نہیں ہو چکا کوئی ڈرانے والا فائدہ : اسلامی عقائد میں یہ امر ضروری تسلیم ہے کہ سب انبیاء و رسل پر ایمان لایا جاوے جو قوموں کے نذیر گزرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اور رسول ہو کر آئے۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۲۹-۳۰)

کل دنیا میں منذرین کا آنا تسلیم فرمایا۔ اور انصاف سے مذاہب پر کئی انکار نہیں کیا بلکہ تمام انبیاء و رسل پر یقین کرنا اور ان پر ایمان لانا سکھایا اور فرمایا۔

اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيرٌ : تمام امتوں میں نافرمانوں کو ڈر سنانے والے گزر چکے ہیں۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۴۸۴)

یہ ایک ضروری بات ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ قرآن کریم میں جس قدر قصص مذکور ہوئے ہیں ان

نبیوں کے ہیں جہاں جہاں نبی کریمؐ نے اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے پہنچا تھا۔ اور یہ بات ایسی خصوصیات کیلئے ہے ورنہ قرآن کریم تو صاف فرماتا ہے کہ وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيرٌ یعنی کوئی امت ایسی نہیں جس میں خدا کی طرف سے ایک ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ ایک طرف تو یہ حال ہے کہ کوئی قوم اور کوئی بستی نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا مامور نہ آیا ہو۔ دوسری طرف بہت سے ایسے رسول بھی ہو گزرے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں فرمایا۔ تو ایک غور طلب بات ہے کہ کیا وجہ ہے کہ قرآن کریم انبیاء علیہم السلام کے ذکر کو بیس اور تیس کے اندر محدود کرتا ہے۔ مجھے یہ بات بتلائی گئی ہے کہ ان ہی نبیوں کا ذکر قرآن نے فرمایا ہے جن کے بلاد میں نافرمانوں اور فرماں برداروں کے نشانات صحابہ کرامؓ کیلئے موجود ہیں اور جہاں پیغمبر خداؐ نے کامیابی حاصل کرنی تھی۔ اور صحابہ کرامؓ نے دیکھ لینا تھا۔ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ

بَيِّنَةٍ (انفال: ۴۳) صحابہؓ وہاں پہنچے۔ ان کا نمونہ یہ تھا کہ نبی کی مخالفت اور متابعت کا کیا انجام ہوتا ہے۔ (الحکم: ۱ جنوری ۱۹۰۱ء ص ۱۴)

۲۸۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً،

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا، وَمِنَ

الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيَضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا

وَاُخْرٰى يَبِيبُ سُوْدٌ ۝۲۸

باپ کے تقریباً ایک برس کے خیالات کا اثر نطفہ میں پڑتا ہے۔ پھر وہ ماں کے پیٹ میں جاتا ہے تو ماں کے اور اللہ کے گھر میں آنے جلنے والوں کا اثر پڑتا ہے۔ پھر ہم صحتیں، ہم نشینوں، دعائیں کرنے والوں وغیرہ مسلمانوں کا اثر ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ ۱۸ برس تک۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً: یہی حال وحی کا ہے

ثَمَرَاتٍ: کھجور۔ انگور۔ ۲۰ قسم کے ہوتے ہیں۔ جس طرح پانی ایک ہی ہے مگر بیجوں اور زمینوں کے لحاظ سے مختلف ثمرات پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا کی پاک وحی (قرآن) کا اثر بھی مختلف طبائع پر مختلف ہوتا ہے۔

وَمِنَ الْجِبَالِ: پہاڑ میں مختلف قسم کی پیداوار ہے۔ کہیں ہیرا۔ کہیں کنکر۔ اسی طرح قرآن سننے والوں کے کئی رنگ ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ و ۱۳، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۲۹۔ وَ مِنَ النَّاسِ وَ اَلَدَّ وَاٰتٍ وَّ اَلَا نَعَامٍ مُّخْتَلِفٌ

اَلْوَانُہٗ مَكَدْلِكَ ۙ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِہٖ

الْعُلَمَآءُ ۙ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ غَفُوْرٌ ۝۲۹

وَمِنَ النَّاسِ: اب کھول کر بیان فرمایا ہے کہ آدمیوں میں ہی مجدد۔ آدمیوں میں ہی ولی۔ آدمیوں میں سے نبی۔ پھر آدمیوں ہی سے فاسق فاجر تک ہوتے ہیں۔

الْعُلَمَاءُ: ان لوگوں میں سے عالموں کا نشان بتاتا ہے۔ کہ انکی گفتار کردار میں خشیت اللہ پائی جاتی ہے۔ کوئی جیالچی جاننے والا ہو یا اسٹرانجر ہو۔ یا منطقی ہو یا نجومی یا طبیب۔ خدا کے نزدیک عالم وہ ہے جو خشیت اللہ رکھے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

پھر اندرونی مشکلات قوم کو سمجھنے کے واسطے اہل دل گروہ قوم کا دل اور علماء دماغ تھے۔ اور حکومت کرنے والے تھے۔ امراء حکومت کرنے والے تھے۔ لیکن اگر اہل دل۔ علماء اور امراء کے حالات کو غور سے دیکھیں تو ایک عجیب حیرت ہوتی ہے۔ عظمت الہی اور خشیت الہی علوم قرآنی کے جاننے کا ذریعہ تھا اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ یا یوں کہو کہ اہل دل گروہ علماء سے بنتا ہے۔ یا بلا دل ہی عالم ہونے چاہیے تھے مگر یہاں یہ عالم ہی دوسرا ہے۔ فقرا و علم میں باہم تبادلہ ضروری سمجھا ہے کہ عالم اور فقرا کیا۔ وہ علم جو خشیت اللہ کا موجب ہوتا اور دل میں ایک رقت پیدا کرتا وہ علم جو خشیت اللہ کا موجب ہوتا۔ ہرگز نہیں رہا۔

(الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۱ء ص ۷، و ۱۰ اپریل ۱۹۰۱ء ص ۷)

سچے علوم سے معرفت نیکی اور بدی پیدا ہوتی ہے اور خدا کی عظمت و جبروت کا علم ہوتا ہے اور اس سے ہی خشیت پیدا ہوتی ہے۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ یہ خشیت بدیوں سے محفوظ رہنے کا ایک باعث ہوتی ہے اور انسان کو مستقی بناتی ہے اور تقویٰ سے محبت الہی میں ترقی ہوتی ہے۔ پس خشیت سے گناہ سے بچے اور محبت سے نیکیوں میں ترقی کرے۔ تب بڑا پار ہوتا ہے اور مامور من اللہ کے ساتھ ہو کر اللہ تعالیٰ کے غضبوں سے جو زمین سے یا آسمان سے یا جو سے نکتے ہیں محفوظ ہو جاتا ہے۔

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۲ء ص ۷)

ادنیٰ محبوبوں کو اعلیٰ محبوبوں پر قربان کرنے کا نظارہ ہر سال دیکھتا ہوں۔ اس لئے ادنیٰ محبت کو اعلیٰ محبت پر قربان کرتا ہوں۔ مثلاً سڑک ہے جہاں درخت بڑھانے کا منشاء ہوتا ہے۔ وہاں نیچے کی شاخوں کو کاٹ دیتے ہیں پھر درخت پر پھول آتا ہے اور وہ درخت متحمل نہیں ہو سکتا تو وہ عمدہ حصے کیلئے ادنیٰ کو کاٹ دیتے ہیں۔ میرے پاس ایک شخص سرودہ لایا اور ساتھ ہی شکایت کی کہ اس کا پھل خراب نکلا۔ میں نے کہا کہ قربانی نہیں ہوئی۔ چنانچہ دوسرے سال جب اس نے زیادہ پھولوں اور خراب پودوں کو کاٹ دیا تو اچھا پھل آیا۔ لوگ جسمانی چیزوں کیلئے تو اس قانون پر چلتے ہیں مگر روحانی عالم میں اسکا لحاظ نہیں کرتے اور اصل غرض کو نہیں دیکھتے علم کی اصل غرض کیا ہے۔ خشیت اللہ اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ علم پڑھو اس غرض کیلئے کہ لوگوں کو خشیت اللہ سکھاؤ۔ مگر علم کی اصل غرض خشیت تہذیب انفس تو ختم ہو گئی۔ اردو کتابوں کے حواشی پڑھنے میں سارا وقت خرچ کیا جا رہا ہے مگر ان کتابوں کے مضمون کا نفس پر اثر ہو۔ اسکی ضرورت نہیں۔ میں رام پور میں پڑھتا

تھا۔ وہاں دیکھتا کہ لوگ مسجد کے ایک کونہ میں صبح کی نماز پڑھ لیتے اور مسجد کے ملاں کونہ جگاتے کہ رات بھر مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ انہیں جگانے سے تکلیف ہوگی۔ علم تہذیب النفس کیلئے تھا۔ مگر لوگوں نے اسے تخریب نفس کاہلی اور سُستی میں لگا دیا۔ دوسروں کی اصلاح کے دعویدار ہیں۔ مگر خود اپنی اصلاح سے بے خبر۔

( بدر ۳۱، جنوری ۱۹۰۹ء ص ۵ )

۳۰۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا

الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًا عَلٰنِیَةً

یَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝

یَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ : مومن وہی ہے جو ایسی تجارت کرے۔ جس میں ٹوٹا نہیں۔ عارضی و نمائشی چیزوں پر اتنا روپیہ نہیں صرف کرتا۔ ایک بزرگ ایک دعوت میں گئے۔ معمولی کپڑے تھے۔ کسی نے نہ پوچھا۔ پھر آپ خوب لباس پہن کر گئے تو سب نے تعظیم دی۔ آپ بھی شوربہ وغیرہ کی رکابی اپنے چوغہ پر ڈالنے لگے حاضرین نے تعجب کیا تو جواب دیا۔ مجھے تو کسی نے پوچھا نہیں۔ یہ دعوت تو میرے کپڑوں کی ہے۔ انہی کو کھلاتا ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفٰیْنَا مِنْ

عِبَادِنَا، فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ، وَمِنْهُمْ

مُقْتَصِدٌ، وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرِتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ،

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ ۝

پھر وارث کیا ہم نے اپنی کتاب کا ان لوگوں کو جو برگزیدہ ہیں۔ پس بعض ان میں سے ظالموں کا گروہ ہے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں اور جبر و اکراہ سے نفسِ آمارہ کو خدا تعالیٰ کی راہ پر چلاتے ہیں اور نفسِ سرکش کی مخالفت اختیار کر کے مجاہداتِ شاقہ میں مشغول ہیں۔

دوسرا گروہ میانہ رو آدمیوں کا ہے جو بعض خد متین خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفسِ سرکش سے بہ جبرِ اکراہ لیتے ہیں اور بعض الہی کاموں کی بجا آوری میں نفس ان کا بخوشی خاطر تابع ہو جاتا ہے اور ذوق اور شوق اور



محبت اور لراوت سے ان کاموں کو بجالاتا ہے۔ غرض یہ لوگ کچھ تو تکلیف اور مجاہدہ سے خدا تعالیٰ کی راہ پر چلتے ہیں اور کچھ طبعی جوش اور دلی شوق سے بغیر کسی تکلف کے اپنے رب جلیل کی فرماں برداری اُن سے صادر ہوتی ہے تیسرے سابق بالخیرات اور اعلیٰ درجہ کے آدمیوں کا گروہ ہے جو نفسِ آمارہ پر بکلی فتحیاب ہو کر نیکوں میں اگے نکل جانے والے ہیں۔

غرض سلوک کی راہ میں مومن کو تین درجے طے کرنے پڑتے ہیں۔ پہلے درجہ میں جب بدی کی عادت ہو تو اس کے چھوڑنے میں جان پر ظلم کرے اور اس کی قوت کو دبا دے۔ شراب کا علوی اگر شراب کو چھوڑے گا تو ابتداء میں اسکو بہت تکلیف محسوس ہوگی۔

شہوت کے وقت عفت سے کام لے اور قولے شہوانیہ کو دبا دے۔ اسی طرح جھوٹ بولنے والا سست منافق۔ راست بازوں کے دشمنوں کو بدیاں چھوڑنے کیلئے جان پر ظلم کرنا پڑے گا۔ تاکہ یہ اس پر فاتح ہو جائیں۔ بعد اسکے میانہ روی کی حالت آوے گی کبھی کبھی بدی کو چھوڑنے میں گو کسی وقت کچھ خواہش بد پیدا بھی ہو جاوے۔ ایک لذت اور سرور بھی حاصل ہو جایا کرے گا۔ مگر تیسرے درجہ میں پہنچ کر سابق بالخیرات ہونے کی طاقت آجاوے گی اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کی بارش ہونے لگے گی اور مسئلہ الہی کا شرف حاصل ہوگا۔  
(الحکم ۷، نومبر ۱۸۹۹ء ص ۲-۳)

۳۲۔ جَنَّتْ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّتُونَ فِيهَا

مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا، وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا

حَرِيرٌ ﴿۳۲﴾

يُحَلَّتُونَ فِيهَا، دنیا میں بھی اس جنت کا نمونہ صحابہؓ نے دیکھا۔ ان کو قیصر و کسریٰ کے گہراؤں کے زیور دیئے گئے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۷، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

يُحَلَّتُونَ فِيهَا أَسَاوِرَ، ایران کو فتح کرنے کی پیشگوئی ہے۔

(تشیذ الاذمان جلد ۸، ص ۹، ص ۴۶)

۳۸۔ وَهُمْ فِيهَا يَصْطَرِحُونَ فِيهَا، رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ

صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ، أَوَلَمْ نَعْمَرْكُمْ

مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ  
فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ﴿۳۸﴾

وَهُمْ يَصْطَرِّحُونَ: بدیوں کا ارتکاب کر کے جب اس کا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے تو بدکار چپختا ہے کہ مثلاً اس سوزاک و آتشک سے رہائی ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدرتاویان ۲۷، اکتوبر ۱۹۱۰ء)  
مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ: میرے نزدیک ادنیٰ حق دار اٹھ سال ہے۔  
(تشیذ اللذبان جلد ۸ ص ۹ ص ۲۷۶)

۳۹۔ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمُ غَيْبِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ  
عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۳۹﴾

غَيْبِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ: غیب۔ رضا کی راہیں ۲۔ جو موجود ہو کر معدوم ہو گئی ہیں  
یا ہنوز عدم میں ہیں اور وجود نہیں آئیں۔ (ضمیمہ اخبار بدرتاویان ۲۷، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ، فَمَن  
كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ، وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ  
عِندَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا، وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ  
كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿۴۰﴾

فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ: انکار کا برا نتیجہ پاتا ہے۔  
مَقْتًا: اللہ تعالیٰ کی ناپسندگی  
(ضمیمہ اخبار بدرتاویان ۲۷، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۱۔ إِنَّ اللَّهَ يُمِصُّ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ أَن تَزُولَا  
وَلَئِنَّ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ ۚ

إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿۳۳﴾

اَنْ تَرْوُلَا : بعض دُم دار ستارے ایسے ہیں کہ ان کی دُم کی ٹکڑے سے زمین ٹکڑے ہو جاوے  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۴۔ وَ شَرَّ عِبَادًا فِي الْأَرْضِ وَ مَكْرُ السَّيِّئِ، وَلَا يَحِيقُ  
الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ، فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ  
الْأَوَّلِينَ، فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ  
لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿۳۴﴾

الْمَكْرُ السَّيِّئُ : مکر کے ساتھ سیئی لگانا اس بات کا ثبوت ہے کہ مکر کے معنی بُرے نہیں  
جیسا تو اس کے ساتھ سیئی لگایا۔  
سُنَّتِ اللَّهِ : سنت اللہ اور سنت اللہ میں فرق ہے۔ غلام زید۔ زید کا خاص غلام۔ غلام زید  
خاص غلام نہیں۔ کوئی ایک۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

## سُورَةُ يُسَ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

اس سورۃ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت، قیامت کا ثبوت، احباء کی کامیابی اعداء کی ناکامی کا بیان ہے۔

۵۴۔ یُسَ □ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ □ إِنَّكَ لَمِنَ

الْمُرْسَلِينَ □ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ □

یُسَ : اے انسانِ کامل ! اے سردارِ اکمل ! انسان جو بات کہتا ہے وہ سچی ہوتی ہے۔ بڑے بڑے سردار بھی جھوٹ نہیں بولتے۔

وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ : انسانِ کامل ہونا اور پھر حق و حکمت سے بھری ہوئی کتاب تیرے مُرسل ہونے کا ثبوت ہے پھر لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ خود اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کوئی صداقت و حکمت کی بات نہیں جو تو نہیں لایا۔ اور تو اگلے نبیوں کی طرز پر ہے۔

عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ : وہ راہ جس پر چلنے سے انسان خدا کے حضور پہنچ جاتا اور ادھر ادھر ہونے سے مشکلات میں پڑتا ہے۔ تو اس پر ہے۔ یہ بھی صداقت کا ثبوت ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۷۶۔ تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ □ لِتُنْذِرَ

قَوْمًا مَّا أُنْذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُونَ □

تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ : یہ اور ثبوت ہے۔ قرآن اور اس کے لانے والے کی صداقت کا۔ کیونکہ مومنوں کے شامل حال رحمتِ باری تعالیٰ ہوگی اور کفار پر عذاب آئے گا۔

مَا أَنْذَرَ آبَاؤُهُمْ ، قَرِيبَ زَمَانٍ لِّعَنِي أَنْ كَيْ بَابِ دَاوَا فِي نَبِيٍّ نَهَيْسَ آيَا - چُونَكِي يَه لُوكِ غَافِلِ  
 ہو گئے - اور خدا تعالیٰ کو بھول کر بت پرستی میں محو ہو گئے - اس لئے ضروری تھا کہ ان میں کوئی نبی آوے  
 اس زمانہ میں بھی امراء - علماء - فقراء - تینوں مصلحان قوم کی حالت ایسی تھی تو خدا کا فرستادہ آیا -  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۸۔ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۸﴾

ثابت ہو چکی ہے بات ان بہتوں پر سووے نہ مانیں گے - (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۱)

۹۔ إِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلًا فَبِهِي

إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُونَ ﴿۹﴾

فِيْٓ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلًا : نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قید میں جب کفار آئے تو یہی  
 حالت تھی اور اس طرح ظاہری طور پر یہ بات پوری ہوئی -

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ

خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿۱۰﴾

بَيْنَ أَيْدِيهِمْ سَدًّا ، آگے بڑھ نہیں سکتے کہ اسلام لائیں - پیچھے ہٹ نہیں سکتے کہ عذاب  
 سے بچ جاویں اور یہ اس لئے کہ ان کے نزدیک ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر یکساں ہے اور وہ ایمان نہیں لاتے  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ

## إِذْ جَاءَ هَآلَ الْمُرْسَلُونَ ﴿۱۳﴾

ہزار ہا لوگوں نے چائنا۔ جاپان۔ انگلینڈ کو نہیں دیکھا مگر وہ انکی ہستی پر محض شنید سے یقین رکھتے ہیں بلکہ ان کے وجود پر قسم کھا سکتے ہیں۔ پھر بعض واقعات کو صرف ایک گواہی پر تسلیم کیا جاتا ہے مثلاً کسی کا اپنے باپ کا بیٹا ہونا جس کیلئے صرف اسکی ماں کی گواہی ہے۔ پھر فلاسفروں کے اقوال میں اتنا اختلاف ہے کہ کسی صورت میں نہیں ملتا: مگر انبیاء کی جماعت ایسی جماعت ہے کہ باوجودیکہ وہ آپس میں نہیں ملے اور مختلف زمانوں میں ہوئے ہیں۔ پھر بھی وہ اللہ ایک ہے“ پر اجماع رکھتے ہیں۔

اس شہادت کو نہ ماننا کیسی بے ایمانی ہے۔ ایک عورت کی گواہی مان لینے والے اتنی بڑی ہمت باز جماعت کی مجموعی گواہی کو نہ مانیں تو بہت بے انصافی ہے۔ پھر وہ لوگ بھی موجود ہیں جنہوں نے خدا سے خود باتیں کی ہیں۔ انکی باتیں نہ مانیں مگر فلاسفروں کی باتیں باوجود اس قدر اختلاف کے مان لیں۔ تعجب ہے مثلاً: عجیب بات۔

اَصْحَابَ الْقَدِيَّةِ: مصر جس میں حضرت موسیٰ و ہارون گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷، اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا

فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْنَكُم مَّرْسَلُونَ ﴿۱۵﴾

بِثَالِثٍ: تیسرا عظیم الشان رسول بھیج دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷، اکتوبر ۱۹۱۰ء)  
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ: تیسرا (محمد مصطفیٰؐ) ایسا زبردست آیا کہ اس قوم سے کوئی لات و عزتی کا پرستار نہ رہا۔ بلکہ تمام عرب مسلمان ہو گیا۔ بلکہ تمام دنیا کے مذاہب کے معابد اس کے نام پر فتح ہوئے۔  
۱۔ یروشلم ۲۔ آتش کدہ آذر ۳۔ خانہ کعبہ۔ (تشیذ الاذیان جلد ۹ نمبر ۹ ص ۴۶)

۱۶۔ قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ

الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ﴿۱۶﴾



مَا أَنزَلَ السَّحَابَ مِنْ شَيْءٍ : برہمروں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ یہ لوگ تمام راستبازوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ انکی گندی تعلیم سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ جن لوگوں نے سچائیوں کے پہچاننے کیلئے اپنے آرام۔ اپنی اولاد۔ اپنا جاہ و جلال۔ اپنے وطن کو چھوڑ دیا۔ اپنی جانیں قربان کر دیں۔ ان کو جھوٹ اور دروغ مصلحت آمیز سمجھنا حد درجہ کی بے باکی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

كَبُرَتْ سَعْلَمَةُ تُخْرِجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ (کہف: ۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں چند گھنٹے ٹھہرنے والے کی نسبت بھی یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ اس نے روایت میں جھوٹ بولا۔ اور نہ دنیا کی مجموعی طاقت ایسے اہتمام کو ثابت کر سکتی ہے۔ پس جس نبی میں یہ نور و ہدایت ہو کہ اس کی صحبت آدمی کو اعلیٰ درجہ کا راست باز بنادے۔ کیا وہ جھوٹا ہو سکتا ہے؟ یا جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ بھی خدا پر۔ خدا نے کچھ وحی نہیں کی۔ اور وہ کہے مجھ پر وحی ہوئی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۸- ۱۹- وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝ قَالُوا إِنَّا

تَطَيَّرْنَا بِكُمْ، لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ

وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ رَّئِيمٌ ۝

الْبَلَاءُ الْمُبِينُ : کھول کر بات پہنچا دینا۔

تَطَيَّرْنَا : بڑے بڑے دکھ دیکھے ہیں۔ تمہارے سبب سے۔ واقعی جب نبی آئے۔ طاعون قحط۔ ہیضہ اور ہر قسم کی بائیں آتی ہیں۔ اس میں ایک منشاء ایزدی ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ (انعام: ۴۳) یعنی شوقی بے باکی سے باز آکر خدا کے حضور گریہ و زاری کریں۔

أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَاسَاءِ وَالضَّرَاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَرَّعُونَ (اعراف: ۹۵)

اس سے ظاہر کا مشد بھی حل ہوتا ہے۔ جہاں انسان جاوے اسکے ساتھ چیل کوئے جاتے نظر آویں

تو یہ فتح مندی کا نشان ہے ۲۔ اسی طرح ہوا کا رخ ادھر ہو جدھر سے یہ جاوے تو یہ بھی کامیابی کا تغاؤل ہے

۳۔ جانور بیٹھ جاوے جس پر سوار ہوں (جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی حدیبیہ میں بیٹھ گئی) تو یہ

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

بھی اچھا نشان ہے۔

۲۸'۲۷ - قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَلَيْتَ قَوْمِي

يَعْلَمُونَ ﴿۲۸﴾ بِمَا غَفَرْتُ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ  
الْمُكَرَّمِينَ ﴿۲۹﴾

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ حضرت حق سبحانہ نے بذریعہ الہام جنت کی بشارت دی۔ لوگ کہتے ہیں اسے قتل کر دیا۔ قرآن مجید سے تو یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۹۱ء)

مومن اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے بعد الموت معاجزت میں داخل ہو جاتا ہے اور شریعہ تاریں جیسے فرمایا۔ قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَلَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿۲۸﴾ بِمَا غَفَرْتُ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكَرَّمِينَ ﴿۲۹﴾ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۳۴)

۳۱ - يَحْشَرُهُ عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ

إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۳۱﴾

يَسْتَهْزِءُونَ ۖ تمخیر کرتے ہیں۔ یہی معنی ٹھیک ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۹۱ء)

۳۲ - وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيِّتَةُ ۖ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا

مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿۳۲﴾

بندوں کو اللہ تعالیٰ سمجھانے کیلئے بہت سی مثالیں بیان فرماتا ہے۔ تمثیلوں سے بات خوب واضح ہو جاتی ہے۔

دنیا کی تمام مہذب قوموں کے لٹریچر میں یہ طرز پایا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں شہنوی مولانا رحمہ اللہ اس کی بہترین مثال ہے۔

الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ : یہ سمجھایا کہ اس ملک میں اخلاقی حالت - یک جہتی - امن عامہ سب کچھ مرچکا تھا۔

امن عامہ کا یہ حال تھا کہ ایک کتے کے بچے کے مرنے پر ہزاروں ہی کٹ کے مر گئے۔ بت پرستی جس کا لازمہ جھوٹے قصے ہیں کیونکہ بچاری اپنے اپنے بتوں کی فوقیت ثابت کرنے کیلئے عجیب عجیب فسانے تراش لیتے ہیں۔ جن ملکوں میں شرک ہوتا ہے۔ وہاں الہیات کا علم بالکل نہیں ہوتا۔ پہاڑوں پر ایسی حالت بہت پائی جاتی ہے۔ یورپ میں قطعاً بت پرستی ہی رہ گئی ہے۔

حضرت صاحب نے ایک موقع پر نہایت عمدہ نکتہ لکھا ہے کہ ان لوگوں نے نئی نئی ایجادیں کی ہیں یہاں تک کہ خدا بھی نیا ہی گھڑ لیا ہے۔

لوہتر نے لکھا ہے کہ بدکاری کر اور پیٹ بھر کر کر۔ کیا مسیح تیرے لئے کفارہ نہیں ہوا۔ ایک پٹھے لکے شخص سے میں نے پوچھا۔ ایک شخص ننگے سر و لکڑیاں ہاتھ میں لئے بھاگتا ہوا تمہاری کوٹھی کی طرف آئے اور کہے۔ آئی ایم گاڈ۔ آئی ایم گاڈ۔ تو تم اسے کیا کہو گے۔ اس نے کہا۔ کہ آپ گستاخی کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ پاگل ہی کہتے ہیں۔

غرض خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب زمین مردہ ہوتی ہے تو آسمان سے جو پانی برستا ہے اس سے وہ بقاعدہ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ السَّجْعِ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الْمَذْعِ (طارق، ۱۲، ۱۳) زندہ ہو ہی جاتی ہے۔ اور جو جو بیج بڑھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ وہ اس سے لگ پڑتے ہیں۔ اسی طرح آسمانی وحی کا پانی مردہ دلوں پر پڑ کر (جن میں استعداد ہو) انکو زندہ کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیہ ۱۰۳، ۱۰۴ نومبر ۱۹۹۱ء)

۳۷۔ سُبْحَنَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا

تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۷﴾

خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا، روئیدگی کے ساتھ اسکا ذکر کیا ہے۔ کہ اس کو کھا کر نسل بڑھتی ہے اس تمثیل میں سمجھا دیا ہے۔ جیسے بارش ہو تو کوئی روئیدگی کو روک نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ الہامی بارش جو ہوئی۔ تو اب اس کے نتیجہ سے ایک قوم پیدا ہونیوالی ہے۔ تم اسے روک نہیں سکتے۔

دور کیوں جاؤ۔ اس گاؤں میں بھی ایک شخص پر خدا کے فضل کی بارش ہوئی۔ اور پھر باوجود سخت مخالفت کے ایک قوم خدا کے دین پر چلنے والی پیدا ہو گئی۔ اور تم جو یہاں دو تین سو بیٹھے ہو۔ یہ اسی کا

ثبوت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۰ء)  
 مِمَّا لَا يَعْلَمُونَ، تمام نروادہ کا علم دنیا کو نہیں۔ پتھروں کے۔ درختوں کے۔ دونوں کے جوڑے  
 ہوتے ہیں۔ (تشیخ الاذیان جلد ۹ نمبر ۹ صفحہ ۲۷۶)

۳۹۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا، ذَٰلِكَ كَقَدِيرُ

الْعَزِيزِ الْعَلِيِّ ﴿۳۹﴾

لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا، گردش کی مقرر کردہ جگہ ایک طرف خط جدی۔ ایک طرف خط سرطان۔  
 (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ وَالْقَمَرَ كَدُزْنِهِ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ

الْقَدِيمِ ﴿۴۰﴾

اور چاند کیلئے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ آخر کار وہ چاند پرانی ٹہنی کی طرح ہوجاتا  
 ہے۔ (نور الدین طبع سوم ص ۱۱۵)

۴۱۔ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ

وَلَا النَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ، وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۴۱﴾

سورج کو تو طاقت نہیں کہ چاند کو دبوچ لے یا اس سے جا ملے۔ اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی  
 ہے۔ بلکہ یہ سب کے سب اپنے اپنے فلک میں تیرتے ہیں۔ (نور الدین طبع سوم ص ۱۱۵)

۴۲۔ وَآيَةٌ لَّهُمَّا أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمَا فِي الْفُلِكِ

الْمَشْحُونِ ﴿۴۲﴾

حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمَا، اب بھی جس کی اولاد سفر کے ذریعے ولایت پہنچتی

ہے وہ بڑا فخر کرتا ہے۔ (تشمید اللذان جلد ۸ نمبر ۹ ص ۴۷)

۴۴-۲۵۔ وَإِنْ نَشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيحَ لَهُمْ وَلَا هُمْ

يُنْقِذُونَ ۚ لَا رَحْمَةً مِنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ۚ

وَإِنْ نَشَأْ نُغْرِقْهُمْ : پیشگوئی فرماتا ہے کہ تم بھی اس زمین پر بصورت گستاخی و مقابلہ نبی  
عزق کر دئے جاؤ گے اور تمہارا کوئی فریاد رس نہ ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰۴، ۱ نومبر ۱۹۱۰ء)

۴۶۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ

وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۚ

مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ : جو عذاب تمہارے سامنے ہے۔

وَمَا خَلْفَكُمْ : جو عذاب پیچھے آنے والا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰۴، ۱ نومبر ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ ۖ قَالَ

الَّذِينَ كَفَرُوا الَّذِينَ آمَنُوا أَلْطَعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ

اللَّهُ أَطْعَمَهُ ۖ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِی ضَلٰی مُبِیْنٍ ۚ

قرآن کریم میں لباس اور مکان دینے کی تاکید نہیں آئی۔ جس قدر کھانا کھلانے کی آئی ہے۔ ان لوگوں  
کو خدا نے کافر کہا ہے جو بھوکے کو کہہ دیتے ہیں کہ میاں تم کو خدا ہی دے دیتا۔ اگر دینا منظور ہوتا۔  
قرآن کریم کے دل سورۃ یس میں ایسا لکھا ہے۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا الَّذِينَ آمَنُوا أَلْطَعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ  
اللَّهُ أَطْعَمَهُ ۖ اَجکل چونکہ قحط ہو رہا ہے۔ انسان اس نصیحت کو  
یاد رکھے اور دوسرے بھوکوں کی خبر لینے کو بقدر وسعت تیار رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے یتیموں  
مسکینوں اور پابند بلا کو کھانا دیتا ہے مگر صرف اللہ کیلئے دے۔ یہ تو جھوٹی کھانا ہے۔ روحانی کھانا  
ایمان کی باتیں۔ رضاء الہی۔ اور قرب کی باتیں۔ یہاں تک کہ مکملہ الہیہ تک پہنچا دیتا۔ اسی رنگ میں رنگیں

ہوتا ہے۔ وہ جسم کی غذا ہے۔ یہ روح کی غذا۔ (الحکم، ۱۰ نومبر ۱۸۹۹ء ص ۴)

۵۱۔ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ

يَرْجِعُونَ ﴿۱۰﴾

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً : نہ خود کچھ کر سکو گے۔ نہ کسی کو کہہ سکو گے کہ ہمارے بعد یوں انتقام کرنا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)  
بدر میں مارے گئے۔ نہ وصیت کر سکے۔ نہ لوٹ کر گھر جاسکے۔ (تشیذ اللذالان جلد ۸، ص ۹۷، ۴)

۵۲۔ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ

رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ ﴿۱۱﴾

نُفِخَ فِي الصُّورِ : جب ہمارا بگل بجے گا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۚ هَذَا

مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ﴿۱۲﴾

مِن مَّرْقَدِنَا : ہماری آرام کی جگہ۔ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کیا کفار کیلئے قبر آرام گاہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نسبتی امر ہے۔ آنے والے عذاب کے مقابل میں یہ عذاب قبر موجب آرام ہی تھا  
”بہوش بگیر تا برض راضی شود“

سے بھی یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۰۔ وَامْتَّازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿۱۳﴾

الْمُجْرِمُونَ : قطع تعلق کرنے والے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)



۶۱۔ اَلْمَآعَہْدَ اِلَیْکُمْ یَبْنِیْ اَدَمَ اَنْ لَا تَعْبُدُوا

الشَّیْطٰنَ، اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۶۱﴾

الشَّیْطٰنَ : خدا سے دور۔ ہلاک شدہ روہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدردقاویان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۲۔ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا ؕ اَفَلَمْ تَکُوْنُوْا

تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾

اَضَلَّ : ہلاک کر دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدردقاویان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۶۔ اَلْیَوْمَ نَخِیْمُ عَلٰی اَفْوَاهِہِمۡ وَتُکَلِّمُنَا اَیْدِیْہِمۡ

وَتَشْہَدُ اَرْجُلُہُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ﴿۶۶﴾

تُکَلِّمُنَا اَیْدِیْہِمۡ : طب پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بیماریاں صرف ہاتھ دیکھنے سے معلوم ہو جاتی ہیں۔ بعض بیماریاں پیچھے مڑ کر چلانے سے پتہ لگ سکتا ہے۔ یہ تو دنیا کا حال ہے۔ آخرت میں تو سب کچھ ظاہر ہو جائے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدردقاویان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۹۔ وَمَنْ نُّعَمِّرْہٗ نُنَکِّسْہٗ فِی الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا

یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۹﴾

نُعَمِّرْہٗ : خواہ بحیثیت قومی یا بحیثیت سلطنت یا بحیثیت عظمت۔

نُنَکِّسْہٗ فِی الْخَلْقِ : یہ قانون تمام اشیاء عالم میں ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدردقاویان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۰ء)

انسان بڑے بڑے ارادے کرتا ہے۔ بچپن سے نکل کر جب جوانی کے دن آتے ہیں اور جوں جوں اس

کے اعضاء نشوونما پا کر پھیلتے ہیں اور قوت مضبوط ہوتے ہیں۔ اس کے ارادے بھی مضبوط ہوتے جاتے ہیں

ایک بچہ رونے اور صند کرنے کے وقت ماں کی گود میں چلے جانے یا دودھ پی لینے سے یا تھوڑی سی شیشی یا کسی تماشہ کھیل سے خوش ہو سکتا ہے اور اس کے بہلانے کے واسطے بہت تھوڑی سی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے یا یوں کہو کہ ایک بچے کی خوشی اور خواہشات کا منزل مقصود بہت محدود ہوتا ہے۔ مگر جوں جوں وہ ترقی کرتا اور اس کے قوی مضبوط ہوتے جاتے ہیں توں توں اس کے ارادوں اور خواہشات کا میدان بھی وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ قرآن شریف کی اس آیت **أَوَلَمْ نَعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرُ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَاطْر: ۳۸** کا مصداق بن جاتا ہے۔ اس دور کا پہلا صبح اٹھارہ سال کی عمر ہوتی ہے۔ اس وقت انسان میں عجیب عجیب قسم کی امنگیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ انسان کے قوی مضبوطی اور استواری کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کے ارادے بھی بہت وسیع ہو جاتے ہیں۔ رسول کریمؐ نے ہر ناری کو جن میں یہ لڑکا بھی داخل ہے طولِ اہل اور ہوم و غوم سے ہناہ مانگنے کے واسطے حکم دیا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک چار کونہ شکل بنائی اور اس کے وسط میں ایک نقطہ بنا کر فرمایا کہ نقطہ انسان ہے اور دائرہ سے مراد اہل ہے۔ یعنی ان کو اہل احاطہ کئے ہوئے ہے پھر انسانی امانی اور آرزوئیں اس سے بھی باہر ہیں۔ یہ سچی بات ہے کہ انسان بڑے بڑے لیے ارادے کرتا ہے جو سیکڑوں برسوں میں بھی پورے نہیں ہو سکتے مگر اسکی اہل اسے ان ارادوں تک پہنچنے سے پہلے دبا لیتی ہے۔

(الحکم۔ ۱۰۔ ۱۹۔ ۵۔ ۶)

۷۱۔ لَيُنْذِرَ مَن كَانَ حَيًّا وَيَحِقُّ الْقَوْلُ عَلَىٰ

الْكُفْرَيْنِ ۝

يَحِقُّ الْقَوْلُ، فردِ جرم لگے (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰۶۳، نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۲۔ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ

مُخَضَّرُونَ ۝

لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ، وہ بت مشرکانِ مکہ کو کچھ مدد نہ دے سکے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰۶۳، نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۹- وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ، قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿۹۱﴾

مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ: کھو کھل ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔  
(نورالدین طبع سوم ص ۹۲)

۸۳- إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۹۲﴾

اس کی بات ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے کسی شے کا تو فرماتا ہے کہ ہو۔ پس وہ ہو جاتی ہے۔  
(نورالدین طبع سوم ص ۹۲)

## سُورَةُ الصَّفَاتِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۵۴۲۔ وَالصَّفَاتِ صَفًّا □ فَالزَّجَرَاتِ زَجْرًا □

فَالْتَلَيْتِ ذِكْرًا □ إِنَّ إِلَهُكُمْ لَوَاحِدٌ □

وَالصَّفَاتِ صَفًّا، اگر بڑے لائق لوگوں کی صفیں عمدہ صف باندھ کر عظیم الشان مذہب کی تحقیق میں بیٹھیں۔

فَالزَّجَرَاتِ زَجْرًا، وہ مجلس اتنی بڑی ہو کہ پولیس کا انتظام کرنا پڑے۔  
فَالْتَلَيْتِ ذِكْرًا، پھر اس میں بڑے بڑے لیکچرار اپنے اپنے مضمون پڑھیں۔  
إِنَّ إِلَهُكُمْ لَوَاحِدٌ، تو خلاصہ یہی نکلے گا۔ کہ اللہ ایک ہے۔ واقعہ میں مخلوق پرست کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی !

ایک بت پرست رئیس سے میری گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا۔ قدیم مذہب اچھا ہوتا ہے۔ میں نے کہا فرمائیے۔ رام چندر کس کی پرستش کرتے تھے۔ آخر چلتے چلتے وہ اس بات پر پہنچ گیا۔ کہ ایک خدا ہی !  
عیسائیوں سے بھی یہی سوال کیا ہے۔ کہ کنواری کا بیٹا جب دنیا میں نہیں آیا تھا تو کس کی پرستش لوگ کرتے تھے۔ تو ان کو ماننا پڑا ہے۔ اس واحد معبود حقیقی کی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰: ۱۱ نومبر ۱۹۹۱ء)  
وَالصَّفَاتِ صَفًّا، صفیں باندھ لی جائیں۔ لیکچرار لیکچر دیں۔ پولیس کا انتظام بھی ہو تو یہ ثابت ہو گا کہ اللہ ایک ہے۔ اس کو نمونہ جلسہ اعظم مذاہب میں ہے۔ (تشیید الاذنان جلد ۹، صفحہ ۴۷)

۶۔ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ □

رَبِّ الْمَشَارِقِ، شروق نور کے حصول کا نام ہے۔ تمام نوروں کا سرچشمہ وہی رب ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۱ء)

۱۱۱۔ اِنَّا زَيْنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا زِينَةً لِّلْكَوَاكِبِ ۚ  
وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ۚ لَا يَسْمَعُونَ اِلَى  
الْمَلَائِكَةِ اِلَّا اَعْلٰی وَ يَقْدِفُونَ مِّنْ كُلِّ جَانِبٍ ۚ دُحُورًا  
وَلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۚ اِلَّا مَن خَطِفَ الْخَطْفَةَ  
فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ ثَاقِبٌ ۝

ہم ہی نے خوشنما بنایا اس والے آسمان کو کواکب کی زینت سے اور محفوظ کر دیا ہم نے اُسے ہر ایک  
خدا سے دور یا ہلاک ہونے والے متکبر ضدی سے۔ مَلَائِكَةُ کی باتیں نہیں سن سکتے اور ہر جانب سے دھکیلے  
جاتے ہیں۔ دھتکارے جاتے اور ان کیلئے دائمی دُکھ دینے والا عذاب ہے۔ ہاں اگر کوئی بھکی مارے تو اس کے  
پیچھے لگتے ہیں شہابِ ثاقب۔ میٹھی ارز۔ الکایات (نور الدین طبع سوم ص ۲)

شَیْطَانٍ مَّارِدٍ: ایک مخلوق ہے جو ناپاک اور مخلوق سے دور رہتی ہے۔ عرب سے کاہن کہتے ہیں۔  
شانہ بین بھی انہی میں داخل ہیں۔ وہ انبیاء کی اتباع نہیں کرتے اور غیب کی باتوں کی وہ میں لگے رہتے ہیں  
لَا يَسْمَعُونَ اِلَى الْمَلَائِكَةِ اِلَّا اَعْلٰی: جبرائیل اور اس کے قرب والے ملائکہ تک انکی رسائی  
نہیں۔ اگر وہ زمین کے ملائکہ یا ادھر ادھر سے کچھ اڑا لیتے ہیں۔ کچھ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔  
شِهَابٌ ثَاقِبٌ: چمکتا ہوا شعلہ پڑتا ہے اور وہ جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۱ء)

الْمَلَائِكَةُ اَعْلٰی: جناب الہی کا اہام اولاً جن کو پہنچتا ہے۔  
(تشیذ الما ذیان جلد ۸، ص ۴۴)

۲۳۲۔ اُحْشِرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوا وَاَذْوَا جَهُمْ وَاَمَّا

كَانُوا يَعْبُدُونَ ۚ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَاَلَمَدُ وَاَمَّا اِلٰی

## صِرَاطُ الْجَحِيمِ ﴿۲۲﴾

ازواج جمع زوج کی اور زوج کے معنی ہیں۔ ساتھی (الْأَزْوَاجُ، الْقَدَرَاءُ) یعنی ازواج بمعنی ساتھی کے ہیں..... ہر جگہ ازواج کے معنی ساتھ والے کے ہیں۔ مطلب آیت کا نہایت صاف ہے۔ کہ بڑے بڑے ظالم بدکار اور انکی جنس کے سنگی ساتھی سب کو دوزخ میں لے جاؤ۔  
(فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم ۱۳۳۲-۱۳۵)

## ۳۸۔ بَلَجَاءِ بِالْحَقِّ وَصَدَقَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۳۸﴾

وَصَدَقَ الْمُرْسَلِينَ، قرآن شریف نے تمام رسولوں کی تصدیق کی۔ جو صدائیں انہوں نے مختلف زمانوں میں پیش کیں۔ وہ سب قرآن مجید میں موجود ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بد رقاویاں ۱۰۶۳، نومبر ۱۹۱۰ء)

## ۶۶۔ طَلَعَهَا كَأَنَّه رُءُوسُ الشَّيْطَانِ ﴿۶۶﴾

رُءُوسُ الشَّيْطَانِ، سانپوں کے سر (ضمیمہ اخبار بد رقاویاں ۱۰۶۳، نومبر ۱۹۱۰ء)

## ۸۵، ۸۶۔ وَاتَّ مِنْ شَيْعَتِهِ لَا يَزِيهِمْ ﴿۸۵﴾ اِذْ جَاءَ

## رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿۸۶﴾

انبیاء پہلے تمام اسباب کو اپنی حالت و وسعت کے مطابق جمع کرتے ہیں پھر خدا کو پکارتے ہیں کیونکہ اسباب کا جمع کرنا بھی خدا کے قانون کی فرماں برداری ہے۔ تدبیر کے معنی ہیں۔ آخر کو دیکھنا۔  
توکل کے معنی ہیں۔ جو چیز ہم نہیں پہنچ سکی۔ اس کے لئے جناب الہی میں التجاء اور اسکی ذات پر بھروسہ  
وَمِنْ شَيْعَتِهِ، نوح کی اتباع میں سے۔  
بِقَلْبٍ سَلِيمٍ، دل ہو جو طبع۔ حسد۔ شہوت کے خیال اور اس کے لوازمات جہالت۔ سستی  
فضولی۔ غضب۔ اس قسم کی بدیوں سے پاک اور اپنے مولیٰ کا فرماں بردار ہو۔

(ضمیمہ اخبار بد رقاویاں ۱۰۶۳، نومبر ۱۹۱۰ء)

خدا تعالیٰ مخفی در مخفی ارادوں اور نیتوں کو جانتا ہے۔ اس کے حضور نفاق کام نہیں آسکتا۔ بلکہ مَنْ



جَاءَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ۔ کام آتا ہے۔ سلامتی ہو۔ انکار نہ ہو۔ خدا کی سچی محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی اور خیر خواہی ہو۔ امر بالمعروف کرنے والا ہو اور ناہی عن المنکر ہو۔ بدی کا دشمن۔ راست بازوں کا محب ہو۔ خدا تعالیٰ سے غافل اور بے پرواہ نہ ہو۔ یہ مشاہد اسلام ہے۔ (الحکم ۳، مارچ ۱۸۹۹ء ص ۵۴-۵۵)  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام ابراہیم بھی تھا۔ جس کی تعریف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى اور وہی ابراہیم جو جَاءَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ کا مصداق تھا۔ اس نے سچی تعظیم امر الہی کی کر کے دکھائی۔ اس کا نتیجہ کیا دیکھا۔ دنیا کا امام ٹھہرا۔ (الحکم ۳، مارچ ۱۹۰۳ء ص ۵۴)

## ۸۸۔ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۸۸﴾

فَمَا ظَنُّكُمْ: چود چوری جی کرتا ہے کہ اس کو خدا کی صفت رزاقیت پر ایمان نہیں ہوتا۔ زانی نہیں سمجھتا کہ اللہ پاک بیباں دے سکتا ہے۔ اسی لئے فرمایا ذِكْرُ ظَنُّكُمْ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْذَلُكُمْ (حکم السجود: ۲۲) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

## ۹۰، ۸۹۔ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ﴿۸۹﴾ فَقَالَ اِنِّي سَقِيمٌ ﴿۹۰﴾

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ: انہوں نے وقت کی طرف توجہ دلائی۔ اب بھی مہذب ملک میں دستور ہے کہ کسی کو رخصت کرتا ہو یا خود جانا ہو تو اپنی گھڑی دیکھ لیتے ہیں۔ اِنِّي سَقِيمٌ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کَانَ صِدْقًا نَبِيًّا وہ بڑا راست باز تھا۔ ادھر حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں۔ میں بیمار ہوں میری طبیعت ناساز ہے۔ پس وہ اپنے قول میں پتے پتے تھے۔ اپنی کمزوری اور کسی اندرونی سقم کو انسان خود ہی سمجھتا ہے۔ اللہ کے بندے باوجود ناسازی طبع بھی تبلیغ کے جوش میں نکل آتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء نیز تحفۃ الاذان جلد ۸، ص ۹۷)

## ۹۹۔ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ اِلَّا سَفَلِينَ ﴿۹۹﴾

فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا: صرف ارادہ کیا ہے (یہ بات یاد رکھو) مگر خدا نے یہ ارادہ چلنے نہ دیا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

## ۱۰۳۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَئِي رَئِي اَزِي فِي

# الْمَنَامِ اِنِّي اَذْبَحُكَ فَاَنْظُرْ مَاذَا تَرَى . قَالَ يَابِتْ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ الصّٰبِرِيْنَ

اَرَى فِي الْمَنَامِ : کوئی شخص دیکھے کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہوں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ دُنبہ ذبح کر دے۔ عالم رؤیا میں بیٹا کبش ہوتا ہے اور کبش بیٹا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے اور ضعیف تھے۔ ۹۹ برس کی عمر تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اولاد صالح عنایت کی۔ اسمعیلؑ جیسی اولاد عطا کی۔ جب اسمعیلؑ جوان ہوئے تو حکم ہوا کہ ان کو قربانی میں دے دو۔ اب حضرت ابراہیمؑ کی قربانی دیکھو۔ زمانہ اور عمر وہ کہ ۹۹ تک پہنچ گئی۔ اس بڑھاپے میں آئندہ اولاد ہونے کی کیا توقع۔ اور وہ طاقتیں کہاں؟ مگر اس حکم پر ابراہیمؑ نے اپنی ساری طاقتیں۔ ساری امتیادیں اور تمام ارادے قربان کر دیئے۔ ایک طرف حکم ہوا۔ اور مقابلے کو قربان کرنے کا ارادہ کر لیا پھر بیٹا بھی ایسا سعید بیٹا تھا۔ کہ جب ابراہیمؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنِّي اَرَى فِي الْمَنَامِ اِنِّي اَذْبَحُكَ تو وہ بلا چون و چرا یونہی بولا۔ کہ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ اباجلدی کر دو۔ ورنہ وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ خواب کی بات ہے۔ اس کی تعبیر ہو سکتی ہے۔ مگر نہیں۔ کہا۔ پھر کر ہی لیجئے۔ غرض باپ بیٹا نے فرماں برداری دکھائی کہ کوئی عزت۔ کوئی آرام۔ کوئی دولت اور کوئی امید باقی نہ رکھی۔ یہ آج کی ہماری قربانیاں اسی پاک قربانی کا نمونہ ہیں۔ مگر دیکھو اس میں اور ان میں کیا فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ اور اس کے بیٹے کو کیا جزا دی۔ اولاد میں ہزاروں بادشاہ اور انبیاء پیدا کئے۔ وہ زمانہ عطا کیا جس کی انتہاء نہیں۔ خلفاء ہوں تو وہ بھی ملتِ ابراہیمی میں سارے نواب اور خلفاء الہی دین کے قیامت تک اسی گھرنے میں ہونے والے ہیں۔ (الحکم، مارچ ۱۹۰۳ء ص ۷)

یہ دن (عید الاضحیٰ) بھی ایک عظیم الشان متقی کی یادگار ہے۔ اس کا نام ابراہیمؑ تھا۔ اس کے پاس بہت سے مولیٰ تھے۔ بہت سے غلام تھے اور بڑھاپے کا ایک ہی بیٹا تھا۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ الْمَسْكُو

قَالَ يُبْنِيَّ اِنِّي اَرَى فِي الْمَنَامِ اِنِّي اَذْبَحُكَ - فَاَنْظُرْ مَاذَا تَدَى - سو برس کے قریب کا بڑھا۔ ایک ہی بیٹا۔ اپنی ساری عزت۔ ناموسی۔ مال۔ جاہ و جلال اور امیدیں اسی کے ساتھ وابستہ۔ دیکھو متقی کا کیا کام ہے۔ اس اچھے چلتے پھرتے جوان بڑکے سے کہا۔ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کروں بیٹا بھی کیسا فرماں بردار بیٹا ہے۔ قَالَ يَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ - سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ - اباجی۔ وہ کام ضرور کرو جس کا حکم جناب الہی سے ہوا۔ میں بفضلہ تعالیٰ صبر کے ساتھ اسے برداشت کروں گا۔ یہ ہے تقویٰ کی حقیقت۔ یہ ہے قربانی۔ قربانی بھی کیسی قربانی کہ اس ایک ہی قربانی میں سب نامول۔ امیدوں ناموریوں کی قربانی کی گئی۔

جو اللہ کیلئے انشراح صدر سے ایسی قربانیاں کرتے ہیں۔ اللہ بھی ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ اس کے بدلے ابراہیمؑ کو اتنی اولاد دی گئی کہ مردم شماریاں ہوئی ہیں مگر پھر بھی ابراہیمؑ کی اولاد کی صحیح تعداد کی دریافت سے مستثنیٰ ہے۔ کیا کیا برکتیں اس مسلم پر ہوئیں۔ کیا کیا انعام الہی اس پر ہوئے کہ گننے میں نہیں آسکتے۔ ہماری سرکار خاتم الانبیاء سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی ابراہیمؑ کی اولاد سے ہوئے پھر اس دین کی حفاظت کیلئے خلفاء کا وعدہ کیا۔ کہ انہیں طاقتیں بخشے گا اور ان کو مشکلات اور خوفوں میں امن عطا کرے گا۔ یہ کمائی کے طور پر نہیں۔ یہ زمانہ موجود۔ یہ مکان موجود۔ قادیان کی بستی موجود۔ ملک کی حالت موجود ہے۔ کس چیز نے ایسی سردی میں نہیں دود دور سے یہاں اس مسجد میں جمع کر دیا۔ سنو! اسی دستِ قدرت نے جو متقیوں کو اعزاز دینے والا ہوتا ہے۔ اس سے پہلے پچیس برس پر نگاہ کرو۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ کون ایسی سردیوں میں اس گاؤں کی طرف سیفر کرنے کو تیار تھا؟ پس تم میں سے ہر فرد بشر اسکی قدرت نمائی کا ایک نمونہ ہے۔ ایک ثبوت ہے۔ کہ وہ متقی کیلئے وہ کچھ کرتا ہے جو کسی کے سان و گمان میں بھی نہیں ہو! یہ باتیں ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتیں۔ یہ قربانیوں پر موقوف ہیں۔ ان سان عجیب خوابیں اور کشوف دیکھ لیتا ہے۔ الہام بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ نصرت حاصل نہیں کر سکتا۔ جس آدمی کی یہ حالت ہو وہ خوب غور کر کے دیکھے۔ کہ اس کی عمل زندگی کس قسم کی تھی۔ آیا وہ ان انعامات کے قابل ہے یا نہیں۔ یہ مبارک وجود نمونہ ہے۔ اسے جو کچھ ملا۔ ان قربانیوں کا نتیجہ ہے جو اس نے خداوند کے حضور گزاریں۔ جو شخص قربانی نہیں کرتا۔ جیسی کہ ابراہیمؑ نے کی اور جو شخص اپنی خواہشوں کو خدا کی رضا کیلئے نہیں چھوڑتا۔ تو خدا بھی اس کیلئے پسند نہیں کرتا۔ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کیسے دشمن موجود تھے۔ مگر وہ خدا جس نے اِنَّا لَتَنْصُرُنَّ الْمَدِيْنَةَ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فرمایا۔ اس نے سب پر فتح دی۔ صلح حدیبیہ میں ایک شخص نے آکر کہا کہ تم اپنے بھائیوں کا جتھانہ

نہ چھوڑو۔ ایک ہی حملہ میں یہ سب تمہارے پاس بیٹھنے والے بھاگ جائیں گے۔ اس پر صحابہؓ سے ایک خطرناک آواز سنی اور وہ ہٹکا بٹکارہ گیا۔ یہ حضرت نبی کریمؐ کے اللہ کے حضور بار بار جان قربان کرنے کا نتیجہ تھا کہ ایسے جان نثار مرید ملے۔ اور جواب پ بنتے تھے۔ جو تجربہ کار تھے۔ ہر طرح کی تدبیریں جانتے۔ ان سب کے منصوبے غلط ہو گئے۔ اور وہ خدا کے حضور قربانی کرنے والا متقی نہ صرف خود کامیاب ہوا بلکہ خلفاء راشدین کیلئے بھی وعدہ لے لیا

( بدر ۲۳، جنوری ۱۹۰۸ء ص ۸-۹ )

بخاری شریف جو قرآن مجید کے بعد دنیا کی تمام کتابوں سے زیادہ صحیح اور زیادہ واجب التعظیم ہے۔ اس میں ایک حدیث آئی ہے۔ اس کو نقل کرتا ہوں۔

حدیث، قَالَ أَبُو مُوسَى عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَبِيتُ فِي الْمَنَامِ إِنِّي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْأَرْضِ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلَى إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرَ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يُشْرَبُ۔

(ترجمہ) ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کر رہا ہوں مکہ سے ایک زمین کی طرف جس میں کھجوروں کے باغ ہیں۔ پس گیا میرا اجتہاد اس بات کی طرف کہ وہ جگہ یامہ نام مقام ہے یا ہجر نام گاؤں ہے۔ مگر آخر معلوم ہوا کہ وہ مدینہ تھا۔

اب دیکھئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھی اور جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کا فقرہ ہے ویسا ہی آپؐ کا ہے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں کہ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ اور ایسا ہی فقرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَهَاجِرُ لِعَنِي مجھے خواب میں ارشاد ہوا کہ میں ہجرت کروں اور جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کی خواب وحی الہی اور لمر الہی تھی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب بھی وحی الہی تھی۔ اور اس میں ہجرت کا حکم تھا جیسا کہ دوسرے مقام پر بخاری شریف میں آتا ہے اُمِّدَ بِالْهَجْرَةِ لِعَنِي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا تھا۔ سو صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کی وحی کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس وحی میں ہجرت کا حکم تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہاد ہی غلطی لگی اور آپؐ نے مدینہ طیبہ کی جگہ یامہ اور ہجر نام مقام سمجھ لیا۔ اب ناظرین ہی انصاف سے دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ دکھائی گئی لیکن آپؐ نے اجتہاد میں غلطی سے بجائے مدینہ طیبہ کے یامہ اور ہجر خیال کیا۔ مگر جب ہجرت

ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اجتہاد واقعہ کے لحاظ سے غلط ثابت ہوا۔

(بدر ۲۲، نومبر ۱۹۱۰ء ص ۶)

۱۰۴ تا ۱۰۶۔ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهِ لِلْجَبِينِ ۝

نَادَيْتُهُ أَنْ يَا بَرَاهِيمُ ۝ قَدْ صَدَقْتَ الرُّءْيَا

إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝

جب وہ دونوں خدا تعالیٰ کے حکم پر راضی ہو گئے اور ابراہیمؑ نے اسے منہ کے بل زمین پر لٹایا۔ ہم نے آواز دی۔ اے ابراہیم۔ تو نے اپنی رؤیا کو سچا کر دکھایا۔ ہم محسنوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔  
(نور الدین طبع سوم ص ۱۷۱)

صَدَقْتَ الرُّءْيَا : سیرا (شام) جانب شمالی عرب (جس میں بیت المقدس فلسطین ہے) کے ملک میں انسانی قربانی کا رواج تھا چنانچہ مسیحی تعلیم کی جڑ بھی یہی ہے۔ اسی بنا پر وہ خدا کے اکلوتے بیٹے کی قربانی پر ایمان لاتے ہیں۔ ہند میں بلیدان کا رواج تھا۔ جسے پور میں اب بھی اس جگہ رند بکرا ذبح ہوتا ہے۔

حضرت حق سبحانہ نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک رؤیا دکھائی۔ کہ وہ اپنا بیٹا ذبح کرتے ہیں۔ اسکا اعلان کیا۔ اس پر تیار ہو گئے۔ پھر بیٹے کی جگہ حسب تفہیم الہی بکرا ذبح کیا۔ اور یہ سمجھایا کہ اس کی اصل یہ ہے کہ خدا کا مکالمہ پہلے ایسے رنگ میں ہوا کہ لوگ سمجھ نہیں سکے کہ بیٹے کی قربانی سے کیا مراد ہے۔ اور اس طرح پر اس بدرسم کا ایک راستباز کے عمل سے قلع قمع ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰۶۳، نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۰۷ تا ۱۱۲۔ إِنَّ هَذَا الْمَوَابِلُ الْمُبِينِ ۝ وَفَدَيْنَهُ

بِذَبْحٍ عَظِيمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَامٌ

عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّهُمْ مِنْ

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝



یہ بڑا بھاری امتحان اور انعام ہے اور ہم نے اس کے عوض میں ایک بڑی قربانی کو فدیہ دیا۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں میں اس کا ذکر خیر باقی رکھا۔ ابراہیم پر سلامتی۔ ہم اسی طرح محسنوں کو بدلہ دیا کرتے وہ ہمارے بندوں سے تھا.... قرآن.... سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا کہ وہ بیٹے کو ذبح کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ ذبح کر دیا۔ جیسے قرآنی لفظ اِنِّیْ اَرِیْ فِی الْمَنَامِ اِنِّیْ اَذْبَحُکَ گواہی دیتا ہے۔ اس قابلِ قدر عرفان سے بھرے ہوئے واقعہ پر اعتراض بجز سیاہ دل۔ کور باطن حقیقت نا آشنا۔ کے اور کون کر سکا ہے۔ سنو! ابراہیم علیہ السلام کی عمر اس وقت ننانوے برس کی تھی۔ اور اسمعیلؑ اس کے اکلوتے بیٹے کی ۱۳ برس کی۔ اتنے عمر کے باپ کو آئندہ اور اولاد کی امید کہاں۔ اور بیٹے کی امیدیں اور امنگیں مرنے کے بعد کہاں۔ باپ کا اپنے خواب کے خیال کو اظہار کرنا اور بیٹے کا یہ کہہ دینا اَفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سچی الہی محبت کا نشان ہے۔ جس کی قدر بدول زندہ دل کے کون کر سکتا ہے۔ اس بات کو ہم قربانی کے مسئلہ میں کسی قدر تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا صفحہ ۵۵ میں ہے۔ کنعانیوں میں جو قدیم باشندے فلسطین کے تھے انسانی قربانی کا رواج تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جوان میں ملنے ہوئے بزرگ اور ذی رعب تھے۔ باہم جاہ و حشمت بیٹے کی قربانی پر بائیں کہ بیٹا بھی راضی ہو چکا تھا۔ مینڈھا ذبح کر دیا اور اس طریق سے انسانی قربانی کی بجائے حیوانی قربانی قائم کر دی۔ اور اب تک گویا کروڑوں جانوں کو بچا لیا۔ بَارَكَ اللهُ عَلَيْكَ يَا اِبْرَاهِيْمَ۔ (نور الدین ایڈیشن اول ص ۱۸۲)

۱۱۳، ۱۱۴۔ وَبَشِّرْهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ □

وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ  
وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ □

وَبَشِّرْهُ بِإِسْحَاقَ، یہ غلام حلیم کے علاوہ دوسرے بیٹے کی بشارت ہے۔  
بَارَكْنَا عَلَيْهِ، اس اولاد ابراہیم پر جس کا نام اسمعیل تھا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قلوبان ۱۰۳، نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۲۱۔ سَلَّمَ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ □

سَلَّمَ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ؛ اَلْسَلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ



الصَّالِحِينَ۔ التحیات میں ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰۴، ۱ نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۲۶۔ اَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿۳۶﴾

بَعْلًا: سورج کو بھی ایک دیوتا مانا گیا ہے۔ سورج کی سیکل کو بعل کہتے ہیں۔ چاند کو وہ لوگ مٹنٹ سمجھتے تھے اور سورج کو بذر کہہ لعل مرد کو کہتے ہیں۔

أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ: تمام اندازہ کرنیوالوں سے خوبیوں میں بڑھ کر۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰۴، ۱ نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۴۰ تا ۱۴۴۔ وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۳۷﴾ إِذْ أَبَقَ إِلَى

الْفُلِّ الْمَشْحُونِ ﴿۳۸﴾ فَسَاءَ مَا فَكَّرَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ﴿۳۹﴾

فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿۴۰﴾ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ

مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿۴۱﴾

صوفیوں نے لکھا ہے کہ یہ یونسؑ کا معراج ہے۔ نینوا ایک شہر تھا۔ ایک لاکھ بیس ہزار اسکی آبادی تھی۔ وہ دارالسلطنت تھا۔ حضرت یونسؑ وہاں بھیجے گئے۔ آپ نے وعظ کیا۔ لوگوں نے ممانعت کی تو حضرت یونسؑ نے کہا کہ تم پر عذاب آوے گا۔ جب وہ دن آئے تو ایسی کچھ بات نکلی کہ ان کے دل میں خدا کی صفت رحمانیت کا جوش آگیا تو وہ سمجھے۔ ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ عذاب ٹال دے۔ اس لئے وہ علیحدہ ہو گئے۔ لوہر لوگوں نے عذاب کے نشان دیکھتے ہی تضرع و زاری شروع کر دی اور وہ عذاب ٹال دیا گیا۔

جب حضرت یونسؑ نے سنا کہ عذاب نہیں آیا تو وہ لوگوں سے بھاگے۔ کہ خواہ مخواہ خدائے کریم کی مصالح و غریب نوازیوں سے ناواقف لوگ اعتراض کریں گے۔

أَبَقَ: جو غلام بغیر رضامندی اپنے آقا کے نکل جاوے۔ اسے اباق کہتے ہیں۔

فَسَاءَ مَا فَكَّرَ: قمر نہ کس طرح ذرا۔ یہاں نے قرآن و حدیث میں نہیں پڑھا۔

فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ: حدیثوں سے تو نہیں مگر تفاسیر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کی ایڑی

کو منہ میں لیا۔

مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَعْنَى لَا إِلَهَ إِلَّا سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٧﴾  
کہنے والے۔

”تیرنے والوں سے بھی“ معنے کئے گئے مگر میں ان معنوں کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ دوسرے موقع پر اس کی تصریح میں فرمایا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ پڑھتے تھے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۴۷۔ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَقْطِئِينَ ﴿١٤٨﴾

يَقْطِئِينَ : ایسے درخت کو کہتے ہیں جس کا پھل بڑا ہو اور بیل سُست ۔ پیٹھا کدو تر بوڑ  
سب کو یقظین کہتے ہیں۔ دریا کے کناروں پر ایسی بیلیں لوگ لگا دیتے ہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۴۸۔ وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ﴿١٤٩﴾

أَوْ يَزِيدُونَ : بلکہ زیادہ۔ بہر حال لاکھ سے کم نہ تھے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۴۹۔ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ﴿١٥٠﴾

وَهُمْ شَاهِدُونَ : بہت سے کم عقل لوگ ابتداء خلق پر انکل بازی سے بحث کرتے رہتے  
ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ اس قسم کے مباحث ٹھیک نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۵۰۔ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿١٥١﴾

مَا لَكُمْ : اس پر قہ ہے۔ کہ آدمی خوب تامل کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۰ء)

## سُورَةُ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۳۲- ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ □ بَلِ الَّذِينَ

كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ □

ص : اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

ذی الذکر : یہ فطرت ہے کہ انسان بلند پروازی چاہتا ہے۔ شرافت والے تاریخی آدمی تم بن جاؤ گے۔

شِقَاقٍ : رسول سے ہٹ جانے کی راہ (ضمیمہ اخبار بد رقاویاں ۳، ۱۰، ۱۱، نومبر ۱۹۱۰ء)  
ص : صادق

ذی الذکر : فطرت کو جگانے۔ بھولی ہوئی باتیں یاد دلانے کیلئے قرآن آیا۔ مسئلہ تثلیث و کفارہ۔ بت پرستی انسان کی فطرت میں ہرگز نہیں۔ (تشحید الاذمان جلد ۱ ص ۲۷۷)

۴- كَذَّابُنَا وَمَنْ أَغْلَىٰ نَفْسًا

وَلَا تَحِثُّ مَنَاصٍ □

فَنَادَا : پس چلا اٹھے (ضمیمہ اخبار بد رقاویاں ۳، ۱۰، ۱۱، نومبر ۱۹۱۰ء)

۵- وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ وَقَالَ

الْكَافِرُونَ هَذَا شَجَرٌ كَذَبٌ □

مُنْذِرٌ مِنْهُمْ، حالانکہ ان کے حکماء، علماء اور مقتضیٰ پولیس میں وبادشاہ انہی سے ہوتے ہیں۔ پس رسول کا انہی میں سے آنا فطرت کے خلاف نہیں۔  
(تشمیذ الاذمان جلد ۸، ص ۹۷)

۴۔ اَجْعَلِ الْاِلَهَةَ الْهَادِیَّةً اِحْدَاثًا هَذَا الشَّیْءُ

عُجَابٌ □

دیکھو اس نے متعدد معبودوں کو ایک ہی معبود بنا ڈالا۔ یہ تو اچنبھے کی بات ہے۔

(تصدیق برائیں احمدیہ ص ۳۲۲)

بعض لوگوں نے قرآن مجید کی زبان پر اعتراض کیا کہ اِنَّ هَذَا الشَّیْءُ اور کُبَّاراً اور هُذُوّاً یہ خلاف محاورہ اور غیر فصیح الفاظ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے کسی زبان دان بڑے کو بلاؤ چنانچہ ایک کو مجلس نبوی میں لائے۔ آپ نے اسے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ جب بیٹھا تو فرمایا: ذرا اٹھنا۔ پھر بیٹھا تو پھر فرمایا: ذرا آپ اٹھ کر اس طرف تشریف رکھ لیں۔ جب وہ اس طرف بیٹھا تو پھر آپ نے فرمایا: آپ ذرا یہاں سے اٹھئے اور ادھر آجائیے تو وہ جھنجھلا کر بول اٹھا: یا محمد اَتَّخِذُنِیْ هُذُوّاً وَاَنَا شَیْخٌ کُبَّارٌ۔ اِنَّ هَذَا الشَّیْءَ عُجَابٌ۔ اے محمد کیا تو مجھے خفیف بنانا چاہتا ہے حالانکہ میں ایک بڑھا۔ بڑی عمر کا آدمی ہوں۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اس طرح پر وہ تینوں الفاظ اس زبان دان تجربہ کار۔ فصیح و بلیغ بڑھے کے منہ سے نکل گئے۔ اور معترضین نادم ہو کر دم بخود رہ گئے۔  
(تشمیذ الاذمان جلد ۷، ص ۸۵)

۵۔ وَاَنْطَلَقَ الْمَلَا مِنْهُمْ اِنْ اَمْسُوا وَاَصْبِرُوا عَلٰی

اِلَهٰتِكُمْ اِنَّ هَذَا الشَّیْءَ یُرَادُ □

اَنْطَلَقَ: بول اٹھے

لَشَّیْءٍ یُّرَادُ: کچھ اعتراض ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

اور ان کے برابر یہ کہتے ہوئے (انہیں) چلے کہ چلو اپنے معبودوں پر پکے رہو کیونکہ یہ ایک بات

ہے جس کا منشاء کچھ اور ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۲۴)  
وَأَنْطَلَقَ الْمَلَأَ، بول اٹھے سردار (تشمید الاذیان جلد ۹ ص ۴۷۷)

۸۔ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَذَا  
إِلَّا اخْتِلَافٌ ۝

فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ، کسی دوسرے مذہب میں مجوسی عیسائی  
(تشمید الاذیان جلد ۸ ص ۴۷۷)  
ہم نے پچھلے دین میں یہ بات نہیں سنی۔ یہ تو کچھ من گھڑت سی معلوم ہوتی ہے  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۲۴)

۹۔ ءَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا، بَلْ هُمْ فِي  
شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِي، بَلْ لَّمَّا يَذُوقُوا عَذَابٌ ۝

ذِكْرٌ، یہ قابل ذکر ہو جائے گا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰، ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا  
فَلْيَرْتَقُوا فِي الْآسْبَابِ ۝

فَلْيَرْتَقُوا، کوئی شے بنا کر آسمان پر چڑھیں اور نصرت کو روکیں۔ اپنے آپ کو پچھانسی دیدیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰، ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ جُنْدٌ مَّا هُنَا لَكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْآخِرَابِ ۝

جُنْدٌ، جُھنڈ۔ دشمن ایک بڑا گروہ ہوں گے۔ یہ ایک پیشگوئی ہے۔  
هُنَالِكَ، مدینہ منورہ کی طرف اشارہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰، ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْذُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ، احزاب (جماعتیں) احزاب کے بڑے  
 بڑے لشکر اس جگہ شکست کھا جائیں گے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بدلہ لینے والی جماعتیں ہیں۔ عنقریب  
 یہ سب لوگ شکست دیئے جائیں گے اور بھاگ نکلیں گے (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۹۶)  
 جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْذُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ، سورہ احزاب میں وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ  
 الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ (احزاب) یہ مکی آیت ہے  
 هُنَالِكَ سے اشارہ فرمایا۔ مکہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ (تشیخ الاذیان جلد ۸، ص ۹۷)

## ۱۶۔ وَمَا يَنْظُرُهُمْ إِلَّا صِخْرَةٌ وَاحِدَةٌ مَّا لَهَا

### مِنْ فَوَاقٍ ۝۱۶

مَا يَنْظُرُ، میں نے لوگوں کو بہت سمجھایا ہے کہ جب قوم محدود دائرہ میں ہوتی ہے۔ اور اس  
 کے سامان محدود ہوتے ہیں تو انکی زبان بھی محدود ہوتی ہے۔ جب ان کے تعلقات بڑھ جاتے ہیں اور  
 دوسری قوموں سے تعلقات بڑھتے ہیں تو وہ لفظ بھی وسیع ہو جاتے ہیں۔  
 فَوَاقٍ، ایک اونٹنی کو ڈوہ کر جب دوسری کو دوہتے ہیں اور تیسری کو۔ اور پھر اسی طرح کئی کو ڈوہ  
 کر جب پھر پہلی کو دوہنے لگے تو اس فاصلہ کو فَوَاقٍ کہتے ہیں۔ اسی طرح جب لڑائی میں ایک شخص مہلت  
 مانگتا ہے تو اس کو فَوَاقٍ کہتے ہیں۔ یہاں بھی عذاب کی مہلت کا ذکر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قلویان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۹۱ء)

## ۱۸۔ اِصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ

### ذَا الْأَيْدِ، إِنَّهُ آوَابٌ ۝۱۸

اِصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کبھی تنگ و ناموس پر  
 کبھی جان و مال پر۔ کبھی مال و اسباب پر۔ کبھی دین پر حملہ کرتے ہیں۔ اور ان حملات کیلئے بعض اوقات  
 مامور کڑھتے ہیں کہ کیوں ایسی شرارتیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تسکین فرماتا  
 ہے کہ تیرے پاس کلیں نہیں اور دلوڈ کے پاس تھیں۔ تیرے پاس فوج نہیں اور داوڈ کے پاس تھی۔ داوڈ



کی قوم اس سے ملی ہوئی تھی۔ تیری قوم تیرے ساتھ نہیں۔ داؤد کے پاس مال و اسباب اور بادشاہت تھی اور تیرے پاس نہیں۔ شریر لوگ جبکہ داؤد کا مقابلہ کر لیتے تھے تو تیرے جیسے انسان پر اگر حملہ کر لیں تو کیا بات ہے جس طرح داؤد عفو سے کام لیتے تھے۔ اسی طرح تم بھی عفو سے کام لو۔ داؤد کے زمانہ میں جس قدر ہولی لینڈ۔ اور شام کے پہاڑ تھے سب ان کے ماتحت تھے۔ یہاں تک کہ جو لوگ متنفر تھے وہ بھی ان کے حضور میں حاضر تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰۴۳، نومبر ۱۹۱۰ء)

قرآن کریم میں حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے **وَإِذْ كُنَّا عَبْدًا لِّدَاوُدَ** **ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَدَّابٌ** ..... یعنی یاد کرو ہمارے بندے داؤد کو بہت ہاتھوں والا (بڑا طاقت ور) وہ جناب الہی کی طرف توجہ کرنے والا ہے۔ اور ید کے معنی نصرت وغیرہ کے بھی ہیں۔ راغب میں ہے **يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ** (فتح: ۱۱) **أَيُّ نَصْرَتُهُ وَنِعْمَتُهُ وَقُوَّتُهُ** ید کے معنی ملک و تصرف کے بھی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **أَوْ يَغْفُوا الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ** (بقرہ: ۲۳۸) ان معنوں میں سے ہر ایک یہاں چپل ہو سکتا ہے اور عام انسانی بول چال میں بھی ہاتھ کا لفظ ان سب معنوں پر بولا جاتا ہے۔ (نور الدین طبع سوم ۲۰۳، ص ۲۰۴)

## ۲۰۔ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً، كُلُّ لَّهُ آوَابٌ ۝

طیّر: متنفر لوگ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰۴۳، نومبر ۱۹۱۰ء)

## ۲۱۔ وَشَدَّ ذُنَا مُلْكِهِ وَآتَيْنَهُ الْحِكْمَةَ وَفَضَّلَ

### الْخِطَابَ ۝

فَضَّلَ الْخِطَابَ: فیصلہ کر دینے والی بات۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰۴۳، نومبر ۱۹۱۰ء)

## ۲۲۔ وَهَلْ أَتَاكَ نَبُوءُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا

### الْمِحْرَابَ ۝

وَهَلْ أَتَاكَ : ان کے دشمن کی خبر بھی ہے ؟ کہ دشمن اس کے قلعہ اور فصیل پر بھی کود پڑے تمہارے پاس تو کوئی قلعہ اور فصیل بھی نہیں ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قلوبان ۳۰، ۱ نومبر ۱۹۱۰ء)

إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْدَابَ : فرماتا ہے میں ہمہ ساز و سامان حضرت داؤد پر دشمن نے حملہ کر دیا تھا۔ اور آپ کے پاس (اے نبی) کوئی قلعہ وغیرہ نہیں۔ اللہ حافظ ہے۔

(تشمیذ الالفاظ جلد ۸، ص ۹، ص ۴۷)

حضرت داؤد خلیفۃ اللہ کا مقابلہ بعض ناقابت اندیشوں نے کرنا چاہا۔ یہاں تک کہ وہ دیواریں چاند کر ان کے قلعہ میں گھس آئے۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ جن کو خلعتِ خلافت سے سرفراز فرماتا ہے۔ ان کو ایک خاص رعب و داب بھی دیتا ہے۔ اس لئے وہ داخل ہوتے ہی ایسے گہرائے کہ سوائے ایک جھوٹا قصہ تراشنے سے کچھ بن نہ آیا۔

چنانچہ قرآن کریم میں ذکر آیا۔ أَهْلَ أَتَاكَ نَبِؤُا الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْدَابَ إِذْ دَخَلُوا عَلَى دَاوُدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمِيْنَ بَعْضِ بَعْضِ عَلَى بَعْضِ (اور کیا ان دشمنوں کی خبر پہنچی۔ جب وہ محراب میں دیوار کود کر آئے۔ جب داؤد پر داخل ہوئے تو وہ ان سے ڈرا۔ انہوں نے کہا۔ نہ ڈر۔ دو دشمن ہیں۔ نیا دق کی ہے ایک نے دوسرے پر آخر یہ دشمن بھی لعنتی ہی بنے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ - ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ لعنتی ہوئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل سے داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر اس لئے کہ انہوں نے سرکشی کی اور حد سے بڑھتے تھے۔ (تشمیذ الالفاظ جلد ۶، ص ۱۱، ص ۴۳۳)

۲۳۔ إِذْ دَخَلُوا عَلَى دَاوُدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا

لَا تَخَفْ، خَصْمِيْنَ بَعْضِ بَعْضِ عَلَى بَعْضِ فَاَحْكَمْ

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تَشْطِطْ وَاحِدُنَا إِلَى سَوَاءِ الْقَوْمِ ط

إِذْ دَخَلُوا : ایک دفعہ دشمن حضرت داؤد پر اچانک کود پڑے۔ یہ بھی مستعد بیٹھے تھے جب ان دشمنوں نے دیکھا کہ یہ مستعد بیٹھے ہیں۔ تو کہنے لگے کہ حضور ہم ایک مقدمہ فیصلہ کرانے آئے ہیں۔ گہرا کے کہتے ہیں کہ آج ہی فیصلہ کر دیجئے۔ تاریخ کو بڑھائیے نہیں۔ جھگڑا یہ ہے کہ اسکی ستودہ نبیاں ہیں۔ دیکھو

کیسا جھوٹا مقدمہ بنالیا۔ لیکن انبیاء کیسے رحیم و کریم ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس نے ظلم کیا ہے کہ تمہاری ایک دُنیا کو مانگتا ہے۔ باوجودیکہ اس کے پاس ہیں۔

اب حضرت داؤدؑ کو فکر ہوا۔ کہ ہمارے ملک میں بڑا فتنہ ہے۔ یہاں تک کہ لوگ ہم پر بھی حملہ آور ہونے لگے۔ تب انہوں نے جناب الہی میں دعا کی۔ ہم نے حکم دیا۔ کہ داؤد تو کوئی اپنی کوششوں سے خلیفہ ہوا؟ ہم نے تجھ کو خلیفہ بنایا۔ اس سے بڑی نصیحت یہ نکلتی ہے کہ حوصلہ کرو اور دشمن کو حوالہ بخدا کرو۔ دعائیں کرو۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰۶۳، نومبر ۱۹۱۰ء)

۲۵۔ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ۔

وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْتَغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ وَظَنَّ

دَاوُدُ أَنَّمَا فَتْنُهُ فَأَسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَ

أَنَابَ ۝۱۵

سورۃ جن میں چند آیات کے معانی نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت داؤدؑ پر تہمت لگا دی ہے کہ انہوں نے ایک بی بی کے خاوند کو جنگ میں بھجوا کر مروادیا اور اسکی بی بی سے نکاح کر لیا۔ اور فرشتے انہیں سمجھانے آئے حالانکہ یہ بات ہے کہ وہ ملائکہ نہیں تھے بلکہ دشمن تھے۔ کہ دیواریں پھاند کر آپ کے مکان میں گھس آئے آپ بہت گھبرائے کہ ملک میں اناکرسٹوں کا غلبہ ہے اور وہ یہاں تک دلیر ہو گئے ہیں کہ شاہی خیموں میں کود کر آنے میں تامل نہیں کرتے۔

مگر معاشا ہی رعب ان پر غالب آگیا اور انہوں نے ایک جھوٹی بات بنائی۔ آپ نے نہایت متانت سے انہیں جواب دیا اور ظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتْنُهُ فَأَسْتَغْفَرَ رَبَّهُ کے یہ معنی ہیں کہ جب داؤد نے یقین کیا کہ رعایا میں بغاوت اور بد امنی کا زور ہے تو سمجھا کہ آخر کوئی کمزوری اور نقص ہے جس کی وجہ سے حکومت کے رعب و جلال میں فرق آ رہا ہے۔ اس لئے خدا سے حفاظت طلب کی۔ اور خدا کے حضور گر پڑے تو خدا نے آپکی حفاظت کی اور اپنے تسلی بخش کلام سے ممتاز فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ خلیفہ تو ہم نے تجھے بنایا۔ ان لوگوں کی شرارتوں کا کیا خوف اور کیوں پریشان ہوتے ہو؟ تم حق حق فیصلہ کرتے جاؤ اور عدل

والصاف پر قائم رہو۔ تہلہ ہی فتح ہوگا،  
 (تشیذالاذیان جلد ۸، ص ۸۶-۸۷)  
 اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا: افسوس مفسرین پر جنہوں نے حضرت داؤد کے بارے میں قصے لکھے حالانکہ  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انبیاء تو کجا مومن بھی دوسرے کے حق پر حملہ نہیں کرتے۔  
 اِنَّمَا فَتَنَّهٗ، یعنی ضرور مملکت میں کچھ نقص ہے جو دشمن کو جرأت ہوئی۔  
 (تشیذالاذیان جلد ۸، ص ۸۷)

۲۷۔ يٰۤاٰدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ  
 فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَاَلَّا تَتَّبِعَ الْهَوٰى  
 فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ  
 سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ يَّمَّا نَسُوْا يَوْمَ  
 الْحِسَابِ

اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً، جو خلیفہ بناتا ہے۔ اللہ ہی بناتا ہے۔ حتیٰ کہ باپ دادا کا خلیفہ جو اس  
 کی اولاد ہے وہ بھی اللہ چاہے تو بنائے ورنہ موت وغیرہ سے نہ بن سکے۔  
 (تشیذالاذیان جلد ۸، ص ۸۷)

۲۸، ۲۹۔ وَاٰمَنَّا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا  
 بِاٰتِلَآءِ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا، فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ  
 كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا  
 الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ، اَمْ نَجْعَلُ  
 الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ

”..... کہ حضرت داؤد کے دشمن ان کے قلعہ پر کود پڑے تھے۔ اور ان کے سامنے جھوٹا عذر یہ کر دیا

تھا۔ کہ ہمارا مقدمہ فیصلہ کر دیجئے۔ اس موقع پر لوگوں نے بڑی دور از کار باتیں بیان کی ہیں۔ حضرت داؤد کی زبانی خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی کی دُنبی ناجائز طور پر لے لینا جائز نہیں۔ پھر بھلا وہ قصے جو انکی نسبت مشہور ہیں۔ تو حضرت داؤد نبی کہاں ہو سکتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد ان کے جانشین کے پاس امراء آئے بعضوں نے کہا کہ ہم نے آپ کے باپ اور داؤد کے نانہ میں خدمات کی ہیں۔ آپ ہماری رعایات رکھیں۔ اس جانشین کے مصاحب بڑے گمبھیر تھے۔ انہوں نے کہا کہ اتفاق سے یہ اس وقت جمع ہو گئے ہیں۔ ان سب کو یہیں ختم کر دو۔ اس جانشین کا نام رجبعام تھا۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ ان سبھوں نے مل کر یعنی بنی اسرائیلی قوموں نے مل کر اسی رات بغاوت کی۔ پاک دوست سچی دعاؤں سے میسر آتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ پاک دوست سچی دعاؤں سے میسر آتے ہیں۔

وَمَا خَلَقْنَا: یہ خیال کہ بہت سی چیزیں بیکار ہیں۔ یہ کافروں کا گمان ہے نہ مومن کا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰۳، ۱ نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۰۔ کُتِبَ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّ بَرُّوْا آيَتِهِ

وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿۳۰﴾

لِيَدَّ بَرُّوْا، لوگ اپنے دماغ سے بڑے بڑے کام لیتے ہیں لیکن قرآن کریم میں تدبیر نہیں کر سکتے۔ حضرت داؤدؑ بڑے نہ تھے۔ اگر بڑے ہوتے تو ان کو سلیمانؑ جیسا بیٹا عطا نہ ہوتا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰۳، ۱ نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۳، ۳۴۔ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ

رَبِّي، حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۳﴾ رَدُّهَا عَلَيَّ،

فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ﴿۳۴﴾

حضرت سلیمانؑ کی نسبت بعض لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ آپ کی عصر کی نماز قضاء ہو گئی تو گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں کو تلوار سے اڑا دیا۔ یہ مجنونانہ فعل ایک نبی کی شان سے بعید ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ گھوڑوں کا معائنہ فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حُبِّ بھی دو قسم ہے۔ بعض حُبِّیں دکھ کا موجب ہوتی ہیں۔

جیسے عشق۔ مگر میری یہ حُب جو ان گھوڑوں سے ہے یہ پسندیدہ حُب ہے کیوں کہ ان سے میں اپنے مولے کو یاد کرتا ہوں حدیث شریف میں آیا ہے اَلْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ آپ خدا تعالیٰ کے فضل و احسان بیان کرنے میں مشغول رہے اتنے میں گھوڑے سامنے سے گزر گئے تو اذات بالِحجاب آپ نے فرمایا انہیں پھر واپس لاؤ۔ جب پھر گزرنے لگے تو آپ انکی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ گھوڑوں کو پیار کرنے کا یہی طریق ہے۔ اگر مسیح کے معنی تلوار مارنے ہی کے ہوں۔ تو پھر سب سے پہلے وضو کرنے والے ہی اپنی گردن کاٹ لیا کریں۔ (تشمیذ اللذبان جلد ۲، ص ۸۷)

جب ان کے سامنے پھیلے پہر گھوڑے پیش کئے گئے تو انہوں نے وعظ فرمایا کہ مجھ کو گھوڑوں کی محبت خدا کیلئے ہے۔ یہاں تک کہ سوار ان کو جو پھر رہے تھے وہ اتنی دور لے گئے۔ کہ نظروں سے غائب ہو گئے آپ نے حکم دیا کہ لوٹاؤ۔ ان گھوڑوں کو تھپکی دیتے تھے فَطَفِقَ مَسْحًا کے یہ معنی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قلاویان ۳، ۱۰، نومبر ۱۹۱۱ء)

عَنْ ذِكْرِ رَقِيٍّ: اللَّهُ كَيْلُ جِهَادٍ كَمَا سَامَانَ هُونِ كِي وَجْهٍ سَ كُھوڑوں سَ پیار کرتے ہیں۔

تَوَارِثُ بِالْعَجَابِ: معائنہ ہو رہا تھا سوار آگے نکل گئے۔ فرمایا۔ واپس لاؤ۔

فَطِيفِقْ مَسْحًا: جو لوگ اس کے معنی تلوار کرتے ہیں وہ وضو میں فَا مَسْحُوا بِرُؤُسِكُمْ

کی آیت کی تعمیل بھی اس طرح کریں کہ اپنے سر پہ تلوار چلا لیا کریں۔ (تشمیذ الاذیان جلد ۹، ص ۴۷۸)

۳۵'۳۶ - وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ

جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ۖ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا

لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٣١﴾

انکی کرسی پر وہ شخص قائم ہوا جس میں دینداری کی روح نہ تھی۔ (ضمیمہ اخبار بد رقایاں ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۹۱ء)

اَلْقَيْنَا عَلٰی كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا: مراد یہ ہے کہ آپ کا بیٹا نالائق تھا۔

هَبْ لِي مَلَكًا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي سَے مراد رضا و قرب الہی کا مقام ہے۔

(تشمیذ الاذمان جلد ۲، ص ۸۷)

لَا يَتَّبِعِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي، اپنے تقرب کا ملک دو۔ جو دوسرے کی وراثت میں نہیں آتا

انسان اپنے آپ میں ترقی کرے تو بڑی بات ہے۔ (تشمیذ الاذمان جلد ۸، ص ۴۸)



۳۸۴- فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً

حَيْثُ أَصَابَ ۝ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ۝

وَالشَّيَاطِينَ، دُور کا غوطہ لگانے والوں کو کہتے ہیں۔ شریر آدمی بھی قید ہو سکتے ہیں اور بزور بھی (تسحیذ الاذیان جلد ۹ ص ۴۸۸)

پس محنت کام میں لگادی سلیمان کے ہوا۔ نرم چلتی اس کے (اللہ کے) حکم سے جہاں پہنچنا چاہتا۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۶۲)

قرآن کریم میں حضرت سلیمان کے قصہ میں یہ الفاظ کس قدر وضاحت سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کا سفر بادی جہازوں کے ذریعہ ہوتا تھا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ ہم نے ہوا کو اس کے کام میں لگایا۔ وہ اس کے حالات اور مقاصد کے موافق چلتی تھی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے جہازوں کے سفر میں بادِ موافق چلا کرتی تھی۔ اور اس کے سفر میں کامیابی اور شاد کامی کو ہمراہ لئے ہوئے تھی۔ اور جیسا کہ آج کل یورپ کے سٹیمر باوجود قسم قسم کے بچاؤ کی تدابیر کے آئے دن سمندر کی خونخوار موجوں کا لقمہ تر بنتے ہیں۔ حضرت سلیمان کو اسکے خلاف تباہی پیش نہیں آئی (نور الدین طبع سوم ص ۱۶۱-۱۶۲)

۴۲- وَإِذْ كَرَّ عَبْدُنَا أَيُّوبُ مُرَادًا نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي

مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ۝

تین علم عبرت کیلئے لوگوں نے تصنیف کئے ہیں ان میں سے ایک علم تاریخ ہے۔ اس علم تاریخ کے لکھنے میں بھی مسلمانوں نے سب سے زیادہ کوشش کی ہے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے علم تاریخ میں یہ فرق ہے کہ عیسائی کسی واقعہ کو دیکھ کر اس کا سبب بھی خود تلاش کرتے ہیں حالانکہ ضرور نہیں کہ وہ اصل سبب اس واقعہ کا ہو۔ دوسرا نقص یہ ہے کہ وہ اپنے ملک پر سب کا قیاس کر لیتے ہیں حالانکہ ہر ملک میں کچھ نہ کچھ مبالغہ ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں یہ زیادہ ہے۔ اب وہاں بھی یہ نقص عام پیدا ہوا ہے کہ ناول کو بھی اصل واقعہ سمجھتے ہیں۔ ہمارے مؤرخین زیادہ تر شیعہ ہیں۔ شیعوں میں تقیہ جائز ہے۔ پھر اس تقیہ کی ان کو خوب مشق

ہے اور تیرے کے یہ اب تک شروع سے عادی ہیں۔ تیرے بازی کی اٹکل سیکھنی ہو تو ان سے سیکھے۔ وقائع نعمت خان کو دیکھو جس کا نمک کھایا ہے اسی کے حق میں کہیں نکالیاں ہیں۔

قاضی خان تو ہنسنا بھی جانتا ہے۔ اور تبرا بھی۔ مؤرخ جب شیعہ ہوتا ہے۔ تو وہ سنیوں کی خوب خبر لیتا ہے۔ تاریخوں میں بڑے عبرت کے مقام ہوتے ہیں۔ سینکڑوں جلدیں مطالعہ کر جاؤ۔ بعض اوقات سمجھنے میں بڑی مشکل ہوتی ہے۔ دوسرا حصہ جو بہت نیک حصہ تھا۔ میں نے علم حدیث میں حَدَّثَنَا مَالِكٌ۔ حَدَّثَنَا فُلَانٌ وغیرہ پڑھا۔ ہمارے یہاں بہت سے شخصوں نے اس کو چھوڑ کر مِنْ رَسُولِ اللَّهِ پڑھنا شروع کر دیا۔ اس سے مدعا یہ تھا کہ ان راویوں کی پرہیزگاری اور تقویٰ اور پاک نمونوں کی اتباع ہو جو اس سلسلہ اسناد میں بیان کئے جائیں لیکن ہمارے ملک میں اس قدر نہ اسنادوں کو فرصت ہے اور نہ شاگردوں کو۔ میں نے بعض اوقات بڑے بڑے اسنادوں سے دریافت کیا ہے کہ اسناد کے سلسلہ کی کتابوں میں سے پانچ مستند کتابوں کا صرف نام تو لے دو۔ تو نہ لے سکے۔

تیسری بات قرآن کریم۔ قرآن کریم میں بہت سے انبیاء کا ذکر موجود ہے۔ لوگ جھگڑے کرتے ہیں کہ خضر۔ آدم۔ لقمان بھی تھے یا نہ تھے۔ حالانکہ اس بحث کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس شخص کی باتیں جو قرآن کریم نے خوبی کے طور پر بیان کی ہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ ان باتوں پر عمل کریں۔

ایک شخص نے سورہ یوسف میں بیان کیا ہے۔ کہ عشق و حسن تو خدا تعالیٰ کو بھی پسند ہے۔ فَقَصَّ الْقَصَصَ میں قصص۔ ق کی زبر سے قصہ کی جمع نہیں ہے۔ جمع دراصل ق کی زیر سے ہے۔ سورہ یوسف میں دراصل بیان ہے۔ کہ ایک نوجوان آدمی گھر کی سردار عورت سے کس طرح برباد کرے۔ کس طرح صبر کرے۔ کس طرح سلوک کرے۔

قرآن کریم ہر موقع پر اس قسم کی نصائح بیان فرماتا ہے۔ مسلمانوں نے قرآن کریم کے بیانات کی تاریخ نہیں مچی حضرت ایوب کے قصہ میں خداوند تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خطرناک سفر سے اطلاع دی ہے۔

وَإِذْ كُنَّا عَبْدًا لَّيُوبَ ، يَدْعُوهُمَا بَدْعُ الْيُوبِ

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۷ نومبر ۱۹۹۱ء)

حضرت ایوبؑ کسی سفر میں گئے تھے۔ (تشیخ الاذیان جلد ۸ ص ۹۷ ص ۴۷۸)

۴۳۔ اَرْكُضْ بِرَجْلِكَ هَذَا مُخْتَسِلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ : اپنے سواری کے جانور کو ایڑی مارو۔ جلدی چلاؤ اور پانی کے چشمہ پر پہنچ جاؤ۔  
(تشمیذ الاذنان جلد ۹ ص ۴۸)

حضرت ایوب کے صبر کا بیان کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام خدا کے حضور بڑے ادب سے کام لیتے ہیں وہ کسی دُکھ کو اس کی طرف منسوب نہیں کرتے جب وہ خدا کے حضور اپنی تکالیف کے متعلق گڑا گڑاٹے تو ارشاد ہوا۔ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ۔ اپنی سواری کو اس سر زمین کی طرف لے چل جہاں آپ کیلئے آرام کے سلمان ہتیا ہیں اور وہاں اہل وعیال اور احباب اس کی مثل دئے جائیں گے۔ اور اپنی سواری کو درخت کی ایسی شاخوں سے جس کے ساتھ پتے بھی ہوں چلائے جا۔ مگر اسے ضرر نہ پہنچا۔ یہ دراصل ایک پیشگوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا ہی معاملہ پیش آنے والا تھا۔ چنانچہ آپ نے بھی مکہ سے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے بہت سے اہل اور وفادار احباب پا ئے۔ اب بھی جو خدا کی راہ میں ہجرت کرے۔ اس کیلئے امن و آسائش بوجب وعدہ الہی یَجِدُ فِي الْأَرْضِ مُدًّٰیًا كَثِيرًا وَسَعَةً (النساء: ۱۰۱) موجود ہے اور ہرگز خیال نہ کرے کہ اگر میں اپنا گھریا اپنے رشتہ دار چھوڑ کر جاؤں گا تو نقصان اٹھاؤں گا۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کو بہتر سے بہتر احباب اور رشتہ دار دیگا۔  
(تشمیذ الاذنان جلد ۲ ص ۸۸)

۴۵/۴۴۔ وَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُ مَعَهُ رَحْمَةً

مِنَّا وَذَكَرَىٰ لِلأُولَىٰ الْأَلْبَابِ ۖ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا  
فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ ۚ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۖ نِعْمَ

الْعَبْدُ ۚ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝

ضِغْثًا: دو چار دس پانچ پتلی پتلی قمپیاں۔ جس میں پتے بھی آخر میں ہوں۔ ان کو ایک جگہ کرنا مثلاً

(ضمیمہ اخبار بدیع القایاں ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء)

جھاڑو۔

یہ سورۃ مکی ہے۔ اشارہ بہ ہجرت۔ چنانچہ آپ کو مدینہ میں مکہ کی بی بی کے علاوہ مدینہ میں اور بیبیاں بھی

دلا دیں۔

ضِغْثًا: مٹھا ہٹینوں کا۔

فَاضْرِبْ بِهِ: مار جانور کو (اور جلدی پہنچو)

وَلَا تَخْنَثْ، مگر اسے زیادہ تکلیف نہ دو۔ (تشیخ الاذیان جلد ۸، ص ۹۷-۹۸)  
 دوسری کتابوں کے قصے اور خدا کی کتاب میں جو واقعہ گزشتہ بیان ہو۔ اس میں فرق یہ ہے کہ خدا کی کتاب میں صرف قصہ نہیں ہوتا کہ جو ایسا کریگا وہ بھی انہی انعامات سے سرفراز ہوگا۔ چنانچہ وَذِكْرِي لِأُولِي الْأَلْبَابِ اور كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ایسے کلمات سے ان کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ (تشیخ الاذیان جلد ۸، ص ۸۶-۸۸)

۴۶۔ وَاذْكُرْ عَبْدًا نَّارًا بَرُّهُ يَمُورًا شَحَقًا وَيَعْقُوبَ

أُولَى الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ

وَالْأَبْصَارِ: بڑی بصیرت والے۔ فلاسفر اور نبی میں یہ فرق ہوتا ہے کہ فلاسفر تو اپنی تحقیقات میں غلطیاں پاتا ہے اور دوسرے لوگوں کو منع کرتا ہے کہ تم اس غلطی میں نہ پڑنا۔ یا ہلاک ہو جاتا ہے تو دوسرے لوگ اس سے بچتے ہیں لیکن ایک نبی کو کبھی ایسا کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷، ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۱۔ جَنَّتِ عَدْنٍ مَّفْتَحَةٌ لَهُمْ الْأَبْوَابُ

جَنَّتِ عَدْنٍ: کے متعلق توریت میں لکھا ہے جہاں سیموں۔ جیحوں و جلع فرات بہتے ہیں (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷، ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ وَعِنْدَهُمْ قُصِرَتُ الظَّرْفُ أَثَرًا

قُصِرَتُ الظَّرْفُ: کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا کہ کسی صحابی کی عورت بدکار بنی ہو۔ کسی لڑائی میں کسی دشمن کے قبضہ میں گئی ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷، ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۸۔ هَذَا فُلَيْدٌ وَقُوَّةٌ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ

غَسَّاقٌ: بہت سرد پانی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷، ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء)

حَمِيمٌ: آتشک والے کے حلق میں زخم اور پیپ۔ ناچار ان کو کھانا پڑتا ہے۔ یہ دنیا

میں نظر ہے۔ (تشیذ الاذنان جلد ۸، ص ۹۷)

## ۵۹۔ وَآخِرُ مَنْ شَكَّلَهُ آدَمُ الْجَرُّ

اور کچھ اس شکل کا۔ طرح طرح کی چیزیں۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۳۵)

۶۰۔ مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِأَمَلَدِ الْأَعْلَى إِذْ

## يَخْتَصِمُونَ

کسی نبی۔ کسی مامور کے دل میں یہ خواہش پنہاں نہیں ہوتی کہ میں لوگوں کا حاکم بنوں اور بڑا آدمی کہلاؤں۔ وہ مخلوق سے کنارہ کش اور گوشہ نشین ہوتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ اپنے حکم سے نکالتے ہیں۔ تو وہ مجبور ہو کر پہلک میں آتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کو دیکھو کہ آپ کے دل میں ہرگز یہ بات نہ تھی۔ کہ میں قوم کا امام بن جاؤں۔ چنانچہ ارشاد ہونے پر عذر و معذرت کرتے اور اپنے بھائی کو اقصیٰ مینی سے پیش کرتے ہیں۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِأَمَلَدِ الْأَعْلَى إِذْ يَخْتَصِمُونَ۔ مجھے کیا علم تھا کہ ملائکہ اعلیٰ میں میری نبوت کی نسبت کیا مباحثات ہو رہے ہیں جیسا کہ ہر مامور کی بعثت پر آسمانوں میں بڑی بحث ہوتی ہے۔ (تشیذ الاذنان جلد ۸، ص ۸۸)

مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ : انبیاء کے دل میں ذرا بھر خواہش نہیں ہوتی کہ ہم نبی بنیں۔ (ضمیمہ اخبار بیدار قلوب ۱۷، نومبر ۱۹۱۱ء)

۶۱۔ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ

## طِينٍ

خَالِقٌ بَشَرًا، ہر ایک روحانی آدمی کے متعلق یہ ذکر ہے۔ (تشیذ الاذنان جلد ۸، ص ۸۸)

طین، کیچڑ پانی اور مٹی ملی ہوتی ہے۔ طین میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ اس کو جس سانچہ میں ڈھالنا چاہیں۔ ڈھال جاتی ہے۔ اور ہر شکل کو قبول کر لیتی ہے۔ جو آدم کا بچہ ہے وہ تو طین سے بنا ہوا ہوتا ہے

ایک جگہ فرمایا ہے۔ مِنْ تَدَابٍ۔ (آل عمران، ۶۰) یعنی مٹی سے بنایا۔ اور ایک جگہ فرمایا ہے۔ مِنْ مَّاءٍ (فرقان، ۵۵) تم کو پانی سے بنایا۔ اس لئے مٹی اور پانی مل کر کچھڑ ہی ہوئے۔ حضرت مسیحؑ بھی فرماتے ہیں کہ میں طین سے تجویز کرتا ہوں۔ اگر تم میں کوئی طاثر کی صفت ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰۳، نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۳۔ فَاِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوحِيْ فَقَعُوْا

لَهٗ سَاجِدِيْنَ ﴿۷۳﴾

فَاِذَا سَوَّيْتُهُ: جب اپنے کمال کو پہنچ جاؤ۔ جس قدر پاک روحیں ہوتی ہیں۔ سب فرماں بردار ہوتی ہیں۔ جس طرح وہ طین سے بنا۔ اسی طرح شیطان آگ سے بنا۔ سانپ اور طاعون کے کیڑے کو شیطان اور جن۔ اسی وجہ سے کہا گیا۔

ایک وقت آتا ہے کہ ان ان کی کرتا کرتا ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ خود اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ پھر انسان بدی کہتے کرتے ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ خدا اس کی ہدایت سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰۷، نومبر ۱۹۱۰ء)

۸۲۔ اِلٰی يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۲﴾

قیامت تک نہیں۔ (تشمیذ الاذیان جلد ۸، ص ۹۷)

۸۷۔ قُلْ مَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ

الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۷﴾

نبی کے ہر ایک قول و فعل سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ بناوٹ اس میں بالکل نہیں۔ اسکی کوئی بات بناوٹ سے نہیں ہوتی۔ اور نہ اسکا کوئی فعل تکلف سے ہوتا ہے اور نہ وہ خلقت کو نصیحت و نبوی فائدہ اٹھانے کی امید بانی پر کرتے ہیں۔ بلکہ وہ بار بار اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا اجر اللہ پر ہے۔ چنانچہ سیدنا و امامنا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو سنا دے۔ مَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ۔ اسی معیار پر حضرت مسیح موعود



علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ اپنے بارے میں لکھتے ہیں۔  
ابتداء سے گوشہ خلوت رہا مجھ کو پسند ؛ شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار  
پر مجھے تو نے ہی اپنے ماتھے سے ظاہر کیا میں نے کب تک تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار  
اور آپ میں تکلف و بناوٹ نام کو نہ تھی۔ اس کی شہادت ہزاروں آدمی دے سکتے ہیں۔ نہ تقریر میں کوئی بناوٹ  
تھی نہ تحریر میں۔ نہ لباس میں۔ اور اِنْ اَجِدْیَ الْاَعْلٰی اللہ پر جو عمل فرمایا وہ تو اب بھی ظاہر ہے کیونکہ  
خاص اپنے لئے باوجود اس قدر روپے کے آنے کے کوئی جائیداد نہیں خریدی اور نہ کوئی نفع اپنی ذات کے  
لئے مخصوص کیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی عِبْدِكَ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ  
(تشیذ الاذنان جلد ۲ ص ۸۹)

## سُورَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۲- تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ □

لوگ معززوں اور حکیموں کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ عزیز و حکیم کی کتاب ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷، نومبر ۱۹۱۰ء)

۳- اِنَّا أَنْزَلْنَاهَإِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ

مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ □

عبادت۔ اعلیٰ سے اعلیٰ محبت معبود کی جس سے پرے کوئی درجہ نہ ہو۔ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی عظمت معبود کی جس سے پرے کوئی درجہ نہ ہو۔ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تذلل معبود کی خدمت میں جس سے پرے کوئی درجہ نہ ہو۔

ایک برہمن نے مجھ سے کہا کہ آپ مکہ معظمہ کی پرستش کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ پرستش کے کیا معنی ہیں بتاؤ۔ اس نے کہا پوجا۔ میں نے کہا۔ پوجا کس کو کہتے ہیں۔ تب اس نے پرستش کے معنی بتائے کہ اس کو کہتے ہیں جس میں دھیان ہو۔ عظمت ہو۔

میں نے ایک شخص سے کہا کہ ذرا نماز پڑھ کر دیکھو۔ اس نے نماز پڑھی۔ میں نے اس پر ہنس سے دریافت کیا کہ بتاؤ۔ اس میں مکہ معظمہ کا کوئی دھیان یا عظمت ہے یا نہیں ہے۔

اختلاف کو دور کرنے کیلئے سب سے بڑی چیز دعا ہے۔ یہ دعا کا ہتھیار تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اعلیٰ درجہ کے ہتھیار کیلئے زبردست ہاتھ کی بھی ضرورت ہے۔ ورنہ جھوٹے آدمی کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ناشکر کی بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ تم میں سے ہر ایک کو بڑی نعمتوں کے حصے ملے ہیں۔ شکر گزار بنو۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا نہیں اللہ تعالیٰ کے بیٹے کہہ یہ معنی ہیں کہ وہ کسی کو معزز بنائے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷، نومبر ۱۹۱۰ء)

۴۔ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ، وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوا  
مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقْرِبُوْنَا  
اِلٰی اللّٰهِ ذٰلِکَ . اِنَّ اللّٰهَ یَحْکُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ  
فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ  
کَذِبٌ کَفَّارٌ ﴿۴﴾

وسائل و وسائط کو تمام دنیا کے مذاہب ضروری تسلیم کرتے ہیں۔ کافر و مومن۔ جاہل و عالم۔ بت پرست  
و خدا پرست۔ سوفسطائی۔ دہریہ۔ جناب الہی کا معتقد۔ غرض سب کے سب وسائل و وسائط تو عملاً  
لمنتے ہیں۔ کون ہے جو بھوک کے وقت کھانا۔ پیاس کے وقت پینا۔ سردی کے وقت کوئی دوائی یا گرمی  
حاصل کرنے کا ذریعہ اختیار نہیں کرتا۔ مقام مطلوب پر جلدی پہنچنے کیلئے میل ٹرین یا سٹیم کو پسند نہیں کرتا؟  
اگر مومن صرف حق سبحانہ کی مخلصانہ عبادت کرتا اور شرک اور بدعت اور ہوا سے پرہیز کرتا ہے۔ تو  
غرض اس کی اُسے ذریعہ قرب الہی بنانا ہوتا ہے۔ اور بت پرست اگرچہ حماقت سے بت پرست ہے  
مگر کہتا وہ بھی یہی ہے کہ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقْرِبُوْنَا اِلٰی اللّٰهِ ذٰلِکَ۔ ..... ہم تو ان کو خدا کے  
قرب کا ذریعہ سمجھ کر پوجتے ہیں۔ اگرچہ یہ ان کا کہنا اور اس کا عمل درآمد غلط ہی ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اسباب صحیح بھی ہوتے ہیں اور ایسے اسباب بھی ہیں جن کا ہتیا کرنا مومن کا  
کام ہے۔ اور ایسے بھی جن کا ہتیا کرنا عام عقلمندوں اور داناؤں کا حصہ ہے اور ایسے بھی ہیں جن کو  
سبب ماننا باعث شرک ہے اور ایسے بھی ہیں جن کو سبب خیال کرنا جہالت اور وہم اور حماقت ہے تعجب  
انگیز بات ہے کہ بہت سے فلاسفر۔ سائنس دان اور حکماء علل مادیہ اور اسباب عادیہ پر بحث کرتے  
کرتے ہزار مانکات عجیبہ اور دنیوی امور میں راحت بخش نتائج پر پہنچ جاتے ہیں۔ مگر روحانی ثمرات پر  
ہنسی ٹھٹھے کر جاتے ہیں۔ جنوب و شمال کو قطب اور قطب نما کی تحقیق میں اس پر مشرق و مغرب چھان  
مارا ہے اور سورج اور چاند کی کرنوں سے اور روشنیوں سے بشمار مزے لوٹے ہیں لیکن اگر کسی کو انہی  
نظاموں سے ہستی باری تعالیٰ پر بحث کرنا دیکھ لیں تو اس کے لئے مذہبی جنون اور اس کو مجنون قرار دیتے ہیں کیسا  
بے نظیر نظارہ ہے۔ جس کو ایک اسلام کا حکیم نظم کرتا ہے۔

اشتیاء درکار عقی جبری اند اولیاء درکار دنیا جبری اند

علم ہندسہ جس کی بناء پر آج انجینئرنگ اور اسٹراٹومی معراج پر پہنچ گئی ہے۔ سوچ لو۔ کیسے فرضی اور سطح مستوی اور نقطہ سے جس کو سیاہی سے بناتے ہیں اور قلم کے خط سے شروع ہوتا ہے۔ خط استوا جدی۔ سرطان۔ افق نصف النہار وغیرہ سب فرضی باتیں ہیں۔ مگر اس فرض سے کیسے حقائق مادی تک پہنچ گئے ہیں۔ لیکن اگر ان بد نصیبوں کو کہیں کہ مومن بالغیب ہو کر دعاؤں اور انبیاء کی راہوں پر چل کر دیکھو تو کیا ملتا ہے۔ تو ہنس کر کہتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں وحشی بنانا چاہتے ہیں؟ میں نے بارہا ان (مادیوں) کو کہا ہے۔ تندرست آنکھ بدوں اس خارجی روشنی اور تندرست کان بدوں اس خارجی ہوا کے اور ہمارا لطفہ بدوں ہم سے خارج رحم کے بہت دود کی اشیاء بدوں ٹیلی سکوپ کے باریک درباریک اشیاء بدوں مائیکروسکوپ کے۔ دود دراز کے ملکوں کے دوستوں کی آوازیں بدوں فونوگراف کے اور ان کی شکلیں بدوں فوٹوگرافی کے نہیں دکھائی دیتیں۔

اب جبکہ تم ان وسائط کے قائل ہو اور اضطراراً قائل ہونا پڑتا ہے تو روحانی امور میں کیوں وسائط کے منکر ہو؟ خدا تعالیٰ کی ہستی کو مان کر بھی تم ملک اور شیاطین کے وجود پر کیوں ہنسی کرتے ہو؟ افسوس اس کا معقول جواب آج تک کسی نے نہیں دیا!

ناظرین جس طرح سچے وسائط ہمارے مشاہدات میں ہیں۔ اسی طرح سچے وسائط مکشوفات میں بھی ہیں۔ جس طرح مشاہدات میں الہی ذات وراء الودا ہے اور ضرور ہے۔ اسی طرح الہی ذات روحانیت میں بھی وراء الودا ہے۔ اگر روحانیت میں بھی بعض وسائط غلط اور وہم ہیں۔ تو مشاہدات ہی اس غلطی اور وہم سے کب خالی ہیں۔

فرشتے آسمان اور آسمانی اجرام اور ان کے ارواح کیلئے بطور جان کے ہیں۔ شیاطین بھی ہلاکت ظلمت اور جناب الہی سے دوری اور دکھوں کے پیدا کرنے کیلئے بمنزلہ اسٹیم کے اسٹیم انجن کیلئے ہے۔

(نور الدین طبع سوم ۱۹۸-۱۹۹ء)

کفر کے معنی ناشکری کے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷، نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۔ لَوْ اَدَّاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰی مِمَّا

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ سُبْحٰنَہٗ ۙ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۰﴾

لَا صُطِفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ، بیابانے کے بھی معنی ہیں کہ منتخب کرے۔

(تشمیذ الاذنان جلد ۸، ص ۹۷)

۷۔ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا  
وَأَنزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَنِيَّةً أَزْوَاجًا ۚ يَخْلُقُكُمْ  
فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ  
ثَلَاثٍ ۚ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ، لَا إِلَهَ إِلَّا  
هُوَ، فَإِنِّي تَصَرَّفُونَ ۝

جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا، اسی کی قسم سے خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (انبیاء: ۳۸) کے  
یہ معنی نہیں کہ انسان عمل کا میلہ ہے۔  
(تشمیذ الاذنان جلد ۸، ص ۹۷)

۱۰۔ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ  
الْآخِرَةَ وَيَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي  
الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّمَا  
يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ لَئِيْلًا ۝

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ: مخاطب! تو کہہ بھلا  
کہیں علم والے اور جاہل بھی برابر ہوتے ہیں۔ ہرگز نہیں! (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۷۸)  
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ: تو کہہ علم والے اور بے علم  
کیا برابر ہوں گے۔ نہیں۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۵۷)  
کہہ کیا وہ جو علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے برابر ہیں۔ ہرگز نہیں۔  
(نور الدین طبع سوم ص ۱۳)

۱۱۔ قُلْ يُعْبَادُ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ  
أَخْسَنُوا فِي هَذِهِ النَّدْنِ أَحْسَنُهُ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ  
إِنَّمَا يُؤْفَى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

خداوند تعالیٰ کے اوامر کا پابند رہنا اور نواہی سے اپنے آپ کو بچانا بھی تقویٰ کے ایک معنی ہیں۔ یہ نہایت لغو خیال ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دنیا میں ذلیل ہی رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِلرَّسُولِ (منافقون: ۹) سکھ دنیا میں سات قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک سکھ انسان کی ذات کے ساتھ وابستہ ہے۔ مثلاً اگر انسان میں حرص نہ ہو تو یہ ایک سکھ ہے۔ ایسے ہی اگر غضب کا مادہ ہم میں نہ ہو تو سکھ ہے۔ اسی طرح شہوت نہ ہو تو بد نظری اور خیالات سے آزاد۔ میں نے حمیان کے مریضوں میں ۹۰٪ ایسے دیکھے ہیں۔ جو بد نظری اور خیالی جماعوں کے باعث مبتلا ہوئے۔ جھوٹ نہ بولے تو بے اعتباری کا داغ اس سے اٹھ جاتا ہے۔ کاہلی اور سستی کو چھوڑے۔ دوسرا سکھ یہ ہے کہ بیوی نیک ہو غمگسار ہو تیسرا سکھ ماں باپ بہن بھائی وغیرہ رشتہ داروں کی طرف سے۔ چوتھا سکھ برادری کے ساتھ تعلقات اچھے ہوں۔ پانچواں سکھ غیر قوم اور اپنی قوم سے۔ چھٹا بادشاہ سے تعلق اچھا ہو یعنی گورنمنٹ کی اعلیٰ خدمات انجام دیں۔ ساتواں مرتبہ سکھ کا یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے تعلقات اچھے ہوں۔ جہاں انسان کا دین مذہب اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات بگڑتے ہوں تو انسان کو چاہیئے کہ اس مکان کو یا اس شہر یا اس ملک کو چھوڑ دے۔

پس اگر تم اپنی ذات۔ اپنی بیوی۔ ماں باپ۔ اپنی قوم۔ اپنے خدا کے نزدیک بڑا بننا چاہتے ہو تو اپنے تعلقات کو سدھارو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قلوبان، ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۹۔ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۖ وَلَٰئِكَ هُمُ أُولُوا

الْأَنْبَابِ ۝

يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ؛ اللہ کی بات، لوگوں کی بات، مگر پیروی اسی



کی کرتی ہے۔ (تشیخ الاذعان جلد ۸، ص ۹۷۸)

۲۴۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيًّا ۖ  
تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۖ ثُمَّ  
تَلِيْنُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ  
هُدٰى اللّٰهُ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّضِلِلِ اللّٰهُ  
فَمَا لَهُ مِنْ حَآدٍ ۝۳۴

تمہید: دل تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ۱۔ سچی بات معاً قبول کرنے والے ۲۔ مفید و بابرکت  
بات کا فدا انکار کرنے والے ۳۔ اندر سے منکر بظاہر موافقت دکھا کر غیبت میں ہنسی اڑانے والے  
اس رکوع شریف میں (تیسرا رکوع) اول قسم کا ذکر ہے جن کو الشرح صدر حاصل ہوا۔  
نور من ربہ: تین قسم ہے۔ ۱۔ کتاب الہیہ جس میں معروف و منکر کا ذکر ہوتا ہے۔ ۲۔ ارشادات  
نبویٰ جس سے راہ نمائی حاصل ہوتی ہے۔ ۳۔ نور ایمان جس سے قوت فہمیرہ حاصل ہوتی ہے۔  
مُتَشَابِهًا: ایک جیسی آیت ایک دوسرے کی مصدق ہیں۔ مخالف نہیں۔  
مَثَانِيًّا: ایک ہی امر کو بار بار مختلف رنگوں میں بیان کرنے والی۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القادیان ۱۷، نومبر ۱۹۱۰ء)

کِتَابًا مُّتَشَابِهًا يُّصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا ۚ اِٰكٍ جَمْعٌ حُلٌّ نَّهْ يُوْدُوْهُ سَرٰى جَمْعٌ كَرِيْمٌ ۚ  
(تشیخ الاذعان جلد ۸، ص ۹۷۹)

۲۸۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ  
مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۲۸

(ضمیمہ اخبار بدیع القادیان ۱۷، نومبر ۱۹۱۰ء)  
(تشیخ الاذعان جلد ۸، ص ۹۷۹)

لِلنَّاسِ: لوگوں کی جلائی کے واسطے  
مِنْ كُلِّ مَثَلٍ: ہر عمدہ بات

۲۹۔ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۲۹﴾

یَتَّقُونَ، ڈکھوں سے بچیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷، نومبر ۱۹۹۱ء)

۳۰۔ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ  
وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا الْحَمْدُ لِلَّهِ  
بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۰﴾

مَثَلًا، جو صرف اللہ کو اپنا معبود بناتا ہے۔ وہی سبکی رہتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷، نومبر ۱۹۹۱ء)

۳۱۔ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ﴿۳۱﴾

إِنَّكَ مَيِّتٌ، موت تو بے شک تجھ پر آنے والی ہے لَعِنَ إِيَّاهُ لِحَافِظُونَ  
خدا تعالیٰ اس کتاب اور دین اسلام کا محافظ ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷، نومبر ۱۹۹۱ء)

۳۲۔ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ

وَكَذَبَ بِالصَّدَقِ إِذْ جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ﴿۳۲﴾

قرآن کریم کی تعلیم سے واضح ہے کہ دنیا میں دو قسم کے لوگ سب سے بڑھ کر بدکار ہیں خدا تعالیٰ ان کا بیان ذکر کرتا ہے۔

۱۔ وہ جو اللہ پر افتراء کرے۔ الہام۔ وحی و خواب نہ ہو۔ اور کہے کہ مجھے ہوا ہے یا جھوٹی حدیث  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرے۔ قرآن شریف کی کسی آیت کے معنی سچائی کیلئے نہیں  
بلکہ اپنے مطلب کیلئے شرارت سے کچھ اور کرے۔

۲۔ وہ جو صادق کی تکذیب کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷، نومبر ۱۹۱۰ء)  
 كَذَبَ عَلَى اللَّهِ؛ خواب۔ کشف۔ الہام۔ وحی۔ قرآن کی آیت یا حدیث جھوٹی پڑھ دینا  
 جان بوجھ کر معنی غلط کر دے۔ (تشیذ الاذیان جلد ۸ ص ۹ ص ۴۶۹)

۳۵۔ لَہُمْ مَا یَشَآءُونَ عِنْدَ رَبِّہُمْ ذَٰلِکَ جَزَآؤُ

الْمُحْسِنِینَ ﴿۳۵﴾

لَہُمْ مَا یَشَآءُونَ؛ انکی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔  
 مُحْسِنِینَ؛ یہ بات پیچھے نہیں رہ گئی بلکہ آئندہ بھی ہر محسن کے ساتھ ایسا ہی نیک سلوک ہوگا  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

۴۰، ۳۹۔ وَلَیِّنْ سَأَلْتَهُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ  
 وَ الْاَرْضِ لَیَقُوْلَنَّ اللّٰهُ قُلْ اَفَرءَیْتُمْ مَّا  
 تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضَرْ  
 هَلْ مِّنْ کَشَفْتُ ضَرْهٍ اَوْ اَرَادَنِيَ بِرَحْمَةٍ هَلْ  
 هُنَّ مُمْسِکَتٌ رَّحْمَتِہٖ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَیْہِ  
 یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۹﴾ قُلْ یَقُوْمُ اَعْمَلُوْا عَلٰی  
 مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَاَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

لَیَقُوْلَنَّ اللّٰهُ؛ انکی فطرت بھی جواب دیگی۔  
 اَعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ؛ تم سب کھڑے ہو کر میرا مقابلہ کرو۔ منصوبے کرو۔ دوکار  
 بناو۔ سارا زور لگاؤ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

۴۳۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنفُسَ حَيْثُ مَوْتُهَا وَالَّتِي  
لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا، فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى  
عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى،  
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

خدا جانوں کو جب انکی موت کا وقت آتا ہے۔ اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے۔ یعنی وہ جانیں بے خود ہو کر  
الہی تصرف اور قبضہ میں اپنی موت کے وقت آجاتی ہیں۔ اور زندگی کی خود اختیاری اور طور شناسی ان سے  
جاتی رہتی ہے۔ اور موت ان پر وارد ہو جاتی ہے۔ یعنی بکلی وہ روحیں نیست کی طرح ہو جاتی ہیں اور صفات  
حیات زائل ہو جاتی ہیں اور ایسی روح جو دراصل مرقی نہیں۔ مگر مرنے کے مشابہ ہوتی ہے۔ وہ روح کی حالت  
ہے۔ کہ جب انسان سوتا ہے۔ تب وہ حالت پیدا ہوتی ہے۔ اور ایسی حالت میں بھی روح خدا تعالیٰ کے قبضہ  
اور تصرف میں آجاتی ہے۔ اور ایسا تغیر اس پر وارد ہو جاتا ہے۔ کہ کچھ بھی اس کی دنیوی شعور اور اوداک کی حالت  
اس کے اندر باقی نہیں رہتی۔ غرض موت اور خواب دونوں حالتوں میں خدا کا قبضہ اور تصرف روح پر ایسا ہو جاتا ہے  
کہ زندگی کی علامت جو خود اختیاری اور خود شناسی ہے۔ بکلی جاتی رہتی ہے۔ پھر خدا ایسی روح کو جس پر حقیقت  
موت وارد کر دی ہے۔ واپس جانے سے روک رکھتا ہے۔ اور وہ روح جس پر اس نے درحقیقت موت وارد  
نہیں کی اس کو پھر مقرر وقت تک دنیا کی طرف واپس کر دیتا ہے۔ اس ہمارے کاروبار میں ان لوگوں کیلئے نشان  
ہیں۔ جو فکر اور سوچ کرنے والے ہیں یہ ہے ترجمہ مع شرح آیت ممدوحہ بالا کا۔ اور یہ آیت موصوفہ بالادالالت کر  
رہی ہے۔ کہ جیسی جسم پر موت ہے۔ روحوں پر بھی موت ہے۔ لیکن قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ابرار اور نیک  
اور برگزیدوں کی روحیں چند روز کے بعد پھر زندہ کی جاتی ہیں۔ کوئی تین دن کے بعد۔ کوئی ہفتہ کے بعد۔ کوئی  
چالیس دن کے بعد۔

اور پلید روحوں میں بھی عذاب دینے کیلئے ایک جس پیدا کی جاتی ہے مگر نہ وہ مردوں میں داخل ہوتے  
ہیں نہ زندوں میں۔ جیسا کہ ایک شخص جب سخت درد میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ بدحواسی اس کیلئے موت کے  
برابر ہوتی ہے۔ اور زمین و آسمان اسکی نظر میں تاریک دکھائی دیتے ہیں۔ انہی کے بارے میں خدا تعالیٰ قرآن شریف  
میں فرماتا ہے یعنی جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آئے گا اس کیلئے جہنم ہے وہ اس جہنم میں نہ مرے گا  
اور نہ زندہ رہے گا (طہ، ۷۷) اور خود ان جان اپنے نفس پر غور کرے کہ کیونکر اسکی روح پر پیداری

اور خواب میں تغیرات آتے رہتے ہیں تو بالضرور اس کو ماننا پڑتا ہے کہ جسم کی طرح روح بھی تغیر پذیر ہے۔ اور موت صرف تغیر اور سلب صفات کا نام ہے۔ ورنہ جسم کے تغیر کے بعد بھی جسم کی مٹی تو بدستور رہتی ہے لیکن اس تغیر کی وجہ سے جسم پر موت کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ (تشمیذ الازہان جلد ۸، ص ۹، ص ۲۷۵)

يَتَوَفَّى، قبض کرتا ہے حال کو۔ روح کے معنی عربی میں کلام کے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲، نومبر ۱۹۱۰ء)

۲۵۔ قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۚ لَهُ مُلْكُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۵﴾

لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ، شفاعت پانچ قسم ہے۔ ۱۔ شفاعت بالمحب۔ مثلاً کسی پیارے نے بات کہہ دی وہ مافی جاتی ہے۔ ۲۔ شفاعت بالوجاہت۔ اللہ کے ہاں بہت سے وجہ ہیں۔ مگر انکی وجاہت کا بلا نہیں ہوتا۔ ۳۔ شفاعت بالعلم خدا کے ہاں بے علی نہیں۔ ۴۔ شفاعت بلحاظ اکرام و اعزاز مثلاً حاکم جانتا ہے کہ مجرم کو چھوڑنا ہے۔ مگر اس چھوڑنے کے ساتھ کسی کا اکرام رکھ لیتا ہے۔ ۵۔ شفاعت بالحق کہ یونہی بات کہہ دی۔ سب قسم کی شفاعتیں اللہ کے اختیار میں ہیں جس کی شفاعت چاہے۔ ان سے لے جسے چاہے اعزاز و علم و وجاہت و محبوبیت دیدے۔ (تشمیذ الازہان جلد ۸، ص ۹، ص ۲۷۹)

۲۶۔ وَاِذَا دُكِّرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَتْ قُلُوْبُ

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا دُكِّرَ الَّذِيْنَ

مِنْ دُوْنِهِ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۲۶﴾

اشْمَاَزَتْ، نفرت کرتے ہیں۔ بُرا مانتے ہیں۔ انکار کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲، نومبر ۱۹۱۰ء)

۲۷۔ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَلِمَ

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي

## مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۴۸﴾

قُلِ اللَّهُمَّ: جب ایسے لوگوں کی کثرت ہو کہ ذکرِ توحید کو برا سمجھیں تو دعا کرنی چاہیے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

جو لوگ دعا کے ہتھیار سے کام نہیں لیتے۔ وہ بد قسمت ہیں۔ امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ بھی دراصل دعاؤں سے بے خبر ہیں۔ اَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَا لَهٗ سَيِّئًا مَّا لَهُ كَيْدٌ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ اگر یہ لوگ اضطراب سے تڑپ سے۔ حق طلبی کی نیت سے۔ تقویٰ کے ساتھ دعائیں کرتے کہ الہی اس زمانہ میں کون شخص تیرا مود ہے تو میں یقین نہیں کر سکتا کہ انہیں خدا تعالیٰ ضائع کرتا۔ میں کبھی کسی مسئلہ اختلافی سے نہیں گھبرایا کہ میرے پاس دعا کا ہتھیار ہے اور وہ دعا یہ ہے۔ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فَيَمَّا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اور حدیث اِھْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِاَذْنِكَ۔ اِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ۔ سچا تقویٰ حاصل کرنے کیلئے دعا ہی ایک عمدہ راہ ہے۔ پھر قرآن کریم کا مطالعہ اس میں متقیوں کی صفات اور راست بازوں کے صفات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے۔ فہم وفرست بخشے۔

(بدیع ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۱)

## ۴۹۔ وَبَدَّ اللَّهُ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ

## مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۴۹﴾

يَسْتَهْزِءُونَ: ہزاء سے نکلا ہے۔ کسی کو خفیف بنانا اور سمجھنا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۰۔ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا: ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلٰی عِلْمٍۭ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ



## لَا يَعْلَمُونَ ۝

خَوَّلْنَاهُ، ہم عطا کرتے ہیں (ضمیمہ اخبار بدر قلیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۲۔ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا، وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا، وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝

وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ، اور نہ وہ عاجز کرنے والے ہیں۔ مطلق عاجز کر دینا چونکہ نشانِ نبوت نہ تھا جیسے بارگاہِ ذکر کیا۔ رسالت مآب کے اثباتِ نبوت میں قرآن نے یہ ناقص لفظ ترک کر کے آیت اور آیات اور برہان کا لفظ استعمال فرمایا اور خرقِ علت کا لفظ چونکہ بالکل غیر صحیح تھا اس لئے اسے صاف ترک کر دیا۔ (فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم ص ۷۱)

۵۳۔ قُلْ يَبَادِيُ الَّذِينَ أَشْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

کہہ دو اے بند و میرے جنہوں نے زیادتی کی اپنی جان پر۔ نہ آس تو بڑو اللہ کی ہر سے بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ۔ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنے والا۔ مہربان۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۴۳)

خدا تعالیٰ کے حضور پہنچنے کیلئے دو باز و ضروری ہیں ۱۔ ایمان ۲۔ عمل صالح  
اَسْرَفُوا، خطاکاری

(ضمیمہ اخبار بدر قلیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۵۔ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلُمُوا لَهُ مِن قَبْلِ

أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿۵۵﴾

وَأَنِيبُوا: یہ اس یغیر الذنوب جَمِیعاً کیلئے بطور شرط ہے۔ اللہ کی طرف جھکو  
أَسْلُمُوا لَهُ: اس جھکنے کا نشان ہے کہ اس کی فرماں بر لوری کرو۔

(ضمیمہ اخبار بد رتلاویاں ۲۲ نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۶۔ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ

مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَآنتُمْ لَا

تَشْعُرُونَ ﴿۵۶﴾

أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ: دو حکم ہیں کہ کسی مینارسانی کا بدلہ لے لو۔ دوسرا یہ کہ چشم پوشی کرو  
اب یہ غور احسن مَا أُنزِلَ ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ صفت کاشفہ ہے یعنی جو کچھ رب نے اتارا ہے وہ احسن ہی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بد رتلاویاں ۲۲ نومبر ۱۹۱۰ء)

أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ: مثلاً بدلہ لینا بھی جائز ہے۔ اور صبر اور غفر بھی اب یہ صبر اور معافی  
دے دینا بہتر ہے۔ اور یہ طریق صلوات ہے۔ (تشیذ الاذیان جلد ۸، ص ۹۷)

۵۷، ۵۸۔ أَن تَقُولَ نَفْسٌ يُّحْشَرُنِي عَلَىٰ مَا قَرَّطْتُ

فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ﴿۵۷﴾ أَوْ تَقُولَ

لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَىٰ بَنِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿۵۸﴾

قَرَّطْتُ: تفریط کے معنی کمی کرنے کے ہیں۔

لَمِنَ السَّاخِرِينَ: آجکل ایسے لوگ بہت ہیں جو مذہبی امور کو تمسخر میں اڑاتے رہتے ہیں۔  
مِنَ الْمُتَّقِينَ: دکھوں سے بچنے والے ہوتے۔ دراصل تمام دکھوں کا اصل بد محبت ہے

اس سے بچو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۵۔ قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِي أَعْبُدُ أَيُّهَا

الْجَاهِلُونَ ﴿۶۵﴾

قرآن کریم ایک بے نظیر کتاب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سوا کسی کتاب کو مانا ہی نہیں افسوس کہ اب مسلمانوں میں قرآن شریف کی عظمت بہت کم رہ گئی ہے۔ قرآن شریف زندوں کو سننے کیلئے تھا۔ اب مردوں کو سنایا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے اپنی قوم کو تمام جہان سے غنی کر دیا۔ مگر اب قرآن شریف سے ٹکے کمائے جاتے ہیں۔ قرآن مجید راستی قائم کرنے کیلئے آیا مگر اب قرآن شریف ماتم میں لے کر جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ گویا یہ جھوٹ پھیلانے کا آلہ ہے۔ قرآن مجید اللہ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کیلئے تھا۔ لوگ اس کی آیتوں سے مخلوق کی محبت حاصل کرتے ہیں چنانچہ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (بقرہ: ۱۶۶) کا عمل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہی آیت اس بات کی تردید کرتی ہے کہ مخلوق میں سے کسی کی محبت میں فنا ہو جاوے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۹۔ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَبَقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ

وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ

أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ﴿۶۹﴾

نُفِخَ فِي الصُّورِ: بگل بجایا جائے گا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۰۔ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ

وَجَاءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّمُوعُ آءٌ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۷۰﴾

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

الْكِتَابُ: نامہ اعمال

۷۲۔ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا  
 حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فَتَحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ  
 لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ  
 عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ  
 هَٰذَا قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ عَلَيْهِمُ الْعَذَابُ  
 عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٧٢﴾

جَهَنَّمَ: دوزخ ایک مقام ہے۔ اسکی صورت ایسی ہے۔ جیسے بعض بیماریوں کو حمام میں صلاح  
 کے واسطے بھیجا جاتا ہے۔ سرسام کا علاج سانپ کے ڈسوانے سے کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی وہاں بھی روحانی  
 بیماریوں کے معاملہ کے واسطے ایسی زہریلی مخلوق ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بد رقاویان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۳۔ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ  
 زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فَتَحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ  
 لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا  
 خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾

جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ جنت کو گروہ گروہ میں انہیں لے چلیں گے۔ جب اُس کے پاس  
 آویں گے اور اس کے دروازے کھولے جائیں گے۔ جنت کے نگہبان انہیں کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ تم نے پاک  
 زندگی بسر کی تو اب ہمیشہ سیشہ کیلئے درآؤ۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۹)  
 الَّذِينَ اتَّقَوْا جن کے عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ ہیں۔ رنج و راحت۔ عسر و عسر میں اللہ تعالیٰ کے  
 فرماں پر وار رہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بد رقاویان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۵۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا

وَعْدَهُ وَ أَوْزَنَّا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ

حَيْثُ نَشَاءُ، فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ ﴿۷۵﴾

اور وہ (بہشتی) کہیں گے۔ اللہ کی حمد ہے جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا۔ اور اس زمین کا ورثہ ہمیں بتایا۔ اس جنت میں جہاں ہم چاہیں۔ ٹھکانہ بنالیں۔ عالموں کا اجر کیا ہی خوب ہے۔  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۹)

۷۶۔ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ، وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ

وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۷۶﴾

حَوْلَ الْعَرْشِ: اللہ تعالیٰ کی تجلی گاہ میں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۱ء)

## سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۴۱۲۔ حم۔ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ

الْعَلِيمِ □ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ  
الْعِقَابِ □ ذِي الطَّوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَهُ الْمَصِيرِ □

حم : حمید - مجید - بادشاہ - حق کی طرف سے یہ کتاب آئی ہے -  
غَافِرِ الذَّنْبِ : غلطیوں کو معاف کرتا ہے - اگر تم باز آؤ -  
قَابِلِ التَّوْبِ : توبہ قبول کرنے والا ہے - اگر تم توبہ کرو -  
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ : کوئی شخص اپنا ذاتی کمال نہیں رکھتا - اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں غنی ہے اور  
اس کا کوئی مثل نہیں -

إِلَهُ الْمَصِيرِ : پھر اسکی طرف لوٹنا ہے - (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)  
حم : حمید، مجید، حق و مالک - (تشیع الاذعان جلد ۸ ص ۹۷ ص ۴۹)

۴۱۳۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ

بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ

وَ جَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ

فَاخَذَ اللَّهُ مِنْهُمْ مَتَافِكًا □ وَعَقَابَ □ وَكَذَلِكَ حَقَّتْ

كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ



## النَّارُ

لِيَأْخُذُوا؛ تاکہ پکڑیں اور انبیاء کے مقابلہ میں نامراد ہونا ثابت کریں۔  
عِقَاب؛ اللہ تعالیٰ انسان کو جو دکھ دیتا ہے۔ یونہی نہیں دیتا۔ بلکہ نافرمانی کے بعد بطور اس کے  
نتیجہ کے اس پر سزا مرتب ہوتی ہے۔ اسی واسطے اسکا نام عقاب فرمایا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

۸۔ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ

يَسْبَحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَ

يَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ

شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا

سَبِيلَكَ وَرِقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا..... الخ؛ اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے۔  
اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہے تیری ہر اور خیر میں سو معاف کر ان کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ اور  
بچا ان کو آگ کی مار سے۔  
(نصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۳۸)

۱۰۔ وَرِقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ

فَقَدْ رَحِمْتَهُ، وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ؛ فوز بمعنی پاس ہونا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادُونَ لَمَقْتُ اللَّهُ

اَكْبَرُ مِنْ مَقَرَّتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تَدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ  
فَتَكْفُرُوْنَ ۝

اگر کوئی شخص اپنی چھوٹی سی غرض کیلئے کسی اپنے بڑے محسن و مرنی کو ناراض کرتا ہے تو وہ فطرت کے تقاضا کے خلاف کرتا ہے۔

پس اللہ سے بڑھ کر کون محسن و مرنی ہے کیونکہ دنیا کے عارضی محسنوں کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔ ایسے علیم و حکیم کی بات کو اگر نہ مانا جاوے تو دنیا و آخرت میں دکھ کا موجب ہے۔  
لَمَقَّتْ اللّٰهُ، اللّٰہ کی ناراضی یا اللّٰہ کی لعنت (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ قَالُوا رَبَّنَا اَمَتْنَا اثْنَتَيْنِ وَاَخِيَّتَنَا  
اِثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوجٍ

مِنْ سَبِيلٍ ۝

اِثْنَتَيْنِ: ایک ہم کچھ نہ تھے۔ خدا نے بتایا۔ پھر موت کی تیاری ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۳۔ ذَلِكُمْ بِاَنَّهُ اِذَا دَعِيَ اللّٰهُ وَخَدَّهٗ  
كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُشْرِكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۚ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ

الْعَرَبِ الْكَبِيْرِ ۝

دَعِيَ اللّٰهُ وَخَدَّهٗ: جن لوگوں میں کچھ نہ کچھ شرک ہے۔ جب محض اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا ذکر کیا جاوے تو انہیں بُرا معلوم ہوتا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ کو پکارو۔ اس کی عبادت میں اخلاص سے کام لو اور دین کے قبول کرنے میں ظاہر و باطن میں کچھ سوکھ میں۔ غرض کسی حالت میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے ساتھ تمہارا تعلق نہ ہو۔ اگر مُنکر بُرا متاویں تو پڑے مناویں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۵۶)

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ: تمہارا دین خدا کیلئے ہو جاوے۔

الْكُفْرُونَ: غیر اللہ کے پرستار۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۲، نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۶۔ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي

الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۶﴾

روح کلام الہی ہی کا نام ہے جس پر عمل کرنے سے موتی اور مردہ بے ایمان زندہ ہوتے ہیں بلکہ قرآن نے انبیاء اور ملائکہ کو بھی روح فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ بھی اسی زندگی کے باعث ہیں۔ جسے ایمان کہتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۱۲)

يُلْقِي الرُّوحَ: روح سے مراد کلام الہی ہے جان۔ سول (Soul) کو الہی بولی میں نفس کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں روح کے معنی کلام ہی کے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۲، نومبر ۱۹۱۰ء)

بلند درجوں والا صاحب تخت کا اپنے امر سے جس بندے پر چاہتا ہے۔ روح ڈالتا ہے تو کہ وہ ملاقات (قیامت) کے دن سے ڈراوے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۱۳)

صاحب اونچے درجوں کا مالک تخت کا۔ اتارتا ہے بھید کی بات اپنے حکم سے جس پر چاہے۔ اپنے بندوں میں کہ وہ ڈراوے ملاقات کے دن سے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۴۵)

۲۶۔ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا

اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا

نِسَاءَهُمْ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿۲۶﴾

قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ..... الخ: بولے مارو بیٹے ان کے جو

یقین لائے ہیں اُس کے ساتھ اور جیتے رکھواؤں کی عورتیں اور جو داؤں ہے منکروں کا سو غلطی میں۔  
(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۳۷)

### ایک عیسائی کے اعتراض

”یہ غلط ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو اس لئے مار ڈالا کہ وہ موسیٰ پر ایمان لائے۔ بلکہ فرعون نے موسیٰ سے پہلے یہودی لڑکے اس لئے مارے کہ وہ بڑھ نہ جاویں۔ خروج باب ۷ کے جواب میں فرمایا:-

”میں انصاف اور حقاً کہتا ہوں کہ یہ اعتراض محض تلاوی اور قرآن کے طرف اور زبان کے نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہے۔ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ صیغہ امر ہمیشہ کسی فعل کے وقوع کو مستلزم نہیں ہوا کرتا۔ قرآن کی اس آیت سے یہ کہاں پایا جاتا ہے کہ فرعون نے انہیں قتل کر ڈالا۔ نصاریٰ کی عادت میں داخل ہے کہ دھوکہ دہی کے طور پر ایک ترجمہ فرضی اور ذہنی لکھ دیتے ہیں جو اصل کلام مستقل عنہ سے کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتا۔ اس سے بجائے اس کے کہ ان کا مقصود اغوا و اضلال برآوے۔ اہل انصاف کے نزدیک انکی اصلیت باطن اور غرض ظاہر ہو جاتی ہے۔

اگر زبان عرب سے ذرا بھی متس ہو اور قرآنی طرز سے کچھ بھی واقفیت ہو یا دنی ثانی مثل اشکار ہو سکتا ہے کہ آیت کا پچھلا حصہ معترض کے اعتراض کو باطل کئے دیتا ہے کہ ”کافروں کا کید یعنی دھوکے اور فریب کی تدبیریں اللہ ہو جانے والی ہیں“ قرآن مجید کا یہ طرز ہے کہ جب منکروں اور کافروں نے خدا کے کسی برگزیدہ شخص کی نسبت ایذا رسانی یا قتل وغیرہ کا منصوبہ باندھا اور خفیہ تدبیریں کیں۔ مگر بوجہ منی الوجہ انکی تدبیریں کارگر نہ ہوئیں۔ اور وہ برگزیدہ شخص ان کے ابتلاء کے دام سے محفوظ رہا۔ اُس وقت قرآن اس شخص یا اشخاص کے سلامت رہنے اور دشمنوں کی تدبیر کے کارگر نہ ہونے کو اسی طرح پر لفظ کید کے اطلاق سے ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے تدبیر تو کی اور منصوبہ تو باندھا مگر ان کا کید یعنی داؤں نہ چلا یا ہم نے چلنے نہ دیا۔

نظیراً دیکھو۔ حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ میں جب دشمنوں نے اُن کو آگ میں ڈالا اور پھونک کر جلا دینا چاہا اور نصرت الہیہ سے جو ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے شامل رہتی ہے حضرت ابراہیمؑ ان کے مکائد و شر سے محفوظ رہے۔ قرآن اس کو اس طرح پر بیان فرماتا ہے۔

وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ (انبیاء، )

انہوں نے اس سے داؤں کرنے کا ارادہ کیا۔ پس ہم نے انہیں کو ٹوٹا پانے والا کیا۔

اور کفارِ مکہ جس وقت اس بنی نوع انسان کے سچے خیر خواہ رؤف و رحیم مادی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی ایندو رسانی کی تدبیر و فکر میں لگے ہوئے تھے قرآن کہتا ہے۔

إِنَّهُمْ يَعِينُونَ كَيْدًا وَآكِيدُ كَيْدًا (طارق: ۱۶)

وہ خفیہ داؤں بچا رہے ہیں اور میں ان کے داؤں کو باطل کرتے کے درپے ہوں۔

غرض اسی طرح کسی واقعہ کو بیان کرتا زبانِ عرب کا عموماً اور قرآن کا خصوصاً طرز ہے۔ ٹھیک ایسا ہی اس آیت میں ہے جس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ فرعون نے کہا یا اپنے اہالی موالی سے مشورہ کیا کہ مومنین کے بیٹوں کو مار ڈالو مگر کسی وجہ سے اس کا ارادہ یا قول یا مشورہ صورت پذیر نہ ہوا جسے قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے کہ کفار کی تدبیر یا داؤں اکارت جانے والا ہے۔ یعنی وہ امر و قوع میں نہیں آیا۔

بھلا پادری صاحبان اگر قتل والی بات غلط ہے تو کیوں بنی اسرائیل موسیٰ اور ہارون کو کہتے ہیں تم نے کیوں فرعون کے ہاتھ میں تلوار دی ہے کہ وہ ہم کو قتل کریں خروج ۵ باب ۲۲ ؟

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۳۷ تا ص ۱۳۹)

۲۷۔ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَى وَلْيَدْعُ

رَبَّهُ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ وَأَنْ يُظْهِرَ

فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ۖ

دنیا میں بڑی بڑی سلطنتیں ہو گزری ہیں مگر اب ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہے

أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ: قوم کے دینداروں کو اس طریق سے اکسایا ہے۔

يُظْهِرُ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ: یہ قوم کے امیروں کو برا نیگوختہ کیا ہے۔ کہ دیکھو تمہاری امارت

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

چھن گئی۔

۲۸۔ وَقَالَ مُوسَى إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ

مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۖ

إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي: بڑے سے بڑے زبردست دشمن کے مقابلہ میں خدا کی پناہ میں آجانا بڑی بات

ہے۔ ہر مشکل کے وقت دعا سے کام لو۔ دعا کے یہ معنی نہیں کہ اسباب ہیا نہ کریں۔ بلکہ جس قدر اسباب

اپنی طاقت سے ہیا کر سکتے ہیں۔ وہ تو کر لیں۔ مگر چونکہ کئی باریک و درباریک امور ہوتے ہیں اور کئی عجیب مواقع جو کامیابی میں سدا رہا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دعا کی جاتی ہے۔ نیز صحیح اسباب مراد مندی کا علم بھی خدا کے فضل ہی پر موقوف ہے۔ میں نے بڑے بڑے گھمسان کے مباحثوں میں جہاں میں تین تنہا تھا اور ہزاروں مخالف ہی مخالف۔ اس عذتِ بزرگی کے جلوے دیکھے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

۲۹۔ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنَ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ

إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَنَّا رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ

وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ وَإِن يَكُ

كَاذِبًا فَخَلَاةٌ كَذِبُهُ وَإِن يَكُ صَادِقًا يُصِيبْكُمْ

بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ

مُشْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۹﴾

ایک اور بات ہے۔ جو انسان کو سچائی کے قبول کرنے سے روک دیتی ہے۔ اور وہ تکبر ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔ کہ متکبروں کو۔ خدا تعالیٰ کی آیتیں نہیں مل سکتیں۔ کیونکہ تکبر کی وجہ سے انسان تکذیب کرتا ہے۔ اور جھٹلانے کے بعد صداقت کی راہ نہیں ملتی ہے۔ پہلے تکذیب کر چکا ہے۔ پھر انکار کرتا ہے یا درکھو۔ مغتری کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتا۔ اِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُشْرِفٌ كَذَّابٌ پس اپنے اندر دیکھو کہ کہیں ایسا مادہ نہ ہو! کبھی کبھی انسان کی ایک بد عملی دوسری بد عملی کیلئے تیار کر دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ سے بہت وعدہ کر کے خلاف کرنے والا منافق مرنے والا ہے۔ امام کے ہاتھ پر بڑا زبردست اور عظیم الشان وعدہ کرتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم کر دوں گا۔ (الحکم ۱۵ اپریل ۱۹۰۱ء ص ۳-۴)

يَكْتُمُ اِيْمَانَهُ، اس وقت اس نے اپنے ایمان کو مخفی رکھا تھا۔

اَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ، کیا عمدہ پیرایہ نصیحت ہے۔ کیسے دل آویز طریقے سے شرم دلائی ہے

(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)



۲۰۔ يَقْوِمُ لَكُمْ أَمْلُكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي  
الْأَرْضِ، فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا  
قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَى وَمَا أَهْدِيكُمْ  
إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ﴿٢٠﴾

ظاہرین فی الارض؛ طاقت و غلبہ والے ہوزمین پر۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

۲۱۔ وَيَقْوِمُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿٢١﴾

یَوْمَ التَّنَادِ؛ ایک دوسرے کو پکارنے کا دن جیسا کہ مصیبت کے وقت کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

۲۲۔ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ

بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ،  
حَتَّى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ

رَسُولًا، كَذَلِكَ يَضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُشْرِفٌ  
مُرْتَابٌ ﴿٢٢﴾

يُضِلُّ اللَّهُ؛ اللہ تباہ، ہلاک کر دیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، نومبر ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ وَالَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِخَيْرِ سُلْطَانٍ

أَتَاهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا

## كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٍ جَبَّارًا ﴿٢٩﴾

کفر اور تکبر اور بد اعمالی کے کسب سے مہر لگتی ہے۔ ان بڑی باتوں کو چھوڑ دو۔ مہر مٹی ہوئی دیکھ لو۔  
خدا نے تعالیٰ نے اپنے قانون قدرت میں یہ بات رکھ دی ہے۔ کہ جن قوی سے کام نہ لیا جاوے وہ  
قوی بتدریج اور آہستہ آہستہ کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ قوی جن سے کام نہ لیا گیا۔ اسی  
طرح سے بیکار اور معطل رہتے رہتے بالکل نیکے ہو جاتے ہیں اور ان پر صادق آتا ہے کہ اب ان قوی  
پر اور ان قوی کے رکھنے والوں پر مہر لگ گئی ہے۔ ہر ایک گناہ کا مرتکب دیکھ لے۔ جب وہ پہلے پہل  
کسی برائی کا ارتکاب کرتا ہے تو اس وقت اس کے ملکی قوی کیسے مضطرب ہوتے ہیں پھر جیسے وہ  
ہر روز برائی کرتا جاتا ہے۔ ویسے آہستہ آہستہ وہ اضطراب اور حیا اور تامل جو پہلے دن اس بدکار کو لاحق  
ہوا تھا وہ اڑ جاتا ہے۔ تمہیں تعجب اور انکار کیوں ہے؟ انسانی نسیج اور فطرت اور اس کے محاورے کی  
بولی پر غور کرو۔ کیا شریر اور بد ذات آدمی کو ایک ناصح فصیح نہیں کہتا کہ انکی عقل پر پتھر پڑ گئے۔ ان کے کان  
بہرے ہو گئے۔ ان کی سمجھ پر تالے لگ گئے۔ کیا ان مجازوں سے حقیقت مراد ہوتی ہے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۱)

اسی طرح بہکتا ہے اللہ ان کو جو ہوزیادتی والا شک کرتا رہے۔ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں  
بغیر سند کے جو پہنچی ان کو۔ بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہاں اور ایمانداروں کے یہاں۔ اسی طرح مہر  
کرتا ہے ہر دل پر غرور والے سرکش کے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۵)

## ۳۷۔ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَهْمَانُ ابْنِ صَرَحًا

## لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ ﴿٣٠﴾

يَاهَامَانُ ابْنِ صَرَحًا : اے ہامان میرے لئے ایک محل تیار کر۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۵۶)

أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ : تاکہ آسمانی اسباب پر پہنچ جاؤں۔ یہ اس نے بطور تمسخر کہا ہے۔ کیونکہ حضرت  
موسیٰؑ اسے کہتے ہیں کہ اس کی فوق الفوق حکومت ہے۔ فرعون نے شرارت سے ان تعارفات کو جسمانی  
بنالیا۔ اور کہا کہ ایک محل بناؤ تا موسیٰ کا خدا اوپر پہنچ کر دیکھیں.....

ایک دہریہ نے مجھ سے کہا کہ اگر زمین و آسمان کے درمیان پتھر بھر دیئے جاویں تو تمہارا خدا کچلا جائے۔ میں نے کہا احمق کہ ان پر زمانہ گزرتا ہے یا نہیں؟ کہا۔ ہاں۔ میں نے کہا زمانہ تو مخلوق ہے جب وہ نہیں کچلا جاتا تو زمانہ سی لطیف چیز پیدا کرنے والا تو بہت ہی لطیف ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ دسمبر ۱۹۱۰ء)

ایک عیسائی کے اس اعتراض ”ہامان تو موسیٰؑ کی موت کے ڈیڑھ سو برس بعد خسویرس کا وزیر تھا (دیکھو مستیر باب) کے جواب میں تحریر فرمایا۔

یہ اعتراض ٹھیک ایسا ہی ہے جیسے کوئی عیسائیوں کو کہے۔ ساؤل داؤد سے پہلے سموئل کے وقت بادشاہ ہوا۔ مسیح کا رسول کیسے ہو گیا۔ یعقوب تو بنی اسرائیل کا باپ اسحق کا بیٹا تھا۔ مسیح کا بھائی کیونکر بن گیا۔ مریم تو موسیٰ اور ہارون کی بہن تھی۔ مسیحؑ کی ماں کس طرح ہو گئی۔ افسوس صد افسوس ضد اور ہٹ انسان کو کس طرح موت کے اتھاہ کنویں میں جھکاتی ہیں۔

مینس اور میرس نے موسیٰ کا مقابلہ کیا (۲ متاؤس ۳ باب ۸) بتاؤ توریت میں کہاں لکھا ہے کہ موسیٰ کا مقابلہ انہی دو آدمیوں نے کیا۔ ساؤل یعقوب اور مریم کئی آدمیوں کے نام ہو سکتے ہیں تو کیا ناممکن ہے کہ ہامان فرعون کے افسر کا نام بھی ہو اور خسویرس کے وزیر کا بھی۔

اگر مینس اور میرس کا نام کہو کہ توریت میں نہیں۔ تو متاؤس چونکہ الہامی کلام ہے۔ اس لئے اس میں ہونا بھی ان کی صداقت کی کافی دلیل ہے۔ تو ہم بھی قرآن کو الہامی اور الہی کلام مانتے ہیں اور بہت صفائی سے وہی جواب دے سکتے ہیں۔

حقیقی جواب : ہامان کے معنی عربی میں محافظ کے ہیں اور یہ وہ شخص ہے جو فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل پر متعین تھا۔ کہ ان سے اینٹیں پکانے کا کام لے۔ دیکھو خروج ۵ باب ۱۰۔ حضرت موسیٰؑ اُس شخص کو بھی نصیحت فرماتے تھے اور بنی اسرائیل کے ساتھ حسن سلوک کو کہتے تھے قرآن مجید سے بھی پایا جاتا ہے کہ یہ شخص افسرِ عمارت تھا جہاں فرمایا ہے اور فرعون کا قول جو اس نے ہامان کو کہا۔ نقل کیا ہے۔ **يَا هَامَانَ ابْنِ لِىْ صَرْحًا** (فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم ۱۵۵-۱۵۶ء)

۳۸۔ **اَسْبَابَ السَّمَوَاتِ فَاطَّلَعَ اِلَىٰ اِلٰهِ مُوسٰى**

**وَ اِنِّىْ لَا اُظُنُّهُ كَاذِبًا ۚ وَ كَذٰلِكَ زَيْنٌ لِّفِرْعَوْنَ سُوًى**

عَمَلِهِ وَصَدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ  
إِلَّا فِي تَبَابٍ ﴿۳۸﴾

فِي تَبَابٍ: فرعون کی تدبیروں سے موسیٰ ہلاک نہیں ہوئے بلکہ خود فرعون ہی ہلاک ہوا۔ خوب  
یاد رکھو۔ کبھی کسی راست باز کے مقابلہ میں نہ آؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ دسمبر ۱۹۱۰ء)

۳۹۔ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يِقْوِمِ اتَّبِعُونِ

أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ﴿۳۹﴾

أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ: فرعون نے وَمَا أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ کہا  
اس کی تردید میں فرماتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ دسمبر ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا،

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنشَى وَهُوَ  
مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ

فِيهَا بِخَيْرٍ حِسَابٍ ﴿۴۱﴾

جس قدر مومن کا ایمان بڑھتا ہے۔ اسی قدر وہ بڑے فضل کو جذب کرتا ہے اور اسے حاصل کرتا  
ہے۔ جیسے جس قدر روشن دان یا فکیلہ بڑا ہوگا۔ اسی قدر زیادہ روشنی کھینچے گا۔ اب اگر کوئی یہ سوال  
کرے کہ جب ایمان فضل کو بلاتا ہے اور فضل سے نجات ہے تو اعمال کیا ہوئے۔ کیا اعمال لغو اور بیکار ہوں  
گے تو معلوم ہوا کہ سائل نے ایمان اور اعمال نیک کا تعلق نہیں سوچا۔ کیونکہ نیک اعمال اور سچا ایمان ایک  
دوسرے کو لازم و ملزوم ہے۔ سچا ایمان نیک اعمال کا بیج ہے اور اچھے بیج کا ضرور ہلکا اچھے بیج کا ضرور  
اچھا ہی پھل ہوتا ہے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم طبع دوم ص ۱۳۶)

اور جس نے کی ہے بھلائی وہ مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو۔ وہ لوگ جائیں گے

بہشت میں۔ روزی پائیں گے وہاں بے شمار۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۳۷)

۴۲۔ وَيَقَوْمٍ مَّالِيٍّ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجْوَةِ وَ

تَدْعُوْنِيْ اِلَى النَّارِ ﴿۴۲﴾

اِلَى النَّجْوَةِ، اونچے پر آجاؤ۔ جہاں ہر قسم کے عذابوں سے محفوظ رہو۔

(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۸ دسمبر ۱۹۱۰ء)

۴۳۔ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا،

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اِلَ فِرْعَوْنَ

اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۳﴾

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا، اس میں عذاب قبر کا ثبوت ہے۔

(تشمیذ الاذمان جلد ۸، ص ۹، ص ۴۹)

۵۲۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۲﴾

ہم اپنے رسولوں اور کامل مومنوں کو جو ہمارے کہے پر چلتے اور ہمیں مانتے ہیں۔ نصرت و امداد و تائید دیتے رہے اور دیتے رہیں گے۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن۔

اب تمام ماموروں۔ رسولوں اور ان کے سچے ساتھ والوں کی تاریخ دیکھ ڈالو۔ کس طرح بے کس بس بے یار و غمگسار دنیا میں آتے ہیں۔ مثلاً یوسف علیہ السلام کو دیکھو زبردست طاقت اور جماعت نے ان کے ساتھ کیا کیا۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کامیاب اور وہ سب کے سب باہمہ عصبیت ناکام و نامراد ہوئے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کیسے زبردست تھے۔ پھر کیسے نامراد ہلاک ہوئے تائید و نصرت رسل کے بارے میں دو خبریں ہیں۔ ایک دنیا میں تائید و نصرت کی۔ دوسری بعد الموت کی۔ ان

دو میں سے ایک واقعہ نے دنیا میں اپنی خبر کے مطابق ظہور کیا۔ پس اسی مناسبت سے دوسری خبر جو اسی کے ساتھ ہے۔ اپنے واقعہ کے ساتھ ظہور پذیر ہوگی۔

فرعون و موسیٰ علیہ السلام کے مابین جنگ ہو رہی ہے۔ ایک طرف ایک طاقتور بادشاہ ہے۔ جو مذمت قابل کو کہتا ہے۔ تو ہمارا نمک پروردہ اور تیری تمام قوم ہماری غلام ہے۔ ان دونوں کے درمیان الہی نصرت کا وعدہ ہوتا ہے۔ کہ موسیٰؑ انکی تمام شرارتوں سے محفوظ رہیں گے اور فرعونؑ بالکل غرق ہو کر عذاب آخرت کے مستحق ہوں گے۔ **فَوَقَّهٗ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِالْاِلٰهِ غَمٌّ سُوٓءُ الْعَذَابِ - النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا** (المومنہ ۴۶، ۴۷) پھر دیکھ لو ان تینوں علوم نے کیسی زبردست قوت سے قیامت کو ثابت کر دیا۔ (نور الدین طبع سوم ص ۳۳-۳۴)

ساری خلقت جو میری نگاہ سے بذریعہ علم۔ کتاب۔ سماع۔ مشاہدہ گزری ہے وہ یہی چاہتی ہے کہ میں جیت جاؤں اور مجھے نصرت ملے۔ لوگ اپنے ننگ و ناموس کے قیام کیلئے جانوں تک بے دریغ نثار کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس فطرت کے تقاضا پر فرماتا ہے۔ **اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا**۔ اس ورلی زندگی میں رسولوں اور مومنوں کی نصرت کریں گے۔ تاریخ اس وعدہ کے ایفا اور اس نشان کی صداقت کی شہادت دیتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا یہی معاملہ دیکھو کہ آخر کار آپ ہی سلامت و مامون رہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں مجوس تھے۔ مگر اس سب سے بڑے مخالف عمرو د کا کچھ نشان نہیں۔ مؤرخین اس کے بارہ میں بحث کرتے ہیں کہ آیا وہ تھا بھی یا نہیں۔ تھا تو کون؟ اسی طرح حضرت موسیٰؑ حضرت مسیحؑ کے دشمنوں کا حال ہوا۔ پھر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام رہ گیا اور کس عزت سے لیا جاتا ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد تو ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ مگر یزید کی نسل میں سے ہونا تو درکنار اس کا ہم نام بھی کوئی کہلانا نہیں چاہتا۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۸، دسمبر ۱۹۱۱ء)

کس قدر خوشی اور امید کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اسی دنیا میں بھی ملتی ہے اور اسی دنیا میں نصرت اور تائید ہی کا ملنا آخرت کی نصرت پر ایک قوی دلیل ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ یہ نصرت اور تائید ہر مومن مخلص کو ملتی ہے۔ اگر صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ مخصوص ہوتی تو البتہ عام مومنوں کیلئے کس قدر دل شکن بات ہو سکتی تھی۔ مگر خدا کا یہ کس قدر احسان ہے کہ فرمادیا ہے **اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا**



وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اللَّهُ تَعَالَى کے مامور اور مرسل اور مومن اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی تائیدات سے حصہ لیتے ہیں اور یہ نصرت عجیب عجیب طور پر اپنا ظہور کرتی ہے کیونکہ اس نصرت سے اللہ کی ہستی کا ثبوت مومن اللہ کی صداقت اور اللہ کے دوسرے وعدوں کی تصدیق کی ایک دلیل ہوتی ہے اور ایک عظیم الشان حجت ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے قائم کی جاتی ہے۔ کیا خوب فرمایا ہے۔

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے ؛ جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے  
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے ؛ کبھی ہوتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے  
غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے ؛ بھلا خالق کے آگے خلق کی کیا پیش جاتی ہے  
پس میں تمہیں کہتا ہوں کہ اگر تم اللہ کی نصرت چاہتے ہو۔ اسے سپر بنا نا چاہتے ہو تو جس نے سپر  
بنانے کا نمونہ اپنی عملی زندگی سے دکھایا ہے اسکے نیچے آؤ اور اس کے ننگ میں رنگین ہو جاؤ۔

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۱ء ص ۶)

ماہم ضرور کامیاب کرتے ہیں اپنے رسولوں اور مومنوں کو دنیا کی زندگی میں اور پیش ہونے والوں کے پیش ہونے کے دن میں۔  
(نور الدین طبع سوم ص ۱۹۸)

حضرت امام حسین کربلا میں شہید ہوئے۔ یہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا کے خلاف نہیں۔ موت تو سبھی کو آتی ہے دیکھنا یہ ہے کہ دنیا میں معزز و مکرم کو کون ہے وہ جس کی نسل کا بچہ پیدا ہوتے ہی سید و سردار کا لقب پاتا ہے۔ یا وہ جس کے نام پر کوئی اپنا نام بھی نہیں رکھتا۔ اور نہ کوئی مانتا ہے۔ کہ میں اس کی نسل سے ہوں۔ جس کے نام کا تصور قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کے پڑھتے ہوئے بھی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ وَتَقَطَّعُوا اَرْحَامَكُمْ (محمد، ۲۳) وَاِذَا تَوَلَّيْتُمْ سَأَلَ فِي الْاَرْضِ وَيُفْسِدُ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ (بقرہ، ۲۰۶) (تشمیذ الاذلان جلد ۲، ص ۱۴۵-۱۴۶)

جو شخص اپنی خواہشوں کو خدا کی رضا کیلئے نہیں چھوڑتا تو خدا بھی اس کیلئے پسند نہیں کرتا۔ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کیسے دشمن موجود تھے مگر وہ خدا جس نے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فرمایا۔ اس نے سب پر فتح دی صلح حدیبیہ میں ایک شخص نے آکر کہا۔ تم اپنے بھائیوں کا جھانہ چھوڑو۔ ایک ہی حملہ میں یہ سب تمہارے پاس بیٹھنے والے بھاگ جائیں گے۔ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک خطرناک آواز سنی۔ اور وہ ہرکا بکا رہ گیا۔ یہ حضرت نبی کریم کے اللہ کے حضور بار بار جان قربان کرنے کا نتیجہ تھا۔ کہ ایسے جاں نثار مرید تھے۔ اور وہ

جواب بنتے تھے۔ جو تجربہ کار تھے۔ ہر طرح کی تدبیریں جانتے۔ ان سب کے منصوبے غلط ہو گئے۔  
(بدر ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۹)

۵۶۔ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ  
لِدُنْيِكَ وَسَيِّئِ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِنْكَارِ

بِالْعِشِيِّ: پچھلے پہر (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸، دسمبر ۱۹۱۰ء)

۵۷۔ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ  
سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ وَإِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا كُمْ  
بِبَالِغِيهِ، فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ، إِنَّهُمْ سَمِيعٌ  
الْبَصِيرُ

سُلْطَانٍ: دلیل

مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ: تکبر اپنی کبریائی کی حد کو کبھی نہیں پہنچتا اور کبھی کامیاب نہیں ہوتا  
میں نے ایسے نطلے خود دیکھے ہیں۔ جوشن تکبر میں جن پر ظلم کیا۔ جنہیں ذلیل سمجھا۔ آخر انہی کے ناموں  
بلکریخ والے جوتوں سے پٹوایا گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸، دسمبر ۱۹۱۰ء)

۵۸۔ لَخَلَقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ

النَّاسِ وَلَئِنْ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

وَلَئِنْ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ، خوب یاد رکھو۔ میجارتی مذہب میں نہیں  
چلتی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸، دسمبر ۱۹۱۰ء)

۶۲- اَللّٰهُ الَّذِيْ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَيُّلًا لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ  
وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۗ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَذُوْ فَضْلٍ عَلٰى النَّاسِ  
وَلِيْكَ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۲﴾

لَكُمْ : تمہاری ہی بھلائی کیلئے ۔

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ : تاکہ تم اس میں آرام کرو ۔

آرام بڑی دولت ہے ۔ آرام سے صحت اچھی رہتی ہے ۔ علم بڑھتا ہے ۔ دنیا کی تمام چیزوں کیلئے قدرتی طور پر ایک وقفہ مقرر ہے ۔ انسان کیلئے بھی ضروری ہے کہ آرام کرے ۔ مگر آرام خدا ہی کے فضل پر موقوف ہے ۔ ہم نے بیس روپے سے لے کر کروڑ ٹا روپیہ آمد تک کے لوگوں سے پوچھا ہے تو انہوں نے اپنے تئیں دکھی بتایا ہے ۔ جس سے معلوم ہوا ۔ کہ سکھ کی زندگی دولت پر موقوف نہیں بلکہ تمام جسم کے سکھ اللہ کی فرماں برداری میں ہیں ۔ (ضمیمہ اخبار بدین قلوبیان ۸ دسمبر ۱۹۱۰ء)

۶۵- اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ اَزْوَاجًا ۙ لَّا تَاْوِي السَّمَاءُ  
بِنَاءٍ وَصَوْرَكُمْ فَاحْسَنَ صُوْرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ  
الطَّيِّبَاتِ ۚ ذٰلِكُمْ اِلٰهُكُمْ فَتَبَرَّكْ اِلٰهُ رَبِّ  
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾

قَرَارَ : آرام گاہ

فَاحْسَنَ صُوْرَكُمْ : یہ انسان کی تصویر کے عجائبات ہیں کہ ماحقی ۔ چیتے ۔ شیر اسکے اشارہ پر چلتے ہیں ۔ بجر ۔ پہاڑ ۔ بجلی ہوا پر قابو ہے ۔ (ضمیمہ اخبار بدین قلوبیان ۸ دسمبر ۱۹۱۰ء)

۶۸- هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ  
ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْا

أَشَدَّكُمْ ثَمَرًا تَكُونُوا شَيْوَحًا، وَمِنْكُمْ مَنْ  
يُتَوَفَّى مِنْ قَبْلُ وَ لَتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى  
وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۶۸﴾

مِنْ تَرَابٍ، یہی مٹی ہے۔ جو اگر کپڑے کو لگے تو کپڑا میلا ہو جائے اور اسی مٹی سے انسان پیدا ہوتا ہے۔  
تَعْقِلُونَ، بدیوں سے رکو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ دسمبر ۱۹۹۱ء)

۶۹۔ هُوَ الَّذِي يُخَيِّ وَيُمِيتُ، فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا  
فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۶۹﴾

وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ پس جب جاری کرتا ہے حکم تو کہتا ہے۔ ہو جا۔ پس ہو جاتا ہے۔  
(نور الدین طبع سوم ص ۹۲)

۷۰۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ  
اللَّهِ، أَنِّي يُضَرَفُونَ ﴿۷۰﴾

کسی کی عظمت خوبی۔ جلال۔ طاقت۔ وقت۔ علم۔ احسان دیکھنے کیلئے اسکے افعال ہی گہرا معلوم ہوتے ہیں۔ پچھلے رکوع میں اسی بات کا ذکر تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرنے والوں کا ذکر سنو! اَنِّي يُضَرَفُونَ، بت پرستوں کا معاملہ خصوصیت سے موجب تعجب ہے۔ خود ہی اپنے ہاتھ سے تراشتے ہیں۔ پھر خود ہی اسے معبود قرار دیتے ہیں۔ اور اس کے آگے اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ دسمبر ۱۹۹۱ء)

۷۱۔ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ، فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ

بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفِّيَنَّكَ  
فَالْيَنَّا يُرْجَعُونَ ﴿۸۱﴾

فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ : اِمَّا سے ظاہر ہے کہ پیش گوئی کے پورا ہونے کی صورت کا علم اللہ ہی کو ہے اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہے جس رنگ میں چاہے ۔ پوری کر دے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ دسمبر ۱۹۹۱ء)

۸۱- وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً  
فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿۸۲﴾

اللہ کی کتاب ۔ اللہ کی عظمت سمجھانے ۔ قرب کی راہیں بتانے اور اس ذات سے حبِ کامل پیدا کرنے کیلئے نازل ہوئی ہے ۔ اور یہ باتیں اسی کے عجیب و غریب احسانوں کے مطالعہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے جِبَلَتِ الْقُلُوبُ عَلَى حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهَا ۔ کامل علم والے ۔ کامل قدرت والے ۔ کامل احسانوں والے کی محبت خود بخود آجاتی ہے ۔ اور پھر اس محبت کرنے والے میں فرماں برداری پیدا ہوتی ہے جو تمام سکھوں کی موجب ہے ۔ پہلے اپنے احسان بیان فرماتا ہے ۔

وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ، پہلے بری سفر کا ذکر کیا ۔ اب بحری سفر کے ذرائع بتائے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ دسمبر ۱۹۹۱ء)

۸۲- وَيُرِيَكُمْ آيَاتِهِ ۖ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ

تُنْكِرُونَ ﴿۸۳﴾

وَيُرِيَكُمْ آيَاتِهِ : ایک مقناطیسی سوئی کے طفیل اندھیری راتوں میں بڑے بڑے سمندروں

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ دسمبر ۱۹۹۱ء)

میں سفر ہوتا ہے ۔

۸۳- أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ، كَانُوا أَكْثَرَ  
مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَى  
عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ □

اَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ، كَتَابُوا كے ذریعے بھی سیر فی الارض ہو سکتا ہے۔  
فَمَا أَغْنَى عَنْهُمْ، تاہم یوں پٹھانوں نے کتنے ممالک فتح کئے۔ پھر ایرانیوں نے اپنی ملکداری  
کا کہاں تک سکے بٹھلایا۔ کہ اب تک اس کے اثر باقی ہیں۔ فارسی زبان اب بھی گاؤں میں پڑھائی جاتی ہے مگر  
آخر تنزل آیا۔ اب وہ طمطراق۔ وہ شوکت۔ وہ شان کہاں گئی۔ خدا جب مٹانے پر آیا تو وہ ساز و سامان کچھ  
بھی کام نہ آیا۔ (ضمیمہ انجیل بدعتیہ، ۸ دسمبر ۱۹۱۰ء)

۸۴۔ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا  
بِمَاعِندِهِمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا

بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ □

اللہ تعالیٰ کی راہ میں سعی اور جہاد اور تقویٰ اللہ سے روکنے والی ایک خطرناک غلطی ہے جس میں اکثر  
لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ۔ کسی قسم کا علم جو انسان  
کو ہو وہ اس پر ناز کرے۔ اسی کو اپنے لئے کافی اور راحت بخش سمجھے تو وہ سچے علوم اور ان کے نتائج سے  
محروم رہ جاتا ہے۔ خواہ کسی قسم کا علم ہے۔ وجدان کا۔ سائنس کا۔ صرف و نحو یا کلام یا اور علوم غرض کچھ  
ہی ہو۔ ان ان جب ان کو اپنے لئے کافی سمجھ لیتا ہے تو ترقیوں کی پیاس مٹ جاتی ہے اور محروم رہتا ہے  
راست باز انسان کی پیاس سچائی سے کبھی نہیں بجھ سکتی۔ بلکہ ہر وقت بڑھتی ہے۔ اس کا ثبوت اس  
سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ ایک کامل انسان۔ اَعْلَمَ بِاللَّهِ۔ اَتَّقَى اللَّهَ۔ اَخْشَى اللَّهَ جس کا نام محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے علوم۔ معرفتیں۔ سچے بیان اور عمل و دام میں کامل تھا اس  
سے بڑھ کر۔ اعلم۔ اتقی اور اخشی کوئی نہیں۔ پھر بھی اس امام المتقین اور امام العالمین کو یہ حکم ہوتا  
ہے قُلْ نَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔



اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ سچائی کیلئے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور یقین کی راہوں اور علوم حقہ کیلئے اسی قدر پیاس انسانوں میں بڑھے گی۔ جس قدر نیکیوں اور تقویٰ میں ترقی کریگا۔ جو انسان اپنے اندر اس پیاس کو بجھا ہوا محسوس کرے۔ اور فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ کے آثار پائے اس کو استغفار اور دعا کرنی چاہیے۔ کہ وہ خطرناک مرض میں مبتلا ہے جو اس کیلئے یقین اور معرفت کی راہوں کو روکنے والی ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہیں بے انت اور اس کے مراتب و درجات بے انتہاء ہیں۔ پھر مومن کیونکر مستغنی ہو سکتا ہے؟ اس لئے اسے واجب ہے کہ اللہ کے فضل کا طالب اور ملائکہ کی پاک تحریکوں کا تابع ہو کر کتاب اللہ کے سمجھنے میں چست و چالاک ہو۔ اور سعی اور مجاہدہ کرے۔ تقویٰ اختیار کرے تا سچے علوم کے دروازے اس پر کھلیں!

غرض کتاب اللہ پر ایمان تب پیدا ہوگا۔ جب اس کا علم ہوگا اور علم منحصر ہے۔ مجاہدہ اور تقویٰ پر اور فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ سے الگ ہونے پر۔

(الحکم، ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء ص ۱۵)

یہودیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور وحی پر ایمان لانے سے جو چیز مانع ہوئی وہ یہی تکبر علم تھا فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ۔ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے پاس ہدایت کا کافی ذریعہ۔ صحف انبیاء اور صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ ہمارے پاس ہیں ہم خدا تعالیٰ کی قوم کہلاتے ہیں نَحْنُ ابْنَاءُ اللَّهِ وَاجْتَبَاءُ کَا کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم عربی آدمی کی کیا پرولہ کر سکتے ہیں۔ اس تکبر اور خود پسندی نے انہیں محروم کر دیا اور وہ اس رحمتہ للعالمین کے ماننے سے انکار کر بیٹھے جس سے حقیقی توحید کا مصفیٰ اور شیریں چشمہ جاری ہوا۔

(الحکم، ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء ص ۶)

کتابوں کو جمع کرنے اور انکے پڑھنے کا شوق جنون کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔ میرے مخلص احباب نے بسا اوقات میری حالت صحت کو دیکھ کر مجھے مطالعہ سے باز رہنے کے مشورے دیئے۔ مگر میں اس شوق کی وجہ سے ان کے دردمند مشوروں کو عملی طور پر اس بارہ میں مان نہیں سکا۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہزاروں ہزار کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی وہ راہ جس سے مولیٰ کریم راضی ہو جاوے۔ اس کے فضل اور مامور کی اطاعت کے بغیر نہیں ملتی۔ ان کتابوں کے پڑھ لینے اور ان پر ناز کر لینے کا آخری ڈپلومہ کیا ہو سکتا ہے۔ یہی کہ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ۔

(الحکم، ۱۷ مئی ۱۹۰۵ء ص ۶)

## سُورَةُ حَمِّ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۴۲- حَمِّ ۞ تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۞  
 كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ  
 يَعْلَمُونَ ۞ بَشِيرًا وَنَذِيرًا، فَأَعْرَضَ  
 أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۞ وَقَالُوا قُلُوبُنَا  
 فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ  
 مِّنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَأَعْمَلْ إِنَّنَا  
 غَمَلُونَ ۞ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ  
 أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ  
 وَاسْتَغْفِرُوهُ، وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ۞ الَّذِينَ لَا  
 يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۞  
 إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ  
 غَيْرُ مَمْنُونٍ ۞

رحمن ورحیم کی جانب سے اترا ہوا۔ یہ کتاب ہے جس کی آیتیں کھلی کھلی ہیں۔ قرآن عربی جاننے والے

لوگوں کے واسطے بشیر و نذیر ہے۔ پس اکثر لوگوں نے منہ پھیرا اور وہ سنتے ہی نہیں اور کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں۔ تیری اسی بات کی طرف سے جدھر تو ہمیں بلاتا ہے۔ اور ہمارے کان بوجھل ہو رہے ہیں اور تیرے اور ہمارے درمیان اوٹ ہے۔ تو اپنے کام میں لگا رہے۔ ہم اپنے کام میں۔ تو کہہ دے (اے محمد) میں ایک تمہیں سا بشر ہوں۔ میری طرف خدا کا پیغام آتا ہے کہ تمہارا معبود واحد ہے۔ اسی کی راہ پر سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اُسی سے بخشش مانگو۔ ہلاکت اُن مشرکین کے واسطے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔ بے شک ایمانداروں اور نیکو کاروں کیلئے غیر منقطع اجر ہے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۵۸)

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ..... الخ: تو کہہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم۔ حکم آتا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے۔ سو سیدھے رہو اُسکی طرف اور اُس سے بخشواؤ اور خرابی بے شرک والوں کی (فصل الخطاب حصہ اول ص ۵۱)

۱۰۳- قُلْ أَتُنْكُمُ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا. ذَلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰﴾ وَجَعَلَ فِيهَا رِجَالًا مِّنْ فَوْقِهَا وَبَرَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَمَاقَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ آيَاتٍ. سَوَاءٌ لِّلسَّائِلِينَ ﴿۱۱﴾ ثَمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وِلَاَرْضِ اثْنَيْ طَوْعًا وَكَرْهًا. قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ﴿۱۲﴾ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْخَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا. وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا. ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۱۳﴾

تو کہہ - کیا تم ایسے خدا کا کفر کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور اس کے شریک مقرر کرتے ہو یہی تو عالموں کا پروردگار ہے - پھر اس پر پہاڑ بنائے اور زمین کو برکت دی اور اشیائے خوردنی کے اس میں لذت باندھے - یہ سب کچھ چار دن میں ہوا - حاجت مندوں کیلئے سب سامان درست ہو گیا - پھر سماء کی جانب متوجہ ہوا اور وہ دخان تھا (یعنی اسے ٹھیک کیا) پھر اسے اور زمین (دونوں) کو کہا کہ خواستہ یا نخواستہ تم دونوں حاضر ہو جاؤ - انہوں نے کہا ہم خوشی سے آتے ہیں (یہ ایک اندازہ محاورہ ہے جس کا مدعا ہے کہ یہ اشیاء ہمارے مطیع فرمان ہیں اور کبھی کس طرح ہمارے حکم سے انحراف کر نہیں سکتیں) پھر ان کو سات سماء مقرر کیا دو دن میں اور ہر سماء کو اس کا متعلق کام سپرد کیا - (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۱۸)

مسلمانوں کا اعتقاد یہ ہے - اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ اس اعتقاد سے مٹی کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے - اور مٹی کے مادہ کا خالق بھی وہی ہے - مادہ اور روح کی تشریح جس قدر روحانی تربیت میں مفید ہے اس قدر قرآن کریم نے تشریح کر دی ہے - اور جس تفصیل کی ضرورت روحانی تعلیم میں نہیں - اس سے قرآن کریم نے سکوت فرمایا - خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر روح کے معنی کلام الہی کے ہیں - تو روح غیر مخلوق اور غیر مادی ہے - یہ روح الہی صفت ہے - اور مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں پر نازل ہوتی رہی - اور نازل ہوتی ہے - اور نازل ہوگی اور ان کی وساطت سے عام مخلوق الہی کے پاس پہنچی اور پہنچے گی - اور روح کے معنی اگر ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے ہیں تو وہ مخلوق ہیں - ایک وقت میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ مختلف اوقات اور انواع و اقسام کے مختلف اشیاء سے پیدا ہوا کئے - انسانی جسمانی رُوح ایک قسم کی لطیف ہوا ہے جو انسان میں شریانی عروق اور انسانی پھیپھڑوں کے بن جانے اور قابل فعل ہونے کے وقت نفع کی جاتی ہے اس مطلب کو سمجھنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر غور کرو - یہ صادق کتب حقیقت نفس الامری کی خبر دیتی ہے کہ انسان اسی نطفہ سے جو عناصر کا نتیجہ ہے - خلق ہوتا ہے اور پھر ہمیں اسے سمیع و بصیر یعنی مددگار اور فیاض بنایا جاتا ہے - نہ یہ کہ پیچھے سے اپنے ساتھ کچھ لاتا ہے - اور پرانے اعمال کا نتیجہ - اس کے ساتھ چٹا ہوتا ہے جس وہم و فرض کا کوئی مشاہدہ کا ثبوت نہیں ..... -

ایک مدت تک مجھے تعجب اور افسوس ہوا کہ تکذیب براہین کے مصنف صاحب نے اس قدر طول طویل اعتراض آیت شریفہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ پر کیوں کئے اور میرے تعجب اور افسوس کی کئی وجوہ ہیں ....

اول - اس لئے - چھ دن میں زمین - آسمان اور جو کچھ ان دونوں میں ہے - اس کے پیدا ہونے کی خبر ایسے سچے لوگوں نے دی ہے - جن کا صدق مختلف دلائل اور نشانات سے ثابت ہے اور اس خبر کو مشاہدہ

ضروریہ علوم اور قانون قدرت کے مستحکم انتظام نے نہیں جھٹلایا۔

دوم۔ اس لئے کہ جن لوگوں نے یہ خبر دی ہے ان میں سے ایک کا نام سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہے اور دوسرے کا نام سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ان لوگوں نے یوں کہا ہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی۔ اور اسی کے مکالمہ سے یہ بات ہمیں معلوم ہوئی۔ ان خبر دہندوں کی امد لو اللہ تعالیٰ نے جیسے کی ہے اسکی خبر دنیا سے مخفی نہیں۔ اور جو تعجب انگیز کامیابی ان لوگوں کو ہوئی۔ اسکی نظیر مدعیانِ اہام میں کوئی نہیں دکھا سکتا۔ انصاف کرو کیا جناب الہی کی پاک اور مقدس بارگاہ سے جھوٹوں کو ایسی امداد مل سکتی ہے۔ سوم۔ اس لئے کہ جس کتاب میں یہ خبر دی گئی اس کا من جانب اللہ ہونا بہت وجہ سے ثابت کیا گیا۔ چاہے اس کا نام توریت ہو۔ چاہے قرآن کریم کہو۔

چہارم۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے اکثر بلکہ تمام کام جن کو ہم دیکھتے ہیں۔ آہستگی اور تدریج سے ہوا کرتے ہیں۔ بقدر امکان اپنے ارد گرد کا کارخانہ قدرت دیکھ لو۔ پھل دار درخت کتنے دنوں میں پھل دار کہلا سکتا ہے گھوڑے ادا مٹی کا آج پیدا ہوا بچہ کتنے دنوں میں اللہ تعالیٰ اس کو ہماری سواری کے قابل بنائے گا۔ آدمی کا وہ بچہ جو آج کل ماں کے رحم میں یا باپ کے جسم میں آرام گزیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو کتنے دنوں میں عالم فاضل اور یلغار کرے گا۔ پس جب ایسے کام جو تدریج ہو رہے ہیں۔ اسی قادرِ مطلق۔ سر ب شکستیاں۔ کُن کے کلمہ کے ساتھ پیدا کر سکنے والے کی پیدائش ہے تو زمین و آسمان اور اس کے درمیانی اشیاء کا چھ روز میں پیدا ہونا کیوں محلِ انکار ہے؟

پنجم۔ اس لئے کہ زمین۔ آسمان اور ان دونوں کی درمیانی تین چیزیں ہیں اور انکی بناوٹ دو طرح پر ہے۔ اول۔ ان اشیاء کی اصل بناوٹ۔ دوم۔ انکی ترتیب۔ پس یہ چھ چیزیں ہوئیں۔ جو چھ یوم میں پیدا ہوئیں یہاں یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آریہ نے بھی تمام مخلوق کے اصول اشیاء چھ چیزوں کو مانا ہے۔ ارضی اشیاء چہار۔ جن کو اربعہ عناصر یا چار تہت کہتے ہیں۔ اور سماوی چیزیں دو۔ زمین کی چار چیزیں۔ مٹی۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ سماوی دو چیزیں۔ اکاش جسے سماء یا السماء کہتے۔ اور دوسری روح جسے حیو کہتے ہیں قرآن کریم میں ایک جگہ کچھ تفصیل کی گئی ہے اسے بھی سنو۔ قُلْ اِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ فِي يَوْمَيْنِ ..... وَاَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَاءٍ اَمْرًا۔

ششم۔ اس لئے کہ ان چیزوں کے بننے میں یہ نہیں فرمایا کہ تمام تمام دن اور رات میں ان اشیاء کو پیدا کیا۔ بلکہ یہ فرمایا ہے کہ چھ روز میں یہ چھ چیزیں پیدا کیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک چیز ایک ایک روز میں۔ ایک آن کے اندر کلمہ کُن سے پیدا ہوئی۔



ہفتم۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خَالِقُ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ۔ معطل بیکار نہیں۔ وہ ہمیشہ اپنی کاملہ صفات سے موصوف ہے۔ ایسا کیوں مانا جاوے کہ تمام اشیاء کو ایک آن میں پیدا کر کے پھر معطل ہو گیا بلکہ وہ ہمیشہ خالق ہے۔ اور مخلوق کا حافظ ہے اور رہے گا۔

ہشتم۔ اس لئے کہ یوم عربی زبان میں مطلق وقت کو کہتے ہیں پس سِتَّةَ أَيَّامٍ کے یہ معنی ہوں گے۔ چھ وقت میں۔ چاہو وہ وقت ایک آن کَلَمَةِ الْبَصْرِ۔ لو۔ چاہو تو وہ ایک ایک یوم لاکھوں کوڑوں برس کا یوم جیسے راقم کا اعتقاد ہے سمجھو۔

نہم۔ اس لئے کہ یوم عربی زمانہ اور وقت کو بھی کہتے ہیں جس میں کوئی واقعہ گزرا۔ گو وہ واقعہ کتنے بڑے وقت میں گزرا ہو۔ یوم بُعَاث۔ یوم حنین۔ یوم بنو نکر۔ یوم لبوس۔ یوم عاد وغیرہ وغیرہ۔ اس زمین و آسمان وغیرہ کی پیدائش کے زمانہ کو اس محاورہ پر یوم کہا گیا۔

دہم۔ اس لئے کہ۔ پدارتھ ودیا یعنی علم طبیعیات۔ خصوصاً علم طبقات الارض سے ثابت ہو چکا ہے یہ زمین کسی زمانہ میں آتشیں گیسوں کا تھا بلکہ یوں کہیے کہ ایک ستارہ روشن تھا۔ جب قدرتی اسباب سے اللہ تعالیٰ نے اس میں کسی قدر کثافت پیدا کر دی تو یہ زمین اس وقت ایک سیال مادہ ہو گیا۔ جسے عربی زبان میں اَلْمَاءَ کہتے ہیں۔ اور اس پر اس وقت ہوا چلا کرتی تھی۔ جسے توریت شریف کی کتاب پیدائش کی پہلی آیتوں میں لکھا ہے۔ پھر جب وہ اَلْمَاءَ زیادہ کثیف ہو گیا تو اس پر وہ حالت آگئی۔ جس کے باعث اس پر زمین کا لفظ بولا گیا۔ پس ایک دن اس پر وہ تھا کہ یہ زمین سیال ہوئی۔ اور دوسرا دن وہ آیا کہ کثیف ہو گئی۔ طبقات الارض سے یہ امر بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ جس قدر زمین کے نیچے مرکز کی طرف کھودا جاوے۔ زمین کی گرمی بہ نسبت بالائی سطح کے نیچے کو بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ اب بھی چھتیس میل کی دوری پر ایسا گرم مادہ موجود ہے۔ جس کی گرمی تصور سے باہر ہے۔ اس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے جب اسکا بالائی حصہ کثیف ہونا شروع ہوا تھا۔ ایک دن اس ہماری آرام گاہ پر گزرا تھا۔ کہ اس زمین کی بالائی نہایت پتلی سطح کے نیچے اس مادہ کا آتشیں سمندر موجیں مارتا تھا اور اسکی بالائی باریک سطح کو توڑ توڑ کے بڑے بڑے راکس اور بڑے بڑے جبری قطعات باہر نکلتے تھے اور پہاڑوں کا سلسلہ پیدا ہوتا جاتا تھا اور ظاہر ہے کہ اس وقت بڑے بڑے زلزلے اور بھونچال ہوتے تھے۔ جب بڑے بڑے پہاڑ پیدا ہو گئے اور زمین کا بالائی حصہ زیادہ مٹا ہو گیا پھر تیسرا اور چوتھا دن یا تیسرا اور چوتھا وقت اس کرہ ارض پر وہ آیا کہ نباتات۔ جمادات۔ پھل۔ پھول وغیرہ اشیاء



انسانی آرام اور آسائش کے سامان مہیا ہوئے۔ ایک دن ان اشیاء کی پیدائش کا اور دوسرا دن ان اشیاء کی ترتیب۔ غرض دو دن پہلے اور دو دن یہ کل چار روز زمین کی دستی کی ہوئی۔ اسی طرح زمین کی بالائی فضا اور زمین کی سقف اور زمین کی بناء۔ آسمان کو اللہ تعالیٰ نے دو روز میں بنایا اور ان میں امرا الہی کی وحی ہوئی اور وہ وقت آگیا کہ انسان زمین پر آباد ہوں۔ کیونکہ جیسے قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ سَوَاءٌ لِّلنَّاسِ اِلَیْنِ الْاِنْسَانِ کِی تَمَامُ ضَرُورَتِیْنِ اور اس کیلئے سب مایحتاج پورا ہو گیا۔

اس تکذیب پر براہین سے غالباً پہلے کا ذکر ہے۔ میرے ایک پیارے عزیز نے مجھ سے اسی آیت پر سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن میں القادر یعنی قادر مطلق کہا ہے اور وہ تمام زمین اور آسمان کو ایک آن میں پیدا کر سکتا ہے۔ کیونکر مان لیا جاوے۔ آسمان و زمین کو اس نے چھ دن میں بنایا ہو۔ اس وقت ایک جوار کا کھیت سامنے لہلہا رہا تھا۔ میں نے تھوڑی دیر سکوت کر کے پوچھا۔ اس کھیت کا دانہ کب تک تیار ہو کر کھانے کے قابل ہوگا؟ اس عزیز نے جواب دیا۔ کئی مہینے کے بعد پک کر کھانے کے قابل ہوگا۔ تب میں نے کہا اس کے دانہ کو کون بناوے گا۔ اس نے جواب دیا۔ وہی۔ جسے القادر۔ قادر مطلق بمرتب شکستیان۔ جگدیشہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا ایک کُن میں سب کچھ پیدا کر سکتا ہے۔ کیونکر مانا جاوے کہ وہی ایسی قدرت والا دانوں کے بنانے میں اتنی دیر کرے۔ تب اس عزیز نے کہا۔ صاحب یہ اس کی خواہش۔ اچھا۔ اس کی مرضی ہے۔ اور ساتھ ہی ہنس دیا اور کہا کہ جواب ہو گیا۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۵ تا ص ۲۲۲)

۱۸۔ وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَصَى

عَلَى الْهُدَى فَآخَذَتْهُمْ سَعِيقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۱۸﴾

جو ثمود تھے سو ہم نے ان کو راہ بتائی اور پھر ان کو خوش لگا اندھے رہنا سو جھنے سے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۹، ص ۱۶۷)

۲۲۔ وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ

أَرَدَكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۲۲﴾

اور اسی گمان نے جو تم نے اپنے رب سے کیا تمہیں ہلاک کیا۔ پھر تم زیاں کار ہو گئے۔  
(تصدیق برائین احمدیہ ص ۱۸)

۲۶۔ وَقَيِّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ  
أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي  
أَمْرِ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ.  
إِنَّهُمْ كَانُوا خَسِرِينَ ﴿۲۶﴾

اور لگا دی ہم نے ان پر تعیناتی۔ پھر انہوں نے بھلا دکھایا ان کو جو ان کے آگے اور ان کے پیچھے  
اور ٹھیک پڑی ان پر بات مل کر سب فرقوں میں جو ہو چکے ہیں ان سے آگے جنوں کے اور آدمیوں کے  
وے تھے ٹوٹے والے۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۳)

۳۳ تا ۳۴۔ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ  
اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا  
لَا تَخْزَنُوا وَابْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۳۳﴾  
نَحْنُ أَوْلَىٰ بِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَ  
لَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا  
تَدْعُونَ ﴿۳۴﴾ نَزَّلْنَا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ﴿۳۴﴾

جو لوگ ایمان کو مشروط کرتے ہیں۔ وہ محروم رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پرواہ نہیں  
کرتا۔ ہاں خدا تعالیٰ کسی کو خالی ہاتھ نہیں چھوڑتا۔ جو اس کی راہ میں صدق و ثبات سے قدم رکھتا ہے۔ وہ  
بھی اس قسم کے انعامات سے بہرہ وافر لے لیتا ہے۔ جیسے فرمایا إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ

ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ - جن لوگوں نے اپنے قول و فعل سے بتایا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر انہوں نے اس پر استقامت دکھائی۔ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نزولِ ملائکہ سے پہلے دو باتیں ضروری ہیں۔ رَبَّنَا اللَّهُ کا اقرار اور اس پر صدق و ثبات اور اظہارِ استقامت۔

ایک نادان سنت اللہ سے ناواقف ان مراحل کو توڑے نہیں کرتا اور امید رکھتا ہے اس مقام پر پہنچنے کی جو ان کے بعد واقع ہے۔ یہ کیسی غلطی اور نادانی ہے اس قسم کے شیطانی وسوسوں سے الگ رہنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں استقامت اور عجز کے ساتھ قدم اٹھاؤ۔ قوی سے کام لو۔ اس کی مدد طلب کرو۔ پھر یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے وارث ہو جاؤ اور حقیقی رؤیا اور الہام سے حصہ پاؤ۔

(الحکم، ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء، ص ۶، ۲۲، فروری ۱۹۰۵ء)

خوش قسمت وہی ہے جو ان باتوں سے فائدہ اٹھائے۔ جذباتِ نفس پر قابو رکھ کر خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے۔ مساکین اور یتامیٰ کو مال دیوے۔ قسم قسم کے طریقوں سے رضا جوئی اللہ تعالیٰ کی کرے۔ ایک وقت کا عمل دوسرے وقت کے عمل سے بعض دفعہ اتنا فرق رکھتا ہے کہ اول ہاجرین نے جہاں ایک مٹھی جو کی دی تھی۔ بعد میں آنے والا کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا دیتا تھا تو اس کی برابری نہ کر سکتا تھا۔ سائل کو دو۔ دیکھی کو دو۔ ذوی القربیٰ کو دو۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ مسنون تسبیح اور کلام شریف اور دعاؤں کے بعد اپنی زبان میں بھی عرض معروض کرو تا کہ دلوں پر رقت طاری ہو۔ غریبی میں۔ امیری میں۔ مشکلات میں۔ مقدمات میں۔ ہر حالت میں مستقل رہو اور صبر کو ماتھ سے نہ دو۔ تقویٰ کا ابتداء دعا خیرات اور صدقہ سے ہے اور آخر ان لوگوں میں شامل ہونے سے ہے۔ جن کی نسبت فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا - جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر استقامت دکھلائی۔

(بدر ۱۳، دسمبر ۱۹۰۶ء، ص ۹)

نیک کی تحریک کیلئے ملائکہ بڑی نعمت ہیں جو ان کے دل میں نیکی کی تحریک کرتے ہیں۔ اگر کوئی ان کے کہنے کو مان لے تو اس طبقہ کے جو ملائکہ ہیں وہ سب اس کے دوست ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں فرمایا۔ نَحْنُ اَوَّلُیُّوْكُمْ فِی الْحَیٰوَةِ الدُّنْیَا (آیت ۳۲) ایسی پاک مخلوق کسی کی دوست ہو اور کیا خواہش ہو سکتی ہے۔ (الحکم، ۱۴، جون ۱۹۱۱ء، ص ۶)

ان کو بیٹھے بیٹھے کبھی نیک اور کبھی بد ارادے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ کیوں ہوتے ہیں۔ جبکہ

کوئی کام بدوں اسباب اور علل کے نہیں ہوتا۔ تو نیک اور بد ارادے کی تحریک کیوں ہوئی؟ اس محرک کو ہماری شریعت میں فرشتہ کہتے ہیں۔ ہم اسی پر قناعت کرتے اور نیکی کے محرک کا نام فرشتہ رکھتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملائکہ و شیاطین کو ہر وقت انسان کے دل سے تعلق رہتا ہے۔ اور موقع پر تحریکیں کرتے ہیں۔ اگر وہ تحریک نیکی کی ہے تو فرشتہ کی طرف سے ہے اور بتئیک پھر وہ تحریک ہوتی اور بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ انسان اس میں لگ پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ملائکہ اور شیاطین میں جنگ ہو پڑتی ہے اور ملائکہ جیت جاتے ہیں اور پھر وہ شخص فرشتوں سے مصافحہ کر لیتا ہے اس کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ... الْاٰیۃ

پس ایسے لوگوں پر پھر ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور خدا کہتا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ مت غم کھاؤ پس اس طرح ملائکہ کا ماننا بھی نیکی سکھاتا ہے اور بدی سے روکتا ہے۔

(الحکم ۲۴، جنوری ۱۹۵۷ء ص ۱۱)

۳۴۔ وَ مَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ

صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۳۴﴾

اس شخص سے بھلی بات کس کی۔ جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور اچھے کام کئے۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۹)

وَ مَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں پر جبری حکومت نہیں پسند فرمائی اس لئے اعتراض پر صرف ڈانٹ ہی نہیں بتاتا جیسا کہ حکام کے شایان شان ہے۔ بلکہ وہ اس اعتراض کو دلائل سے رد فرماتا ہے۔

قَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ یعنی اپنی تمام زندگی سے خواہ بذریعہ اقوال خواہ بذریعہ افعال اپنے تئیں فرمانبرداروں سے ظاہر کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲، مارچ ۱۹۵۷ء)

۳۵، ۳۶۔ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ۚ لِمَا دَفَعْنَا

بِالَّتِیْ هِیَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهُ

عَدَاوَةٌ كَانَتْهُ دَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿۳۱﴾ وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا  
الَّذِينَ صَبَرُوا. وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا ذُو حِظٍّ

عَظِيمٍ ﴿۳۲﴾

نیکی و بدی۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہم پلہ اور خوبی میں مساوی نہیں۔ بدی کا دغیر نیکی کے ساتھ کرو کھاؤ۔ اگر ایسا ہی حسن سلوک اپنے دشمنوں سے کر دکھاؤ گے تو تمہارے دشمن بھی تمہارے سچے دوستوں اور گرم جوش والے خیر خواہوں کی طرح ہو جاویں گے۔ اس نصیحت کو وہی لوگ مانیں جو بڑی بروہاری اور بلند حوصلگی کا حصہ رکھتے ہیں۔  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۴۴، ۲۴۵)

وَلَا تَسْتَوِي - اس سوال کا جواب کہ ہمیں یہ کیونکر معلوم ہو۔ یہ نیک ہے یہ بد۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکی اور بدی کی حقیقت پر غور کرنے سے خود بخود یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔ بہ لحاظ اثرات و نتائج بھی یہ دونوں چیزیں الگ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک اصول بتایا ہے دع مایربیک الی مالا یربیک رجو چیز تجھے دل میں کھٹکتی ہے اسے چھوڑ دے اور اختیار کر اسے جو نہ کھٹکے۔

إِذْ فَعَّ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ - بعض اوقات فوری جوش میں امتیاز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ایک عمدہ طریق بتایا ہے کہ صبر سے کام لیا جائے۔ جوش کے رفع ہونے پر اصل کیفیت کھل جاتی ہے یُلْقِيهَا - تلقی بالقبول کے معنی ہیں۔ خوشی سے کسی بات کو مان لینا۔

صبر کہتے ہیں اس مصیبت کو برداشت کر لینے کو جو کسی فعل یا ترک فعل سے حکم الہی کے ماتحت پیش آوے۔

ذُو حِظٍّ عَظِيمٍ - اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو متاع قلیل فرماتا ہے۔ پس اندازہ کرو۔ کہ عظیم کتنا بڑا ہوگا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ مارچ ۱۹۱۱ء)

۳۷۔ وَإِنَّمَا يَنْزَعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ

فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ. إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۳۳﴾

فاستعذ بالله۔ یہ غیظ و غضب کے روکنے کا طریق سکھایا۔ کہ دعا کرو اور خدا سے مدد و پناہ مانگو۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ مارچ ۱۹۱۱ء)

۳۸ - وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ رَآيَا تَعْبُدُونَ ﴿۳۸﴾

اور اس کے نشانوں سے ہے رات . دن . سورج اور چاند . مت سجدہ کرو سورج اور چاند کو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۵۴)

اللہ کا علم ہیا وسیع ہے کہ بشر اس کے مساوی ہو ہی نہیں سکتا جو نشان اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کیلئے بطور نشان رکھے ہیں وہ کسی اور میں نہیں بنائے جاسکتے۔ بڑا نشان تدلل کا ہے۔ سجدہ اس سے بڑھ کر اور کوئی عاجزی نہیں۔ زمین پر گر پڑے۔ اب آگے اور کہاں کدھر جاویں فرماتا ہے۔ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ۔ پس جو غیر کو سجدہ کرے وہ مشرک ہے۔

حنفی مذہب میں یہ معرفت کا نکتہ ہے کہ رکوع کو بھی سجدہ میں داخل کر لیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ آیت سجدہ پڑھ کر رکوع میں چلے جانا بھی من وجہ سجدہ ہے۔ اسی واسطے و کے ساتھ نہیں آتا۔ الرَّكْعُ السَّجْدَةُ آیا ہے۔ اردو میں ایک مصرعہ سب تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

لامتہ باندھ کر بہیئت صلوٰۃ کسی کے سامنے کھڑے ہونا اور امید و بیم کے لحاظ سے اس کی وہ تعریفیں (جو خدا تعالیٰ کی کی جاتی ہیں) کرنا بھی شرک ہے۔ اور کسی سے سوائے اللہ کے دعا مانگنا بھی۔ ہاں دعا کروانا شرک نہیں ہے۔

(بدر ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء ص ۲)

۴۱ - إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا فَمَنْ يُلْقِ فِي النَّارِ خَيْرًا مِّن يَّاتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۴۱﴾

يُلْحِدُونَ کسی اسم الہی کی تکذیب کرتے۔ استہزاء کرتے۔ تحریف کرتے ہیں۔

(تشیذ الاذعان جلد ۸، ص ۹ ص ۲۴۹)



۴۳۔ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ

خَلْفِهِ، تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿۴۳﴾

اس کتاب کا مافظ حضرت حق سبحانہ ہے۔ جس کیلئے آئندہ پیشگوئی ہے کہ اس کتاب کو باطل کرنے والی آئندہ بھی کوئی چیز نہیں بھیجیں گے۔ تو پھر ہم کو سائنس یا بیرونی خطرناک دشمن سے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ جب ہم کو ایسی باطل کرنے والی کوئی چیز فطرت کے خالق نے پیدا ہی نہیں کی۔

پس جیسا ہمارا رسول کامل ہے۔ ویسے ہی ہماری کتاب کامل ہے۔ یہ کتاب تو قیامت تک رہے گی مگر ایسی کامل کتاب ہمارے گھروں سے نکل کر دوسروں کے گھروں میں چلی گئی۔ تو ہمارے بزرگوں کی رُوح کو کیا خوشی ہوگی؟ پس خوف ہے تو یہ کہ ہمارے گھروں سے یہ کتاب نہ نکلے اور ہم اس کی ابتداء سے محروم نہ رہیں۔  
(بند ۳۱، پارچہ ۱۹۱۰ء ص ۱۲)

۴۴۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ

فَعَلَيْهَا، وَمَا رَتُّكَ يَظْلُمُ اللَّعِينِ ﴿۴۴﴾

اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۴۴)

۴۵۔ إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَمَا تَخْرُجُ

مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَى وَلَا

تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ، وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَتَيْنَ شُرَكَاءِي،

قَالُوا أَذْنُكَ، مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ ﴿۴۵﴾

عِلْمُ السَّاعَةِ: ہر گھڑی کا علم کیا معلوم کہ اب سب کچھ منٹ بعد کیا ہوگا۔

وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ: یہ تفصیل اس لئے ہے۔ تاکہ لوگ جانیں کہ اللہ کو علم جزئیات کا

بھی ہے۔ فلا سفر کہتے ہیں۔ صرف کلیات کا علم ہے۔ وہ غلطی پر ہیں۔ (تشیذ اللذبان جلد ۹ ص ۴۸)

## سُورَةُ الشُّورَى مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۳۶۲ - حمّٰ عسق □

حمید۔ مجید۔ علی و عظیم۔ سمیع و قادر و قوی ہوں۔ (تشمید الاذنان جلد ۸، ص ۹ ص ۳۸)

۴ - تَكَادُ السَّمُوتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلَائِكَةُ  
يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ  
إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ □

يَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ، اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۳۸)

۹ - وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ  
يَدْخُلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ  
مِنْ رَبِّي وَلَا نَصِيرٍ □

لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً، اللہ نے چاہا ایک ہو جاؤ گے۔ چنانچہ ہو گئے  
(تشمید الاذنان جلد ۸، ص ۹ ص ۳۸)

۱۲ - فَاطِرُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ، جَعَلَ لَكُمْ مِنْ

أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْإِنْعَامِ أَزْوَاجًا، يَذُرُكُمْ

فِيهِ، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿۱۲﴾

ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ جمیع صفاتِ کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ ہے وہ اپنی ذات میں۔ اپنے صفات میں۔ اسماء اور محامد اور افعال میں واحد لا شریک ہے۔ وہ اپنی ذات میں یکتا صفات میں ہمتا اور افعال میں لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ اور بے نظیر ہے۔ (الحکم ۲۶، فروری ۱۹۰۸ء ص ۳)

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ، اس کے مانند کوئی نہیں اور وہ ہے سُناد و یکتا۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۲۶)

میں جس ایمان پر قائم ہوں وہ ہی ہے جس کا ذکر میں نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں کیا ہے۔ میں اللہ کو اپنی ذات میں واحد۔ صفات میں یکتا اور حال میں لَيْسَ كَمِثْلِهِ اور حقیقی معبود سمجھتا ہوں۔ (بدر ۳۱، مارچ ۱۹۰۹ء ص ۴، جلد ۱۳۳۱)

۲۴۔ ذٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللّٰهَ عِبَادَہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، قُلْ لَا اَسْأَلُكُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْـ  
مَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی، وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نّٰزِلَہٗ

فِیْہَا حَسَنًا، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ﴿۲۴﴾

الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اعلان فرمایا لَا اَسْأَلُكُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ کہ میں اس تبلیغ پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ ہاں مَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى چاہتا ہوں۔ لوگوں نے اس کے معنی کئے ہیں۔ حضرت امام حسینؑ اور سیدۃ النساءؑ سے محبت کرو۔ یہ بات تو بہت اچھی ہے۔ مگر یہ سورۃ مکی ہے اور اس وقت امام حسینؑ پیدا نہیں ہوئے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس کے خوب معنی کئے ہیں کہ تمام عرب آپس میں خانہ جنگیاں چھوڑ کر اتحاد و مودت پیدا کر لو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قوم میں رشتہ تھا پس آپ نے فرمایا۔ ان خانہ جنگیوں کو چھوڑ کر مودت اختیار کر لو۔ کہ اس میں بھی تمہارا ہی بھلا ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں تمہیں اللہ کے نزدیک کرتی ہیں ان کی محبت پیدا کرو اور ان کے حصول کی کوشش و آرزو میں لگ جاؤ۔ اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ قربت حاصل کرنے کی محبت رکھو۔ تینوں معنی صحیح اور

پاکیزہ ہیں۔

(تشمیذ الاذمان جلد ۲ ص ۱۶۸-۱۶۹)

إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ : تم پیار کرو ان کاموں میں جو قرب الہی کا موجب ہیں یا یہ کہ اپنے رشتہ داروں میں محبت بڑھاؤ۔  
(تشمیذ الاذمان جلد ۲ ص ۹۸-۹۹)

۳۱ - وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ

أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ﴿۳۱﴾

جب ہمارے نبی کریم اور رسول رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ تو چند دشت۔ منافق۔ دل کے کمزور جن میں نہ قوت فیصلہ تھی۔ اور نہ تاب مقابلہ۔ آپ کے حضور ہوئے اور بظاہر مسلمان ہو گئے اور آخر بڑے بڑے فسادوں کی جڑ بن گئے۔ وہ مسلمانوں میں اگر مسلمان ہی جاتے اور مخالفان اسلام کے پاس پہنچتے تو مسلمانوں کی بدیاں کرتے۔ ..... سر دست جماعت اسلام تعداد میں بہت ہی قلیل اور حقوڑی سی ہے اور مسائل اسلام بھی جو پیش ہوئے ہیں۔ بہت کم ہیں۔ یہ بد بخت منافق اگر اس قلیل جماعت کے سامنے تاب مقابلہ نہیں لاسکے اور اپنے دل کی مرض سے بزدل ہو کر مسلمانوں کی ہاں میں بظاہر ہاں ملاتے ہیں تو یاد رکھیں۔ ان کا یہ کمزوری کا مرض اور بڑھے گا کیونکہ یہ جماعت اسلام روز افزوں ترقی کریگی اور یہ موزی بد معاش اور بھی کمزور ہوں گے اور ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نیز اسلام کے مسائل روز افزوں ترقی کریں گے۔ جب یہ لوگ حقوڑے سے مسائل کے فیصلہ نہیں کر سکتے تو ان مسائل کثیرہ کا کیا فیصلہ کر سکیں گے جو یوماً فیوماً روز افزوں ہیں۔ بہر حال ان کا مرض اللہ تعالیٰ بڑھائے گا اور اسلام کو ان کے مقابلہ میں ترقی دے گا۔ ہاں یہی بات کہ یہ سزا ان کو کیوں ملی تو اس کا جواب یہی سچ ہے کہ ان کے اپنے اعمال کا بد نتیجہ تھا۔ اس میں قرآن کریم کا ارشاد یہ ہے۔ مَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ ..... یعنی تمہیں ہر ایک مصیبت اپنے ہاتھوں کی کر توت کے سبب سے پہنچتی ہے۔ عمدہ غذا۔ ہوا اور پہلر کا مزہ تندرست کو ملتا ہے۔ نہ بیمار کو۔ یہ قانون قدرت ہے۔  
(نور الدین طبع سوم ص ۶۷-۶۸)

میں نے بعض نادانوں کو دیکھا ہے۔ جناب الہی اپنی کامل حکمت و کمالیت سے اس کے قصور کے بدلہ سزا دیتے ہیں اور وہ سزا اس کی شامت اعمال سے ہی ہوتی ہے۔ جیسے فرمایا۔ وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ .... تو وہ شکایت کرنے لگ جاتے ہیں۔ مثلاً کسی کا

کوئی پیارے سے پیارا مر جائے تو اس ارحم الراحمین کو ظالم کہتے ہیں۔ بارش کم ہو تو زمیندار سخت لفظ بک دیتے ہیں اور اگر بارش زیادہ ہو۔ تب بھی خدا تعالیٰ کی حکمتوں کو نہ سمجھتے ہوئے برا بھلا کہتے ہیں۔ اس لئے ہر آدمی پر حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدس و سبح کرے۔ آپ کے کسی اسم پر کوئی حملہ کرے تو اس حملہ کا دفاع کرے۔

(الفضل ۲۳ جولائی ۱۹۱۳ء ص ۱۳)

ہر شریف الطبع آدمی دوسرے کو کسی مصیبت میں مبتلا پا کر عبرت پکڑتا ہے۔ شریف مزاج لڑکوں کو جب نصیحت کرتے ہیں تو کسی اور کا حوالہ دیتے ہیں کہ فلاں نے ایسا کام کیا تو یہ سزا پائی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ہر ایک شریف انسان دوسرے سے عبرت پکڑتا ہے۔ ہم کس قدر دکھیاروں کو دیکھتے ہیں تو قرآن کریم کے مطابق مَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ آيَاتُكُمْ۔ ہر ایک کو اپنے کئے ہوئے کی سزا ملتی ہے۔ جو کچھ تم کو مصیبت آئی۔ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کائی سے تم کو ملی۔ میں نے کبھی کسی مومن کو مبروس کا بد معاش نہیں دیکھا۔ نہ ہی نیک اعمال والے کو آتشک کا شکار ہوتے دیکھا۔ اس طرح ہر قسم کی بیماریوں اور مصیبتوں کا یہی حال ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے ایک استاد صاحب سے ایک جذامی علاج کرایا کرتا تھا۔ اس کی تنخواہ تیس ہزار روپے تھی۔ گویا ایک ہزار روپیہ یومیہ وہ پاتا تھا۔ ایک دن وہ استاد صاحب کے پاس آیا کہ حضور نے بیسن کی روٹی کھانے کیلئے فرمایا ہے۔ وہ نگلنی مشکل ہے۔ اگر حکم ہو تو کچھ لقموں کے بعد ایک ڈلی مصری کی بھی کھالیا کروں۔ میرے استاد صاحب نے بڑے زور سے فرمایا کہ نہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ آدمی بڑا مہمان نواز تھا۔ مگر اس وقت وہ روپیہ اس کے کام نہ آسکا۔ اسی طرح دیکھتے ہیں۔ کہ مسلول و مدقوق کی حالت جب ترقی کر جاتی ہے تو دوسرے آدمی پاس بیٹھنے کھانے پینے وغیرہ سے مضائقہ کرتے ہیں۔ یہ جسمانی بیماری کا حال ہے۔

سننے والو! ظاہر کو باطن سے تعلق ہوتا ہے۔ اور باطن کو ظاہر سے رشتہ ہے۔ غور کرو۔ ایک دوست کو دیکھ کر میرے دل کو سرور ملتا ہے۔ اور دیکھتے ہی دل خوش ہو جاتا ہے۔ اس کا دیکھنا جو ظاہری ہے۔ اس نے باطن میں جا کر دخل پایا۔ اسی طرح ایک دشمن کو دیکھ کر میں خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ اس وقت میرے دل کی حالت کچھ اور ہوتی ہے۔ یہ اس باطن کی رنجیدگی سے ظاہر پر اثر ہوتا ہے۔ اور اسی کے آثار میرے چہرے پر اور میرے اعضاء پر بھی نمودار ہوتے ہیں۔ پھر غصہ میں آکر اسے کچھ نہ کچھ ناگوار لفظ بول دیتے ہیں۔ اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ باطن کو ظاہر کے ساتھ اور ظاہر کو باطن کے ساتھ تعلق ضرور ہوتا ہے اور یہ معاملہ صاف ہے کہ انسان کا اندرون اور بیرون کچھ عجائبات سے باہم پیوست ہوتا ہے۔

۳۴۔ اِنْ يَّشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ  
عَلَى ظَهْرِهَا ۚ اِنْ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۴﴾  
يُسْكِنِ الرِّيحَ : ان کے اسٹیم روک دے (تشمیذ الاذعان جلد ۹ ص ۴۸)  
فَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَّاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا  
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ  
يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبِيْرَ الْاِثْمِ  
وَالْفَوَاحِشِ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

يَجْتَنِبُوْنَ كَبِيْرَ : ہر ایک بدی کی ابتداء صغیر ہے۔ یعنی مبادی معاصی اور انتہاء کبیرہ ہے  
(تشمیذ الاذعان جلد ۹ ص ۴۸)

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى..... هُمْ يَغْفِرُوْنَ : وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس  
ہیں بہت ہی اچھی اور ہمیشہ رہنے والی ہیں اور انہی کو ملیں گی کہ جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر ان کا  
مہروسہ ہے اور وہ بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچے رہتے ہیں۔  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۵)

۳۹۔ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ  
وَاَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ ۖ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُوْنَ ﴿۳۹﴾

اور ایمان والے وہ جنہوں نے حکم مانا اپنے رب کا اور دوست رکھی نماز اور انکی حکومت ہے مشورے  
سے آپس میں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۵۷)

اَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ ۖ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُوْنَ : اور ان کی حکومت باہمی  
مشورہ سے ہوتی اور کچھ ہمارا دیا خرچ کرتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۵)



ہندوستان میں بارہ ریاستیں ہمارے دیکھتے دیکھتے تباہ ہو گئی ہیں۔ کئی معزز گھرانے مرتد اور بچہ ہو گئے ہیں۔ اسلام پر اعتراضات کا آڑہ چلتا ہے۔ مگر کسی کو گھبراہٹ نہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ لوگ اپنے اپنے نفسانی ہتم و حزن میں مبتلا ہیں اور سچے اسباب اور ذرائع ترقی کی تلاش سے محروم و بے نصیب ہیں۔ پس دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ عجز سے بچاوے اور بقدر فہم و فراست تہیاً اسباب کرنا ضروری ہے اور پھر اس کے ساتھ مشورہ کرنا چاہیے۔ قرآن شریف کا حکم ہے کہ **أَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ**۔ مشورہ کرنا ایسا پاک اصول ہے۔ کہ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور برکت عطا ہوتی ہے اور انسان کو ندامت نہیں ہوتی مگر خود پندی اور کبر ایسی امراض ہیں کہ انہوں نے شیطان اور ان انسان دونوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ دیکھو ہر انسان ایسی پختہ عقل اور فہم رسا کہاں رکھتا ہے کہ خود بخود اپنی عقل سے ساری تدابیر کر لے۔ اور کامیاب ہو جاوے۔ یہ ہر ایک انسان کا کام نہیں۔ اسی واسطے مشورہ کرنا ضروری رکھا گیا۔ نا تجربہ کار تو نا تجربہ کار ہی ہے۔ مگر اکثر اوقات بڑے بڑے تجربہ کار بھی مشورہ نہ کرنے کی وجہ سے سخت سے سخت ناکامیوں میں مبتلا ہو کر بڑی بڑی ندامتیں برداشت کرتے ہیں۔

پس خود کو موجودہ ناکامیوں کے بہت فکروں میں ہلاک نہ ہونے دو۔ اور نہ گزشتہ کاہلیوں اور فروگزاشتوں کے خیال سے اپنے آپ کو عذاب میں ڈالو۔ بلکہ سچے اسباب کی تلاش کرو اور مشوروں سے کام لو (الحکم ۱۰، اپریل ۱۹۰۸ء ص ۷)

۴۱۔ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ

فَاجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿۴۱﴾

اور برائی کا بدلہ برائی ویسی۔ پھر جو کوئی معاف کرے اور سنو لے سو اس کا ثواب ہے اللہ کے ذمے (فصل الخطاب حصہ اول ص ۵۴)

فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَلَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ جس نے درگزر کی اور سنو لیا تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ (تصدیق برائیں احمدیہ ص ۳۶)

۵۲۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا

أَوْ مِنْ وَرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ

بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ ۝۵۲

اَوْ مِنْ دَرَاءِ حِجَابٍ : مثلاً کوئی نقشہ دکھایا جاوے (تشیخذاً للذوالجلد ۹ ص ۴۸)  
اَوْ يَنْزِلُ رَسُوْلًا : برہمہ لوگوں کو دیکھو تو خدا تعالیٰ کی بڑی تعریفیں کریں گے مگر خدا تعالیٰ کی  
اس صفت سے ان کو قطعاً انکار ہے۔ جس سے وہ ہدایت نامے دنیا میں بھیجتا اور ان کو غلطیوں سے  
بچانے کیلئے راہنمائی کرتا ہے۔ اور نہیں مانتے کہ يَنْزِلُ الرَّسُوْلُ بھی خدا تعالیٰ کی صفت ہے۔  
(الحکم ۵ مئی ۱۸۹۹ء ص ۴)

۵۳۔ وَكَذَلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِنْ اَمْرِنَا ۚ مَا

كُنْتَ تَدْرِى مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاٰيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ

نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَ اِنَّكَ

لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۵۴

اور ایسا ہی ہم نے تیری طرف اپنے امر سے رُوح بھیجی ہے۔ تو نہ تو کتاب ہی سمجھتا تھا اور نہ  
ایمان۔ پر ہم نے اسے نور بنایا ہے۔ اس سے جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے ہدایت دیتے ہیں اور  
یقیناً تو سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۱۳)

## سُورَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۲- حمّاق

حمید و مجید وحی۔ (تشمید الاذمان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۸)

۵- وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلٌّ حَكِيمٌ □

اِنَّہ، اس ضمیر کی طرف خیال رکھو۔ سب قرآن مجید کی طرف پھرتی ہیں۔ سوائے ایک کے کہ شیطان کی طرف ہے۔

فِي أُمِّ الْكِتَابِ، محکمات کا علم ہو تو سب قرآن کا حل ہو جاتا ہے۔

(تشمید الاذمان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۸)

۱۱- الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ

فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ □

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ، جب ظاہری رستے بنائے تو باطنی رستے بھی ضرور ہیں۔ کتاب اللہ پر عمل سے خدا تک پہنچو۔ (تشمید الاذمان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۸)

۱۶- وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادٍ جُزْءًا مِمَّنْ لَا تُسَاءَلُ

لَكُمْ قُتُبٌ □

یہ قرآن کریم میں نہیں لکھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات

کے جزو میں اور اللہ تعالیٰ کے نور سے ایک ٹکڑا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن گیا۔ ایسا خیال شرک ہے۔ قرآن کریم میں اس کو رد کیا گیا ہے۔ جہاں فرمایا کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے عباد اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کا جزو بنایا ہے یہ بڑا کفر ہے اور کھلا کفر ہے جَعَلُوا مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ۔ ہاں کل لفظی بندے اس کے نور سے ہوتے ہیں۔ کیا معنی؟ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ مگر یہ لفظ قرآن کریم میں نہیں (بدر ۲، ۹ ستمبر ۱۹۱۰ء ص ۲)

۱۹۔ اَوْ مَنْ يُنشِؤُا فِي الْحَلِيَةِ وَهُوَ فِي الْخَصَامِ

غَيْرُ مُبِينٍ ۝

فِي الْخَصَامِ: لڑائی میں کھل کر نہیں نکل سکتی۔ (تشمیذ الاذعان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۸)

۲۱۔ وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ

مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝

اور کہتے ہیں اگر چاہتا جسٹن ہم نہ پوجتے ان کو کچھ خبر نہیں ان کو اس کی۔ یہ سب انگلیں دوڑاتے ہیں (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۶)

۳۲۔ وَقَالُوا لَوْ لَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ

مِّنَ الْقَرِیَّتَيْنِ عَظِيمٍ ۝

نبوت اور ماموریت ایک باریک اور لطیف راز ہوتا ہے۔ جس کو دنیا میں منہمک انسان جھٹ پٹ نہیں سمجھ سکتا۔ اگر یہ بات ہوتی تو ہر شخص، معائنہ کے دعوے کرتے ہی اس کی حقیقت کو سمجھ لیتا۔ تو پھر مخالفوں کا وجود ہی نہ ہوتا۔ چونکہ ان انسان اپنی عقل و دانش پر بھروسہ کرنا چاہتا ہے۔ اور مجرّد اسی کے فیصلہ پر راضی ہونا پسند کرتا ہے۔ اس لئے اکثر اوقات وہ غلطیاں کرتا اور نقصان اٹھاتا ہے۔ یہی شکل بازی ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں سے یہ کہلوا لیا۔ لَوْ لَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ

الْقَدَرِيتَيْنِ عَظِيمِ۔ یہاں یہ قرآن شریف تو مگر یا طائف کے کسی بڑے نمبردار پر نازل ہونا چاہیے تھا۔ اپنی نگاہ و نظریں وہی ہی سمجھتے تھے کہ قرآن شریف اگر نازل ہو تو کسی نمبردار پر نازل ہو۔ کیونکہ ان کی نگاہوں کی منتہا تو وہ نمبردار ہی ہو سکتی تھی۔ پس یہی حال ہے کہ ان اپنی انگلوں سے کام لینا چاہتا ہے حالانکہ ایسا اس کو نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ جس معاملہ میں اس کو کوئی علم اور معرفت نہیں ہے۔ اس پر اسکو رائے زنی کرنے سے شرم کرنی چاہیے۔ اسی لئے پاک کلام کا حکم ہے کہ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ناواقف دنیا اپنی تدبیروں سے جو انتخاب کرنا چاہتی ہے۔ وہ منظور نہیں ہو سکتا۔ سچا انتخاب وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ چونکہ انسانی عقل پورے طور پر کام نہیں کرتی۔ اور وہ فتویٰ نہیں دے سکتی کہ ہمارا کیا ہو؟ انتخاب صحیح اور مفید ثابت ہو گا یا ناقص۔ اس لئے انتخاب ماموریت کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

(الحکم، ۱ فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۵)

مشکلات پیش آتے کہ باعث ہوا کرتا ہے کہ انسانی طبائع کسی کا محکوم ہونے میں مضائقہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہماری حکومت کو یہ لوگ طوعاً اور کرہاً مانتے ہیں۔ پس جب خدا کی حکومت کا یہ حال ہے تو پھر جب انبیاء علیہم السلام کی حکومت ہوتی ہے اس وقت لوگوں کو اور بھی اعتراضات سوچتے اور کہتے ہیں۔ لَوْلَا نَزَلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقَدَرِيتَيْنِ عَظِيمِ کہ وحی کا مستحق فلاں رئیس یا عالم تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ لوگ رسول کی بعثت کیلئے خود بھی کچھ صفات اور اسباب تجویز کرتے ہیں۔ جس سے ارادہ الہی بالکل لگاؤ نہیں کھاتا۔ علیٰ هذا القیاس۔ جب رسول کے خلیفہ کی حکومت ہو تب تو ان کو مضائقہ پر مضائقہ اور کراہت پر کراہت ہوتی ہے۔

(الحکم، ۱ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱)

۳۳۔ اَمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا  
بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا  
بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ  
بَعْضًا سَخِرِيًّا ۚ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿۳۴﴾

کیا یہ لوگ الہی فضل کی خود تقسیم کرتے ہیں حالانکہ دیکھتے ہیں کہ وجہ معاش میں ہم نے ان کو خود مختار

نہیں رکھا اور خود ہم نے اس کی تقسیم کی ہے۔ پس جب ان کو علم ہے کہ خدا کے ارادہ سے سب کچھ ہوتا ہے تو پھر انبیاء اور ان کے خلفاء کا انتخاب بھی اس کے ارادہ سے ہونا چاہیئے۔

(الحکم، ۱ جنوری ۱۹۰۵ء ص ۱۱)

ہمارے سید ابن ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نسبت جب آپ کے پہلے مخاطبوں میں سے چند نا سمجھ اور تا عاقبت اندیشوں نے اسی قسم کا اعتراض کیا تھا تو وہ دو گروہ تھے۔ عرب کے قدیم باشندے اور یہود..... عربوں کے سوال کو اس طرح نقل کیا ہے۔ وَقَالُوا لَوْلَا نُنْزِلُ هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَدَرِيِّتَيْنِ عَظِيمٍ اور عربوں نے کہا یہ قرآن مکہ اور طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ اترا اور جواب میں فرمایا۔

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۖ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَدَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُلَخِيَّاتٍ ۚ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ۔

قرآن کا نازل ہونا۔ قرآن کا لانے والا ہونا تو اللہ کا فضل ہے وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ دنیا کے گزارہ میں بھی تو ہم نے تقسیم کر رکھی ہے اور بعض کو بعض پر مختلف درجوں کے فضائل دے کر عزت بخشی ہے تو کہ ایک دوسرے کے کام آویں۔ بادشاہ رعایا کا خادم اور رعایا بادشاہ کی خدمت گزار۔ جب ظاہری دنیا و دولت کی تقسیم ان لوگوں کی تجویزوں پر نہیں تو نبوت و رسالت والا تو ان تمام چیزوں سے بڑھ کر ہے جس کو یہ لوگ جمع کرتے ہیں کیا اس رحمت و فضل کو یہ لوگ اپنے ناقص عقل پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

اس سوال و جواب میں ایک لطیفہ غور کے قابل ہے۔ اُقی۔ ان پڑھ۔ عربوں نے یہ تو نہ کہا کہ رسول کیوں ہوا؟ اور اللہ تعالیٰ نے کیوں رسول کر کے بھیجا؟ کیونکہ آخر اتنی تو سمجھ رکھتے تھے کہ رسولوں کا آنا۔ مہموں کا پیدا ہونا ہے وجہ نہیں۔ ضرور ان کا بابرکت وجود برکات کا مٹھیر ہے مگر یہ کہا کہ رسولوں کا آنا بیشک ضروری اور فضل ہے۔ پر مہی پر دنیوی فضل ہوتا ہے وہی اس روحانی فضل کے مؤد کیوں نہ ہوئے۔ اگر امیر ہی رسول ہوتے تو بڑی کامیابی ہو جاتی۔ پادریو۔ آریو۔ کاش تم اتنی عقل رکھتے اور جواب سے یہ ظاہر کیا جب دنیوی ترقیات کو دیکھتے ہو کہ بعض ترقی کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئے ہیں اور بعض سخت تنزل میں گرفتار۔ پس روحانی معاملات کو دنیا کے حال پر کیوں نہیں قیاس کرتے؟ جیسے دنیاوی عزتوں کی تقسیم الہی ارادوں اور اس کے قدرتی اسبابوں سے ہو رہی ہے۔ اور تمہاری عقلیں و ہاں پوری حاوی نہیں۔ ایسے ہی روحانی عزت بھی جس کا اعلیٰ حصہ نبوت و رسالت ہے۔ تمہاری غلط منطق کسی کو نہیں مل سکتی۔ (تصدیق برائیں احمدیہ ص ۲۹۳-۲۹۵)



۳۳۔ وَلَوْ لَا أَن تَكُونُ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً

لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ لَبُيُوتَهُمْ سُقُفًا

مِّنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ﴿٣٣﴾

لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ، آخر کافر بھی جو محنت کرتے ہیں۔ ان کا معاوضہ دنیا میں اجر پاتے ہیں  
(تشیذ الاذکار جلد ۸، ص ۹ ص ۴۸)

۳۴۔ وَزُخْرُفًا. وَإِنَّ كُلَّ ذَلِكَ لَمَّا مَتَاءُ الْحَيَاةِ

الدُّنْيَا. وَالْآخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٣٤﴾

عاقبت اندیش۔ اللہ تعالیٰ کی صفت عدل اور رحم اور صفت فوقیت علیٰ الكل پر ایمان رکھنے والا فتح و  
نصرت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کو یقین کرنے والا۔ تمام نظام عالم کا قابض اور متصرف صرف ایک اللہ  
الحق۔ قدّوس رب کو سمجھنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو حق اور راستی کا حامی و مددگار جاننے والا جانتا  
ہے کہ الٰہی امداد انجام کار راست بازی کے ساتھ ہے۔ حق ہی کو عمارت مستحکم چٹان پر قائم ہے۔ سچائی  
کا میابی سے مال کار علیحدہ نہیں ہوتی۔ اور وہ الہام الٰہی بالکل سچ ہے جس میں ہے۔ وَالْآخِرَةُ عِندَ  
رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ۔ آخر کار کامیابی خدا کے پاس پر ہیز کاروں ہی کا حصہ ہے

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۳۰۳)

۳۵۔ وَمَنْ يَخْشَ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقِيْتُ لَهُ

شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴿٣٥﴾

اور جو کوئی آنکھ چڑا دے رحمان کی یاد سے ہم اس پر تعین کریں گے ایک شیطان پھر وہ ہے اس  
کا ساتھی۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۳)

۴۳۔ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِمْ  
مُقْتَدِرُونَ ﴿۴۳﴾

یہ الہام کا طرز ہے۔ اب تو مسلمان بھی اعتراض کرتے ہیں کہ یقینی بات نہیں بتائی۔  
(تشمیذ الاذعان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۸)

۵۲۔ وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِي  
مُلْكٌ مِّمَّا تَصْنَعُونَ اَلَا نَهْرُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا  
تُبْصِرُونَ ﴿۵۲﴾

اے میری قوم۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ ملک مصر کا میں مالک ہوں اور یہ ندیاں میرے نیچے بہتی ہیں۔  
(تصدیق براہین ص ۷)

۵۳، ۵۴۔ اَمَّا نَاٰخِرُ مِّنْ هٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ۚ وَلَا  
يَكَادُ يُبَيِّنُ ﴿۵۳﴾ فَلَوْلَا اَلْقِيْ عَلَيْهِ اَسْوَدَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ  
اَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنٰتٍ ﴿۵۴﴾

وَلَا يَكَادُ يُبَيِّنُ : بولنا بھی نہیں جانتا۔ بات بھی نہیں کر سکتا۔

(تشمیذ الاذعان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۸)

متقیوں کے مقابلہ میں بڑے بڑے بادشاہ ہار یک دربار یک تدبیریں کرتے والے۔ مال خرچ کرنے  
والے۔ جنتوں والے آئے۔ مگر وہ بھی ان متقیوں کے سامنے ذلیل و خوار ہوئے۔ فرعون کی نسبت قرآن مجید  
میں مفصل ذکر ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے بارہ میں کہا۔ وَهُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبَيِّنُ ایک ذلیل  
(اور ہینا) آدمی ہے۔ میرے سامنے بات بھی نہیں کر سکتا۔ اور اس کی قوم کو غلام بنا رکھا مگر دیکھو آخر  
اس طاقتوں والے۔ شان و شوکت والے۔ جاہ و جلال والے فرعون کا کیا حال ہوا۔

(بدر ۲۳، جنوری ۱۹۰۸ء ص ۵)

یہ غلط خیال ہے کہ نبیوں نے اس وقت مقابلہ کیا جب ان کا جتنا ہو گیا .... حضرت موسیٰؑ کیسی حالت میں تھے۔ فرعون نے کہا۔ وَهُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ۔ انکی تمام قوم غلام تھی مگر ایک آواز نے سب کام کروالیا۔ وَاشْدَدُّ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّى يَذُوقُوا الْعَذَابَ الْآلِيمَ (یونس، ۸۹) نبیوں کو۔ خدا کے پاک لوگوں کو جنتوں کی کیا پرواہ ہے۔ انبیاء کے نزدیک ایسا خیال شرک ہے۔ (بدر ۴، نومبر ۱۹۰۹ء ص ۱)

فرعون نے موسیٰؑ کی تبلیغ سن کر کہا قَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ اس کی قوم تو ہماری غلام رہی ہے۔ هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ۔ یہ کمینہ ہے۔ اور بھلنے کی اس کو قدرت نہیں۔ اور ایسا کہا کہ اگر خدا کی طرف سے آیا ہے تو کیوں اس کو سونے کے کڑے اور خلعت اپنی سرکار سے نہیں ملا۔

(الحکم ۲۴، جنوری ۱۹۰۲ء ص ۶)

فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ تُلَوِّنُ كَلَمًا کنگن اس کے زمانہ میں عزت کا نشان تھا جیسے ہندوستان کی ہندو ریاستوں میں اب بھی ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۵)

۵۷۔ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ □

مثلاً نیک نمونہ۔ اچھی صفتوں والا۔ (تشیخ الاذقان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۸)

۶۱، ۶۲۔ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي

الْأَرْضِ يَخْلُقُونَ □ وَإِنَّهُمْ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُونَ

بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ □

إِنَّهُمْ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ، یہ قرآن کہ اس میں قیامت کا خوب بیان ہے۔ اگر مسیحؑ کی طرف ضمیر ہوتی ہے تو آگے فرمایا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ (تشیخ الاذقان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۸)

إِنَّهُمْ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ، سورۃ زخرف کو اگر غور سے مطالعہ کیا جاوے تو صاف کھل جاتا ہے کہ اِنَّہ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف راجح ہے چنانچہ شروع سورۃ میں ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا نَعَلِّمُكَ تَعْقِلُونَ۔ وَإِنَّہ فی اُمِّ الْکِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِّیُّ حَکِیْمٌ۔ اِنَّہ قرآن مجید ہے۔ پھر اس سے آگے اسی سورۃ میں دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ وَإِنَّہ لَذِکْرٌ لِّقَوْمٍ وَسَوْفَ

تَسْأَلُونَ يٰهَا هِيَ اِنَّهُ قُرْآنٌ مُّجِيدٌ هے۔ آگے چل کر تیسرے مقام پر فرمایا۔ وَ اِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلْاَسَآءَةِ فَلَا تَحْتَرِنَّ يٰهَا وَ اَتَّبِعُوْنَ۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔ یہاں کیوں قرآن مجید مراد نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں ان کے تنزل و ترقی کی گھڑیوں کا علم ہے۔ اور اس میں بتایا گیا ہے کہ تو میں کیونکر بنتی اور بگڑتی ہے۔ پس تو اسے قرآن مجید پڑھنے والے ان میں شک نہ کر و کیونکہ یہ بہت ہی قطعی اور صحیح اور سچی باتیں ہیں۔

اگر یہ ضمیر عیسیٰ کی طرف پھری جائے تو یہ خرابی پڑتی ہے کہ علم صفت ہے اور بتدائی خبر صفت نہیں ہو سکتی اور پھر اس کا بھی وَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ اِلَيْہِ تُرْجَعُوْنَ سے فیصلہ ہو گیا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام عِلْمُ السَّاعَةِ ہے اور وہ عِلْمُ السَّاعَةِ خدا کے پاس ہے۔ اور تم بھی اسے مخاطبوا! اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ تُرْجَعُوْنَ اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُوْنَ سے ظاہر ہے کہ اللہ کے پاس زندہ بحمدہ العنصری موجود نہیں بلکہ جس طرح اور ابرار جاتے ہیں۔ اُسی طرح وہ بھی چلا گیا (تشمیذ اللذات جلد ۳ ص ۱۳۴)

اس سوال کے جواب میں کہ ”ابن مریم قیامت کی نشانی ہیں یا علامت اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور قریب قیامت آویں گے“ فرمایا۔

اول یہاں علم کا برہین مکسور ہے۔ جس کے معنی یہ لوگ علامت یا نشانی کہتے ہیں حالانکہ وہ لفظ حق کے معنی علامت یا نشانی ہے۔ علم برہین مفتوح ہے سو اول تو ان کی خاطر لغت کو معرفت تبدیل کیا جاوے تو ان کے معنی تسلیم کئے جاویں۔

دوم یہاں لفظ ساعت کا ہے جس کے معنی قیامت کے کئے جاتے ہیں حالانکہ یہ لفظ عذاب اور گھڑی یعنی وقت کے معنوں پر آتا ہے اور قیامت صغریٰ یعنی ایک قوم کی موت یا تباہی پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ کوئی خصوصیت اسے قیامت کبریٰ سے نہیں اور اگر فرض کر لیا جاوے کہ اِنَّہٗ کی ضمیر ابن مریم کی طرف ہے۔ تو اس کے معنی یہ ہونے کہ ابن مریم کے ذریعہ اُس عذاب کی گھڑی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ جو کہ یہودیوں پر آئے ہے چنانچہ ابن مریم کے بعد یہودی طیطوس رومی کے ہاتھوں سخت تباہ و برباد ہوئے۔

سوم یہاں ابن مریم کو ساعت کا علم کہا گیا ہے اور اسی سورت کے اگلے رکوع ۱۳ میں لکھا ہے۔ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ اِلَيْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ یعنی ساعت کا علم خدا کے پاس ہے اور تم نے اسی کے پاس جانا ہے۔ تو جب ساعت کا علم خدا کے پاس ہوا تو جو خستے ساعت کا علم ہوگی وہ خدا کے پاس ہوگی۔ پس اگر ابن مریم ساعت کا علم ہے تو اسے خدا کے پاس ہونا چاہیئے مگر کس طرح جیسے کہ ہم نے بھی خدا کے پاس ہونے

اور ہماری نسبت بھی ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ تو گویا جیسے ہم نے خدا کے پاس جانہے ویسے ہی مسیح بھی خدا کے پاس ہیں اور اس سے وفات ثابت ہوئی۔

چہارم۔ اس سورۃ میں جیسے اِنَّہُ یہاں آیا ہے ویسے ہی اور جگہ بھی آیا ہے۔ اور وہاں اکثر جگہ قرآن شریف مراد ہے۔ تو یہ معنی ہوئے کہ قرآن شریف قیامت کی بات کا خوب علم بتاتا ہے اور یہ بالکل سچ ہے۔ پنجم۔ کیا وجہ ہے کہ اِنَّہُ کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ پھیری جاوے حالانکہ آپ نے دو انگلیوں کو ملا کر کہا بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ اب کیا ضرورت ہے کہ ابن مریم جو کہ آپ کے پیشتر ہوا۔ اُسے ساعت کا علم کہا جاوے اور آنحضرت جو بعد ازاں۔ گویا عیسیٰؑ کی نسبت قیامت سے بہت قریب ہوئے ان کو عِلْمُ السَّاعَةِ نہ کہا جاوے۔ (بدر ۱۳، فروری ۱۹۰۳ء ص ۳)

۷۰۔ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۷۰﴾

وَعَاثُوْا مُسْلِمِيْنَ، ایمان کے ساتھ عمل فرمادیے۔ (تشیخ الاذیان جلد ۱ ص ۴۸)

۷۱۔ اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۱﴾

داخل ہو جاؤ جنت میں اور تمہاری بیبیاں بڑی خوشی اور امن میں۔ (نور الدین طبع سوم ص ۴)

۷۲۔ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ

وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ، وَ

اَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۲﴾

وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ، اور تمہارے لئے اس میں وہ

چیزیں ہیں جو نفس چاہتا ہے اور آنکھیں مزہ لیتی ہیں۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۸۳)

۸۶۔ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا، وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَ

## إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۹﴾

وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ : گویا مسیحؑ مر کر خدا کے پاس ہے جہاں ہم بھی مرکب نہیں گئے۔  
وَالَيْهِ تُرْجَعُونَ : یہ بھی ثابت ہوا کہ عیسیٰ تمہارے پاس نہیں آئے گا۔  
(تشیذ الاذمان جلد ۸، ص ۹۷)

۸۷۔ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۹۰﴾

بعض لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شافع ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے طلب کرتے ہیں۔ ان کیلئے یہ آیت حجت قویہ ہے۔ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔ اور جن کو یہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں۔ ہاں یہ بات صحیح ہے کہ ایک شافع ہے جس نے حق کی گواہی دی اور وہ لوگ اسے خوب جانتے ہیں۔ یعنی (سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اسی طرح ایک اور آیت ہے۔ پارہ ۵ رکوع ۹ : وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (النساء: ۶۵)۔ اور اگر ان لوگوں نے اپنی جان پر کوئی ظلم کیا تو وہ تیرے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے کیلئے مغفرت مانگتا۔ تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

شفاعت کی حقیقت سمجھنے کیلئے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ یہ لفظ شفیع سے نکلا ہے۔ اور مندرجہ ذیل آیت اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آل عمران: ۳۲) سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع انسان کے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے۔ حضور انور کی ذات ستودہ صفات ایک نور ہے۔ جو اس نور سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ اس سے ظلمات دور ہوتی ہیں۔ یہ شفاعت ہے۔ مجرموں کی جنبہ بازی کا نام شفاعت نہیں جیسا کہ بعض نادانوں نے غلطی سے سمجھا ہے اور اس پر اعتراض کرتے ہیں۔

(تشیذ الاذمان جلد ۳، ص ۱۳۶)

”میں اپنے فن طبابت میں دیکھتا ہوں کہ میری کوشش کی سپارش۔ میری دی ہوئی دواؤں کی سپارش



کہیں منظور ہے اور کہیں نامنظور ہے۔ اسی طرح سائنس دانوں کی سپارشیں کہیں منظور ہیں۔ کہیں نامنظور دعائیں کہیں کامیاب کر کے شکر کے انعامات کا موجب ہوتی ہیں اور کہیں ناکامی سے صبر کے انعامات دلاتی ہیں پس اس قاعدہ کے مطابق بعضوں کے حق میں لکھا ہے۔ کسی کیلئے سپارش نامنظور ہے اور بعض کے لئے سپارش منظور ہے۔ اسی طرح بعض کی سپارش منظور اور بعض کی نامنظور۔ سپارش اور گناہ کا یہ تعلق ہے کہ گناہ اخذ کا موجب ہے۔ اور یہ سپارش کنندہ کی سپارش اسی کے نیک اعمال کے باعث الہی عفو و کھلم کو حاصل کر کے ایک قسم کے گنہ گار کیلئے تو کہا کا موجب ہوتی ہے اور سپارش کنندہ کے واسطے باعث اعزاز و امتیاز شفاعت ایک دعا بلکہ دعا سے بڑھ کر ایک درجہ کی پراگتھا ہے۔ پس اس پر انکار کیا۔

(نور الدین طبع سوم ص ۱۱)

ایک عیسائی کے اعتراض کہ انسان کی نجات قیامت کے روز کیونکر ہوگی۔ حسن عمل سے یا شفاعت شفیع سے یا دونوں سے ”کے جواب میں تحریر فرمایا:-

مخلوق کی نجات کا مدار ایسا تنگ اور محدود نہیں جو پارہیوں نے بیان کیا۔ کیا خدائی ارادے محدود ہیں؟ کیا اس بے حدستی کے کام کسی مخلوق کے خیال اور وہم پر موقوف ہیں؟ بندگاہ خدا کی نجات قیامت کے روز محض باری تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوگی! اور صرف اس کے رحم اور عزیز نوازی سے ہم نجات پائیں گے! اگر اعمال وغیرہ سے نجات ہے تو فضل کچھ بھی نہیں ناظرین یقین کرو کہ فضل و کرم خداوندی سے نجات ہے! اور یہی فضل و کرم اسلام میں نجات کا باعث ہے! دیکھو سورہ دخان۔ اس میں اہل جنت کے انعامات کا ذکر ہوتے ہوئے بتایا ہے۔ کہ جنت میں جانے والے دوزخ سے اللہ کے فضل سے بچے۔

وَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ - فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ (دخان، ۵۷، ۵۸)

اور سورہ حدید میں ہے۔

سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا عَرْضُ السَّمَاءِ  
وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ - ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ  
يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ - وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ - (آیت ۲۲)

قرآن بیان کرتا ہے۔ گناہ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اول شرک۔ دوم کبائر۔ سوم صغائر۔ شرک کی نسبت قرآن کریم فیصلہ دیتا ہے۔ کہ وہ ہرگز بدوں توبہ معاف نہ ہوگا۔ اس کی سزا بھگتنی ضرور ہے  
إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ (سورہ فہ، ۱۱۷) انجیل بھی باہیں کہ  
بڑی بشارت اور بشیر ہے فرماتی ہے۔ متی ۱۲ باب ۳۱۔ روح کے خلاف کافر معاف نہ ہوگا۔

دوسری قسم گناہوں کی وہ کبار اور بڑے بڑے گناہ جو شرک کے نیچے ہیں اور صغائر یا مبادی کبار سے اوپر اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک کبیر اور بڑے گناہ کی ابتداء میں چھوٹے چھوٹے گناہ جو اس کبیرہ سے کم ہوتے ہیں مثلاً جو شخص زنا کا مرتکب ہوا۔ ضرور ہے کہ ارتکاب زنا سے پہلے وہ اس نظر بازی کا مرتکب ہو جس سے زنا کے ارتکاب تک نوبت پہنچی۔ یا ابتداء وہ باتیں سنیں جن کے باعث اس بدکاری کے ارتکاب تک اس نے ناکندہ کی نوبت پہنچی۔ ایسے ہی ان باتوں کا ارتکاب جن کے وسیلے سے اس کو وہ شخص ملا۔ جس سے زانی نے زنا کیا اور بالکل ظاہر ہے کہ ان ابتدائی کارروائیوں کی برائی ناکی برائی سے ضرور کمی پر ہے۔ ایسے کبار اور بڑے گناہوں کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے۔

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ (نساء، ۳۱)

کیا معنی؟ جن بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب سے تم لوگ منع کئے گئے۔ اگر ان بڑے گناہوں سے بچے رہو تو ان کے مبادی اور ان کے حصول کی ابتدائی کارروائی صرف ان بڑے گناہوں سے بچ رہنے کے باعث معاف ہو سکتی ہے۔ مثلاً کسی شخص نے کسی ایسی عورت سے جماع کرنا چاہا جو اس کے نکاح میں نہیں اور اس عورت کے بلانے پر کسی کو ترغیب دی یا کچھ مال خرچ کیا۔ اور اُسے خالی مکان میں لایا اور اُسے دیکھا۔ بلکہ اس کا بوسہ بھی لے لیا۔ لیکن جب وہ دونوں برضا و رغبت برائی کے مرتکب ہونے لگے اور کوئی چیز روک اور بدکاری کی مانع نہ ہوئی نہ رہی اور اس بدکارروائی کا آخری بد نتیجہ بھی ظاہر نہ ہوا تھا کہ اس زانی کے ایمان نے آگرا سے زنا سے روک دیا۔ اب یہ شخص باہم دلتا کہ مال خرچ کر چکا ہے یا ثانی کی رضامندی پا چکا۔ صرف ایمان کے باعث مل صرف یہ ایمان ہی کے باعث اور خدا سے باہم وسعت و طاقت اس بڑی برائی کے ارتکاب سے ہٹ گیا اور اس کا مرتکب نہ ہوا۔ تو صرف اسی اجتناب سے اس کی ابتدائی کارروائیاں جو حقیقت میں مبادی گناہ اور گناہ کا محرک یقیناً۔ معاف ہو جائیں گی۔ کیونکہ اس کا ایمان بڑا تھا۔ جس نے آخری حالت میں خدا کے فضل سے دستگیری کی۔

اور تیسری قسم کے گناہ صغائر ہیں۔ جن کا ذکر کبار میں ضمنا آگیا۔

ناظرین! نجات صرف رحم اور فضل سے ہے اور رحم اور فضل کا مستحق ایمان دار ہے۔ اِنَّ رَحْمَةً اللّٰهِ قَرِيبٌ (الاعراف، ۵۷)

اور ایمان کے پھل نیک اعمال ہیں۔ پس کل اعمال یا اکثر اعمال اگر عمدہ ہیں تو معلوم ہوا۔ کہ ان عمدہ اعمال کے حامل کا ایمان بڑا اور قوی تھا۔ جب ایمان بڑا اور قوی ہوا۔ تو بہت بڑے فضل کا جاذب ہوگا اور اگر نیک اعمال کے ساتھ تیسری قسم کے چھوٹے یا اعمال یا چھوٹے بڑے دونوں قسم کے بڑے اعمال مل گئے تو ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے ایمان میں بہت مقابل کچھ کفر بھی ہے۔ جس کے بد ثمرات یہ معاصی چھوٹے اور بڑے ہیں۔ کیونکہ ایمان

کا بھل تو یہ بد اعمال ہو نہیں سکتے۔ پھر لامحالہ کفر سے یہ نجات ہوں گے۔ گو وہ چھوٹا ہی کفر کیوں نہ ہو۔ اور کفر فضل کا جاذب نہیں۔ بلکہ فضل کو روکتا ہے۔ جیسے اندھیری کو ٹھٹھری کی دیواریں اور چھت سورج کی روشنی کو روکتی ہیں۔

پس ایسے شخص میں ضرور جنت اور نجات کے اسباب اور فضل کے کھینچنے اور لینے کے ذریعے دوزخ میں جانے کے اسباب اور بہشت و نجات میں جانے کی روکیں مل جائیں گی۔ اس لئے ایک میزان کی ضرورت پڑی۔ مگر یہ میزان دکانداروں کے ترازو سے یا ریلوے والوں کی ماپ تول سے نرالی ہے۔ دیکھو ۱۔ سموئل باب ۳۔ یہ ترازو خدا کے عدل اور قدوسیت کی ترازو ہے۔ نیک اعمال کی زیادتی میں ایمان کی قوت ظاہر ہے اس لئے وہ ایمان بڑے فضل کا لینے والا ہوا۔ اور مساوات اور کمی کی صورت میں قرآن کی اس امید بھری آیت سے

وَ اخْرُؤْنَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَ اخْرَسِيئًا  
عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوبَ عَلَيْهِمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (توبہ: ۱۰۲)

امید ہے کہ خداوندی رحم اس کے غضب پر سبقت لے جاوے اور اس کا فضل بچالے۔ الّا یہی فضل کبھی کسی شفیع کو اپنے پہنچنے کیلئے ذریعہ بنا لیتا ہے۔ اہل اسلام میں بے اذن شفاعت ثابت نہیں۔ اور جب اذن سے شفاعت ہوئی۔ تو وہ شفاعت حقیقت میں فضل ہو گیا۔ یہی فضل نجات کا باعث ہے اور اس بالاذن شفاعت کا ثبوت جسے خدا کے رحم اور فضل نے گنہگار کے بچانے کیلئے تحریک دی۔ قرآن میں یہ ہے۔

وَلَوْ اَنْتُمْ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ جَاءَتْكُمْ فَاِستَغْفِرُوا اللّٰهَ۔ وَ اِستَغْفَرَ  
لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوْجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (نساء: ۶۵)

یاد رکھو جب نیک اعمال کثرت سے نہیں ہوتے۔ اور ایمانی قوت کا قوی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اس وقت بڑے فضل کو یہ چھوٹا سا ایمان نہیں کھینچ سکتا اور فضل لینے کے سبب میں کمزوری ہوتی ہے اس لئے باری تعالیٰ کا رحم اور کرم چھوٹے سے ایمان کے ساتھ کسی شفیع کی شفاعت اور داعیوں کی دعا کو ملا دیتا ہے اور اس کمزور ایمان کو اس ذریعہ سے قوت دیکر فضل کے لائق بنا دیتا ہے۔ بلکہ صرف ایمان ہی ابدی سزا سے بچانے کیلئے اس فضل کو لے لیتا ہے۔ جس کے ساتھ انسان دوزخ کی ابدی سزا سے بچ جاوے! پادری صاحب! پوچھو بھی کیا کہتا ہے۔ پھر اگر فضل سے ہے تو اعمال سے نہیں۔ نہیں تو فضل فضل نہ رہے گا اور اگر اعمال سے ہے تو پھر فضل کچھ نہیں۔ نہیں تو عمل عمل نہ رہے گا۔ نامہ رومیوں ۱۱ باب ۶۔

پادری صاحبان! آپ کو عہد جدید میں دکھلادیا کہ آپ کا یہ سوال کہ نجات اعمال سے ہے یا شفاعت سے کیسا کمزور ہے۔ نجات نہ اعمال سے ہے نہ شفاعت سے۔ نجات صرف خدا کے فضل سے ہے۔

ہاں اتنی بات رہی کہ خداوندی فضل کو کون چیز جذب کرتی ہے۔ اور کس کے ذریعہ ہم محض فضل سے نجات پاسکتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہی ہے کہ ایمان فضل ربانی کو جذب کرتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي تَحْمَتِهِ  
مِنْهُ وَفَضْلٍ۔ (نہ، ۱۷۱)

اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ان کو خداوند کریم فضل و رحمت میں داخل کرے گا۔

عہد جدید بھی یہی کہتا ہے۔ دیکھو نامہ رومیال باب ۳ باب ۲۸۔ کیونکہ ہم نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ آدمی ایمان ہی سے بے اعمال شریعت کے راست باز ٹھہرتا اور نامہ رومیال باب ۴ باب ۳۔ فرشتہ کیا کہتا ہے۔ یہی کہ ابراہام خدا پر ایمان لایا اور یہ اس کیلئے راست باز بن گیا۔

نجات اور فضل اور ایمان کی مثال بعینہ ایسی ہے کہ ایک شخص جس کی آنکھیں تندرست ہیں۔ ایک ایسے مکان میں جو بالکل بند ہے بیٹھا ہے اور کہیں اُس مکان میں روشنی آنے کا راستہ نہیں۔ اب اس شخص کو نہایت عزیز اور پیارے دوست کا دیدار مطلوب ہے اور وہ دوست بھی اس مکان میں موجود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ روشنی کے بدوں اپنے دوست کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا اور اس دوست کے دیدار سے اس طالب دیدار کے دل اور روح کو کوئی راحت نہیں مل سکتی جب تک روشنی نہ آوے۔ اور دوست کا چہرہ نہ دکھلاوے۔ روشنی لینے کے مختلف ذریعے ہیں۔ یا تو اس مکان میں روشندان نکلے یا چراغ وغیرہ سے کام لے۔ غرض کوئی چیز روشنی کی جاذب ہی نہیں تو روشنی دیدار لینے میں امداد نہ کریگی۔ گو روشنی فی الحقیقت دیکھنے کا آلہ ہے۔ جب روشندان یا چراغ وغیرہ سے روشنی لے۔ تو دوست کے دیدار سے وہ دیدار کا طالب آرام پاسکتا ہے۔ ایسا ہی عید اور دیدار سے آرام تو نجات ہے۔ اور وہ روشنی فضل اور کریم خداوندی ہے۔ ایمان ایک روشندان یا چراغ ہے جو فضل کی روشنی کو کھینچتا ہے اور ایمان کو اس روشنی کا جاذب قرآن نے بھی کہا ہے۔

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (بقرہ، ۲۵۸)

پس جس قدر مومن کا ایمان بڑھتا ہے۔ اسی قدر وہ بڑے فضل کو جذب کرتا ہے۔ اور اسے حاصل کرتا ہے جیسے جس قدر روشندان اور قلیل بڑا ہوگا۔ اُسی قدر زیادہ روشنی کھینچے گا۔ اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جب ایمان فضل کو بلاتا ہے اور فضل سے نجات ہے تو اعمال کیا ہوئے؟ کیا اعمال لغو اور بیکار ہوں گے؟ تو معلوم ہوا کہ سائل نے ایمان اور اعمال نیک کا تعلق نہیں سوچا۔ کیونکہ نیک اعمال اور سچا ایمان ایک دوسرے کو لازم و ملزوم ہے۔ سچا ایمان نیک اعمال کا بیج ہے۔ اور اچھے بیج کا ضرور

اچھے بیج کا ضرور اچھا ہی پھل ہوتا ہے۔

پلوئس نامہ رومیال ۶ باب ۱۵ میں صاف فرماتے ہیں۔ کہ تم فضل کے اختیار میں ہو۔ پس تو کیا ہم گناہ کیا کریں۔ اس لئے کہ ہم شریعت کے اختیار میں نہیں۔ بلکہ فضل کے اختیار میں ہیں۔ ایسا نہ ہو۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ جس کی تابعداری میں تم اپنے آپ کو غلام کے مانند سوچتے ہو۔ اسی کے غلام ہو۔ جس کی تابعداری کرتے ہو۔ خواہ گناہ کی۔ جس کا انجام موت ہے۔ خواہ فرماں برداری کی جس کا پھل راست بازی ہے۔ مہلک شک ہے۔ کہ درخت اپنے پھلوں سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ بالکل سچ ہے کہ سچا ایمان اچھے اور نیک اعمال کا باعث ہے اور کفر اقسام بدکاریوں کا مثر۔ انسان کی کمزوریاں کبھی اسے کفر کے باعث فضل کے لینے میں بد نصیب کر کے گناہ کا مرتکب بناتی ہیں۔

اور غفلت کی حالت میں شیطان کڑوے بیج بوتا ہے۔ متی ۱۳ باب ۱۰۔ اس واسطے عادل خدا کی ذاتِ بابرکات نے اس کی تدبیر فرمائی۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - (الاعراف - ۹)  
وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْشَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ  
الْجَنَّةَ يَدْزُقُونَهَا فِيهَا غَيْرٌ حِسَابٍ - (مومن، ۲۱)

کیا معنی؟ کہ جب ایک انسان بد اور نیک اعمال دونوں قسم کے عملوں کا مرتکب ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ اُس میں ایمان اور اس کے مد مقابل کے بیج بوٹے گئے ہیں۔ اس لئے میزان کی ضرورت ہوئی۔ تاکہ عدل کی صفت پوری ہو۔ پس جس کے نیک اعمال بڑھ گئے۔ عدل اور رحم اس کا شفیع ہوا۔ اور فضل و کرم سے اس کا بیڑا پار ہو گیا۔ سچ ہے جہلے اور چنگے کو طبیب کی ضرورت نہیں۔ متی ۹ باب ۱۲۔ اور جس کے اعمال نیک اور بد ملے چلے ہیں تو اس کیلئے بھی رحم اور کرم کا پلہ امید ہے کہ فضل سے بھاری ہو جاوے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم ص ۱۳۱-۱۳۲)

اس سوال کے جواب میں کہ ”شفیع کی ضرورت ہے تو اس کے شرائط اور وجہ خصوصیت کیا ہے“ تحریر

فرمایا:-

”شفیع کے شرائط وہی جانے جسے شفیع بنانا ہو۔ یعنی خدا جس کے رحم اور کرم اور فضل نے شفیع بنایا ہو۔ اَلَا جہاں جہاں شفاعت کا ثبوت ہے۔ وہاں وہاں قرآن نے وہ شرائط بتلا دیئے ہیں۔ غور کرو۔ انبیاء اور ملائکہ کی شفاعت اُسی کے رحم اور فضل سے ہے۔ اور اسی کے اذن اور اجازت سے دیکھو۔

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ - لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهٖ يَعْمَلُونَ - (انبیاء، ۲۴)



وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ - (انبیاء: ۲۹)  
وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ  
بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ - (زمر: ۸۷)  
وَلِيَسْتَغْفِرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا - رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا  
فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ - (مومن: ۸)  
وَلِيَسْتَغْفِرُوا لِمَنْ فِي الْأَرْضِ - (شوری: ۶)

(فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم ص ۱۳۷، ۱۳۸)

اس سوال کے جواب میں کہ شفاعت کبریٰ اور صغریٰ کی تعریف اور ثبوت کیا ہے؟ فرمایا:-  
یہ قرآن ہی وہ کتاب ہے جو ہر زمانہ کے فلسفہ میں اپنے آپ کو راست باز ثابت کرتی رہی اور ثابت کریگی  
جس قدر علوم دنیا میں ترقی پاویں گے۔ یہ کتاب ان کے سچے اصولوں سے کبھی مخالفت نہ کریگی اور اپنا صدق  
ظاہر کرنے کو بے تعصب محققوں کو اپنی راستی پر کھینچ لائے گی۔ اگر حق طلبی مد نظر ہے۔ اسی سوال کے جواب  
پر اکتفا کیجئے اور لیجئے ہم آپ کے تمام پہلوؤں کو دیکھ کے جواب دیتے ہیں اور لفظی معنی لکھ کر آیتیں دکھاتے  
ہیں۔ اور دونوں قسم کی شفاعتوں کا قرآن سے ثبوت دیتے ہیں۔ شفاعت کے معنی سفارش۔ صغریٰ کے  
معنی چھوٹی اور کبریٰ کے معنی بڑی۔ شفاعت صغریٰ چھوٹی سفارش۔ شفاعت کبریٰ بڑی سفارش۔ ہاں نہیں  
سفارش بڑی۔ چھوٹا اور بڑا ہونا ایک نسبتی امر ہے۔ جیسے ایک اور تین۔ ایک تین سے چھوٹا اور تین ایک سے  
بڑا۔ اب قرآن سے ثبوت لیجئے اور ثبوت بھی کیسا جس میں یہ بات بھی ثابت ہو جائے گی کہ دونوں قسم کی  
سفارش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثابت ہے۔ پہلے چھوٹی سفارش۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ  
لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا - (نساء: ۶۵)

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ  
عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ - وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ - (توبہ: ۱۰۳)

دیکھو یہاں صرف منافقوں کے گروہ کی شفاعت کا تذکرہ ہے۔ اس لئے یہ شفاعت صغریٰ شفاعت ہوئی  
اور کبریٰ شفاعت کا ذکر ان آیات شریف میں ہے جن کے ذریعے آپ بڑے جوش و خروش سے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگار ہونے کا استدلال کرتے ہیں۔ وہ آیات اس قسم کی ہیں۔ وَاسْتَغْفِرْ  
لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ - (محمد: ۲۰) (فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم ص ۱۳۷، ۱۳۸)



شفاعت ایک قسم کی دعا ہے اور دعا کا مؤثر ہونا کل مذاہب تاریخہ میں مسلم اور دعا کیلئے یا دعا کی قبولیت کیلئے گناہوں سے پاک ہونا ہرگز ہرگز شرط نہیں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم ص ۱۴۱)

۸۹۔ وَقِيلَ لَهُ رَبِّ اِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾

وَقِيلَ لَهُ: یہ عطف ساعتہ پہ ہے۔ ۲۔ وہ بمعنی رب یعنی بار بار اس کا کہنا۔  
(تشمیذ الاذقان جلد ۸، ص ۹۷ ص ۲۸۱)

۹۰۔ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۰﴾

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ: تو ان سے درگزر کر اور سلام کہہ دے۔

(تصدیق برائین احمدیہ ص ۲۷۶)

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۸۴)

پھر عفو کر ان سے اور کہہ سلام۔

## سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۱۱۔ فَازْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ ﴿۱۱﴾

تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ، قحط کے دن آئیں گے جن کی وجہ سے آسمان دھواں دھار نظر آئے گا۔  
(تشمیذ الاذعان جلد ۸ ص ۹ ص ۱۸۱)

جب ابن صیاد کی بعض مشابہ بہ و جمال شعبہ بازیوں کا حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچا آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اسے پوچھا اَتَشْهَدُ اَنِّي رَسُولُ اللَّهِ کیا تو گواہی دیتا ہے۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے جواب دیا۔ آپ امتیوں کے رسول ہیں۔ پھر اس نے اپنی نسبت سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ میں اللہ کے سب رسولوں کو مانتا ہوں۔ اس سے اس احتیاط کا پتہ چلتا ہے جو انبیاء کرتے ہیں۔ یہ اور ان کے پیرو لوگ کبھی تکذیب کی راہ اختیار نہیں کرتے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ میرے دل میں اس وقت کیا ہے۔ تو اس نے کہا دُخّ کہا۔ روایات میں آیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ کا خیال فرمایا تھا۔ ابن عربی نے اپنا ایک ذاتی لطیفہ اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ابن صیاد کو دُخّ بھی معلوم نہ ہوتا۔ مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے طور پر بغیر صریح امر ربی تشریف لے گئے تھے۔ میں نے اس حکایت سے یہ فائدہ اٹھایا ہے کہ مباحثہ کبھی اپنی خواہش سے نہیں کرنا چاہیئے اور کبھی پہل نہ کرو۔ چنانچہ میرا معمول ہے۔ کہ جب بات گلے پڑ جائے۔ تو پھر میں اللہ سے دعا مانگتا ہوں۔ اور خدا کے فضل سے ہمیشہ کامیاب ہوتا ہوں۔ اور مجھے کوئی ایسا واقعہ یاد نہیں کہ میں نے کسی مباحثہ میں زک اٹھائی ہو۔ مامورین کی جذبات ہے۔ انہیں تو اللہ کے حکم سے بعض وقت صلح کرنا پڑتا ہے۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو ابتداء ان کی طرف سے بھی نہیں ہوتی۔

(تشمیذ الاذعان جلد ۲ ص ۸۵)

یَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ؛ اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے۔ مکہ میں جب قحط سخت پڑا۔ ابوسفیان آپ کے پاس آئے اور کہا تو صلہ رحمی کا حکم کرتا ہے۔ اور دیکھ تیرے باعث ہم کیسے

وبال میں ہیں۔ تو دعا کر۔ آپ نے دعا کی۔ جناب یوسفؑ نے تو فرعونی خزانہ سے غلہ دلایا تھا۔ آپ نے الہی خزائن سے دلایا۔ (بخاری۔ سورۃ دخان) (فصل الخطاب حصہ اول ایڈیشن دوم ص ۷۷)

۱۷۔ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ ۖ إِنَّا مُنْتَقِمُونَ ﴿۱۷﴾

الْبَطْشَةُ الْكُبْرَىٰ: جنگ بڑی۔ (تشمیذ الاذعان جلد ۸ ص ۴۸)

۱۸۔ اَنْ اَدُوْا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۖ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اٰمِيْنٌ ﴿۱۸﴾

اور ہر آئینہ آزمایا ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو اور آیا اُن لوگوں کو رسول بزرگ کہ حوالے کرو طرف میرے اللہ کے بندوں کو ہر آئینہ میں تم لوگوں کا امانت دار اور رسول۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۵۶)

۲۱۔ اِنِّيْ عٰذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْٓنِ ﴿۲۱﴾

اِنِّيْ عٰذْتُ بِرَبِّيْ: یہ دعا میری مجربہ ہے (تشمیذ الاذعان جلد ۸ ص ۴۸)

۳۰۔ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا

مُنْظَرِيْنَ ﴿۳۰﴾

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ: ۱۔ اہل ملک و اہل زمین ۲۔ اس وقت بارش کے چند قطرے (تشمیذ الاذعان جلد ۸ ص ۴۸)

۵۰۔ ذُقْ ۖ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۵۰﴾

عزت بمعنی ضد جاہلیت ہے۔ دیکھو قرآن میں ایک جگہ اس کا استعمال ہوا ہے۔  
اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ (البقرہ: ۲۰۷)

یعنی جب اسے خدا سے ڈرنے کو کہا جاتا ہے تو اسے عزت (ضد وحییت جاہلانہ) گناہ پر آمادہ کرتی ہے۔ پس ایسے کیلئے جہنم بس ہے۔

اور عزیز کا لفظ جو اس سے مشتق ہوا ہے۔ قرآن میں (سورۃ دخان) شریہ جہنمی پر جب جہنم میں ڈالا جائے گا بولا گیا ہے۔ ذِق ۱۰ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ۔ چکہ کیونکہ تو بڑی حمیت والا اور بزرگ بنا بیٹھا تھا۔ اور عزیز اور رب العزت کے معنی ایک ہی ہیں۔ پس رب العزت اُس شخص سے مراد ہے جو دنیا میں متکبر اور جبکہ اور بڑا ضدی کہلاتا ہے۔

(فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم ۱۵۹-۱۶۰)

۵۸۵۔ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ،

وَوَقَّعَهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۖ فَضَلًا مِّنْ رَبِّكَ،

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۖ

وَوَقَّعَهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ۔ فَضَلًا مِّنْ رَبِّكَ ۖ، اور بچایا ان کو دوزخ کی مار سے

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۳۱)

فضل سے تیرے رب کے۔

## سُورَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۷۔ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِأَيِّ

حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ □

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ ۚ یعنی قرآن مجید کے بعد۔ (تشمیذ الاذعان جلد ۸، ص ۲۸۱)

۱۳۔ اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِيَتَجَرَّيَ الْفُلُكُ

فِيهِ بِأَمْرِهِ ۚ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ □

سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان ثریا پر چلا جائیگا۔ دو مولویوں کا ذکر سنا تھا ہوں۔ ایک مولوی میرے پاس بڑے اخلاص و محبت سے بہت دن رہا آخر ایک دن مجھے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس کوئی تسخیر کا عمل ہے جو آسائش کی تمام راہیں آپ کیلئے کھلی ہیں اور اتنی مخلوق خدا آپ کے پاس آتی ہے۔ میں نے کہا۔ عمل تسخیر کیا ہوتا ہے۔ خدا نے تو فرما دیا کہ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ سَارًا جہاں تمہارے لئے مسخر۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تسخیر ہو سکتی ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ دعا کرے۔ دعا کی عادت ڈالے۔ اس سے کامیابیوں کی تمام راہیں کھل جائیں گی۔ میری یہ بات سن کر وہ ہنس دیا اور کہا۔ یہ تو ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں۔ کوئی عمل تسخیر بتلاؤ۔ ایک اور مولوی تھا۔ اس نے مجھ سے مباحثہ چاہا۔ میں نے اُسے سمجھایا۔ تم لوگوں کی تعلیم ابتداء ہی سے ایسی ہوتی ہے کہ ایک عبارت پڑھی اور پھر اس پر اعتراض۔ پھر اس اعتراض پر اعتراض۔ اسی طرح ایک لمبا سلسلہ چلا جاتا ہے۔ اس سے کچھ اس قسم کی عادت ہو جاتی ہے۔ کہ کسی کے سمجھانے سے کچھ نہیں سمجھتے۔ میں تمہیں ایک راہ بتاتا ہوں۔ بڑے اضطراب سے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرو۔ اس نے بھی یہی کہا کہ یہ تو جانتے ہیں۔

غرض دعا سے لوگ غافل ہیں حالانکہ دعا ہی تمام کامیابیوں کی جڑ ہے۔ دیکھو قرآن شریف کی ابتداء بھی دعا ہی سے ہوتی ہے۔ انسان بہت دعائیں کرنے سے مستعم علیہ ہی جاتا ہے۔ دکھی ہے تو شفاء ہو جاتی ہے غریب ہے تو دولت مند۔ مقتدرات میں گرفتار ہو تو قہیاب۔ بے اولاد ہے تو اولاد والا ہو جاتا ہے۔ ناز و نئے سے غافل ہے تو اسے ایسا دل دیا جاتا ہے کہ خدا کی محبت میں مستغرق رہے۔ اگر کسل ہے تو اسے وہ ہمت دی جاتی ہے جس سے بلند پروازی کر سکے۔ کاہلی بستی ہے تو اس سے یہ بھی دور ہو جاتی ہے۔ غرض ہر مرض کی دوا ہر مشکل کی مشکل کشا یہی دعا ہے۔  
(بدر ۲۳، جنوری ۱۹۰۸ء ص ۱)

۲۰۔ اِنَّهُمْ لَن يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۚ وَاِنَّ

الظّٰلِمِيْنَ بِعَصٰهُمْ اَوْ لِيَّاءُ بَعْضٌ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۰﴾

تقویٰ کے باعث اللہ تعالیٰ متقی کیلئے مکلفی ہو جاتا ہے۔ اور اس سے ولایت ملتی ہے۔ واللہ ولی المتقین۔  
(الحکم ۳۱، اکتوبر ۱۹۰۲ء ص ۱۵)

۲۲۔ اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ الْهَٰهٗ هُوَ وَاَضَلَّهٗ

اللّٰهُ عَلٰی سُلٰحٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ

عَلٰی بَصَرِهٖ غِشْوَةً ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ۚ

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲﴾

اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ الْهَٰهٗ هُوَ؛ تم دیکھتے ہو بعض آدمی اپنی خواہش کو معبود بنا لیتے ہیں۔  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۹۳)

۲۵۔ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيٰٓاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ

وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ



## مَنْ عِلْمِهِ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٥٥﴾

اور وہ کہتے ہیں۔ ہماری دنیا کی زندگی ہے (یہ ہیں) ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتا ہے۔ انہیں اس بات کا کچھ بھی علم نہیں۔ وہ تو بس انگلیں دوڑاتے ہیں۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۲۴)

## سُورَةُ الْاٰحْقَافِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ □

۵۔ قُلْ اَرَايْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَدُوْنِیْ  
مَا ذَا خَلَقُوا مِنْ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ  
اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَثَرٍ مِّنْ عِلْمِ  
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ □

مَا ذَا خَلَقُوا مِنْ الْاَرْضِ : ارضیٰ اشیاء میں سے کوئی ایک بنائی؟ ثابت ہوا۔ مسیح نے  
چمگاڑ نہیں بنائی۔ (تشیذ الاذعان جلد ۸، ص ۲۸۱)

۶۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ  
لَّا يَسْتَجِیْبُ لَهُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ وَهُمْ عَنْ  
دُعَائِهِمْ غٰفِلُوْنَ □

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ : اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہے جو اللہ  
کے سوا دوسروں کی عبادت کرتا ہے۔ (نور الدین طبع سوم ص ۱۱)

۹۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ اَفْتَرَسَهُ قُلٌّ اِنْ اَفْتَرٰیْتُهُ فَلَا  
تَمْلِکُوْنَ لِیْ مِنْ اِلٰهِ شَیْءًا هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ

فِيهِ كَفَى بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ ۚ وَ هُوَ  
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝۱۰

کیا کہتے ہیں۔ یہ بنا لایا؟ تو کہہ کہ اگر میں بنا لایا ہوں تو تم میرا بھلا نہیں کر سکتے۔ اللہ کے سامنے کچھ۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۲۹)

۱۱۰۔ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي  
مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنَّا أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوْحَىٰ إِلَيَّ وَ  
مَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝۱۱ قُلْ أَدْعَيْتُمُرَّانَ كَانَ مِن  
عِندِ اللَّهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهِ وَ شَهِدَ شَاكِرٌ ذُرِّيَّتِي بَيْنِي  
وَ بَيْنَهُمَا عَلَىٰ مِثْلِهِ فَأَمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّا اللَّهُ لَا  
يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝۱۲

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا لطیف ارشاد فرمایا قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ کہہ دو کہ میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا۔ مجھ سے پیشتر ایک دراز سلسلہ انبیاء و رسل کا گزرا ہے۔ ان کے حالات کو دیکھو۔ وہ کھاتے پیتے بھی تھے۔ بیویاں بھی رکھتے تھے۔ پھر مجھ میں تم کو ان کی انوکھی اور نرالی بات پاتے ہو غرض یہ مامور ایک ہی قسم کے حالات اور واقعات رکھتے ہیں۔ ان پر اگر خدا ترسی اور عاقبت اندیشی سے غور کرے تو وہ ایک صحیح رائے اور یقینی نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ (الحکم، ۱ فروری ۱۹۰۱ء ص ۶)

ہمارے سید و مولیٰ فرماتے ہیں کہ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا۔ آدم سے لیکر اب تک جو رسول آئے ہیں۔ ان کو پہچانو۔ ان کی معاشرت۔ تمدن اور سیاست کیسی تھی اور ان کا انجام کیا ہوا؟ ان کی صداقت کے کیا اسباب تھے۔ ان کی تعلیم کیا تھی۔ ان کے اصحاب نے ان کو پہلے پہل کس طرح مانا۔ ان کے مخالفوں اور منکروں کا چال چلن کیسا تھا اور ان کا انجام کیا ہوا؟ یہ ایک ایسا اصل تھا کہ اگر اس وقت کے لوگ اس معیار پر غور کرتے تو ان کو ذرا سی دقت پیش نہ آتی۔ اور ایک مجدد۔ مہدی۔ مسیح

مرسل من اللہ کے ماننے میں ذرا بھی اشکال نہ ہوتا۔ مگر اپنے خیالات ملکی اور قومی رسوم۔ بزرگوں کی عادات کے ماننے میں تو بہت بڑی وسعت سے کام لیتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اس کے احکام کیلئے خدا کے علم اور حکمت کے پیمانہ کو اپنی ہی چھوٹی سی کھوپڑی سے ناپنا چاہتے ہیں۔ ہر ایک امام کی شناخت کیلئے یہ عام قاعدہ کافی ہے۔ کہ کیا یہ کوئی نئی بات لیکر آیا ہے؟ اگر اس پر غور کرے تو تعجب کی بات نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اصل حقیقت کو اس پر کھول دے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اپنے آپ کو بیچ سمجھے اور تکبر نہ کرے۔ ورنہ تکبر کا انجام یہی ہے کہ محروم رہے۔ (الحکم ۲۴، مئی ۱۹۰۱ء ص ۱۱)

ہمارے سید و مولیٰ ہادی کامل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت اور نبوت کو پیش کرتے ہوئے یہی فرمایا اور یہی آپ کو ارشاد ہوا۔ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ میں تو کوئی نیا رسول تو نہیں آیا ہوں۔ جو رسول پہلے آتے رہے ہیں۔ ان کے حالات اور تذکرے تمہارے پاس ہیں۔ ان پر غور کرو اور سبق سیکھو کہ وہ کیا لائے۔ اور لوگوں نے ان پر کیا اعتراض کئے۔ کیا باتیں تھیں جن پر عمل درآمد کرنے کی وہ تاکید فرماتے تھے اور کیا امور تھے جن سے نفرت دلاتے تھے۔ پھر اگر مجھ سے کوئی نئی چیز نہیں ہے تو اعتراض کیوں ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ ان کے معترضوں کا انجام کیا ہوا تھا۔ (الحکم ۳۱، جنوری ۱۹۰۲ء ص ۵)

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ، ان سے کہہ دو کہ میں نے کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا۔ نئے رسول کیلئے مشکلات ہوتی ہیں لیکن جس سے پہلے اور رسول اور نواب اور ملوک اور راست باز گزر چکے ہیں اس کو کوئی مشکلات نہیں ہوتیں۔ جن ذرائع سے پہلے راست بازوں کو شناخت کیا ہے۔ وہی ذریعے اسکی شناخت کیلئے کافی اور حجت ہیں۔ تعلیم میں مقابلہ کرے۔ اس کا چال چلن دیکھ لے۔ کہ پہلے راست بازوں جیسا ہے یا نہیں۔ دشمن کو دیکھ لے کہ اسی رنگ کے ہیں یا نہیں۔ آدمی کو ایک آسان راستہ نظر آتا ہے مگر خدا کے فضل سے مجھے محض اللہ ہی کے فضل سے اس آیت کے قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ کے بعد راست باز کی شناخت میں کوئی مشکل نہیں پڑی۔ (الحکم ۳۱، جنوری ۱۹۰۳ء ص ۱۲)

شَهِدُ کی تنوین واسطے تغنیم و تعظیم کے ہے۔ اور لفظ مثیلہ قابل غور ہے.....

حضرت موسیٰؑ کا قصہ بتکرار قرآن مذکور ہوتا۔ اس امر کا اشارہ اور اظہار کرتا ہے۔ کہ قرآن اپنے رسول عربیؐ کو مثیل موسیٰؑ ثابت کرتا ہے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم طبع دوم ص ۲)

جو لوگ پیچھے آتے ہیں۔ وہ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں۔ کیونکہ پہلے لوگوں کے حالات ان تک پہنچ جاتے ہیں۔ پس عقلمندان سے فائدہ اٹھا کر خود ان غلطیوں میں نہیں پڑتے جن میں وہ پڑ کر ہلاک ہوئے بلکہ ان راہوں پر چلتے ہیں۔ جن پر اگلے چل کر فائز المرام ہوئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صداقت

کی دلیل پیش کی اور لوگوں کو متوجہ کیا کہ مجھ سے پہلے کئی رسول ہو چکے ہیں۔ خصوصاً بنی اسرائیل میں سے ایک عظیم الشان اپنے شیل ہونے کی گواہی دے چکا ہے۔ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ ان کے منہاج پر غور کرو تو میرا صدق کھل جائے گا۔ پھر صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر ہم خوش قسمت ہیں۔ کہ ہم میں جو ولی اللہ آیا اس سے پہلے ہزاروں اولیاء اللہ گزر چکے ہیں۔ انکی کتابیں ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ تمام دنیا کی رسالتیں کھل کر ہم تک پہنچ چکی ہیں۔ مجوسیوں۔ یہودیوں نصرانیوں۔ ہندوؤں کے پیغمبروں اور ان کے مذہب کی کتابیں مل سکتی ہیں۔ پس ایسے وقت میں اگر کوئی تقویٰ سے لبریز دل لے کر غور کرتا ہے تو اس فرستادہ الہی کی شناخت میں اسے کیا مشکل تھی۔ آسمان سے نزول کے معنی بھی ایلیاء کی پیشگوئی یوحنا میں پوری ہونے سے حل ہو چکے ہیں۔ ملاکی نبی باب ۴ آیت ۵ میں ارشاد ہوتا ہے۔ دیکھو۔ خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا اور باپ دادا کے دلوں کو بیٹوں کی طرف اور بیٹیوں کے دلوں کو باپ دادا کی طرف مائل کریگا۔ یہ پیشگوئی ہے۔ اس کے پورا ہونے کا حال متی ۱۱ باب آیت ۱۴ میں پڑھو۔ الیاس جو آنے والا تھا۔ یہی ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔ انجیل مرقس باب ۹ درس ۱۱-۱۳ میں یہی مضمون ہے۔ (تشمید الاذیان جلد ۹ ص ۱۷۹-۱۸۰)

شَهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ، یعنی حضرت موسیٰؑ پیشگوئی فرما چکے ہیں۔

(تشمید الاذیان جلد ۹ ص ۱۷۹)

۱۶- وَوَضَّيْنَا آلَ نِسَانٍ بِوَالِدَيْهِمَا حَسَنًا

حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمَلُهُ وَ

فَضْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ

أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ

نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ

أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي

إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَىٰكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۱۷﴾

بڑے ہی بد قسمت وہ لوگ ہیں جن کے ماں باپ دنیا سے خوش ہو کر نہیں گئے۔ باپ کی رضامندی کو میں نے دیکھا ہے اللہ کی رضامندی کے نیچے ہے اور اس سے زیادہ کوئی نہیں۔ افلاطون نے غلطی کھائی ہے وہ کہتا ہے کہ ”ہماری روح جو اوپر اور منزلہ تھی ہمارے باپ اسے نیچے گرا کر لے آئے“ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ کیا سمجھتا ہے کہ روح کیا ہے۔ بیوں نے بتایا ہے کہ یہاں ہی باپ نطفہ تیار کرتا ہے پھر ماں اس نطفہ کو لیتی ہے اور بڑی مصیبتوں سے اسے پالتی ہے۔ ۹ مہینے پیٹ میں رکھتی ہے بڑی مشقت سے حَمَلَتْهُ اُمُّهُ كَرْهًا وَوَضَعَتْهُ كَرْهًا اسے مشقت سے اٹھائے رکھتی ہے اور مشکل سے جنتی ہے۔ اس کے بعد وہ دو سال یا کم از کم پونے دو سال اسے بڑی تکلیف سے رکھتی ہے اور اسے پالتی ہے۔ رات کو اگر وہ پیشاب کر دے تو بستر کی گیلی طرف اس سے نیچے کر لیتی ہے اور خشک طرف نیچے کو کر دیتی ہے۔

ان کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ (یہ بھی میں نے اپنے ملک کی زبان کے مطابق کہہ دیا۔ ورنہ باپ کا حق اول ہے اس لئے باپ ماں کہنا چاہیے) سے بہت ہی نیک سلوک کرے۔ تم میں سے جس کے ماں باپ زندہ ہیں۔ وہ انکی خدمت کرے۔ اور جس کا ایک یا دونوں وفات پا گئے ہیں۔ وہ ان کیلئے دعا کرے۔ صدقہ دے خیرات کرے۔

ہماری جماعت کے بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مردہ کو کوئی ثواب وغیرہ نہیں پہنچتا۔ وہ جھوٹے ہیں۔ انکو غلطی لگی ہے۔ میرے نزدیک دعا۔ استغفار۔ صدقہ و خیرات بلکہ حج۔ زکوٰۃ۔ روزے یہ سب یکم پہنچتا ہے۔ میرا یہی عقیدہ ہے اور بڑا مضبوط عقیدہ ہے۔

ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری ماں کی جان اچانک نکل گئی ہے۔ اگر وہ بولتی تو ضرور صدقہ کرتی۔ اب اگر میں صدقہ کروں تو کیا اسے ثواب ملے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ تو اس نے ایک باغ جو اس کے پاس تھا صدقہ کر دیا۔

میری والدہ کی وفات کی تاریخ مجھے ملی۔ تو اس وقت میں بخاری پڑھ رہا تھا۔ وہ بخاری بڑی اعلیٰ درجہ کی تھی۔ میں نے اس وقت کہا۔ اے اللہ۔ میرا باغ تو یہی ہے۔ تو پھر میں نے وہ بخاری وقف کر دی۔ فرزند پور میں فرزند علی کے پاس ہے۔ (الفضل ۳، دسمبر ۱۹۱۳ ص ۱۵)

۳۰۔ وَ اِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ

الْقُرْآنَ . فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا اَنْصِتُوا . فَلَمَّا قُضِيَ



وَلَوْ اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝۳۰

نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ، كَچھ پہاڑی لوگ تھے۔ یہودی معلوم ہوتے تھے۔ نصیبین کے رہنے والے۔  
(تشمیذ الافان جلد ۹، ص ۲۸۱)

۳۱۔ قَالُوْا يٰقَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ

مُوسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَآلِ

طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۳۱

بولے اے قوم ہماری ہم نے نئی ایک کتاب جو اتری ہے موسیٰ کے پیچھے۔ سچا کرتی سب انگلیوں کو  
سمجھاتی سچا دین اور راہ سیدھی۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۲۸۱)

۳۲، ۳۳۔ يٰقَوْمَنَا اٰجِبُوْا اَدْعٰى اللّٰهِ وَامْنُوْا بِهٖ

يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجْزِكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْهِمِّ ۝۳۲

وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِىَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعِجِّزٍ فِى الْاَرْضِ وَ

لَيْسَ لَهُ مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيّآءُ اُولٰٓئِكَ فِىْ خَمَلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۳

اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے والے کو اور اس پر یقین لاؤ کہ بخشے تم کو تمہارے گناہ اور بچا دے تم کو  
ایک دکھ کی مار سے اور جو کوئی نہ ملے گا اللہ کے بلانے والے کو تو وہ نہ تھا سکے گا بھاگ کر زمین میں اور کوئی  
نہیں اُس کو اُس کے سوا مددگار اور وہ لوگ بھٹکے ہیں صریح۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۲۸۱)

## سُورَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۲۔ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلُّ

أَعْمَالُهُمْ □

خدا تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ اسے گمراہ کرنے والا کہا جائے۔ اس لئے کہ خود قرآن مجید نے مختلف مقامات میں بڑے بڑے لوگوں اور شریروں کی نسبت کہا ہے کہ وہ گمراہ اور ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں چنانچہ (فرمایا) الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلُّ أَعْمَالُهُمْ۔ جو لوگ منکر ہوئے۔ اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اللہ نے ان کے عمل باطل کر دیئے۔ (نور الدین طبع سوم ص ۷۷)

۵۔ فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثَخِنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۖ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَآتَتْكُمْ مِنْهُمْ وَلَٰكِنْ لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالُهُمْ □

حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ : اس جہاد کا منشاء یہ ہے کہ جنگیں

موقوف ہو جائیں۔ (تشیخ الاذقان جلد ۸، ص ۹۷)

غلامی کی نسبت فرمایا،

فَاِمَّا مَنَّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاً حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ اِوْذَارَهَا.....

پس احسان کیجیو۔ پیچھے اس کے اور یا بدلہ لیجیو یہاں تک کہ رکھ دیوے لڑائی بوجھ اپنے اسلام میں مخالف قیدی جب جنگ سے آتے اور اس وقت ان کا واپس کرنا مصلحت نہ ہوتا۔ تو پرورش اور تربیت کے واسطے مجاہدین کے سپرد کرتے اور حکم ہوتا جو کھانا تم کھاؤ۔ ان کو دو۔ جو تم پہنو۔ ان کو پہناؤ۔ طاقت سے زیادہ کام مت بتاؤ۔ ہاں جیل خانوں اور دریائے شور کے دکھ نہ دئے جاتے۔

(فصل الخطاب حصہ اول ایڈیشن دوم ص ۵۵)

قیدیوں جنگ چار قسم کے ہوتے ہیں اور اب بھی چار قسم ہیں اول وہ جو شرارت کے سبب سے اس قابل ہی نہیں رہتے کہ امن عام کے سخت دشمن نہ ہوں۔ ایسے لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اب بھی کورٹ مارشل میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ایسے موزیوں کا زندہ رکھنا ایک ایسے دانت کی مثال ہے جس کے ضرر سے دوسرے دانتوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اگر نکال دیا جائے تو سارے دانتوں پر اس کا برا اثر پڑ کر سب کو تباہ کر دیتا ہے۔ دوسرے وہ قیدی جن کے بدلے روپیہ دیکر یا دوسرے قیدیوں کو چھڑانے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ان دونوں کا ذکر قرآن میں یوں آیا ہے۔ **وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ** (بقرہ ۱۹۲) ۲۔ **اِمَّا فِدَاً** میں ہے۔ سوّم۔ وہ جن کا چھڑانا ہی قرین مصلحت ہوتا ہے۔ جن کا ذکر **اِمَّا فِدَاً** میں آگیا ہے۔ چہارم۔ وہ جن کا واپس کرنا یا ان کا بدلہ لینا یا قتل کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ ایسے قیدی اب بھی ہندو گورنمنٹوں میں موجود ہیں اور پورٹ بلیئر وغیرہ انہیں سے آباد ہیں۔ ایسے قیدیوں کی اگر شادیاں بیاہ روک دئے جاویں تو ان کے فطری قوی پر کیسا برا اثر پڑتا ہے۔ میرے ایک انگریزی خواں دوست نے ایسا اعتراض کیا تو میں نے اس کو قیدیوں کی چاروں مثالوں سے سمجھایا تھا۔ اول بیلہ دانت کو باندھا جاتا ہے۔ اس کی منجنوں سے مالش کی جاتی۔ پھر کاٹا جاتا۔ پھر اکھاڑ کر باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ یہی حال ہے قیدیوں جنگ کا پس جو قیدی دائم الحبس ہوں ان کو بیاہ سے روکنا تو جائز نہیں۔ پس مرد ہوں یا عورتیں سب کو نکاح کی اجازت ہے۔

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء ص ۴)

۱۳۔ **وَكَآيُنَ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ**

**الَّتِي اَخْرَجْتَكَ، اَهْلَكْنَهُمْ فَلَا نَاَصْرَ لَهُمْ** [۱۳]

اور کتنی تھیں بستیاں جو زیادہ تھیں زور میں اس تیری بستی سے۔ جس نے تجھ کو نکالا۔ ہم نے ان کو کھپا دیا پھر کوئی نہیں اُن کا مددگار۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۹۹)

۱۶۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي دُعِيَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ  
مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ  
طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ  
مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِ الثَّمَرَاتِ  
وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ  
وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ۝۱۷

حالت اس بہشت کی جو تقویٰ والوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس میں نہریں ہیں۔ اُس پانی کی جو بہن سڑتا اور بہتی ہیں نہریں اور نہریں اس دودھ کی جس کا مزہ نہیں بدلتا اور نہریں ہیں شراب کی جس میں مزہ سے پینے والوں کو اور نہریں ہیں صاف کئے ہوئے شہد کی اور اس میں ہر قسم کا پھل ہے اور معافی ہے انکے خدا کی۔  
(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۸۳)

۲۰۔ فَأَعْلَمَ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفَرَ لِذَنْبِكَ  
وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ  
وَمَا تَوَلَّوْا ۚ

ایک عیسائی کے اعتراض: "وَاسْتَغْفَرَ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ" اور اس کے  
امثال سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گناہ گار ہونا ثابت ہوتا ہے" کے جواب میں فرمایا:  
پھر کیا ہوا۔ سوچو تو یہی مسیح ملعون بنیں اور انکی الوہیت اور خدائی میں بڑے بڑے گناہ گار  
کہ تمام عیسائیوں کے معاصی سے گناہ گار ہوئے اور بقول ایوب عورت کے شکم سے نکل کر صادق نہیں بٹھر

سکتے تھے۔ دیکھو ایوب وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ٹھہرے۔ ۱۵ باب ۱۲ ایوب  
پھر مریم جب بگناہ موروٹی آدم گنہگار تھی تو مسیح کو کوئی پاک نہیں ٹھہرا سکتا۔ کون ہے جو  
ناپاک سے پاک نکالے۔ کوئی نہیں۔ ایوب ۱۲ باب ۴۔ اور پھر عیسا ئیوں میں تمام آدمی آدم کے گناہ سے  
گنہگار ہیں اور آدم کا گناہ عورت سے شروع ہوا۔ تو مریم اور اس کا بیٹا کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ پس  
گنہگار اگر الوہیت سے معزول نہیں تو گنہگار نبوت اور رسالت سے کیسے معزول ہو سکتا ہے۔

اور سنو! کتب مقدسہ کا محاورہ ہے۔ مورث اعلیٰ کا نام لے کر قوم کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ دیکھو یسوع  
(یعقوب) موتا ہوا۔ اور اُس نے لات ماری۔ تو توتا ہوا گیا۔ چربی میں چھپ گیا۔ خالق کو چھوڑ دیا۔ استثناء ۳۲  
باب ۹-۱۰ یعقوب کو جیسی اُس کی روشیں ہیں۔ سزا دیگا۔ ۱۱ باب ۲ یوشع۔ یعقوب کو اس کا گناہ اور اسرائیل  
کو اُس کی خطا جتاؤں۔ میکہ ۳ باب ۸۔ یہ تو عہد عتیق کا محاورہ سنایا۔ اب عہد جدید کو سنئے۔ اس نے توحہ کڑی  
سنو! سنو! سنو!

مسیحؑ نے ہمیں مول لے کر شریعت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلہ سے لعنت ہوا۔ نامہ گلتیاں ۳ باب ۱۳

۲۔ قرنتی ۵ باب ۲۱۔

پس میں کہتا ہوں جب صاحب قوم قوم کے گناہ سے گنہگار کہا جاتا ہے۔ اور جب قوم کو صاحب قوم کے  
نام سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ تو آپ نے ان آیات میں جن سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گنہگار ہونا ثابت کرتے ہیں  
اس امر کو کیوں فرو گزاشت کئے دیتے ہیں بایں ہمہ جن آیات سے آپ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت الزام  
قائم کرتے ہیں۔ ان میں یقینی طور پر بلحاظ عربی بول چال کے اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ مثلاً سوچو۔ آیت  
وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْيِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ فِي هَذِهِ نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا لَمَّا بُدِّلْتُم مِّن دِينِكُمْ وَالصَّالِحِينَ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ هَٰذَا وَلَمْ تَلْمِزْهُمْ بَأْسَافٍ  
کا واو ہے۔ اور واو تفسیری خود قرآن میں موجود ہے۔ دیکھو سورہ رعد۔

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ (رعد: ۲)

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ (حجہ: ۲) (فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم ۱۹۶-۱۹۸)

۲۳۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي

الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۖ

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ، میں جب یہ آیت پڑھتا ہوں۔ یزید یاد

آجاتا ہے۔ (تشمیدالاذعان جلد ۹ ص ۴۸۱)

۳۳۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ  
وَشَاقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰی  
لَنْ يَضُرُّوْا اللّٰهَ شَيْئًا وَّسَيُخِیْطُ اَعْمَالُهُمْ ۝

وَسَيُخِیْطُ اَعْمَالُهُمْ، ان کی کوششیں بار آور نہ ہوں گی اٹلا مگر دنیا میں۔  
(تشمیدالاذعان جلد ۹ ص ۴۸۱)

۳۶۔ فَلَا تَهِنُوْا وَاَتَدْعُوْا اِلَی السَّلٰمِ ۖ وَاَنْتُمْ  
الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَاَنْتُمْ یَّتَرَكُّوْا اَعْمَالَكُمْ ۝

جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ان کو دعویٰ ہے۔ ان کا تو یہ حال تھا کہ جب ایک جنگ میں بعض  
صحابہ کی غلطی سے سونوں کے پاؤں اکٹڑ گئے تو آپؐ تنہا جس طرف سے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ بڑھے اور  
اَنَا النَّبِیُّ لَا كَذِبَ ۖ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ  
کا نعرہ لگانا شروع کیا۔ دیکھو صاحب۔ لڑائی ہے تو مجھ سے ہے۔ میں موجود ہوں۔ اگر کوئی جاتا ہے تو مجھے  
میں میدان جنگ میں موجود ہوں۔ یہ تھا آپؐ کا استقلال۔ اور یہ تھی آپؐ کی ہمت۔ یہ تو نبوت کے وقت کا  
ذکر ہے۔ اس سے پہلے بھی آپؐ نے نوجوانی کے عالم میں اپنی بے عدیل بیدار مغزی کا ثبوت دیا۔ آپؐ نے نوجوانوں  
کی ایک انجمن بنائی۔ جس کا نام تھا مظلوموں کی حمایت۔ ایک مظلوم آپؐ کے پاس آیا۔ جس کی شکایت اس نے  
کی۔ وہ بڑا آدمی تھا۔ کوئی اسے کہنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ آپؐ خود گئے اور کچھ ایسے دل آویز طریق سے تقریر  
کی کہ اس کا حق اسے دلادیا۔ اسی طرح قیصر روم کی طرف سے ایک شخص مقرر ہوا کہ وہ جوڑ توڑ کر کے عرب پر  
قیصر روم کا اثر بڑھادے اور یہ ملک اس کے قبضہ میں آجائے۔ آپؐ نے فوراً اسے بھانپ لیا اور اس قومی  
نمک حرام کو پیش کر دیا۔ پس اے دوستو! تم اس نبی کی امت ہو۔ تو ایسا ہی حزم و احتیاط۔ ہمت۔ استقلال  
اور محبت اختیار کرو۔ فَلَا تَهِنُوْا وَاَتَدْعُوْا اِلَی السَّلٰمِ ۖ وَاَنْتُمْ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ  
وَلَنْ یَّتَرَكَّكُمْ اَعْمَالَكُمْ۔ (تشمیدالاذعان جلد ۹ ص ۴۸۱)



۳۹۔ مَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ،  
فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخُلُ، وَمَنْ يَبْخُلْ فَإِنَّمَا يَبْخُلْ عَنِ  
نَفْسِهِ، وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ، وَإِنْ تَتَوَلَّوْا  
يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ، ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ﴿۳۹﴾

انسان محتاج ہے کمانے پینے کا۔ مکان کا۔ غرض ذرہ ذرہ میں خدا کے حضور اس کی احتیاج ہے چنانچہ  
اس نے فرمایا وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ حقیقی غنی اللہ کی ذات ہے۔ اور سراپا احتیاج انسان۔  
جو احتیاج میں ہے اس کے برابر کوئی ذلیل نہیں۔ اسی لئے حکم ہے اسے۔ خدا کے حضور تذلل کا۔ پھر  
انسان اپنے وجود میں۔ اپنے بقاء میں۔ دفعِ امراض میں۔ رنج و راحت۔ عسر و یسر۔ غرض ہر حالت میں اللہ  
کا محتاج ہے۔

پس اللہ کا نام انسان کو یہ سمجھاتا ہے کہ حقیقی معبود، حقیقی مطاع، حقیقی غنی وہی ذات ہے اور  
حقیقاً محتاج، حقیقاً ذلیل، حقیقاً مطیع وہ انسان ہے جس کو اللہ نے پیدا کیا۔ اور جو اپنے بقاء میں ہر آن  
اس کے فضل کا محتاج ہے۔ اس فضل کے جذب کیلئے اطاعت فرض ہے۔

(بدد ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء ص ۲۷۱)

## سُورَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ □

۳۲۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا □ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ

عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا □

ہجرت سے چھٹے سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دویا ہوا۔ کہ ہم مع صحابہ مکہ میں گئے ہیں اور عمرہ کے بعد خلق کروا رہے۔ اس بناء پر آپ نے پندرہ سو کے ہمراہ مکہ کی طرف کوچ کیا۔ حدیبیہ کے پاس مقام فرمایا۔ ادھر سے مکہ کے لوگ مقابلہ کو نکل آئے۔ آپ نے فرمایا آپ سے لڑنے کیلئے نہیں آئے۔ آپ ہم کو ہجرت دیں کہ بیت اللہ کا طواف کر کے چلے جائیں۔ اس پر بڑا الما مباحثہ ہوا۔ آخر یہ قرار پایا کہ ایک عہد نامہ لکھا جائے دو فہرستیں تیار ہوں۔ ایک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان قبیلوں کے نام ہوں جو ان کے ساتھ ہیں اور ایک طرف مشرکین اور ان کے ہمراہی قبیلوں کے نام ہوں۔ دوم یہ کہ اس سال آپ واپس تشریف لے جائیں اور آئندہ سال حج کیلئے آویں۔ آپ نے اسے منظور فرمایا۔ حالانکہ صحابہؓ سے بہت اس پر راضی نہ تھے۔ سو ہم یہ کہ اگر کوئی ہم (مشرکین) میں سے مسلمان ہو جائے۔ تو وہ آپ ہمراہ نہ لے جائیں۔ اور نہ مدینہ میں رہنے دیں اور اگر آپ (نبی کریم) میں سے کوئی مرتد ہو جائے تو ہمیں واپس دیا جائے۔ اسے بھی آپ نے مان لیا۔ حضرت عمرؓ خصوصیت سے اس پر گہرا رہے تھے۔ چہاں کہ یہ کہ جب بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اور محمد رسول اللہ لکھنے لگے تو مشرکین مانع ہوئے اور کہا کہ ہم اگر آپ کو رسول مانتے تو یہ جھگڑا ہی کیوں کرتے یہ لفظ چونکہ لکھے جا چکے تھے۔ حضرت علیؓ کو ان کا مٹانا گوارا نہ تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خود مٹا دیا۔ یہ چار شرطیں ایسی تھیں کہ صحابہؓ کو ان پر بڑا قلق تھا۔ ایسی حالت میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا۔ اب بتاؤ۔ اس وقت اس پیشگوئی کا سمجھ میں آنا آسان تھا ہرگز نہیں۔

(تشیخ الاذمان جلد ۲ ص ۱۸)

ایسی بشارات حسب کتب مقدسہ ضرور ہوا کرتی ہیں۔ دیکھو متی۔ پطرس نے جب کہا۔ ہم نے تیرے لئے سب کچھ چھوڑ دیا۔ تو مسیحؑ نے فرمایا۔ تم بادشاہت کے وقت بارہ تختوں پر بیٹھو گے۔ ۱۹ باب ۲۹ متی۔ اگر کہو مسیحی بشارات اور پطرس کی خوشخبری مشروط تھی۔ بدول شرط نہیں۔ تو ہم کہتے ہیں۔ مسیحی اور پطرس کی شرط کا تو ذکر انجیل میں نہیں۔ قرآنی بشارات کا خود قرآن میں ذکر ہے۔ دیکھو آیت۔ لَنْ اَشْكُتَ لِيَحْبِطَنَّ عَمَلُكَ (زمر، ۶۶) مطلب یہ ہے کہ اگر خاتمہ ایمان پر ہوا تو تیرے گناہ معاف ہیں۔ اور سنو! فَتَحْنَالِكَ فَتَحًا مَبِينًا کے معنی آپ لوگوں کو معلوم نہیں۔ اس آیت شریف کی تفسیر کیلئے قرآن ہی عمدہ تفسیر ہے اور وہ آیت مفسرہ آیت اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ۔ (الم نشرح، ۲۱۲) ہے۔ فتح سے مراد ہے۔ دل پر علوم باری اور آسمانی بادشاہت کے اسرار کا کھولنا اور جب وہ کھلتے ہیں تو توبہ اور خشیت اور خوف الہی پیدا ہوتا ہے۔ جس کے باعث گناہ نہیں رہتے۔ انسان نئی زندگی پاتا ہے۔ نیا جلال حاصل کرتا ہے۔

ایک اور جواب سنئے۔ مسیح حواریوں کو فرماتے ہیں۔ میں کو تم بخشو۔ ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور جنہیں تم نہ بخشو گے۔ نہ بخشے جائیں گے۔ یوحنا ۲۰ باب ۲۳۔ بھلا جہاں مچھیوں اور لڑکیوں کو گناہ بخشنے کا اختیار ہے۔ وہاں باری تعالیٰ کو ایک خاتم الانبیاء کے گناہ بخشنے کا اختیار کچھ تعجب انگیز اور محل انکار ہے؟ ہرگز نہیں! بیشک اللہ تعالیٰ نے نبی عرب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتوحات دیں۔ ظاہری فتوح فتح مکہ وغیرہ جس کے ظہور سے بت پرستی کا استیصال اس شہر سے کیا۔ عرب جیسے بت پرست ملک سے ابد کیلئے ہو گیا۔ اور تمام دنیا میں توحید ربوبیت کے علاوہ توحید الوہیت کا شور مچ گیا اور مختلف قبائل عرب ٹوٹ مار کرتے۔ شراب خوری اور جوئے بازی پر فخر بگھارتے۔ ہر اس اخلاق مجسم پورے موحد ہو کر نیک چال پر آگئے۔ اتنی ہدایت پھیلانے سے ہادی کے گناہ معاف نہ ہوئے ہوں؟ بالکل عقل کے خلاف! اور فتوحات باطنی کا حال آگے لکھ چکا ہوں۔

(فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم ۱۶۹-۱۷۰ء)

۱۰۳۷۔ وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ

وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّالِمِينَ وَالظَّالِمَاتِ ظَنُّ الشَّوْءِ عَلَيْهِمْ

دَائِرَةُ الشَّوْءِ، وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَ

أَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ، وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ وَلِلَّهِ جُنُودُ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ. وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝  
 أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِيَتُؤْمِنُوا  
 بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ. وَتُسَبِّحُوهُ  
 بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝

اور اللہ عزوجل کا منافق مرد و عورت اور مشرک مرد و عورت کو جو اللہ کی نسبت بدظنی رکھتے ہیں۔ انہیں  
 کے اوپر برائی کا پھیر ہے اور اللہ ان پر ناراض ہوا اور ان پر لعنت کی اور ان کیلئے جہنم تیار کیا۔ اور وہ بُرا  
 ٹھکانہ ہے (یہ لوگ اپنی دولت۔ کثرت اور قوت پر فریفتہ نہ ہوں اور اپنے موجودہ وقت کو جس سے سزا  
 ابھی غائب ہے۔ سر دست آرام کا زمانہ تصور فرما کر مغرور نہ ہو جاویں۔ ان کو سزا دیتا۔ ان کا استیصال کرنا اور  
 عقل و فکر ان سے باہر تانڈیشیدہ سامانوں کا ہلاکت کے ہم پہنچانا ہم پر کچھ دشوار نہیں ہے۔ اسباب  
 ہمارے ہیں اور اسباب کے خالق ہم ہیں) اور آسمان و زمین کے لشکر اللہ کے قبضے میں ہیں اور اللہ غالب  
 حکمت والا ہے۔ ہم نے تجھ کو لانے (نئی) شاہد۔ مبشر۔ نذیر بھیجا ہے (اب ضرور ہے کہ تم لوگ) اللہ اور  
 اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اسے (رسول کو) قوت دو اور اس کی تعظیم کرو۔ اور صبح و شام اللہ کے نام کی  
 تقدیس کرو (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۳۶)

۱۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ  
 یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ. فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ  
 عَلٰی نَفْسِهِ. وَمَنْ اَوْفٰ بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهِ اللّٰهُ  
 فَسَوْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

یقیناً جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر  
 ہے۔ اب جس نے عہد کو توڑ دیا وہ جان لے کہ وہ عہد شکنی کی سزا پاوے گا۔ اور جس نے پورا کیا اسے جس پر  
 اس نے اللہ سے معاہدہ کیا ہے تو معتریب اللہ سے اجر عظیم دیگا۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۳۶)

اپنے اس عظیم الشان معاہدہ کو اپنے پیش نظر رکھو۔ یہ معاہدہ تم نے معمول ان ان کے ہاتھ پر نہیں کیا خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح و مہدی کے ہاتھ پر کیا ہے۔ اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ خدا کے مرسل ہی نہیں خدا کے ہاتھ پر کیا ہے۔ کیونکہ **يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ** آیا ہے۔ (الحکم، ارمی ۱۰۵ء ص ۶)

۲۱۹- **لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ**

**يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ**

**فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝**

**وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا**

**حَكِيمًا ۝ وَعَدَكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا**

**فَعَجَلَ لَكُمْ هَذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ**

**وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا**

**مُسْتَقِيمًا ۝**

صحابہؓ بہت سیدھے تھے۔ وہ خدا کے وعدوں پر ایمان لائے۔ تو مندرجہ ذیل انعامات سے سرفراز ہوئے۔

ایمان بالغیب کے انعامات۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ راضی ہوا (لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ)

مؤمنین کہلائے۔

شیعہ اس مقام پر غور کریں جو صحابہ کو منافق قرار دیتے ہیں۔ **فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ** سے ظاہر

ہے کہ ان کے دلوں میں بھی خلوص ہی بھرا ہوا تھا۔

خیبر کی فتح (وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا) ۳۔ بہت سی نعمتیں ملیں (مَغَانِمَ كَثِيرَةً

يَأْخُذُونَهَا) ۴۔ سکینہ کا نزول (فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ)۔ وَهُوَ الَّذِي

أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ سے اُن یاتیکم التابوت فیہ سَکینۃ

کے معنی حل ہوتے ہیں۔ کہ تابوت سے مراد وہ دل ہیں مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اس خلافت سے اطمینان



پیدا ہو جائے گا۔ ۵۔ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ۔ لوگوں کی دست اندازی کو روکا۔ لڑائی نہ ہونے دی۔ ۶۔ صراطِ مستقیم کی ہدایت فرمائی۔ (وَيَهْدِيكُمْ صِدَاقًا مُسْتَقِيمًا) ۷۔ پھر اسی صبر و اطاعت کیوجہ سے (وَإِخْرَاجِي لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحْلَطَ اللَّهُ بِهَا) (الفتح ۲۲) اور انعامات لئے جن کا ان حالات میں وہ اندازہ نہ لگا سکتے تھے۔

وہی شرائط جو اس وقت نقصان دہ اور موجب ہتک معلوم ہوتی تھیں۔ اس عظیم الشان فتح کا موجب ہو گئیں۔ جو مسلمان مرتد ہوتا وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی جماعت کے کام کا نہ تھا۔ اس کے جانے سے انہیں کیا نقصان اور جو مشرکین میں سے مسلمان ہوتا وہ مکہ میں رہتا۔ تو دوسروں کی ہدایت کا موجب بنتا۔ پھر یہ فائدہ ہوا۔ کہ ابوبصیر مسلمان ہو کر مدینہ بھاگ آیا۔ دو آدمی مکہ سے اس کو پکڑنے کیلئے روانہ ہوئے جب حضور رسالت مآب میں پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ ابوبصیر واپس چلا جائے۔ اس نے بہترے عند کئے۔ مگر آپ نے فرمایا۔ ہم معاہدہ کے خلاف نہیں کریں گے۔ راستہ میں اس نے اپنے محافظ مشرکوں میں سے ایک کی تلوار لے کر ایک کو مار دیا۔ دوسرا پھر فریاد کرتا ہوا آیا۔ ابوبصیر بھی پہنچ گیا۔ آپ نے اسے کہا۔ تو لڑائی کرنا چاہتا ہے میں تجھے واپس بھجوا دوں گا۔ یہ سن کر وہ واپس سے بھاگ گیا اور ایک جگہ پر ڈیرہ بنا لیا۔ اب جو مسلمان ہوتا مکہ سے بھاگ کر ان کے پاس آجاتا اور رفتہ رفتہ انکی ایک جماعت بن گئی۔ چونکہ وہ مکہ والوں کے نکانے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے اخراجات خوراک وغیرہ کیلئے مکہ ہی کے قافلوں سے اپنا حصہ لینا شروع کیا۔ اس طرح پر یہ شرط ان مشرکین کیلئے موجب ضرر ہوئی۔ اور وہ نبی کریم کی خدمت میں آئے کہ آپ اپنے آدمیوں کو بلوالیجئے۔ ہم اس شرط کو توڑتے ہیں۔

دوم۔ ان فہرستوں کے لکھوانے کا فائدہ یہ ہوا۔ کہ خزاعہ پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں بیٹھے۔ بنو بکر والے نے حملہ کیا اور مشرکین نے ان کا خفیہ خفیہ ساتھ دیا۔ خزاعہ میں سے دو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فریاد لے کر حاضر ہوئے۔ ادھر مکہ والوں نے بھی اپنا ایک سردار بھیج دیا۔ کہ معاہدہ نئے سرے سے ہو۔ کیونکہ میں اس وقت موجود نہ تھا۔ اس طرح پر وہ معاہدہ آپ ہی انہوں نے اپنے عمل اور اپنے قول سے توڑ دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی اور اس طرح پر خدا کا کلام اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا پورا ہوا۔ اور اسی فتح کے ذریعے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہر قسم کے عیبوں اور ان الزاموں سے پاک ہے۔ جو آپ کی ذات سے منسوب کئے جاتے تھے لِيَغْفِرَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ کے یہی معنی ہیں کہ تیری ذات پر جو الزام یہ مکہ کی ہجرت سے پہلے یا پیچھے لگاتے تھے۔ وہ سب دور ہو جائیں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ ان مشرکین نے جو تیرے گناہ اس



وقت کئے تھے جبکہ تو (اے نبی) پہلے مکہ میں رہتا تھا اور پھر وہ قصور جو اس وقت کئے جبکہ تو مکہ سے چلا آیا اس فتح کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دے چنانچہ جب وہ مشرکین پکڑے حضور رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمْ اَيُّوْمَ ! يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ تم پر آج کے دن کوئی الزام نہیں۔ اللہ تمہیں بخشے اور وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔

(تشمید الاذیان جلد ۲ ص ۱۸۱-۱۸۲)

۲۵۔ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝

کَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ: یہ مدیہ کا ذکر ہے۔ (تشمید الاذیان جلد ۲ ص ۱۸۱)

۳۰۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اَشْدَّ اَوْ عَلَ الْكُفَّارِ رُحْمًا ۚ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۚ سِيْمَاهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثْرِ السُّجُوْدِ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ ذٰكِرًا ۚ اٰخَرًا ۚ شَطَاةٌ فَازَرَتْهُ فَاسْتَخَلَفَا سَتْوٰى عَلٰى سُوْقِهِ يُعْجِبُ الرُّدَّاءَ لِيُغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۚ وَعَدَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةٌ ۚ وَاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اَشْدَّ اَوْ عَلَ الْكُفَّارِ رُحْمًا ۚ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ۚ: وہ بڑے

مضبوط ہیں۔ کفار کا اثر قبول نہیں کرتے۔ ہاں آپس میں ایک دوسرے سے نیک متاثر ہوتے ہیں۔ تو ان کو عبادت گزار۔ اللہ کے فضل و رضوان کا امیدوار پائے گا۔ فرماں برداری کے آثار انکے چہروں سے ظاہر ہیں۔ دیکھو ۳۳ باب استثناء آیت ۲۔ خداوند کریم سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور ان کے دہنے ہاتھ ایک آتش شریعت ان کیلئے تھی۔ ہاں۔ وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے۔

اور وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخَذَ شَطَاً ..... لِيَغْنِظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ اس کیلئے دیکھو متی باب ۱۳ آیت ۳۱، ۳۲۔ وہ ان کے واسطے ایک اور تمثیل لایا۔ کہ آسمان کی بادشاہت خردل کے دانہ کی مانند ہے۔ جسے ایک شخص نے لے کر اپنے کھیت میں بویا۔ وہ سب بیجوں میں چھوٹا ہے۔ پر جب اُگتا۔ تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا۔ اور ایسا پیڑ ہوتا ہے کہ ہوا کی چڑیاں آکے اس کی ڈالیوں پر سیر کریں۔  
(تشمیذ الاذہان جلد ۲ ص ۱۸۲-۱۸۳)

# انڈیکس

مرتبہ ، سید عبدالحمی

۳	انڈیکس مضامین
۱۹	اسماء
۳۲	مقامات
۳۹	حل اللغات

# انڈیکس مضامین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کی حقیقت ۵۸۲	اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونے کیلئے ۲۱۱	آریہ دھرم ۳۷۰، ۵۱، ۵۰، ۲۲
استغفار نزولِ طائفہ کیلئے رَبَّنَا اللّٰهُ کے اقرار کے ساتھ استغفار شرط ہے ۵۳۹	اجازت طلب کی جائے ۲۱۱	قوم کی اصلیت ۲۷
استغفار کامیابی کی شرط ہے ۲۸۲	اجتناب اجتہاد غلطی ۲۷۲	عقائد
اسلام	ان کی احتیاج ۲۷۷	تمام مخلوق کے اصول چھ چیزوں کو ملتے ہیں عناصر اربعہ۔ آکاش اور جو ۵۳۵
سب سے بڑی نعمت اور عزت و شرافت کا موجب ۲۳۰	احسان احسان کی تعریف ۲۵۹	خدا کے ساتھ پانچ امور کو شریک اور غیر مخلوق مانتے ہیں ۳۶۵، ۶
اسلام کو سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے ۸۸	وہ دوسرے احسان جسے تصوف کہتے ہیں ۲۱۸	آریہ لوگ صرف آریہ دست کو خدائی صفات کی جلوہ گاہ مانتے ہیں ۲۲۸
اسلام کے غلبہ کے دو طریق ۱۵۲	احسان کرنا والوں کیلئے قرآن مجید موجب ہدایت و رحمت ہے ۲۵۹	نیوگ ۴۱۲
دوسرے نوراں پر اسلام کا ایک عظیم احسان ۱۵۱	ہر نفس کو حکم اور علم بخشا جاتا ہے ۳۶۰	آریہ عقائد کی تردید ۲۲۰
مخلوق اسلام کے مقدس مذہب کی طرف آرہی ہے ۱۵۵	محبت احسان سے پیدا ہوتی ہے ۱۹۲	توحید کی تعلیم میں اسلام سے متاثر ہونے ۲۱۶
اسلام کا منشاء ۲۷۱	اختلاف اختلاف ایک فطری امر ہے ۲۵۵	تقدیر کے مسئلہ میں آریہ اسلام کے مخالف نہیں ہو سکتے ۲۲۸
اسلام کی راہ اور اسکے حصول کے طریق ۳۵۶	بنیادی جہاد و دہ کرنا لے امر ۲۲۰	بُت پرستی کے عقائد کو چھوڑ چکے ہیں ۱۵۲
اسلام کی کامیابی کا آغاز جنگِ بدر ۳۲۵	اختلاف دور کرنے کی دعا ۵۰۶	انکو ماننا پڑتا ہے کہ مادہ اور روح کا خالق اللہ تعالیٰ ہے ۲۳۶
غزوہ اہلِ بکر کے موقع پر مسلمانوں کی نازک حالت ۳۹۶، ۳۹۵	اخلاص اخلاص کی حقیقت ۱۹۰	حروف مقطعات کا استعمال ۲۷۵
تمام دنیا کے مشہور مہلک اسکے نام پر فتح ہوئے ۳۵۸	اخوت خدا تعالیٰ کے بعض فیضانِ جماعت و اخوت کے ساتھ خاص ہیں کہ بغیر اس اخوت کے وہ نازل ہی نہیں ہو سکتے ۳۰	اسلام کی مخالفت
فضائل	ادب حفظِ مراتب کی تعلیم ۲۹۰، ۹۰	اسلام پر قلم
سوائے اسلام کے کسی مذہب کا نام اس کی الہامی کتاب نے نہیں لکھا ۱۶۹	حصولِ علم کیلئے طریقِ ادب ۲۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات ۱۸۲
خصوصی فضیلت ۲۲۸	ماہیتوں سے کلام کا طریق ۲۶۲	آریوں کے اسلامی پردہ پر اعتراضات کا جواب ۲۲۱
مہرِ حق محمد بنی کی مسلسل بخت کی خصوصیت ۲۲۸، ۱۱۵	طریقِ ادب کا ایک سبق ۳۲	لیکھرم کے واقعہ پر مخالفت کی آگ بھڑکانا ۱۳۰
دین اسلام کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے ۵۰۲	فرعون کے جادو گروں کا ادب ان کے کام آیا ۹۵	آسمان آسمان کے سات درجے ۱۷۲
صداقت کے دلائل ۳۲۵، ۲۷۶	اہلِ مکہ کی طرف سے حضرت سلیمان کا ادب ۲۸۶	استلاء
تعلیم	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا ادب ۲۹	ابتلا اور آزمائشوں کا آخری دور ہے ۳۲۹
اسلام کے تمام احکام فطرت کے مطابق ہیں ۳۵۶	ارتداد	
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب میں ابتداء کی ہر ۲۲۳، ۲۲۹	
	استغفار مغلق ابواب الشر ہے ۱۳۲	

ایک گروہ اللہ تعالیٰ کو صرف علت العلل سمجھتا ہے ۳۶۱	اتباع حق سے غمزدگیاں رکھنے والی سپر ۱۸۷	اسلام کا دوسرا رکن ۱۴۹
اللہ تعالیٰ کو جبریات کا بھی علم ہے ۵۴۳	ایک بھی مغزی ایسا نہیں جو تَقْوَلْ صَلٰی اللہ کر کے پچ گیا ہو ۱۸۵	توحید کی صفات ۳۱۵
لا شریک اور خالق ہونے کی دلیل ۳۳۶	افک واقعہ انک کی تفصیلات ۲۰۳-۲۰۴	اسلامی تعلیم میں ساری دنیا اور ہر قوم میں مندرجہ ذیل کا آقا تسلیم کیا گیا ہے ۳۳۸
جس ذات میں خلق کی طاقت نہیں وہ اپنی غیر مخلوق سے عبادت کروانے کا حق نہیں رکھتا ۳۳۱	الہامات کا موسم ۱۲۱	غیر مذاہب سے رولولری ۱۵۷
لوحہ اور روح کا خالق ہونے کی دلیل ۳۳۹، ۲۳۶	رؤیا والہام سے حشر پانے کا طریق ۵۳۹	اسلام میں فطرت کے لئے جنگ کی ہدایت دی گئی ہے ۱۵۳
اللہ کے تمام کام تدبیر سے ہوتے ہیں ۵۳۷، ۵۳۵	الہامی عبادت کو سمجھنے کیلئے ایک فہم سلیم دیا جاتا ہے ۲۰۹	دوسرے مذاہب کے معابد کی مخالفت ۱۵۷، ۱۵۶
صفت ربوبیت ۲۸۳	الہام بلند عوار سے بھی ہوتا ہے ۲۵۹	بزرگ شمشیر پھیلنے کا رد ۱۵۵
حقیقی فنی اللہ کی ذات ہے ۵۸۵، ۱۹۳	نبی کے معنی والہام میں شیطان کا انداز نہیں کر سکتا ۱۶۱	اسلام میں دنیا کو بالکل ترک کرنا منع ہے ۳۳۳
اللہ تعالیٰ کو لطیف و خبیریتیں کرنے سے انسان بدی سے نکل جاتا ہے ۳۶۷	بنی اسرائیل کا عقیدہ تھا کہ نبوت اور الہام صرف ان تک محدود ہے ۳۰۱	اللہ نے اسلامی عبادات کو سلا و ربط سے اور مساجد کو قصہ و سرود سے پاک رکھا ہے ۳۳۹
ستاری ۳۹۹	اللہ تعالیٰ خدا کی ذات، صفات اور اسماء کے متعلق ہمیں اتنا ہی علم ہو سکتا ہے جتنا وہ خود انبیاء و اولیاء کی معرفت بتائے ۳۳۳	تقدیر کے مسئلے پر یقین دلاتا ہے ۲۳۹
ماہر و زوی ۳۹۶	اللہ تعالیٰ کی شناخت میں نوحے کام یابی ۱۷۲	اسلام میں نجات خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے ۵۶۱
نکتہ نواز اور نکتہ گیر ۱۹۱	عربی کے سوا کسی زبان میں خدا تعالیٰ کیلئے اللہ کی طرح کوئی نام مخصوص نہیں ۱۰۶	اسلام میں بے پاک بنانا جائز نہیں ہے ۳۱۴
قدت نخلی ۳۰۸	زمانہ جاہلیت کے اشعار میں بھی اللہ کا لفظ کسی اور پر نہیں بولا گیا ۲۹۷	حنفی مذہب کا ایک نکتہ ۵۴۱
غزوہ احزاب کے موقع پر خدائی نصرت کا نظارہ ۴۰۲	ہستی باری تعالیٰ کے متعلق جملہ انبیاء کی شہادت ۲۵۸	فنی الفت
تقرب الی اللہ	ہستی باری تعالیٰ کے دلائل ۳۵۱، ۳۴۶	اسلام پر اقرار اذات کا ارہ ۵۴۸
اللہ کو مقدم کرنے کی تہنیں ۳۳۲	معبود ہونے کا ثبوت ۱۰۱	اسلام پر عیسائیوں، برہمنوں اور آریوں کی طرف سے ظلم ۲۷۳
تقرب الی اللہ کے سلاطین ۲۳۷	تمام بخشوں کا خلاصہ بھی ملے گا کہ اللہ ایک ہے ۲۶۸	اسلامی پردہ پر آریوں کے اعتراض کا جواب ۳۲۱
اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کی شرط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے ۲۰۲	اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ۲۱۷	اسلام سے مار کر بُت پرست اقوام کی صلح جوئی ۱۵۳
اللہ کے ذکر سے طائفہ سے تعلقات بڑھتے ہیں ۲۱۶	اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے ۳۷۱	اطاعت
اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا آخری مرحلہ ۷۸	اللہ تعالیٰ کا بتہ بنانے کی اعتقادی اور عملی صورتیں ۷۷	انسانی فطرت میں ہے کہ وہ احسان کرے اور ان کی فرمانبرداری کرتا ہے ۳۶۹
اگر والدین خدا کے مقابلہ میں آئیں تو خدا کو مقدم کرو ۳۳۲	صفات باری تعالیٰ ۷۷	مولیٰ کریم کی صفات راہیں اسکے فضل اور مہربانی کی اطاعت کے بغیر نہیں ہوتیں ۵۳۱
امامت امامت کی ضروری صفات ۲۰۸	قرآن میں اللہ کی صفات کا لفظ کہیں نہیں آیا اسماء آیا ہے ۸۳	اطاعت رسول جاذب رحم ہے ۳۳۱
امامت کی تین شرائط ۳۸۵		نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت واقع میں تکلیف کی وجہ سے ۱۶۳
امام بننے کے تین طریقے ۳۸۶		ناں باب کی فرمانبرداری کی تاکید ۳۳۱
امانت		حاکم وقت کی اطاعت ۱۴۷
امانت اپنے ماتحت اور رعایا کو بھی کہتی ہیں ۷۷		
امتحان امتحان کے معنی محنت کا لینا ۳۳۷		

امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ کیا میری امت پانچ سو برس بھی نہ رہے گی؟

۱۷۴

امت محمدیہ میں ہمیشہ ایک گروہ سچی تعلیم  
کا منبع رہے گا

۲۲۸

اس میں ایسے بھی لوگ ہوں گے جو خدا سے  
الہام پاکر ہادی و امام بنیں گے

۳۸۵

اجہات المومنین رضی اللہ عنہم نیز دیکھئے اہل بیت  
الطہات

۴۰۴

ابن کمال دغوی مال و دولت کی خواہش کو غصے  
پاک کر دیا گیا

۴۰۳

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے  
کے خصوصی احکام

۴۰۵

مدینہ آنے پر کھانے پینے اور عائشہ کی تکلیف  
۴۰۵

بی بی ہاریرہ پہلے عیسائی تھیں اور صفیہ بیوی  
اس قسم کے عقیدوں سے نبی کریم کی صحبت  
میں پاک ہوئیں

۴۰۹

انجیل نیز دیکھئے عنوان عیسائیت  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک

۱۵

بشارت  
ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے متعلق مسیح  
علیہ السلام کی تشیل

۱۳

موجودہ انجیل نے بھی عیسائی عقائد کو رد  
کیا ہے

۲۳۱

انسان سراپا احتیاج ۳۳۷، ۵۸۵  
انشراح صدر

۳۷۴

حاصل کرنے کا طریق صرف دعا ہے  
انگریز

۵۰

علوم الہیات میں کمزوریں  
اہل بیت

۵۱

قرآن کریم میں تین دفعہ آیا ہے اور تینوں  
جگہ اس سے مراد یوں ہیں

۴۰۹

لیکان  
ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ  
جميع صفات کاملہ سے موصوف اور تمام

۵۴۵

بدیوں سے منزہ ہے  
صاحب ایمان بننے کے بعد جرأت آتی ہے

۹۷

سچے ایمان اور نیک عمل ایک دوسرے سے

۵۲۲

لازم و ملزم ہیں  
ایمان کا پہل نیک اعمال ہیں

۵۶۲

ایمان کیلئے اسکا ضروری ہے  
مومن وہ ہے جو خوشحالی اور تنگ حالی میں

۱۴۲

خدا کی تعظیم پر راضی ہے  
سلوک کی راہ میں مومن کے تین درجے

۲۵۲

ایمان اور فضل  
ایمان۔ فضل اور نجات کی تشیل

۵۶۳

ایمان کے تریا پر جانے کی حقیقت  
مومن اور کافر کا فرق

۹۷

ایمان کو بشروط کرنے والے محروم  
جاتے ہیں

۵۳۸

ب

بائیل نیز دیکھئے تورات  
بائیل میں بہشت کا ذکر

۱۴

بیٹے کا لفظ وسیع معنی میں متصل ہے  
بائیکاٹ

۴۷

بائیکاٹ کی تردید  
بہشت پرستی

۳۴۲

بہشت پرستی کی جڑ  
بہشت پرستوں کا معاملہ خصوصیت سے

۳۳۳

موجب تعجب ہے  
بدظنی

۵۲۸

بدظنی کے مایاب  
بدظنی کرنے کا انجام

۱۸۱

سوہ ظن کرنے والا ہرگز نہیں مرے جیونیک  
خود اس بدی میں گرفتار نہ ہو

۱۸۰

سوہ ظن کر نیوالے کا اثر اسکی اولاد پر بھی  
ہوتا ہے

۱۸۱

فرعون کی بدظنی نے اسے ہلاک کیا  
بدی ہر بدی کی ابتدا و منیر ہے اور اہتمام کبیرہ

۹۳

بدیوں کو دور کرنے کی تدابیر  
اسلامی تعلیم کی رو سے سب سے بڑے

۱۹۵

بدکار  
بہرہ و سجاج

۵۰۲

بہرہ و سجاج  
بہشت پرستی کے عقائد سے باننا

۳۸۸

خدا تعالیٰ میں ارسال رسل کی صفت نہیں ہوتی  
۵۵۰

۱۵۳

منکر یا نہایت ہیں

۴۳۶

حکم و استہدال کو سمجھنا سہجے ہیں

۴۵۹

اسلام پر ظلم  
لوگ ہر جہو کے اعتراض کا جواب

۲۷۶

نیکو علم کے واقعہ پر فتنہ کی آگ بھڑکانا  
بہشت نیز دیکھئے جنت

۱۳۰

بائیل میں بہشت کا ذکر  
پ

۱۴

پردہ بہت سی لباس پہننے والیاں ہیں پر خدا  
کے نزدیک سنگیال ہیں

۲۳۲

بہت سی عورتوں سے بھی پردہ لازم ہے  
پردہ اور برقع

۲۱۵، ۲۱۴

پیشگوئی  
پیشگوئی کی حیرات

۲۱۳

پیشگوئی کے پورا ہونے کی صورت کا علم  
انبیاء قیاس سے پیشگوئیاں نہیں کرتے

۱۴۳

بلکہ اعلام الہی سے کرتے ہیں  
پیشگوئی کے پورا ہونے کی صورت کا علم

۱۲۵

اللہ کو ہی ہے  
قرآن مجید کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے ہوئے

۵۶۹

دیکھنے کی جلدی نہیں کرنی چاہیے  
بادلوں کے اندر لہو نشان ظاہر ہونے کی پیشگوئی

۱۰۷

پیشگوئیوں کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم پر بعض اعتراضات

۲۲۸

بائیل کی پیشگوئیاں  
حضرت موسیٰ نے تین دفعہ آنحضرت صلی اللہ

۲۲۲

علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی کی ہے  
حضرت موسیٰ کی طرف سے اپنے نسل کی پیشگوئی

۳۱۸

حضرت موسیٰ کی پیشگوئی خداوند سینا سے  
آیا "کاہن اہنا"

۲۳۰

موسیٰ کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کی ہجرت کی پیشگوئی

۵۹۲

موسیٰ کی قوم کی طرح مسلمانوں کی بادشاہت  
کی پیشگوئی

۹۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت جگہ  
۲۳۳

۲۳۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت جگہ

۲۳۳



اور قریش کی ہلاکت کے متعلق یسعیاہ نبی کی پیشگوئی ۴۳۵	غزوہ احزاب میں مکی سورت ص کی پیشگوئی ۳۹۵	ت
اہل مکہ پر ایک سال بعد عذاب آنے کے متعلق یسعیاہ کی پیشگوئی ۱۱۳، ۶۱	کا پورا ہونا ۳۹۵	تابلوت ۵۸۹
یسعیاہ کی پیشگوئی تھی کہ مکہ پر عذاب آنحضرت کے وہاں سے جانے کے بعد آئے گا ۳۴۲	جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَفْذُوقٌ لِّلْغَلَبِ میں ایک پیشگوئی (جو جنگ احزاب میں پوری ہوئی) ۲۸۱	تدویر ۲۳۷
یسعیاہ نبی کی پیشگوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے ایک سال بعد قریش کے بہادر رماہے جائیں گے ۳۰۰	فتح مکہ کے متعلق پیشگوئی ۹۴	تسخیر ۱۶۴
حضرت ایوب کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت کی پیشگوئی ۴۹۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس لائے جانے کی بشارت ۳۲۷	تصوف ۲۱۸
یسعیاہ کی پیشگوئی کہ عرب قوم بت پرستی کو چھوڑ دیگی ۴۴۰	ایک پیشگوئی کے مکہ میں پورا ہونے کی طرف اشارہ ۳۸۲	صوفی کی تعریف ۲۱۹
انبیل میں مذکور نبی آخر الزماں کے متعلق حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی ۵۹۲	مکہ میں دوبارہ بت پرستی نہ ہونے کی پیشگوئی ۴۴۲	صوفی کی تعریف ۲۱۹
قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیں	حدیث کیا میری امت پانچ سو برس بھی نہ رہے گی میں ایک پیشگوئی ہے ۱۷۷	سلوک کی راہ کے تین درجے ۴۵۲
حکمرانوں کی تباہی کی پیشگوئی ۱۰۶	مسلمانوں کے رزق میں کشائش کے متعلق پیشگوئی ۴۳۷	صوفیاء کا طامتی فرقہ ۳۶۸
قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کی تباہی کی پیشگوئی ۳۰۳	مسلمانوں کی فتوحات کے ذریعہ پیشگوئیوں کا پورا ہونا ۲۴۲	ہر شام اپنا محاسبہ کرنے کی نصیحت ۳۳۵
توحید کے قیام اور دشمنوں کی تباہی کی پیشگوئی ۱۶۰	صحابہ کے حق میں پیشگوئی کا پورا ہونا ۲۴۳	حضرت یونس کے متعلق ایک نکتہ ۴۷۷
بتوں کے بے مددگار ثابت ہونے کی پیشگوئی ۱۲۵	ارض شام کی فتح کی پیشگوئی ۴۰۳	حضرت موسیٰ کے بارہ میں صوفیاء کا ایک نکتہ ۴۱۵
کفار کی لاشیں پرندے نہیں گے ۲۲۰	مسلمانوں کے ارض مقدس کا ملک ہونے کی پیشگوئی ۷۴	دعا کے متعلق صوفیاء کا ایک نکتہ ۱۷۰
کسی جنگ میں ہارل برسنے اور فرشتوں کے اترنے کی پیشگوئی ۲۳۵	ایران کی فتح کی پیشگوئی ۲۵۲	صوفیاء کے نزدیک فرشتوں کے پرول سے مراد ۴۴۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے نکلنے کے بعد اہل مکہ پر عذاب آنے کی پیشگوئی ۱۹۴، ۳۰۰	فتح مکہ و فتح عراق کی پیشگوئی ۱۳۵	تعلین سے مراد بوری بچے ۸۶
اہل مکہ یَجْمَعُ بَيْنَنَا کی پیشگوئی کو سمجھ گئے تھے ۴۳۴	حضرت ام ایمن کے متعلق بشارت کہ وہ مسلمان فاطمہ کے ساتھ سمندری سفر کریں گی ۲۷۲	صوفیاء کے نکات ۹۵، ۲۶
آنحضرت کا اہل مکہ کو فرمانا کہ یہ واقعہ (جنگ بدر) میرے ہجرت کے واقعہ کا ردیف ہوگا ۴۳۴	فاتح ہونے کی پیشگوئی ۳۷۵	ایک صوفیہ نکتہ ۲۶۴
جنگ بدر کی پیشگوئی ۴۳۳	قرآن کریم کی حفاظت کی پیشگوئی ۵۴۲	صوفیاء کا ایک ذوقی لطیفہ ۶۵
احزاب کے شکست یا ہونے کی پیشگوئی ۴۲۷	حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی خلافت کی پیشگوئی ۲۲۳	تعبیر نیردیکھے رویاء / خواب ۲۷۲
	مشرک اور ابن اللہ کہنے والوں کے مقبرہ ہونے کی پیشگوئی ۲۳۶	بیٹے کو ذبح کرنے کی تعبیر ۲۷۲
	یسوع پرستوں کے جزائر پر نازل آسنے کی پیشگوئی ۷۹	تفاوت مسئلہ کا حل ۴۵۹
	ایک خاص قوم کے ایک ہزار سال تک رہنے کے متعلق پیشگوئی ۱۰۵	تفسیر کتاب ابنی کے مفسر کیلئے لازمی تعلیم ۲۶
		غلط طریقہ تفسیر ۷۵
		تقدیر
		اسلام تقدیر کے مسئلے پر یقین دلاتا ہے ۲۳۹
		مسئلہ تقدیر بڑی ہمت بڑھانے والا اور اعلیٰ مراتب پر پہنچانے والا ہے ۲۴۰
		اس سوال کا جواب کہ جب اللہ نے انسان کے نیک و بد اعمال لکھ چھوڑے ہیں تو پھر انسان مجبور ہے ۲۴۰
		قرآن کریم کی نود سے تقدیر کی حقیقت ۲۳۸
		تقدیر کی حقیقت اور حقانیت ۲۳۷
		تقرب الی اللہ
		سچے علوم پر کامل یقین اور انکے مطابق عمل تقرب الی اللہ کے سامان ہیں ۲۳۷

تقویٰ تقویٰ اختیار کرو تاہم علم کے درجہ سے  
تم پر کمیں ۵۳۱  
سچا تقویٰ حاصل کرنے کیلئے دعا ہی ایک  
عمدہ راہ ہے ۵۳۱  
سچا تقویٰ انسان حاصل نہیں کر سکتا جب تک  
نکاح سے لباس حاصل نہ کرے ۲۰۶  
تقویٰ کی حقیقت ۱۷۸  
تقویٰ کی اہمیت ۱۵۰  
تقویٰ کے ایک معنی ۵۰۰  
تقویٰ کی حد بندی ۱۳۸  
مشتقی کے خصائص ۱۷۸  
مشتقی کی صفات ۵۱۰  
مشتقی کیلئے اللہ مشتقی ہوتا ہے اور اسی سے  
ولایت ملتی ہے ۵۷۲  
کلام اللہ کیلئے معلم کا کام دیتا ہے ۳۲۷  
تکبر علم کا تکبر ترقی کی راہ میں روک بنتا ہے ۵۲۰  
تکبر تکبر کفر اور بد اعمالی کے سبب دلوں پر  
مہر لگتی ہے ۵۲۰  
یہود کیلئے انکا علم پر تکبر انہیں اسلام پر  
ایمان لانے سے روک بنا ۵۳۱  
انبیاء کی تکذیب کی بنیادی وجہ ۵۱۸  
دو ہمتی پر ناز و تکبر کرنا الے راستہ نازل  
کا ساتھ نہیں دیتے ۳۲۳  
مشکلات اپنی کبر لائی کی حد کو نہیں پہنچتا اور کسی  
کامیاب نہیں ہوتا ۵۲۶  
مسلمانوں کے نڈال کا ایک سبب ۲۰۷  
تکلف  
انبیاء کے قول و فعل میں تکلف اور بناوٹ  
نہیں ہوتی ۲۹۳  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود  
علیہ السلام میں تکلف و بناوٹ نام کو نہ تھی  
۲۹۵  
تمثیل تمثیل سے بات خوب واضح ہوتی ہے  
ثنوی مولانا روم اسکی بہترین مثال ہے  
۲۶۰  
حضرت مسیح کے کلام میں آنحضرت کی بعثت  
کے مشتقی ایک تمثیل ۵۹۲  
تناخ تناخ کا رد ۳۲۳، ۲۵۲

تناخ کے رد میں ایک دلیل ۳۲۷  
توحید قانع الہا پر خیر ہے ۳۳۲  
اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو توحید سکھانے  
کے طریق ۳۵۵  
تمام انبیاء میں توحید پر اجماع ہے ۲۵۸  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد اور  
قرآن کریم کی تسلیم کا خاص منشاء توحید کا  
قیام ہے ۱۸۳  
اگر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ  
رَسُولُ اللَّهِ کے الفاظ نہ ہوتے تو توحید  
کامل نہ ہوتی ۳۶۶  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب  
کے بعض متحد لوگ ۲۳۶  
بیت پرست اقوام کے عقائد میں رد و ناکار ہونے  
والی تبدیلی ۱۵۳  
توقنی حقیقت ۵۰۳  
توکل توکل کی حقیقت ۲۷۰  
تہمت (اتہام)  
اتہام کے نتائج ۲۰۹  
ج  
جبر و قدر نیز دیکھئے عنوان تقدیر ۲۳۰  
جماعت احمدیہ  
خدا پرست اور پابند کتاب و سنت جماعت  
۲۳۹  
یہ خدا ہی کا فضل ہے کہ تم ایک وحدت  
کے نیچے آ گئے ہو ۲۵۵  
کس چیز نے تمہیں اس سردی میں پہاڑ جمع  
کر دیا اسی دست قدرت نے جو متقیوں  
کو اعزاز دینے والا تھا ہے ۲۷۳  
بہاری خوش قسمتی ۵۷۷  
تم میں سے ہر فرد بشر اسکی قدرت منائی  
کا ایک نمونہ ہے ۱۵۱  
ہر فرد مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا  
نشان ہے ۱۶۱  
بہاری جماعت کے لوگوں کی غلطی ۵۷۸  
اس وقت ایک بارش ہوئی ہے طباث  
حسب فطرت پھل لائیں گی  
حدیث غلامہ روید و در شہرہ یوم خمس ۱۲۳  
درس قرآن سننے والوں کیلئے مخصوص ہے ۵

### جماعت کیلئے خصوصی نصائح

”ہمارے لئے مین چیزیں ہیں۔ قرآن۔ سنت  
اور حدیث“ (مسیح موعود) ۲۲۵  
اگر بہارِ اچال چلیں براہے تو ہم اول تو خدا کا  
گناہ کرتے ہیں۔ دوسرا اپنے امام پر الزام  
لگاتے ہیں کہ اسکے ہم نشینوں کے اعمال  
کیسے ہیں تو خود اسکے کیسے ہوں گے ۲۰۷  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں  
عصر کے بعد جماعت کو نصائح ۲۷۳  
امام کے ہاتھ پر وعدہ ”دین کو دنیا پر  
مقدم کروں گا“ ۵۱۸  
اپنے اس مولیٰ کو پیش نظر رکھو جو تم نے  
خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح و مہدی کے ہاتھ پر  
کیا ہے ۵۸۹  
اپنے ٹیٹن قرآن مجید کے سچے متبع بنو ۲  
سنتہ لد کے مضامین پر عمل کرنے کی طرف  
خاص توجہ کی ضرورت ۱۹۸  
صرف محبت کام نہیں آتی بلکہ ہم میں ہو کر  
جہاد کریں اور اس گوشش کے مطابق اپنا  
عمل درآمد بھی رکھیں (مسیح موعود) ۳۳۶  
بہاری اور ہماری امام کی کامیابی ایک تبدیلی  
چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل  
بنو ۳۲۹  
میرادل چاہتا ہے کہ تمہارے معاملات دینی  
بالکل صاف ہوں اور تم خدا کے حکم کی تعمیل  
میں چھوٹا معاملہ بھی ہو تو اسے لکھو ۲  
تم بھی رشتہ داروں سے خاص پیار اور  
محبت کرو کہ خدا ذات سے بچائے ۲۰۷  
جماعت کو ایک نصیحت ۱۷۲  
نیک گمانی سے کام لینے کی نصیحت ۲۰۶  
کاٹنگھ کا زلزلہ احمدیوں کو بھی اپنی حالت کی  
اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہے ۲۳۶  
تفرقہ بازیوں سے بچنے کی نصیحت ۶۶  
انگریزی پڑھنے والوں کی علوت چھوٹ دو  
کہ دو بچے سوئے آٹھ بچے اٹھے ۲۵۱  
جماعت کو نصیحت کہ وہ تقاسیر میں  
بیان شدہ قصوں میں مت پڑیں ۱۷۱  
جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ  
پکڑ لیتا ہے اس میں کسی فرعون کی خصوصیت  
نہیں بلکہ اگر کوئی مرزائی بھی ایسا ہوگا تو

۲۸۸	إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ	وہ بھی پڑا جائے گا	۹۹
۲۱۶	عَيْنِدْكُمْ لَخَوَانِكُمْ	مرکز میں رہنے والوں کیلئے نعلین	۲
۳۵	عِشْ قَرْنًا	مرکز کی خواتین کو دینداری کا نمونہ بننے کی تلقین	۲۵۹
۳۷	فَإِنَّهُ بَيْنَ قَدْرِ الشَّيْطَانِ	حضرت اماں جان کیلئے دوسری عورتوں کے لئے نمونہ بننے کی تلقین	۲۰۵
۳۷	الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ بِلَا هُمْ فِي النَّارِ	مرکز میں آکر تسلی سے امام کی صحبت سے	۲۹۹
۳۰۶	لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَّاهُ	غلط فہمی اٹھانا چاہیے	۶۷
۳۲۳	لَا تَزْجَعُوا بَعْدِي كُفَّارَ الضَّرْبِ	جنت کی حقیقت	۲۸۵
۳۰۶	بَعْضُكُمْ أَعْنَاقُ بَعْضٍ	جنت سے مراد	۳۳۹
۲۱۶	مَنْ أَدْبَاهَا وَلَحَسَنَ تَأْدِيئَهَا	نصیب میں کمی ہوگی	۵۷۹
۲۱۶	مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيَعْبَرْهُ	جنت	
۱۰۵	بَيِّنَةٌ.....	مومن بعد الموت سعادت میں داخل ہو گئے	۳۶۰
۱۰۵	مَنْ مَلَ صَلَواتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبَلَتَنَا	جنت کا پاکیزہ ماحول	۲۱۱
۱۵۸	وَأَكَلَ ذِيحَتْنَا ذَلِكَ الْمُسْلِمُ	جس جنت میں آدم رہے وہ زمین پر تھلے	۲۳۹
۱۵۸	الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ	آدم کی جنت سے مراد آرمینیا	۱۰۹
۱۵۸	مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَ	جنت عدن کے متعلق بائبل کا بیان	۳۹۲
۱۵۸	مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ	صحابہ کو دنیا میں ہی جنت کا نمونہ دکھایا گیا	۲۵۲
۲۷۱	أَنْضَرْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالنَّاسِ أَوْ كَالْ	جنت سے مراد فرض مقدس	۷۲
۲۷۱	أَرْزُؤُوهَا كَمَا تَكُونُ شَكْلُهَا	صحیح مسلم میں عراق کو جنت صلا کہا گیا ہے	۳۵
۲۷۱	أَكْرَهِي كَوْنِي نَبِيٍّ أَوْ كَوْنِي نَبِيٍّ	جنت شام نبی آخر الزمان کے قبضہ میں آنے کی پیشگوئی تھی	۲۴۲
۲۷۱	وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ كَمَا جَاءَ	جنت کی بشارت سے مراد فتح عراق	۴۵
۲۷۱	أَكْرَهِي كَوْنِي نَبِيٍّ أَوْ كَوْنِي نَبِيٍّ	جہاد جہاد کی اہانت کا پس منظر	۱۵۵
۲۷۱	أَكْرَهِي كَوْنِي نَبِيٍّ أَوْ كَوْنِي نَبِيٍّ	جہاد کا منشا یہ ہے کہ جنگیں موقوف ہوں	۵۸۰
۲۷۱	أَكْرَهِي كَوْنِي نَبِيٍّ أَوْ كَوْنِي نَبِيٍّ	خانیہ میں کے جنگی قیدیوں سے سلوک	۵۸۱
۲۷۱	أَكْرَهِي كَوْنِي نَبِيٍّ أَوْ كَوْنِي نَبِيٍّ	مامور زمانہ سے صرف محبت کافی نہیں	۳۳۶
۲۷۱	أَكْرَهِي كَوْنِي نَبِيٍّ أَوْ كَوْنِي نَبِيٍّ	جہنم جہنم کی حقیقت	۵۱۰
۲۷۱	أَكْرَهِي كَوْنِي نَبِيٍّ أَوْ كَوْنِي نَبِيٍّ	جہنم میں	۳۷۰
۲۷۱	أَكْرَهِي كَوْنِي نَبِيٍّ أَوْ كَوْنِي نَبِيٍّ	ح	
۲۷۱	أَكْرَهِي كَوْنِي نَبِيٍّ أَوْ كَوْنِي نَبِيٍّ	حج کے منافع	۱۳۶
۲۷۱	أَكْرَهِي كَوْنِي نَبِيٍّ أَوْ كَوْنِي نَبِيٍّ	حجرا سود	
۲۷۱	أَكْرَهِي كَوْنِي نَبِيٍّ أَوْ كَوْنِي نَبِيٍّ	مہربان سے بین الرحمن کہتے تھے	۱۹

## حروف مقطعات

حروف مقطعات کو سمجھنے کا گر ۲۷۵  
دوسرے علوم میں مقطعات کا استعمال ۲۷۶

حدیث  
حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام کی نظر میں  
حدیث کا مقام ۲۲۵  
جو حدیث قرآن کے مساوی ہو وہ  
قابل اعتبار نہیں ۲۲۵  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی  
حدیث غلط طور پر منسوب کرنا سب سے  
بڑا گناہ ہے ۵۰۲  
اس جلد میں مذکور احادیث  
اَتَدْرِكُوا الشَّذَّ  
(الحسنه) اَفْضَلُهَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
وَأَذْنَاهَا إِمَامَةُ الْأَذْيَ حَبِطَ الْبَرِّ  
۳۴  
الْإِحْسَانُ - أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ  
وَأَنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ  
۳۵۹  
إِذَا حَدَّثْتَ كَذِبًا وَإِذَا وَعَدْتَ أَخْلَفْتَ  
وَإِذَا أَوْثَمْتَ خَانَ وَإِذَا خَصَصْتَ فَجَدَّ  
۳۸۸  
اسْتَفْتِ عَلَى مَا اسْتَفْتِ  
أَمْرًا رَسُولُ اللَّهِ أَنْ نُنْزِلَ النَّاسَ  
مَنَازِلَهُمْ  
۲۹۰ ۹۱  
إِهْدِنِي بِنَايُفِكَ فَيَوْمَ الْحَقِّ  
يَا ذِيكَ تَعْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى حَبْلٍ  
مُسْتَقِيمٍ  
۵۰۶  
إِنَّا كُنَّا وَالْقَلْبُ وَإِنَّ الْقَلْبُ الْكَذِبُ  
الْحَدِيثُ  
۱۸۰  
إِنَّ لَكَ بَيْنَنَا الْجَنَّةَ وَاللَّكَ لَذُو  
قَدْرَتِهَا  
۳۵  
بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ  
التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ  
لَهُ  
۲۰۱  
جَبَلَتِ الْقُلُوبُ عَلَى حُبِّ مَنْ لَقِيَ  
إِلَيْهَا  
۵۰۶  
حُسْبَانُ كَحُسْبَانِ الرَّحَى فَلَمَّحَتْهُ  
كَفَنَكَةِ الْبَغْزَلَةِ  
۱۲۳  
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَخْبَانِي بَعْدَ مَا  
أَمَاتَنِي  
۳۲۳  
الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاحِيهَا الْخَيْرُ



۳۵۹	مٹتے ہیں	۳۶۶	ریاء ریاء بھی شرک ہے	۱۹۶	فائز المرہم بننے کے واسطے دعا
۳۷۶	سورۃ السجدہ کے مضامین	۱۷۳	زکوٰۃ زکوٰۃ کی حقیقت	۲۶۹	برخیز میں پڑھی جانے والی دعا
۳۲۷	سورۃ احزاب کے مضامین		عورتوں کیلئے لازم ہے کدہ اپنے دل میں	۲۸۳	ترقی علم کیلئے دعا
۳۵۶	سورۃ یس کا خلاصہ	۲۰۹	سے خود زکوٰۃ دیں		نیند سے اٹھنے اور کھٹ بدلتے کی دعا
۸۹	شرح صدر حقیقت		س - ش	۲۲۳	
۳۶۲	شرک شرک کی حقیقت اور تردید		سائنس سائنس سے قرآن کو کوئی خطرہ نہیں		امام ابن حزم نماز میں اللہ تعالیٰ
۳۲۳	شرک کی اقسام	۵۲۲			اعوذ بک من العجز والکسل
۶	شرک فی اللذات اور شرک فی الصفات	۵۳۶	علم طبقات الارض	۲۷۱	پڑھنا فرض سمجھتے تھے
	آریہ، عیسائی اور مسلمانوں کا شرک		پتھروں اور دھتوں کے جوڑے ہوتے ہیں	۲۷۶	وضو کے بعد کی دعا اور اسکا فلسفہ
۳۶۵		۲۶۲			دولت
۳۶۳	شرک ظلم عظیم ہے	۵۲۹	مناطیس کے فوائد		شک کی زندگی دولت پر موقوف نہیں
۳۶۶	ریاء بھی شرک ہے	۱۰۱	سکھ سکھوں کے عہد کا اثر		دہریت
۵۲۱	غیر اللہ کو سجدہ کرنا یا لاشرک ہے		لیکھرام کے واقعہ پر مخالفت کی آگ بھڑکانا	۲۳۶	فرقان کی دلیل دہریوں پر بھی قہر ہے
۵۶۱	بغیر توبہ کے شرک معاف نہ ہوگا	۱۳۰		۲۳۷	ایک دہریہ سے گفتگو
	دینہ میں مشرکوں کے دو گنہہ اسہم کے		ہندوستان میں کدو فر سے آئے اد پھر	۱۷۳	دین دین کی تکمیل کے چھ مدارج
۱۶۱	دشمن تھے	۱۲۰	کچھ بھی نہ رہے		دین کے بہار
۳۶۶	مشرکین کی حیلہ سازیاں		سورۃ طہ دیکھئے بدظنی	۵۷۶	راستباز شناخت کا طریق
	شریعت			۱۸۶	راستباز کی پہچان
	جہاں پولیس ناکام ہوئی ہے وہاں شریعت				راستباز کی پیاس سچائی سے کبھی نہیں بجھتی
۲۱۳	گناہوں سے روکتی ہے			۵۳۰	
	شریعت کے ہر حکم میں سہولت رکھی گئی ہے	۱۱۶	سورۃ الانبیاء کے مضامین		راستبازوں کا نام زندہ رہتا ہے اور مخالف
۱۶۸		۱۷۰	سورۃ الحج کے مضامین کا خلاصہ	۳۲۵	تا بود ہو جاتے ہیں
	شعائر اللہ		سورۃ الحج میں منکر، دینہ اور عراق کی فتح کی		راستبازوں کی عداوت کبھی نیک نتیجہ نہیں
۱۳۸	جس سے اللہ کا شعور پیدا ہو	۱۳۵	طرف اشارہ ہے		لائی یہاں تک کہ انکی اولاد میں بھی نیک نتیجہ
۵۶۰	شفاعت کی حقیقت		سورۃ الحج میں تمام اقوام کو زلزلہ اسلاطہ		نہیں نکلتا
۵۶۷	ایک قسم کی دعا ہے	۱۴۰، ۱۳۸	کا انداز	۲۶۳	
	فحش کی ضرورت، شرائط اور وجہ خصوصیت	۱۶۲	سورۃ الحج کا منشاء	۲۳۱	رحم جاذب رحم امور
۵۶۵			سورۃ المؤمنون کے مضامین کا خلاصہ		رزق رزق حلال عمل صابر کی کھید ہے
	شفاعت صغریٰ و کبریٰ کی تعریف اور		سورۃ المؤمنون میں عام مومنوں کو بشارت	۱۸۸	رعب رعب بھی ایک الہی فضل ہوتا ہے
۵۶۶	ثبوت	۲۳۵	دی گئی ہے	۱۰۲	روح قرآن کریم میں نص سے ملو
۵۰۵	شفاعت کی پانچ اقسام	۱۹۸	سورۃ نور کے مضامین		اگر روح کے معنی کلام الہی ہیں تو روح
	اسلام میں بے اذن شفاعت ثابت نہیں		سورۃ النور میں خلیفہ کی خصوصیات بیان		غیر مخلوق اور غیر مادی ہے۔ اور انسان کی
۵۶۳	(جو درحقیقت فضل ہے)	۲۳۵	ہوئی ہیں	۵۳۲	جسمانی روح مخلوق ہے
	شکر		سورۃ نور کے احکام پر عمل کرنے کی خاص		جسم کی طرح روح بھی تغیر پذیر ہے
	شکر کرنے سے نعت برصتی ہے ۲۸۳، ۲۶۲	۱۹۹	تاکید	۵۰۵، ۹۷	رویا
	شہادت		سورۃ الفرقان میں صحابہ کی تاریخ اور انکے		خواب بھی وحی الہی اور امر الہی ہوتی ہے
	اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق جملہ انبیاء کی	۲۳۵	سچے حالات صحت ہیں		آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رؤیا میں منکر
۲۵۸	شہادت		سورۃ الفرقان میں تمام مذاہب باطلہ کی		سے ایک زمین کی طرف ہجرت کرتے دیکھنا
	شہوت	۲۳۶	تعمید کی گئی ہے		اور سمجھنا کہ وہ یا مس یا مجرب ہے
۲۷۱	شہوت شہوت کے نقصانات		سورۃ الشعراء کے مضامین کا خلاصہ		ہجرت کے چھٹے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
			سورۃ لقمان کے مضامین سورۃ بقرہ سے	۵۸۶	کارویا میں عمر فرماتا



حروف مقطعات کے متعلق صحابہ کی تفسیر

۲۷۵

صحبت

۱۵۲

صحبت کا اثر

۳۲۰

صحبت کا خیالات پر اثر

۲۲۶

خلیفہ اللہ کی پاک صحبت کے اثرات

۱۰۸

قرآنی علوم تقویٰ اور امور میں اللہ کی پاک

۱۰۸

صحبت میں رہ کر حاصل ہوتے ہیں

۱۷۹

صادقوں کی صحبت اور محبت سے تقویٰ

۱۷۹

حاصل ہوتا ہے

۲۸۷

پاک دوست بھی دعائوں سے مستر آتے ہیں

۲۸۷

حضرت سلیمان کے بیٹے رجسہم کے مصاحب

۲۸۷

بڑے گینے تھے ان کے زیر اثر سلطنت کمزور

۲۸۷

ہو گئی

۲۸۷

جس مقام یا جس صحبت سے غفلت پیدا ہو

۱۷۳

اس کو فوراً چھوڑ دینا چاہیے

۲۸۷

صدق

۲۰۲

صدق کے انکار کی وجہ

۲۷۷

مومن کے صدق کی علامت

۲۷۷

صواب

۱۹۰

صواب کیا ہے

۱۹۰

ضلالت

۱۱۷

خدا کی طرف سے گمراہی یا فرد جرم انہی پر لگتا ہے

۲۲۵

جو ضلالت گمراہی خدا اختیار کریں

ط

۱۱۷

طاعون کا کثیر اولیٰ الارض ہے

۱۱۷

طوب

۱۱۷

بعض بیماریاں صرف ہاتھ دیکھنے سے معلوم

۲۴۵

ہو جاتی ہیں

۳۳۵

بوعلی سینا کی تشخیص کا ایک واقعہ

طواف

۱۲۶

حج کے موقع پر کعبہ کے گرد سات دفعہ طواف

۱۲۶

طوبی اہل

۲۶۶

حضرت رسول کریم نے طوبی اہل اور ہجوم و غنوم

۲۶۶

سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے

ظلم

۳۷۶

دوسب سے بڑے ظالم مغزری اور نبی کا

ص - ض

صباحی

صباحی عکد اور مسلمانوں پر انکا اثر

۳۲۳

صبر

۳۲۱

صبر کی حقیقت

۳۰۸

صبر لامنت کی شرط ہے

۲۱۹

صحابہ رضی اللہ عنہم

۲۱۹

صحابہ کے تین گروہ

۲۳۵

سورۃ الفرقان میں صحابہ کی تاریخ اور انکے

۲۳۵

سچے حالات بیان ہوئے ہیں

۹۶

خلافت

۲۳۳

انصار میں خلافت نہ ہونے کی پیش گوئی

۲۱۹

اصحاب النصف

۲۳۵

صحبت کے نتیجہ میں اعلیٰ درجہ کے راستباز

۲۵۹

بنے

۳۹۸

احزاب کے عہد اور ہونے پر صحابہ کے ایمان

۳۹۸

میں اضافہ

۵۱۵

کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا کہ کسی صحابی

۵۸۶

کدیری بکار بنی ہو یا ملائی میں کسی دشمن

۵۸۶

کے قبضہ میں گئی ہو

۱۵۷

کوئی صحابی عداوت کا صلہ نہیں دیتا

۳۲۶

بے مثل اطاعت

۵۱۵

جان ندری

۱۵۵

اسلام کی خاطر مظالم کا شکار بنے

۵۸۶

صلح حدیبیہ کی شرائط پر قتل

۵۸۶

خدا کے وعدوں پر ایمان لا کر انصاف

۵۸۶

خداوندی سے سرفراز ہوئے

۳۳۶

صحابہ کے حق میں ایک پیش گوئی کا پورا ہونا

۸۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات بتا کر

۸۲

صحابہ کو تسلی دیا جانا

۳۵۲

صحابہ کو دنیا میں جنت کا نمونہ دکھایا گیا

۲۱۵

بنو قریظہ اور بنو نضیر کی جائیدادوں کے ورث

۲۰۳

بنامہ گئے

۲۰۱

آنحضرت کے پرشیدہ سے پرشیدہ حالات

۲۰۱

کو بھی دریافت کیا تاکہ اسے استواء بنا سکیں

۲۰۱

دولت الارض کے بارہ میں صحابہ کا قول

۲۰۱

حروف مقطعات کے معانی کے بارہ میں

۳۷۶

صحابہ کا اجماع

شیطان

نبی کے الہامات میں شیطان و اندازی

۱۶۱

نہیں کر سکتا

۳۳۲

جنت اللہ میں شیاطین کو داخل نہیں

۳۷۳

شیطان کا ایک نام غرور ہے

شیعہ

۲۲۵

روافض

۱۱۵

اعلمنا اهل الارض کی موجودگی کے قائل

۱۱۵

ہیں

۱۱۰

ان کے نزدیک امام صفیر، کبیر، عہد اور

۱۱۰

سہو سے معصوم ہوتا ہے

۲۸۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ

۲۸۶

صحابہ کو ظالم و غاصب قرار دینے کی

۲۸۶

بے ادبی

۲۳۹

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق

۲۳۹

کی گواہی

۱۱۰

تقیہ

۲۳۲

تقیہ کرنا اے مخالفین خلفاء

۵۸۹

صحابہ کو منافق قرار دینے کا رد

۵۸۹

شید کے عقائد کے خلاف ایک قوی دلیل

۲۲۰

النموذی فی القرآن کے معنی امام حسین

۵۲۵

اور فاطمہ سے محبت کرنے کے کرتے ہیں جو

۵۲۵

درست نہیں

۲۰۹

شیعوں پر حجت کہ قرآن کریم میں تین دفعہ

۲۰۹

اہل بیت آیا ہے اور تینوں دفعہ اس سے

۲۱۱

مراد بیویاں ہیں

۱۱۳

شیعوں کی کتاب تشیید المطامن کے جواب

۲۱۱

میں ایک نیت

۲۱۵

مولا علی کہنے کا مفہوم

۲۰۹

متعہ کا استیصال

۲۰۹

فسق و فجور بڑھنے کا باعث

۲۸۹

مسلمانوں میں سے شیعہ مومنین اور عقیقہ

۲۸۹

تقیہ

۳۹۰

مؤرخ جب شیعہ ہوتا ہے تو وہ سنیوں

۳۹۰

کی خوب خبر لیتا ہے



منکر

۳۲۶

ع - غ

عباد الرحمن علامات وخصائص ۳۵۵

عبادت عبادت کی حقیقت ۳۹۶

اللہ تعالیٰ نے اسلامی عبادت کو ساز و بیل

سے پاک رکھا ہے ۳۳۹

مومن انسانوں کی عبادت کی جاتی ہے وہ ضرور

دیکھا رہے ہیں ۱۶۶

عبرانی عربی کے قریب ہے ۱۲۲

عبریت عبرت کا سبق ۵۴۷

وہی دلی نظر عبرت حاصل کرتے ہیں جہاں میں

تذکرہ کاملہ اور فہم و فراست ہو ۱۷۶

پاکستان میں جا کر دل کی صحت کا تماشہ دیکھو

عدل رجم کے باعث صل اور جرائم کی منزاع

درگزر نہیں کرنا چاہیے ۳۹۷

غلاب اس دنیا میں اللہ کفر پر نہیں پکڑتا بلکہ

شوخی پر پکڑتا ہے ۲۸۱

دنیا میں غلاب آنے کی وجہ ۳۸۳

غلاب کیلئے ایک وقت مقرر ہو گیا ہے ۱۱۲

غلاب کی وجہ تسمیہ ۵۱۳

غلاب قبر کا ثبوت ۵۲۳

عرب عربوں کو زبان کی شستگی بخشی گئی تھی

۱۴۵

عربوں میں ہزار سے بڑھ کر گنتی نہیں ۳۶۹

دوستی کی ایک رسم ۷۱

عرب میں ناک کیلئے کوئی زیور نہیں ۲۳۳

ہندوؤں کی طرح متبغی کو حقیقی بیٹے کی طرح

سمجھتے تھے ۴۱۳

حجرا سود کو یسین الرحمن کہتے تھے ۱۹

غیر مہذب اور اکھڑ سوسائٹی ۴۱۲

ارد گرد کے علاقوں میں مشرکانہ مذاہب

۳۷۰

جہالت اور بت پرستی کی انتہا ۳۶۱

جو کبھی نہ فاتح تھا نہ مغتوح ۳۸۶، ۱۴۵

اپنے مرکز کے لحاظ سے کبھی مغتوح نہیں ہوئے

۱۴۵

سارے عرب میں اسلام کا قیام ۵۴۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے

انقلاب

۳۸۶

کلمہ طیبہ سے ملک سے بت پرستی کا امتیصال

۴۱۶

اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد

ارتداد کی لہر ۲۲۳، ۲۲۹

عرب کے مسلمانوں کے دور دور کے ملک

فتح کرنے کی پیشگوئی ۳۷۵

عربی عربی زبان کے خصائص ۱۰۶

عربی اور عبری (عبرانی) دونوں زبانیں

قریب قریب ہیں ۱۲۲

ضمیر شکی مثل ۲۲۹، ۲۲۳

عرش تجلی گاہ ۵۱۱

عصمت عصمت انبیاء و ائمہ کے بارہ میں

مسلمانوں کے مختلف عقائد ۱۱۰

ائمہ کی عصمت کے بارہ میں شیعوں کا عقیدہ

۱۱۰

عیسائی انبیاء کو معصوم نہیں مانتے

عفو چار باتیں ہیں جو محمد میں اللہ تعالیٰ

معین کر دیتا ہے ۱۰۰

علم

اہمیت

علم کی اہمیت ۱۰۸

ایک بے نظیر عزت بڑھانے والی نعمت الہی

۲۸۳

ماٹک میں بھی علم کے مدارج سے ہی ترقی ہے

۲۸۳

زب زبذنی جلتا کی دعا اسحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو کرنے کا حکم ۵۲۰، ۲۸۳

علم کا تکرر ترقی کی راہ میں روک بناتا ہے

۵۲۰

علم کی غرض

علم کی اصل غرض ۴۵۰

خدا کے نزدیک عالم کا نشانی ۴۵۰

ذرائع حصول

وحی اور علوم ایک وقت دنیا میں رائج

ہوتے ہیں دوسرے وقت اٹھائے جاتے

۴۷۵

حواشی خمسہ کے علاوہ علم کے حصول کے

ذرائع ۷۸

علم حصول فہم، صحت، دماغ، استاد

فرصت اور سب سے بڑھ کر فضل الہی پر

موقوف ہے ۲۸۲

حصول علم کیلئے طریق ادب ۳۹

حصول علم کا دوسرا ذریعہ حمد و شکر ہے ۲۸۲

تقویٰ ہے علوم کے دروازے کھولنے کا

موجب ہے ۵۳۱

مورویں کے طریقہ تعلیم میں نقص ۵۷۱

سچے علوم

جہاں بت پرستی ہوتی ہے وہاں انبیاء کا علم

یا نکل نہیں ہوتا ۴۶۱

سچے علوم کا مخزن قرآن مجید ہے ۱۰۸

سچے علوم کے پل ۳۴۷

سچے علم سے خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے ۴۵۰

لکٹی علم خاص بندوں کو دیا جاتا ہے ۳۹

مختلف علوم

علم کی دو اقسام ۳۳۲

علم منطق الطیر ۲۸۲

علم حدیث میں اسناد کی وصیت ۴۹۰

مسلمانوں اور عیسائیوں کے علم تاریخ میں فرق

۲۸۹

علم ہندسہ کی بنیاد فرضی باتوں پر ہے ۴۶۸

علم طبقات الارض ۵۳۶

تمام زوائد کا علم دنیا کو نہیں ۴۶۲

عمل مسابقت فی الخیرات کے اصول ۱۹۰

نیک باتوں کے ساتھ نیک عمل بھی ضروری

ہیں ۵۴۳، ۴۴۶

میرا ایمان ہے کہ میں احکام کا قیام خدا نے ہم

کو بنایا ہے۔ ہم ضرور کر سکتے ہیں اور چاہتے

ہوگا کہ اسے ہمہدک سکے ہیں ۴۵

عمل صالح نصیب ہونے کی کلید ۱۸۸

شیطان بد اعمال کو خوبصورت کر کے دکھائے اور نیک

اعمال کو لالچ و خوبصورت کر کے دکھائے ۲۷۷

(مرنے کے بعد) اعمال کے مطابق جسم و

مکان ہوگا ۹۲

ہر عمل نتیجہ خیز ہے ۲۳۷

عورت پنجاب اور ہندوستان کی عورتوں کو

شادی نکاح کے فرائض کا علم نہیں سکھایا

جاتا ۳۵۳

عورتوں کیلئے نمونہ کی ضرورت ۴۶

عورتوں کیلئے لازم ہے کہ اپنے مال میں

سے خود زکوٰۃ دیں ۲۰۹

اسلامی پردہ پر آریوں کے اعتراض کا

جواب ۲۲۱

عیسائیت

تاریخ

گرجے اور عبادات ۲۲۹

عیسائیوں اور ان کے مشنریوں کی بد اخلاقی

۷۹

قدیم مذاہب کے مصلح کو دھانا ۱۵۶

یروشلم کی بے حرمتی ۱۵۷

مدینہ میں عیسائیوں کا ایک گروہ اسلام

کا دشمن تھا ۱۴۱

عیسائی مؤرخین کے خصائص ۲۸۹

اسلام پر ظلم ۲۷۳

لیکچرام کے واقعہ پر فقہ کی آگ بھڑکانا

۱۲۰

مفتوح ہونے کی پیشگوئی ۲۳۶

یسوع پرستوں کے جزائر پر زلازل آنے کی

پیشگوئی ۷۹

عقائد، اندرونی اختلافات

۳۷۱

مسیحی تعلیم کی جڑ انسانی قربانی ہے ۲۷۵

عیسائیوں کا شرک ۲۶۵

مسیح کی الوہیت کے رد میں ایک دلیل

۲۴۱، ۲۴۰

موردی نگاہ کا عقیدہ ۵۸۳

شریعت کو لعنت قرار دینا ۸۰

مسیح کے ملعون ہونے کا عقیدہ ۵۸۲

تمام انبیاء کے غیر معصوم ہونے کا عقیدہ

۷۹

کیسٹوک فرقہ حضرت مریم کو تثلیث کا منہم

سمجھتا تھا ۲۷۱، ۲۱۵

رومن کیسٹوک اور پرائسٹنس کی بائبلوں

میں اختلاف ۱۲

یونی ٹرین اور فری ٹنکرز الوہیت مسیح کے

عقیدے سے بیزار ہیں ۱۵۵

اعتراضات کا جواب

اس اعتراض کا جواب کہ بائبل میں بدہشت

کا ذکر نہیں ہے ۱۴

انجیل کے غیر حرف قرار دینے کے مستحق ایک

مناظر کا جواب ۱۲

حضرت مریم کے اختتامی ہونے پر اعتراض

کا جواب ۶۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات

۱۸۴، ۱۱

مسیح تثلیث، کفارہ اور بت پرستی انسان

کی فطرت میں ہرگز نہیں ۲۷۹

عیسائیوں سے ایک سوال ۲۶۸

عیسائیوں کو الزامی جواب ۲۱۱

غزوہ غزوہ اور تکبر کی مناسبت ۳۶۸

غزوہ غزوہ ہمد اسلام کی کامیابی کا آغاز

۲۲۵

غزوہ خندق یا غزوہ احزاب کے حالات

۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۵

غصہ بصر میں تو اسی نے برقع کا دشمن

ہوں کیونکہ برقع والی آنکھ نیچی نہیں ہوتی

۲۱۳

غضب غضب غضب کے پانچ علاج ۲۷۱

غفلت جزاء و سزا کا انکار بڑی غفلت کا

موجب ہے ۲۹۹

غلامی اسلامی تعلیم ۵۸۱

غلاموں اور لونڈیوں کی تربیت اور تعلیم

کے احکام ۲۱۶

غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح کرنیکی

ہدایت ۲۱۵

لونڈیوں سے خود بیاہ کرنا علیٰ عموم شریعت

کو پسند نہیں ۲۱۶

غیب غیب سے مراد ۲۵۳

ف

فتح اللہ تعالیٰ کا فضل قابل حال نہ ہو تو فتح

کا حاصل ہونا ممکن نہیں ۱۷۶

فرقان فرقان کی حقیقت ۲۳۵

فرقان کی دلیل دہریوں پر قہر ہوتی ہے

۲۳۶

فطرت اسلام کے تمام احکام فطرت کے مطابق

ہیں ۳۵۶

ان کی فطرت ہے کہ وہ مسیح کی فرمانبرداری

کرتا ہے ۳۶۹

انسانی فطرت میں کبھی بیشی ۱۸۹

بچے پر والدین کا اثر ۳۴۹

کامیابی میں تکبر اور ناکامی میں تنزل انسانی

فطرت کا خلاصہ ہے ۱۳۸

مسک تثلیث، کفارہ اور بت پرستی انسان

کی فطرت میں ہرگز نہیں ۲۷۹

محہ قوی سے کام نہ لیا جائے وہ بیکار اور

معطل ہو جاتے ہیں ۵۲۰

نابینا کے بچے نادر پڑھنا سکودہ نہیں ۳۳۳

زانی اور زانیہ کی سزا ۲۰۰

تہمت لگانے والے کی سزا ۲۸۲

یہاں اور مسائل ۲۳۳، ۱

فلسفہ فلاسفر اور نبی میں فرق ۳۶۲

فلاسفر کہتے ہیں کہ اللہ کو صرف کلیات کا

علم ہے ۵۲۳

ق. ک. گ.

قبر قبر اس مکان کا نام ہے جہاں پر نفس

بعد الحیات اپنے اعمال کے مطابق رہتا ہے

۹۳

قرآن کریم

ان کیلئے ہے جن میں احسان کا مادہ ہے

۲۵۹

پانی کی طرح قرآن کا اثر بھی مختلف طبائع

پر مختلف ہوتا ہے ۲۴۹

تعلیم کا خاص منشاء ۱۸۳

تدریج کی کتاب نہیں کہ واقعات کا مسلسل

ذکر کرے ۶۳

قرآن کریم میں کیوں صرف چند نبیوں کے

ناموں کا ذکر ہے ۲۴۸

حضرت موسیٰ کے تکرار ذکر کی وجہ ۵۷۶

قرآنی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھنے میں

جلدی نہیں کرنی چاہیے ۱۰۷

قرآن کریم میں ہر نبی کا قصہ آنحضرت کی

صداقت کے ثبوت کیلئے بیان ہوا ہے

۱۲۸

قرآن کریم کی تفاسیر میں یہودیوں، عیسائیوں

اور مجوسیوں نے قصے ڈال دیے ہیں ۲۱

نبی کیلئے تین باتوں کا حکم ۱۰۷

## فضائل

- جامع کتاب ۲۱۰  
کتاب مبین ۲۰۶  
شعائر اللہ میں سے اعظم ہے ۱۳۸  
نور ہدایت - رحمت اور شفا ہے اور  
ہر قسم کے اختلافات مٹانے والا ہے ۳۴۱  
فرقان ہونے کی حقیقت ۲۳۵  
قرآن کریم کا بلند مقام ۷۶  
ہر دفعہ نئی شان میں ۱۰۷  
کلام اللہ ہونے کا ایک بھاری ثبوت ۴۱۳  
دنیا کی تمام صداقتیں قرآن مجید میں ہیں ۱۱۵  
داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو جو علم دیا گیا تھا  
وہ قرآن کریم میں آگیا ہے ۲۸۲، ۲۸۳  
تمام رسولوں کا مصدق اور تمام صداقتوں  
کا جامع ۲۷۰  
بے نظیر کتاب جسکی مسلمانوں میں بہت کم  
عظمت رہ گئی ہے ۵۰۹  
سچے علوم کا قرآن قرآن شریف ہے ۱۰۸  
قرآن کے ذریعہ روحانی تعلیم دودھ کی مانند  
الگ نکل آئی اور یہ کام دنیا کی کوئی طاقت  
نہیں کر سکتی ۱۷۵  
ہر زمانہ کے فلسفہ میں اپنے آپ کو استہزا  
ثابت کرتا ہے ۵۶۶  
ہزارا شبہات کے مقابلہ کیلئے کافی ہے ۳۴۱  
قرآن کو ساری دنیا کا فلسفہ باطل نہیں  
کر سکتا ۲۲۷  
کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی اور کوئی  
شخص اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ  
نہیں کر سکتا ۱۳۳  
دنیا کی تمام کتب سے اسکی شان الگ ہے ۲۷۷  
ہر قسم کے ناپاک الزاموں سے پاک ہے ۲۱۴  
انبیاء پر لگنے والے مطاعن کی تردید کرتا ہے ۲۹۱  
الہی کتاب ہے کہ شریر اس کے سننے کو  
بھی برداشت نہیں کر سکتا ۲۷۳  
جس کے پڑھنے اور جس پر عمل کرنے سے  
دنیا و آخرت میں سکھ اور آرام کی زندگی  
ملتی ہے ۲۳۷

اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ  
سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے ۷۶  
اعجاز قرآن  
اعجاز قرآنی ۷۶  
قرآن کریم کا معجزہ ۲۳۵  
قرآن مجید بھی ید ربیضاء ہے ۲۱۷  
خاص طرز بیان ۲۳۰  
علمی نکات

اختلاف اللیل والنہد کے ایک خوبصورت  
معنی ۱۹۲  
زمین کی حرکت ۲۰۲  
قرآن کو نہ ماننے والوں کی معیشت تنگ  
ہونے کی حقیقت ۱۱۱  
حروف مقطعات کی حقیقت ۲۷۶  
حروف مقطعات کو سمجھنے کا گھر ۲۷۵  
زب انجمنوں میں علم معانی کا نکتہ ۱۹۵  
اِنَّ لَّوَسْلَمَ بِلِسَانِیْ مِنْ خِیْرِ مِیْنِیْ  
کہ بجائے قرآن کریم کی طرف پھرتی ہے ۵۵۷  
قرآن کریم میں جہاں قف ہو وہاں صبر کر  
نا مل کرنا چاہیئے ۲۷۸  
سورۃ الحج آیت ۱۹ پر سجدہ تلاوت کی  
فرصت ۱۳۲  
آیت سجدہ پڑھ کر رکوع میں چلے جانا بھی  
میں فحشہ سجدہ ہے (احناف) ۵۴۱  
خط لکھنے کا نمونہ ۲۹۱

## حفاظت

قرآن کریم کی حفاظت کی پیش گوئی ۵۴۲  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بعد از  
کتب موجود تھا  
قرآن کریم پر عمل اور اسکے علم کا حصول  
حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰهِ (عمرؓ) ۳۳۱  
بھاری اور بھاری ام کی کامیابی ایک تبدیلی  
چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل  
بناؤ ۳۳۹  
حضرت مرزا غلام احمدؒ نے ہم کو حکم دیا کہ  
قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو ۲۴۲  
وعظ میں سب سے مقدم قرآن مجید ہے ۱۰۷  
قرآن شریف کے پڑھنے اور سمجھ کر پڑھنے  
اور عمل کے واسطے پڑھنے کی بہت ضرورت

۱۰۸  
قرآنی علوم حاصل کرنے کے ذرائع ۲۴۶  
قرآنی علوم تقویٰ اور مہر من اللہ کی صحبت  
میں رہ کر حاصل ہوتے ہیں ۱۰۸  
اسکی صداقتیں اور تعلیم حاصل کرنے کیلئے  
محنت و مساعی کی ضرورت ہے ۲۳۶  
قرآن کریم کو سمجھنے کا آسان طریقہ ۲۲۶  
قرآن شریف کا علم صرف و نحو کے بٹنے پر  
موقوف نہیں ۲۳۶  
تین صفات کے حامل لوگ کتب الہیہ سے  
مستیع نہیں ہوتے ۲۶۰  
حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ کا قرآن سے عشق  
حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ کا قرآن سے عشق ۳۳۲  
قرآن مجید پڑھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح  
الاولؒ کا بعض دعائیں پڑھنے کا التزام ۱۰۷  
میں قرآن کو فوق نہیں مانا (نور الیوم) ۱۱۷  
قرآن کریم سے بے توجہی  
قرآن کریم کو بھروسہ نہ کرنا مسلمانوں کے منزل  
کی بنیادی وجہ ہے ۲۴۶، ۲۰۵  
مجزات قرآنی کے منکر سرسید - لیکچر اور  
حافظہ نیر احمد ۳۴۱  
قرآن کریم پر اعتراضات کے جواب  
قرآن کریم کی زبان پر اعتراض اور اس کا جواب ۲۸۰  
حروف مقطعات پر اعتراض کا جواب ۲۷۵  
قرآن کریم پر ایک عیسائی کے اعتراض کا جواب  
۵۱۶

## قربانی

قربانی کی حقیقت و فلسفہ ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۴۹  
اصل الاصول ہے تمام ترقیات کا ۱۴۸  
حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ انسانی قربانی کا  
قطع قلع ۲۷۵  
انشراح سے قربانی کرنا لے کا اجر ضائع نہیں  
ہوتا ۱۵۰  
سیح موعود علیہ السلام کو جو مقام ملا وہ ان  
قربانیوں کا نتیجہ ہے جو آپ نے خدا تعالیٰ کے  
صنوع گزدریں ۱۵۱  
قیامت قیامت کے مختلف معانی ۱۷۲  
بُیْسْتُ اَنَا وَالسَّاعَةِ کَمَا تَنْبِیْ (حدیث)  
۵۵۹

محماسبہ ہر رات سوتے وقت اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے ۳۲۵	تمام امور ایک ہی قسم کے حالات اور واقعات رکھتے ہیں ۵۷۵	قیامت پر کامل یقین کی علامت ۷۵
مذہب سچا مذہب وہ ہے جس کا صرف وعدہ نہیں نقد ثبوت موجود ہو ۲۷۹	امور کی جماعت کی تشکیل ۲۵۸	”ابن موم قیامت کی نشانی ہیں“ کے عقیدہ کا رد ۵۵۸
دنیا کے تمام مذاہب وسائل و وسائط کو ضروری تسلیم کرتے ہیں ۳۹۷	امورین و مسلمین کے ساتھ ابتداء میں معمولی اور غریب لوگ برا کرتے ہیں ۳۰۸	کامیابی کامیابی کے حصول کی شرائط ۲۸۲
مخلوق پرست کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی ۲۷۸	امور اللہ تعالیٰ کو لوگوں کے سامنے بیاہ نہیں ہوتا ۳۶۶	کائنات اسکی کوئی حرکت اور سکون عبث اور بے نتیجہ نہیں ۲۳۷
سچے مذہب کو تلاش کرنا مشکل نہیں ۳۳۱	امور من اللہ تعالیٰ نہ وہ انداز ہوتا ہے ۱۸۳	کشف موعی کے عصاد کا سانپ نظر آنے کا واقعہ کشتی ہے ۳۶۹، ۸۸
کسی مذہب کا نام اسکی الہامی کتاب نے نہیں رکھا سوائے اسلام کے ۱۶۹	صرف امور من اللہ کے ساتھ ہو کر خدا کے غضب سے بچا سکتا ہے ۲۵۰	وائیل نی کا ایک مکاشفہ ۳۳
دنیا کے تمام مذاہب سے اسلام کی بڑاوازی ۱۵۷، ۱۵۶	شناخت کا طریق ۲۸۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف میں مغربی اقوام کی جاہ و حشمت دکھائی گئی ۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب ہی اقلیت مذہب تھا ۱۵۷	امور کی شناخت کیلئے دعا کی ضرورت ۵۰۶	کعبہ بنائے کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سات دعائیں ۱۳۶
میں جہتی MAJORITY مذہب میں نہیں جہتی ۵۲۶	حق طلبی کی نیت اور تقویٰ سے اگر دعائیں کی جائیں کہ الہی اس زمانہ میں تیرا کون سا اور ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور رہنمائی کریگا ۲۹۸	سات دفعہ طواف کی وجہ ۱۳۶
بہ مذہب کی مثل ۳۳۷	شناخت کے نشان ۲۳۰، ۲۲۹، ۱۸۶	قبلہ کی طرف پاؤں کے سوا تنظیم قبلہ کے خلاف ہے ۱۳۸
اس زمانہ میں تشکیک کی وجہ سے مذہب سے دستبرداری پیدا ہو گئی ہے ۲۸۲	امور من اللہ کی صداقت کی دلیل ۵۳۵	کفارہ نیز دیکھئے عیسائیت ۳۳۳
مسجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیران کے عیسائیوں کو مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دی ۹۲	امور کیلئے اللہ تعالیٰ کی قدرت مطلقہ ۲۲۹	کہانت
مسلمان مسلمان کی تعریف ۱۵۸	تمام امور و مرسل بے کن تھے اور الہی نصرت سے وہ کامران ہوئے ۵۲۳	کاہن اور شانہ بین انبیاء کی ابتداء نہیں کرتے البتہ غیب کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں ۳۶۹
مسلمان اور علم تاریخ ۳۸۹	اللہ تعالیٰ کے امورین و مرسلین ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں ۱۳۱	گناہ
جنگ احزاب کے موقع پر مسلمانوں اور کفار کی تعداد ۳۹۸، ۳۹۱	ماں باپ نیز دیکھئے والدین ۵۷۸	جمہور گناہوں کو روک نہیں سکتا اور نہیں شریعت روکتی ہے ۲۱۳
قرآنی کے سلسلہ میں دیگر قوموں سے ماہر الامتياز ۱۲۹	ماں باپ کا حق اول ہے ۳۴۰	گناہ کی تین اقسام ۵۶۱
انفصالی بجائے جمہوری میں خلافت ہونے کی پیش گوئی ۲۲۳	مباحثہ مباحثہ کا اصول ۳۴۰	ہر ایک تنزل اور مصیبت گناہ کا نتیجہ ہے ۲۳۴
موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح مسلمانوں کی سرفرزانی کی پیش گوئی ۲۲۴	مباحثہ کے لئے تین ضروری امور ۳۷۰	ل - ۳
فتح مندی کے طریق اور شرائط ۱۷۰	مباحثہ کے آداب ۵۶۸	لغو لغو کی حقیقت اور اس سے بچنے کی تدبیریں ۱۷۱
جیون اور سچون۔ گنگا و جمن کی اپناہ اور قیصر و کسری کے ممالک پر فتح حاصل ہونے سے پیش گوئی کا پورا ہونا ۲۲۲	مباحثہ میں ایک رنگ پر نہ رہنے والا جوڑ ۲۳۸	ماجوج نیز دیکھئے یا جوج۔ دجال ۲۴۲
مسلمانوں کو سورۃ نور کے احکام پر عمل کرنے کی خاص تاکید ۱۹۹	ایک دہریہ اور ایک آریہ سے مباحثہ ۳۳۷	جرمن۔ فرانسیسی اور انگریز ناہنجیں ہیں ۱۸
مسلمانوں کو حصول علم کیلئے زیادہ حمد ۳۳	مجاددہ قرآنی حقائق حاصل کرنے کیلئے مجاہدہ کی ضرورت ہے ۳۴۷، ۳۴۷	ماجوج و یاجوج کی حقیقت ۱۸
	مجدد ۸۳ سال ۴ ماہ بعد مجددا آئے ۱۱۵	ماور
	مجبوس ۶۸	ماوریت کا انتخاب ۵۵۳
	خانی ظلمت اور خانی نور دو خداؤں کا عقیدہ ۶	ہر موم کی بستی اُم ہوتی ہے ۳۲۲
	حضرت ابراہیم کا مقابلہ مجوس سے تھا ۵۳۳	ہزار برس کے بعد ایسا ان ضرور ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام سے متاثر ہوتا ہے ۳۸۰
	حضرت ابراہیم کی عزت کرتے ہیں ۷۶	ماور کی بعثت سے پہلے زمانہ کی حالت ۲۵۷
	مجوس کو طرز ٹھہرایا جانا ۳۳	

میانہ روی اقوال و افہام و خیالات میں

۳۶۹ میانہ روی کی تعلیم  
۱۳۶ میزان میں صرف ہدایت میں نہیں

ن

نبوت نبی کے معنی

۶۸ فلاسفر اور نبی میں فرق

۳۹۲ شہد انبیاء کی ذات ہوتی ہے

۳۸۵ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں انبیاء کی شہادت

۲۵۸ انبیاء اور رسل پر جب وحی اترتی ہے تو

وحی کی حفاظت کے لئے ملائکہ کا نزول بھی

ساتھ ہوتا ہے

۲۸۰، ۱۶۱ سب نبیوں سے محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم

کی نبوت کی خبر دینے کا عہد لیا گیا

۳۹۱ نبی کی بعثت کا وقت

۱۱۶ نبی کی بعثت سے نیک و بد اور شیب و فقر

کی تیز ہوجاتی ہے

۳۰۳ عصمت انبیاء کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ

۱۱۰ عیسائی سوائے حضرت عیسیٰ کے تمام انبیاء

کو غیر معصوم سمجھتے ہیں

۷۹ نبی کی بعثت پر بلاؤں کے آنے کی حکمت

۲۵۹ قرآن کریم میں نبی کیلئے تین باتوں کا حکم

۱۰۷ نبی کے گھر میں داخل ہونے کے آداب

۲۱۹ ضرورت نبوت

۲۵۷ نبی کی ضرورت

۳۳۰ عرب میں نبی کی ضرورت تھی

بنی اسرائیل کا عقیدہ تھا کہ نبوت والہام

صرف ان تک محدود ہے

۲۰۱ ایک دلیل نبوت

۲۲۷ صداقت

انبیاء کی صداقت کا ایک نشان نصرت الہی

۵۴۳ قرآن کریم میں ہر نبی کا قصہ آنحضرت اور

آپ کے پیروکاروں کی صداقت کے ثبوت

کیلئے ہوتا ہے

۱۲۸ نبی کو مہلج نبوت پر پرکھنا چاہیے

۵۷۵

۲۰۱ اور اہل اسلام میں اختلاف

۲۳۱ مسیح موعود خاتم الخلق

۵۴۸ مشاورت مشورہ کی اہمیت

ہر سلسلہ مند دانشوران کا قاعدہ ہے

کہ وہ اہم امور میں مشورہ لیتا ہے

۲۹۱ معاشرت تعلقات کو سدھاننے کی تعلیم

۵۰۰ بیویوں سے حسن سلوک کی نصیحت

۳۵۳ شاہی شہزادوں کا گھر علیہ ہو تو ساس

بہو کے جھگڑے ختم ہوجاتے ہیں

۲۳۳ معتزلہ

۱۳۳ معجزہ معجزات کی حقیقت

۱۵۲ قرآن کریم میں اس ناقص لفظ کی بجائے

آیت اور برہان کا لفظ استعمال ہوا ہے

۵۰۷

۳۳۵ قرآن کریم کا ایک معجزہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ

۳۳۱ معجزات قرآنی کے تین منکر سرسید یکرام

اور حافظ ندیر احمد

۳۲۱ معراج حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے معراج

۳۲ ملائکہ ملائکہ پر ایمان لانے کا فائدہ

۵۴۰ نیکی کی تحریک کیلئے ملائکہ بڑی نعمت ہیں

۵۴۹ آسمان اور آسمانی اجرام کیلئے بطور روح

کے ہیں

۲۹۸ ملائکہ میں بھی علم کے مدارج سے ہی ترقی ہے

۲۸۳

۳۴۴ اولیٰ الجنۃ سے مراد

اللہ کے ذکر سے ملائکہ سے تعلقات

بڑھتے ہیں

۳۱۶ نزول ملائکہ سے پہلے دو باتیں ضروری ہیں

ربنا اللہ کا اقرار اور استقامت

۵۳۹ ملائکہ سے مراد مقدس لوگ

۳۳۸ منطق الطیر حقیقت اور اقسام

۲۸۳ موت روح کے تغیر اور سلب صفات کا نام

موت ہے

۵۰۵، ۹۷ دو دفعہ کی موت سے مراد

۵۱۳ توفیق کی حقیقت

۵۰۴ مہدی مسلمانوں کا عقیدہ کہ مہدی بنی فاطمہ

میں سے ہوگا

۳۰۱ مہدی کے متعلق ایک غلط عقیدہ کا رد

۱۵۲

۲۸۲ کرنی چاہیے

اہل اسلام کو کس حد تک عصیان الہی سے

بچنے کی کوشش کرنی چاہیے

۲۳۹ عصمت ائمہ کے بارہ میں مختلف نظریات

۱۱۰

۷۶ حضرت ابراہیم کی عزت

باوجود شدید فرقہ بندیوں کے صلوٰۃ کے

معقول پر اتفاق

۱۱۳ تنزل اور اوبار

تنزل و اوبار کے اسباب

۵۴۸، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷ مسلمانوں پر صابی عائد کا اثر

۱۳۳ ہندوستان کے مسلمانوں پر ہندوؤں کا

معاشرتی اثر

۳۳۵، ۳۱۵ مسلمانوں کو ارسطو کی منطق اور فلسفہ نے

بہت نقصان پہنچایا

۳۴ شاہجہاں اسلام کے گھر میں لوٹنے کی اولاد

سے ہی سلطنتیں تباہ ہوئیں

۲۱۶ اس زمانہ میں بھی امراء، علماء، فقر اور غریب

مصلحان قوم کی حالت ایسی تھی تو خدا کا

فرستادہ آیا

۲۵۷ تنزل کی جڑ قرآن شریف پڑھنا پڑھنا پڑھنا

دینا ہے

۵۰۹، ۳۳۸، ۳۰۵، ۲۲۷ مسلمانوں کا شرک

۳۶۵ اولیاء اور پیروں کو عالم الغیب ملتے ہیں

۳۶۵

۶۸ یا شیخ عبدالقادر! شیخ اللہ پڑھنا

۳۳۲ پیروں کا گناہ پر دلیر کرنا اور تیر

مسلمانوں میں فضول کشیں

۱۷۱ مسیح علیہ السلام کے متعلق غلط عقائد

۱۸۳ مہدی کے متعلق عقیدہ کہ بنی فاطمہ میں سے

ہی آسکتا ہے

۳۰۱ مسلمانوں کے زوال کا موجب انکا علو اور

تکبر بھی ہے

۳۰۷ مسلمانوں میں کسل و کاہلی کا مرض سبب کمزورتی

بڑھ گیا ہے

۲۷۱ تنگ دلی

۹۳ باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

کے آپس میں جنگ و جدال

۲۰۶ مسیح کی آمد کے بارہ میں بنی اسرائیل

مسیح

۱۵۲



خصائص	مخالفات	مہم و مہم سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے
انبیاء میں حواس خمسہ کے علاوہ بھی ایسے حواس پائے جاتے ہیں جن میں دوسری دنیا کے حالات سے آگاہ کریں	صداق انبیاء پر اعتراض	۹۸۶، ۲۶۶
نور فرست	انبیاء کی مخالفت کا نتیجہ	مسلمان ہونے کا امتیازی نشان ۱۵۸
نبی کی خواہش ہی ہوتی ہے کہ تو میرے پیچھے	نجات	نمازیں سنو کہ پڑھنا نصرت الہی کو کہیں چاہے
انبیاء خصوصیت سے ایک شخص کی بجائے عمومی طور پر نصیت کرتے ہیں	نجات شہادت سے ہو گیا مسلمان	۱۵۷
انبیاء اور خلفاء کو ریاست و حکومت کی تائید نہیں ہوتی	نسیان	مناذیر رحم
کسی نبی یا مامور کے دل میں یہ خواہش نہیں ہوتی کہ میں لوگوں کا حاکم بنوں	نسیان کا روحانی علاج	۲۳۱
انبیاء دوسروں کو آرام دیتے ہیں اور ضروری و مشکل کام خود کرتے ہیں	نشان آفاقی و انفسی نشانات سے ملو	ظاہری پاکیزگی کا باطنی پاکیزگی پر اثر ۳۲۹
نبی کے قول و فعل میں بندوبست نہیں ہوتا	موسیٰ علیہ السلام کے نو نشانات	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں اکثر سورہ السجدہ پڑھا کرتے تھے
انبیاء میں دُعا کی احتیاج	نصرت اللہ تعالیٰ کی نصرت صرف انبیاء کو نہیں	۳۷۶
انبیاء کا جتیلہ دھبہ	موتیں کو بھی ملتی ہے اور اسی دنیا میں ملتی ہے	اپنے محسن صلی اللہ علیہ وسلم پر دودھ پھینکا
انبیاء کی کامیابی کا بستر دعا ہے	نعمت	نماز کا حصہ ہے
انبیاء غیب کی کھیاں اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتے	ظاہری و باطنی نعمت	مسنون دعاؤں کے بعد اپنی زبان میں بھی عرض معروض کرو
انبیاء قیاس سے پیشگوئیاں نہیں کرتے بلکہ وہ جو کہتے ہیں اعلاہم الہی سے کہتے ہیں	مختلف ملک میں مختلف نعمتیں	نماز کو اتول وقت میں پڑھنے کا استحباب
انبیاء کا مجرورہ اپنے جتنے پر نہیں ہوتا	نفاق منافق کی علامات	۱۰۰
انبیاء ہمیشہ حق و مراتب کا خیال رکھتے ہیں	مدینہ میں منافقین کا گروہ	نابینا کے پیچھے نہ پڑنا مکروہ نہیں ہے
طریق انبیاء طریق ادب ہے	غزوہ اہلب کے موقع پر منافقین کا نتیجہ	۲۳۳
انبیاء میں اولاد کی خواہش	رئیس المنافقین عبداللہ کا ارادہ	۱۴۳
طاعت بننے کا طریق انبیاء و رسل کے خلاف ہے	وحی الہی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بہ نام منافقین کدینہ سے نکال دیا	ساتی بالخیرات کا درجہ
انبیاء میں ہرگز عجب نہیں ہوتا	منافقین کو سزا ملنے کی وجہ ان کے اپنے اعمال تھے	خیرات کا اجر
انبیاء کی احتیاط	نکاح	سب سے ادنیٰ نیکی راستے سے تکلیف دہ
انبیاء کے دور کی حقیقت	موقع پر پڑھنی مسنون ہیں	اشیاء بٹانا ہے (حدیث)
انبیاء کے متبعین غریب لوگ ہوتے ہیں	نکاح کی غرض تقویٰ پر	۵ - ۸
تعلیم	نکاح کے معاملہ میں قول سدید کی تاکید	والدین ماں باپ سے جس سلوک کی تاکید
تمام انبیاء میں توحید پر اجماع	سچا تقویٰ انسان حاصل نہیں کر سکتا جب تک نکاح سے لباس حاصل نہ کر لے	۳۶۶، ۳۶۶
انبیاء کی تعلیم کا مغز	گھر کے طازم مردوں اور عورتوں کا نکاح کرنے کی تعلیم	والدین کی فرماں برداری کی تاکید
تمام انبیاء کی تعلیم پاک ممتی	نڈیوں سے نکاح علی العموم شریعت کو پسند نہیں	بڑے ہی بد قسمت ہیں وہ لوگ جن کے ماں باپ دنیا سے خوش ہو کر نہیں گئے
داماد کو بیٹی کے علاوہ مل و اسباب دینا	بیوگان کا نکاح	اگر خدا کے مقابلہ پر آجائیں تو خدا کو مقدم کرو
انبیاء کا طریق نہیں	نماز	۳۳۲
	نماز کی حقیقت	وحی اور علوم ایک وقت دنیا میں رائج ہوتے ہیں دوسرے وقت اٹھائے جاتے ہیں
	علت غائی	۱۷۵
	حفاظت صلوٰۃ کے معنی	سب سے اعلیٰ وحی وہ ہے جو فرشتوں کے ساتھ ہو
	نماز کی اہمیت	۷۲
	نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں	جب کسی نبی یا رسول پر وحی اترتی ہے تو وحی کی حفاظت کیلئے فرشتے بھی ساتھ نازل ہوتے ہیں
	رسول کریم نے ہر نماز کو طول اہل اور	۲۸۰



قرآن شریف اور حدیث صحیح مایہ حق	ہماجر کندی کی تلاش کیلئے محنت کرنی ضروری	خدا تعالیٰ کی رحمت عمومی کے قائل نہیں
۳۸۹	۳۳۳	۳۳۸
وہی کا پہل لانا ضروری ہے	ہندو مذہب مختلف فرقے	نصیبین کے یہود کو بھی حق کہا گیا ہے
۱۳۳	۳۴۰	۳۳۹
وعدہ	زمین کا بیل کے سہاگے قائم ہونے کا عقیدہ	عیسیٰ علیہ السلام کا یہود کے ہاتھوں صلیب پر چڑھنا
۳۳۸	۳۸۷	۳۴۱
بعض مواقع کسی اور رنگ میں پورے ہوتے ہیں	گٹور کشا	سودہ بنی اسرائیل میں زیادہ تر یہود سے خطاب ہے اور انکی دوشہید تباہیوں کا ذکر کر کے مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا ہے
۱۹۳	۱۵۳	۵۵۸
وعظ اللہ تعالیٰ نے ہر ان کے اندر ایک ناظر رکھا ہوا ہے	عربوں کی طرح قبشی کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھتے ہیں	طیطوس رومی کے ہاتھوں تباہی
۳۸۶	۳۱۵	۳۶۱
وعظ میں سب سے مقدم قرآن مجید ہے	بنت پرستی کے عقائد چھوڑتے جا رہے ہیں	یہودی ذلت جوتائیکر ورتوتا
۱۰۷	۱۵۳	۳۳۶، ۲۲۶
وعظ میں قرآن و حدیث کو اولیت دینی چاہیے	یاجوج والی دنیا	مکہ میں بہت کم یہود تھے
۱۳۱	۲۳، ۲۴	۱۱۹
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں کو وعظ	یاجوج و ماجوج	علم کا تکرار کے انکار کا موجب ہوا
۴۴	۲۷، ۲۸، ۲۹	۵۳۱
ایک نواب کے گھر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا وعظ	وجہ تسمیہ	ذوالقرنین کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ
۴۰۹	۱۳۶	۲۳
وعید وعدہ اور وعید دونوں ٹل سکتے ہیں	مسکن	شہادت صحابی تفسیر میں غلط روایات داخل کرنا
۱۹۳	۳۷	۷۳
وفات مسیح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے سرسید احمد خاں وفات مسیح کے قائل تھے	شمالی اقوام مراد ہیں	یہودی شہادتیں اور انکا انجام
۳۳۹	۴۲	۴۵
وقار عمل انبیاء کا نمونہ	ترکوں کی قوم میں سے ہیں	مدینہ میں یہود کے تین گروہ اسلام کے دشمن تھے
۳۱۵	۵۲	۳۳۱
ولایت ادبیاء کے تقرب کا ایک مقام مقام فلذیت ہے	لذہ میں سب سے پرانیت یاجوج و ماجوج کا ہے	مدینہ اور خیبر کے یہود کی اسلام کے خلاف جنگ
۱۲۱	۱۳۶	۳۹۵
ہجرت ہماجر کی تعریف	مکاشفہ یوحنا کے مطابق اسلامی ممالک پر ان کا خروج آنحضرت سے ایک ہزار سال بعد ہوگا	قریش کو بتانا کہ ان کا دین اسلام سے بہتر ہے
۱۴۲	۵۰، ۴۲	۳۹۳
ہجرت کے احکام	درازا گوش ہونے سے مراد	خیبر کے یہودی سرور ضعیفی ہی غلبہ کا جنگی ہوا
۱۳	۵۱	میں لشکر لیکر شریک ہونا اور جو قریش کو بھی آمانہ شرکت کرنا
مومن اگر ایمان بچانے کیلئے کوئی زمین چھوڑ دے تو اللہ اس کو بہتر سے بہتر بدلہ دے گا	پہاڑ چلنے سے مراد	۳۹۳
۳۳۳	۴۸	غزوہ اوطس کے وقت مدینہ کے یہود کا لحد لے لیا
ہجرت الی اللہ	یقین کا لیتھیں کی علامت	۳۹۱، ۳۹۳، ۳۹۴
۳۳۴	۷۵	حضرت بلیم کا نام عزت سے لیتے ہیں
موسیٰ کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی ہجرت کی خبر	یونی ٹیرین مسیح کی خدائی سے انکار	۷۶
۹۸	۱۵۵	اسلام کی توحید متاثر نہ ہوئے خلیفہ کی صحت کی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت	یہود	ایک یہودی کی نیکی کا ثمر
۱۵ جولائی ۱۲۳۰ء کو ہوئی	غیر ممالک میں ہمارے دوسری قوموں کی صحبت سے غلطیوں میں مبتلا ہو گئے تھے	۳۵۹
۲۳۵	۶	
	طرائف کی پوجا	
	۲۱۵	

# اسماء

۳۲	آپکی تصنیف رد المنطقیین کا تذکرہ	۳۲	طریق ادب	آ	
۲۷۵	ابن جریر	۷۰	شمسہ بیانی اور ادب	۱۸۵، ۱۷۱، ۱۰۹	آدم علیہ السلام
	ابن حزم آپ نماز میں اپنی اَعُوذُ بِكَ مِنْ		مرض کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور شفاء کو	۲۹۷، ۲۲۵	
	الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ پڑھنا فرض سمجھتے تھے	۲۶۷	اللہ تعالیٰ کی طرف	۲۲۶، ۶۶	خلافت
۲۷۱			جب آپ نے فرمایا اِنِّیْ سَقِیْمٌ مِیْرَی طَبِیْعَتِ		جس جنت میں آپ رہے وہ زمین پر تھا۔ ۲۲۳
۴۹	ابن حوقل صاحب المسالك والممالك	۲۷۱	ناساز ہے توجہ کہا	۷۹	عیسائی انہیں گنہگار سمجھتے ہیں
۴۴	ابن خلدون	۲۶۶	بت پرستی کے خلاف دلائل	۵۸۳	آدم کے گناہ کا ورثہ
	آپ کے مقدمہ میں سرزمین یا جمعہ و اجوع	۲۶۵	اہل عرب کا مورث اعلیٰ	۱۰۸	نسیان
۴۶	کی نشاۃ دہی	۱۳	آپ کی اولاد کے متعلق تشریح	۱۰۹	آدم سے مراد عظیم الشان انسان
۳۹۴	ابن رواحہ رضی اللہ عنہ		خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی بیٹا اور نبی پوتا		جو آدم کا بچہ ہے وہ طین سے بنا ہے
۱۰	ابن عباس عبداللہ رضی اللہ عنہ	۷۰	عطا کیا جاتا	۲۹۳	
۱۲۳	ان تَمِیْنَدَ کے معنی بیان فرمایا		دنیا میں تین بڑے مذاہب کے لوگ آپکی	۲۶۵	آذر
۵۴۵	النَّمُوْدَةُ فِی الْقُدْرَةِ کے معنی	۲۲۵، ۲۸۳، ۷۶، ۶۸	تعلیم کرتے ہیں	۲۵۸	آتش کدہ آذر
۱۱۲	ضَنْک کے معنی		بڑھاپے میں والد کیلئے دعا کی اور آپ		
	ابن عربی محی الدین رحمۃ اللہ علیہ	۲۶۵	کیلئے دعا سے منع کئے گئے	۵۶۴	ابراہام
۱۷۲	قیامت کے معانی		مستغرق	۱۳۰، ۶۹، ۶۴، ۳۲	ابراہیم علیہ السلام
۵۶۸	ایک علمی نکتہ		نوع کے اتباع میں سے تھے	۲۲۴، ۱۸۳، ۱۶۸، ۱۵۸، ۱۵۲، ۱۳۱	
	ابن صیاد	۲۷۰	ننانوے سال کی عمر میں آپ کے ہاں اسحق	۲۲۵، ۳۸۳	مقام
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن صیاد	۶۷	پیدا ہوئے		
۵۶۸	سے ملتا	۷۷	آپ اور شہر میں پکڑے گئے تھے	۲۲۵	ابراہیم کے معنی
	ابن مسعود نیز دیکھئے عبداللہ بن مسعود	۵۱۶	فی تفسیر کا تدابیر میں ناکام ہوتا	۱۰۹	آپ بھی آدم تھے
۲۷۵	حروف مقطعات کی تفسیر	۵۲۳	دشمنوں کے مقابلہ میں نصرت الہی	۶۷	راست باز نبی
	ابو اسحاق ابراہیم الاصطخری الکرخی	۱۲۸، ۱۲۷	آپ پر آگ سرد کی گئی		آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ سے مماثلت
۴۹	مصنف مسالك المالك	۳۳۳، ۷۰	عراق سے شام کی طرف ہجرت	۱۲۹	
	ابو بصیر رضی اللہ عنہ	۲۶۵	آپ کے آب سے مراد	۱۵۱	فرمانبروردی
	صلح حدیبیہ کی شرط کے مطابق آپ کو مدینہ	۷۹	عیسائی آپ کے عیب بیان کرتے ہیں	۲۷۲	انشراح صدر سے بیٹے کی قربانی
۵۹۰	سے واپس کر دیا گیا	۹۳	ابلیس	۲۷۵، ۲۷۳	
۲۲۳	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ		كَانَ مِنْ حُذَّيْنِ الْجَنَّةِ (صحیح)	۱۵۰	قربانی کے نتیجہ میں انجالت
	مقام	۲۹۵	ابن ابی لیلیٰ آپ کی عدالت کا ایک واقعہ		اسماعیل کو ذبح کے لئے آمادگی کے وقت
۱۳	فضیلت		ابن تیمیہ شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ	۲۷۶	آپکی عمر ننانوے برس تھی
	قرآن کریم نے آپ کو صاحب فضیلت			۱۳۶	بنائو کعبہ کے وقت کی سات دعائیں

<p><b>ایضبات</b></p> <p>حضرت مریم کی قریبی رشتہ دار ۶۵، ۶۴</p> <p>اقم ایمن رضی اللہ عنہا</p> <p>آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بشارت دی کہ مسلمان فاتحین کے ساتھ وہ بحری سفر کریگی</p> <p>۳۷۲</p> <p>امیر الدین کبیل باغ بکرات ۲۸۸</p> <p>امیہ مکہ کے نوکے گروہ کا ممبر ۳۹۵</p> <p>امیہ ابن الصلت</p> <p>آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے پہلے کے ایک محدث عرب ۲۴۹</p> <p>اوریاہ ششم ۱۶</p> <p>ایڈورڈ ششم ۱۳۱</p> <p>ایرائی (قوم) فتوحات ۵۳۰</p> <p>ایلیا آپ کی پیشگوئی میں نزول کے معنی ۵۷۷</p> <p>ایوب علیہ السلام</p> <p>آپ کا صبر اور ادب ۴۹۱</p> <p>آپ کا قتل جو حضرت کے شکم سے پیدا ہوا وہ کیونکر صادق ٹھہرے ۵۸۲</p> <p>آپ کے قصہ میں اللہ نے آنحضرت کو ایک خطرناک سفر کی اطلاع دی ۴۹۰</p> <p><b>ب - پ - ت - ث</b></p> <p>بیرہ رضی اللہ عنہا ۵۶، ۵۵</p> <p><b>ملقش</b></p> <p>حضرت سلیمان کے پاس آنا ۳۹۴</p> <p>بنو اسحاق ۳۱، ۳۲</p> <p>بنو امیہ ۳۲۶، ۲۱</p> <p>بنو بکر وائل</p> <p>مسلمانوں کے حلیف خزاع قبیلے پر حملہ آور ہونا ۵۹۰</p> <p><b>بنو عباس</b></p> <p>بنو قریظہ مدینہ کا یہودی قبیلہ</p> <p>قریش مکہ اور دیگر عرب قبائل کو اکسا کر مدینہ پر حملہ آور کیا ۴۳</p> <p>غزوہ احزاب کے موقع پر عہد شکنی اور غداری ۳۹۵، ۳۹۴</p> <p>غزوہ احزاب کے بعد مسلمانوں کی طرف سے بنو قریظہ کا محاصرہ ۳۹۶</p>	<p>قید و بند ۱۱۳</p> <p>احمد خان سید - سر</p> <p>حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے وفات مسیح کے قائل تھے ۳۳۹</p> <p>دھوکہ کھا کر مجوزات کا انکار کر دیا ۱۱۸</p> <p>ادریس علیہ السلام ۵۷</p> <p>آپ کا دسواں نام غزوک تھا ۷۳</p> <p>ارمن ۲۸۷</p> <p>ارسطو اسکی غلط منطق اور فلسفہ ۳۴</p> <p>اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ</p> <p>باوجود فتنہ ارتداد لوگ آپ کے لشکر کو شام روانہ کیا گیا ۳۲۹، ۲۲۳</p> <p>اسحاق علیہ السلام ۷۵، ۶۴، ۶۸، ۷۰</p> <p>۵۲۱، ۷۱</p> <p>آپ کی پیدائش کی بشارت ۴۷۶</p> <p>اسفندیار ۳۶۱</p> <p>اسماعیل علیہ السلام ۵۷، ۷۲، ۱۵۲</p> <p>جب آپ جوان ہوئے تو ابراہیم کو حکم ہوا کہ ان کو قربانی میں دے دو ۴۷۲</p> <p>خدا کے حکم پر راضی ہو کر ذبح ہونے کیلئے لیٹ جانا ۱۵۱، ۲۷۵</p> <p>اللہ تعالیٰ اور والد کی مثال فرمانبرداری اور اسکا اجر ۴۷۳</p> <p>ذبح کے واقعہ کے وقت آپ کی عمر تیرہ برس تھی ۴۷۶</p> <p>آپ کے ایک بیٹے کا نام قیدار ہے ۴۴۰</p> <p>آپ کے متعلق ایک غلط روایت ۷۳</p> <p><b>اصحاب الزبج</b></p> <p>فضل اور قارہ کا غدار اور مکاری ۳۹۴</p> <p><b>اصحاب الترس</b></p> <p>حضرت دوسٹ کو کنویں میں ڈالنے والے لوگ ۲۳۸</p> <p><b>اصحاب الصفہ رضی اللہ عنہم</b> ۲۱۹</p> <p><b>اصحاب کعبہ</b> ۳۳</p> <p>نشان دی ۲</p> <p>مقام کعبہ کی تین جغرافیائی علامات ۷</p> <p>افلاطون اسکی ایک غلطی ۵۷۸</p> <p>السیوطی دیکھے جلال الدین ام ۴۷۳</p> <p>الیاس علیہ السلام نیز دیکھے ایلیا ۴۷</p> <p>آپ کے متعلق ایک غلط روایت ۷۳</p>	<p>قراردیا ہے ۲۱۰</p> <p>ہجرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ۳۶۳، ۹۸</p> <p>حیات و ممات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ۴۲۰</p> <p><b>خلافت</b></p> <p>آپ کی خلافت کی پیشگوئی ۳۳۳</p> <p>آپ کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا ۶۶</p> <p>آپ کا انتخاب اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے ۳۲۵</p> <p>آپ کی خلافت کی مخالفت کی خبر ۲۲۳</p> <p>خلاف حالات کے باوجود آپ کی کامیابیاں ۳۲۹</p> <p>حضرت علی نے بھی آپ کی بیعت کر لی تھی ۲۲۵</p> <p>زکوٰۃ کیلئے جنگ ۲۳۱</p> <p>ابو جہل کے بیٹے کو سالار لشکر مقرر فرمانا ۳۳۸</p> <p><b>ابو جہل</b> ۹۹، ۷۶</p> <p>مکہ کے نوکے گروہ کا ممبر ۳۹۵</p> <p>اسکا بیٹا مسلمان ہو گیا اور حضرت ابوبکر نے اسکو جہیل بنا کر بھیجا ۳۳۸</p> <p><b>ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ</b></p> <p>آپ اور آپ کے اصحاب کا قول ہے کہ جس جنت میں ہم رہے وہ زمین پر تھا ۳۳۳</p> <p>قید و بند ۱۱۳</p> <p><b>ابو سفیان</b></p> <p>مکہ میں قحط کے ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا ۵۶۸</p> <p>غزوہ احزاب میں قریش کا سالار ۳۹۴</p> <p><b>ابو عمار وائل</b></p> <p>قریش کو جنگ احزاب کیلئے اکٹھا ۳۹۳</p> <p><b>ابو قحافہ رضی اللہ عنہ</b></p> <p>والد حضرت ابوبکر ۳۲۶، ۲۲۵</p> <p><b>ابو لبابہ بن مندر</b></p> <p>بنو قریظہ کے مطالبہ پر ان کے پاس مشورہ دینے کیلئے جانا ۳۹۷</p> <p><b>ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ</b></p> <p>بخاری میں آپ سے مروی ایک حدیث ۴۷۳</p> <p>احمد البیرونی صاحب آثار الباقیہ ۴۹</p> <p>احمد بن حنبل امام رحمۃ اللہ علیہ</p>
--	---	--

جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ	بنی فاطمہ	حضرت سعد بن معاذ کی مائتھی پر آمالوگی
۴۶۰	مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مہدی بنی فاطمہ	اور حضرت سعد کا فیصلہ
۲۲۰	میں سے ہوگا	انکے مقتولین کی تعداد اڑھائی سو سے
۴۶	بنی وائل	نوسو تک بیان کی جاتی ہے
۴۶	قریش کو جنگ احزاب کیلئے اکسنا	بنو قینقاع
۴۶	بوعلی سینا	۳۹۵، ۳۹۷
۲۹۵	تشخیص مرض کا ایک واقعہ	بنو کنانہ غزوہ احزاب میں
۲۲۶	پٹھان ہندوستان میں کدو فرے آئے	بنو نضیر مدینہ کا یہودی قبیلہ
۵۰، ۴۲	ادھر پھر کچھ بھی نہ رہے	یہود کے اس قبیلہ کی جلاوطنی کے بعد انہوں نے قریش کو جنگ کی ترغیب دلائی ۳۹۵، ۳۹۷
۵۲۳، ۱۵۵، ۱۱۳، ۷۶	فتوحات	جنگ احزاب کے بانی مہابی
۱۶۶	پطرس اسکے بارہ میں مسیح کی بشارت	غزوہ احزاب میں شرکت
۵۴۵	پولوس	بنو ہاشم عبد شمس
۵۲۵	فضل اور گناہ	۳۲۶، ۳۲۷
۱۲۷	پہلااد	تین برس غلہ کے حصول میں رکھٹ ڈلی گئی
۵۲۵	سیلاطوس مسیح کے جلد مر جانے پر تعجب	۱۵۵
۵۲۵	یہود کے تحت کام کرنا	بنی اسرائیل نیز دیکھئے بنو اسحاق یہود ۱۵
۲۲۱	بلاطوس اور اس کی بیوی (مسیح کے)	۱۸، ۱۹، ۹۱، ۹۲، ۲۸۸، ۵۱۷
۲	مقدمہ میں قید ہوئے	فرعون بنی اسرائیل کو ذلیل سمجھتا تھا
۵۲۰	تاتاری فطحات	فرعون کیلئے اینٹیں تیار کرتے تھے
۵۲۰	تارا / تارح	حضرت داؤد اور عیسیٰ کی زبان سے لعنتی
۲۲۱	قورات کی رو سے حضرت ابراہیم کے والد کا	قرار پانا
۲۶۶	تمش رنشی	انعامات
۱۲۷، ۱۲۷	ترک و جہ تسمیہ	انکے عظیم الشان نبی موسیٰ نے اپنے ٹیل کے آنے کی گواہی دی ہے
۲۲، ۲۲	ٹامس بارہم	اللہ تعالیٰ نے اس کو سب سے پہلے بلوایا جہاز چلانے کا فن عطا کیا
۲۷	رسالہ گائیڈ ٹو مگڈال لندن	۲۲۹، ۲۳۰
۱۲۳	ثابت بن قمرہ	یہود کے نزدیک صرف بنی اسرائیل خدا کے پیارے ہیں
۵۲۷، ۱۸۷، ۱۵۸	مشہور صابی طبیب	ان کا عقیدہ تھا کہ نبوت اور الہام صرف ان تک محدود ہے
۳ - ۳ - ۳ - ۳	شہود	۳۰۱
۱۳۰، ۷۵	جبرائیل علیہ السلام	دواہم مسائل میں اسلام سے اختلاف
۶۲	آپ کا تشریف آنحضرت کے سامنے بھی آیا تھا	فرعون کی گاؤ پرستی کا اثر
۳۳	دانیال نبی کو مگاشعہ کی تعبیر بتانا	بنی اسماعیل سے حقارت
۴۳	جرمن (قوم)	بنی اسماعیل
۳۲	جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ	بنی اسرائیل ان کو حقیر سمجھتے تھے
۳۲	آپ کی تصنیف تحریم المظن کا تذکرہ	انجیل کی ایک تشریح
۲۸	خزرج (قوم)	باغ نبوت کی سپرد داری
۲۸	خسرو امیر	نبی آخر الزمان کی آمد
۲۸	خضر علیہ السلام	
۲۸	فرشتے ہیں بشر نہیں	

## خنوک

- اوریں علیہ السلام کا نام ہے ۷۳  
خوات رضی اللہ عنہ ۳۹۴  
خوہس میدیا اور فارس کا حکمران ۳۹  
شاہ فارس حکم الہی کا پابند تھا ۴۱  
یہ کی قباد تھا اور یہی ذوالقرنین ہے ۴۲  
خوہس  
اسکے وزیر کا نام بھی نامان تھا ۵۲۱

## د - د

- دانیال علیہ السلام ۵۱۴، ۲۴، ۱۸  
آپ کا ایک مکاشفہ ۳۳  
ذوالقرنین کے متعلق آپ کی روایا ۳۹  
داؤد علیہ السلام ۴۲۹، ۱۳۲، ۴۳، ۱۰  
۵۲۱، ۴۸۲  
خلافت ۲۲۹، ۶۶  
ذالالینہ ۴۸۳  
علم عطاء ہونا ۲۸۳، ۲۸۲  
آپ کے انیس لڑکے تھے مگر علمی وارث ۲۸۳، ۲۸۲  
سیلمان ہوئے ۲۸۳، ۲۸۲  
ہجرت ۳۱۳  
آپ کے قلعہ کی تفصیل سے حملہ آوروں کا ۴۸۴  
پہانڈ کرانڈ راجا ۴۸۴  
آپ بہت گہرائے ملک میں اندکسٹوں ۴۸۵  
کا غلبہ ہے  
آپ کی زبان سے بنی اسرائیل کا لفظی قرار ۴۸۴  
پانا  
آپ پر تہمت کی حقیقت ۴۸۵  
آپ نے زندہ آدمی خودوں میں جلا دئے ۴۹۸  
تھے

## دوانی

- اے دوانیوں کے قاتلو! پانی لیکر  
پیلے کا استقبال کرو (یسعیاہ) ۴۳۵  
دیانند پٹت ہانی آریہ سماج  
۲۸۷، ۴۸، ۴۷

- ذوالقرنین ۱۳۶، ۴۷، ۳۹، ۳۰، ۳۹  
شخصیت کی تعین ۳۳  
اس سے مراد میدیہ اور فارس کا حکمران  
کی قباد ہے۔ ۳۴  
سید ذوالقرنین ۴۴، ۴۳

- حضرت علیؓ کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ذوالقرنین قرار دیا ہے ۳۵  
امام ہمام، مہدی آخر الزمان بھی  
ذوالقرنین ہیں ۳۵

## ر - ز

- رام چندرجی سری ۴۶۸  
خدا کے اقرار قرار دئے گئے ۴۵  
دکھ کی زندگی ۱۶۶  
ہنومان سے باتیں کرنا ۲۸۸  
ربیعہ  
رچرچو سائڈرس کیپٹن ۷۶  
گڈ مال لندن میں مجموعہ و مجموعہ کے بت  
بنانے والا شخص ۴۸  
رجب عام  
حضرت سلیمانؑ کا فرزند اور نالائق جانشین ۴۸۷  
رٹلے بشپ  
پرائسٹ ہونے کے عزم میں زندہ جلیا گیا۔

- ۱۳۱  
۳۶۱  
رومی دیکھئے جلال الدین  
زکریا علیہ السلام ۶۵، ۶۴، ۶۱، ۵۷، ۴۰  
زلیخا ۴۸۸  
زید رضی اللہ عنہ  
حضرت خدیجہؓ کی بیٹی کے غلام تھے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آزلو کر کے  
اپنے پاس رکھ لیا تھا ۴۱۳، ۴۲، ۴۱۰  
زید بن عمرو  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے  
پہلے ایک توحید پرست عرب ۴۴۹  
زینب ام المومنین رضی اللہ عنہا  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا  
پس منظر ۴۱۳، ۴۱۲

## س - ش

- سناسانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت  
ایران کی مہوسی سلطنت ۴۶  
سامری  
حضرت موسیٰؑ کے سامنے سامری کا جواب  
۱۰۳

- ۱۰۴  
۵۲۱  
سبا ایک شخص کا نام جسکے نام پر یمن میں  
شہر سبا بھی تھا ۴۳۲  
سیدی  
سراقہ بن جشم کسری کے ملائی گڑھے  
پہنائے جانے کی بشارت ۱۴۵  
سرسید احمد خان دیکھئے احمد رضا سید  
سعات علی خان ۲۲۶  
سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ  
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ۳۹۴  
بنو قریظہ کے متعلق فیصلہ ۳۹۷  
سعدی مصلح الدین شیرازی ۱۶۳، ۳۵  
سکندر اعظم بت پرست تھا ۳۸  
پایادہ پرانول کے معبد کا ج ۱۵۶  
اسکی دستبرد سے مکہ معظمہ محفوظ رہا تھا ۳۴  
اس کو ذوالقرنین کا لقب دیا جانا درست نہیں  
۳۷

## سلام بن حقیق نضری

- قریش کو جنگ احزاب کیلئے اکٹھا ۳۹۳  
سلام بن مشکم  
قریشی کے ساتھ مکہ آکر مشرکین کو جنگ پر  
آمادہ کرنا ۳۹۵  
سلیمان علیہ السلام ۱۳۲  
حضرت داؤد کے علم اور کمالات روحانی میں  
وارث ہوئے ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴  
حدود سلطنت ۴۲۹  
بادبانی جہازوں کے بیڑے ۴۳۰  
آپ کے عہد میں سمندری تجارت ۱۳۳  
ملکہ سبا کے ساتھ ادب سے پیش آنے  
کی تاکید ۲۹۰  
آپ کا سفر بادبانی جہازوں کے ذریعہ ہوتا تھا  
۴۸۹  
وادانہل میں جانا ۲۸۶  
آپ کا طائف تشریف لانا ۴۹۲  
گھوڑوں کا معائنہ اور ایک غلط تفسیر کا رد  
۴۸۷  
صدقہ کی حقیقت ۲۸۸  
آپ کے وقت کے جتن ۲۸۵  
انشاء اللہ نہ کہنے کا نتیجہ ۱۰



۲۰۵	آپ کا بلند مرتبہ	۲۹۴	آپ کی بیوی مومنہ مسلمان تھی
۲۰۸	آپ کے فرمانبردار ہونے کی دلیل	۲۹۱	ایک مشرک عورت کے عشق میں مبتلا ہونے کے طعنہ سے بریت
۲۰۸	آپ کو رزقِ کریم سے وافر حصہ ملا	۲۸۸، ۲۸۷	آپ کا جانشین ایسا شخص ہوا جس میں دینداری کی روح نہ تھی
۲۰۴	آپ کا ایمان افروز جواب	۲۳۱	آپ کے جانشین کو دابة الارض کہا گیا ہے
۲۰۸	آپ کھل کر بات کہہ دیتی تھیں	۲۳۱	سلمان رضی اللہ عنہ
۲۰۹	باوجود ایک جنگ میں شرکت کے جاہلیتِ الاولیٰ کی صورت نہیں تھی	۳۹۳	آپ کے مشورہ پر مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی
۲۰۹	بعض لوگوں کی آپ پر بدظنی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بریت	۵۲۱	سموئل
۲۰۴	قرآن کریم میں آپ کی بریت کا خصوصی ذکر	۵۲۱	سید احمد خان - سر - نیز دیکھئے امیر خان سید
۲۰۸، ۲۰۶، ۲۰۵	ایک روایت	۲۳۱	موجزات قرآنی کے منکر تھے
۹۱	عباس رضی اللہ عنہ	۲۸	شافعی ام رحمۃ اللہ علیہ
۲۰۵	آپ کے چار بیٹے آثار - یسپ - افریقہ اور عرب میں دفن ہوئے	۲۸	نسیان کا علاج
۲۰۶	عبدالحی سید	۲۸	شعرانی ام رحمۃ اللہ علیہ
۱۹۸	عبد الغنی شاہ مجددی	۲۰۷	بدظنی کرنے والوں کے خلاف ایک بزرگ کی بددعا
۶۸	عبد القادر جیلانی سید مقبولیت	۹۰	شمس الدین صوفی چشتی
۶۸	عبد القیوم	۱۳۳، ۷۶	شیبہ
۸۸	حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کے ایک استاد	۲۹۵	مکہ کے نوے گروہ کا مہر
۹۱	عبد الکریم مولوی رضی اللہ عنہ	۳۵۳	شیکسپیر
۳۶۶	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیادہ کے متعلق سوال	۲۹۴، ۲۵۷	صلح علیہ السلام
۳۶۶	عبد اللہ بن ابی اسلول رئیس المنافقین	۲۹۴، ۲۵۷	صفوان رضی اللہ عنہ
۳۶۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کی وجہ	۲۰۶	حضرت عائشہ کو دیکھ کر نبی اللہ پڑھنا
۳۶۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے ذیل کر کے نکالنے کا ارادہ	۶۳	صفیہ ام المومنین رضی اللہ عنہا
۳۶۶	عبد اللہ بن ام کلثوم رضی اللہ عنہ	۲۰۹	آپ کی بیوی تھیں رسول اللہ کی صحبت میں پاک ہوئیں۔
۳۶۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا	۳۳	ضحاک
۳۶۶	عبد اللہ بن سبا حضرت عثمان کے عزل کا فتنہ بھڑکانے والا	۵۵۸	طیلوس رومی (mus)
۱۰۴	عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	۵۵۸	اسکے ہاتھوں یہودی تباہی
۱۰۴	دیکھئے ابن عباس	۷	ع - غ
۲۲۳	عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	۲۵۷	عاد
۲۲۳	گھر کی پانی گرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ سے گفتگو	۱۹۱، ۱۸۹	عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا
۲۲۳	حروف مقطعات کی تفسیر	۲۰۷	تکاح اور شادی کی عمر
۲۲۳	آپ حروف مقطعات کو اسماء الہی کے اجزاء قرار دیتے تھے	۲۱۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں صرف آپ کنواری تھیں
۲۰۵	عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ		
۲۰۸	آپ حروف مقطعات کو اسماء الہی کے اجزاء قرار دیتے تھے		
۲۰۸	قراردیتے تھے		
۱۳۳، ۷۶	عقبہ		
۲۹۵	مکہ کے نوے گروہ کا مہر		
۲۲۳	عثمان غنی امیر المومنین رضی اللہ عنہ		
۲۲۳	آپ کی خلافت کی پیشگوئی		
۳۷۲	آپ کے وقت میں قبر میں اور روڈ میں فتح ہوئے		
۳۷۲	عبد اللہ بن سبا کا آپ کے خلاف فتنہ بھڑکانا		
۱۰۴	آپ کے قتل سے حضرت علی کا دامن پاک تھا		
۱۰۴	عرب (قوم)		
۲۵۳	اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد		
۳۵۳	عرب کی عورت اپنے حقوق طلب کرنے میں ہوشیار ہوتی ہے		
۱۲۰	ہندوستان میں کروفر سے آئے اور پھر کچھ بھی نہ رہے		
۳۱، ۳۷	عزرائی علیہ السلام		
۲۵۸	عزرائی		
۳۹۳	عقل (قبیلہ)		
۲۹۵	اصحاب الرجیح سے غداری		
۱۱۳، ۱۱۳	عقبہ		
۱۰۲	مکہ کے نوے گروہ کا مہر		
۲۲۳	علی بن ابی طالب امیر المومنین		
۱۰۲	انتہائی ہمتی ہارون		
۳۵	من مومنی (حدیث)		
۲۲۳	آپ کو بھی دو اقرنین کہا گیا ہے		
۲۲۳	آپ کی خلافت کی پیشگوئی		
۲۲۹، ۲۲۵	اسد اللہ نقاب ہو کر بھی ابوبکر کی بیعت کرنی پڑی		
۵۸۶	صلح حدیبیہ کے موقع پر ہنسنا اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مٹانے سے چکنا چٹ		
۱۰۲	حضرت عثمان کے قتل سے آپ کا دامن پاک تھا		
۲۲۳	آپ سے سچے روحانی علوم دنیا میں پہنچے		
۲۲۳	حروف مقطعات کی تفسیر		
۲۲۳	آپ حروف مقطعات کو اسماء الہی کے اجزاء قرار دیتے تھے		



میں نے بھی خود بلا واسطہ حضرت علی سے  
قرآن کے بعض معارف سیکھے ہیں (نور اللیقا)

۲۲۳

ناد علی

عماد الدین اسماعیل سلطان

صاحب تعزیم البلدان

عماد الدین پادری

عمر بن خطاب امیر المومنین رضی اللہ عنہ

خدا کے رسول کو ماننے کا نتیجہ

حیات و ممات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی معیت

صلح حدیبیہ کی بعض شرائط سے گہرا رہتے

۵۸۶

آپ کے قول حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ

تعریف

آپ کی خلافت کی پیشگوئی

آپ کے عہد میں قیصر و کسریٰ کے خزانوں

کا مدینہ آنا

سُورَةُ كُوسِرِيِّ كَ طَلَّيْ كُ رُطَّے پھٹائے

۱۴۵

یرشلم کے گرجا میں ناز پڑھنے سے انکار اور

اسکی وجہ سے

حضرت عائشہ آپ کا مقابلہ قرآن کریم سے

کرتی تھیں

عروج بن عقیق

عیسیٰ بن مریم مسیح ہماری علیہ السلام

۵۲، ۱۵، ۱۲۳، ۱۲۹، ۵۲۱

ایہا ولود کیسے ہوئے

بنی اسرائیل کے آخری پورے

آپ کے دو بھائی یوسف اور یعقوب

کَانَ فِي الْمَقْدِسِ حَقِيقَت

صلح کار کے معنی میں خدا کا بیٹا

وَإِنَّهُ لَنِعْمُ الرَّسُولُ فِي ضَمِيرِ آدَمِي

بجائے قرآن کریم کی طرف پھرتی ہے

آپ کے قیامت کی نشانی ہونے کا رد

دُکھوں بھری زندگی

نہ قتل ہوئے اور نہ صلیب پر مرے

آسمان پر جا کر رہنے کی نفی

کفارہ

۴۶۱

پہننے کے لئے کا رد

فرمایا میں طہین سے تجویز کرتا ہوں اگر تم میں

طائر کی صفت ہو

بلاغ کی تمثیل

آپ کا قول "دو تہند خدا کی بادشاہت میں

داخل نہیں ہو سکتا"

پطرس کیلئے شدت

عیسائیوں کی نظر میں ملعون ٹھہرے

آپ کی زبان سے بنی اسرائیل کا نطق ہوتا

آپ کے دشمنوں کا انجام

الوہیت مسیح کا رد

عیسائی آپ کو کلمہ کہنے سے درجہ الوہیت

دیتے ہیں

عیسائیوں نے آپ کو خدائے مجسم بنادیا

عاجز اور خاکسار انسان کو خدا بنایا گیا

مسلمانوں کا آپ کی ذات میں الوہی صلت ماننا

آپ کی الوہیت کے رد میں ایک دلیل

باوجود الوہیت کے یہود سے ڈرتے رہے

عیسیت بن حصین فزاری

غزوہ احزاب میں بنو غطفان کا سپہ سالار

غالب اسد اللہ خاں

غطفان قیس

یہود کا مزید حملہ کیلئے اُکھٹا

غزوہ احزاب میں کھد کی طرف سے شرکت

غزوہ احزاب میں یہودی لشکر کے مقدمہ الجیش

غلام احمد قادیانی مرزا مسیح موعود و مہدی ہجو

علیہ السلام

سن ۱۸۳۵ء میں

آپ کا ذوالقرنین ہونا آپ کی مستحکم ولایت

اکتیس مختلف کینٹنڈوں کے مطابق آپ کی

زندگی میں دو صدیوں کا پایا جانا

مقام

اس زمانہ کا منہم علیہ

موعود و انبیاء جانشین خاتم الرسل و خاتم النبیین

بروز محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۹۴

یہ ہمارا آقا غلام احمد ہے

وحی الہی میں آپ کو ابراہیم کہا گیا ہے

ہمارے مرشد و مولیٰ

ہمارا امام

خدا کا فرستادہ

خدا کا نام لینے والا ایک شخص پیدا ہوا تو

اسکے نفوس قدسیہ کے فیض سے تم یہاں

بیٹھے ہو

اس گاؤں میں بھی ایک شخص پر خدا کے فضل

کی بارش ہوئی اور پھر باوجود سخت مخالفت

کے ایک قوم خدا کے دین پہنچنے والی پیدا

ہو گئی

یہ خدا پرست جماعت یہ پابند کتاب و

سنت مرزا کیلئے (مقتدا حق)

امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ

بھی دراصل دعاؤں سے بے خبر ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے آپ کے

سامنے سوال کرنے میں کبھی پہل نہیں کی

صداقت

صداقت کا ثبوت

آپ کے وقت کا فرقان

خدائی نصرت کا بیان

آپ سے حضرت عیسیٰ والے معجزات

دکھانے کا مطالبہ

مخالفین کا رویہ

لوگوں کے اعتراضات

علماء کے اعتراض کا جواب

آپ کو مجتہد۔ مہدی۔ مسیح ماننے میں لوگوں

کو وقت نہ ہوتی اگر وہ آپ کو منہاج نبوت

پر پرکتے

اس گاؤں میں ایک راستہ باز آیا اس نے حق

پھیلانا چاہا مخالفوں نے روک ڈالی مگر وہ

سب روکیں اٹھ گئیں

کل قومیں آپ کی دشمن ہو گئی ہیں۔ خدا کے بغیر

کوئی انکی حفاظت کر سکتا ہے

الہامات

كَيْفَ تَكْفُرُ بِاللَّهِ وَتَكْفُرُ بِالرَّسُولِ

يَعِصِمُكَ اللَّهُ وَلَوْلَا يَعِصِمُكَ

النَّاسُ

نَحْنُ نَأْتِيكَ مُعْطَرًا وَقُلْنَا يَا نَارُ كُونِي

۱۳۰



۳۹۶	قوم سے خطاب	۱۳۱	جل کر کباب ہو گیا	۱۳۱	مومن آغفرت کے بلانے کو اللہوں کے بلانے
۳۹۲	کنانہ بن رزیح بن ابی حقیق نضری	۳۳	ما جوح بن یافث نیز دیکھئے یا جوح	۲۳۲	جیسانہ سمیں
۳۹۵	قریش کو جنگ احزاب کیلئے اکسنا	۲۸۷	مادری ہندو متھاجی کا کردار	۷۹	تفصیح
۲۸۷	غطفانیوں کو جنگ احزاب میں شرکت پر	۲۸۷	ماریہ اتم المؤمنین رضی اللہ عنہا	۵۶۰	شافع ہونے کے دلائل
۲۸۷	آبادہ کیا	۲۸۷	آپ پہلے عیسائی تھیں رسول اللہ کی	۱۱۵	نبی اتمی
۲۸۷	کنعانی (قوم)	۲۸۷	معیت میں پاک ہوئیں	۵۵۲، ۵۵۱	نور اور بشر کی بحث
۲۸۷	کنعانیوں میں جو فلسطین کے قدیم باشندے	۲۸۷	متی	۲۷۱	آپ کا پاک نام ابراہیم بھی تھا
۲۸۷	تھے انسانی قربانی کا رواج تھا	۱۸	مجاہد	۲۷۱	مقصود لعنت
۳۹	کورس دیکھئے جرجس	۱۶۲	مجرس کی دو سلطنتیں کیانی اور سلسانی	۲۷۱	خلقت روحانی و تمدنی کے وقت لوگوں کو
۳۹	کوش	۲۷	مرقس	۲۷۱	سہری کی سے نور کی طرف لائے
۳۹	کیانی مونی کے وقت ایران کی مجوسی سلطنت	۱۶	مریم علیہا السلام	۵۸۷	آپ کے ذریعہ انقلاب عظیم
۳۹	کیقباد	۱۶	موسیٰ و مارون کی بہن نیز حضرت مسیح کی	۱۵۴	آپ کا مذہب بھی ابقائے مذہب تھا
۳۹	۵۲۵ ق م میں ایران و فارس کا بادشاہ	۱۶	والدہ کا نام بھی ہے	۱۵۴	آپ کی بعثت کا مقصد کفر کی حد بندی ہے
۳۹	اسکی سلطنت کی حدیں جوچستان تک تھیں	۱۶	اُخت ملدون کی حقیقت	۱۸۳	بعثت کی اصل غرض
۳۹	یہ خود ہی تھا اور یہی ذوالقرنین ہے	۱۶	بقول عیسائیوں کے آدم کے گناہ کے سبب	۲۱۵	توحید کی حفاظت
۳۹	گاتھ	۱۶	گہنگار ٹھہری	۳۶۲	شرک کے سب سے بڑے دشمن
۳۹	گومر	۱۶	آپ کو بعض عیسائی فرقے شلیت کا مقیم	۳۶۲	عرب جیسے ملک سے بت پرستی کا استیصال
۳۹	لات	۱۶	مانتے تھے	۳۶۲	فریاد
۳۹	لطف اللہ کنوی	۱۶	محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ نام ابی بنی صلی اللہ علیہ وسلم	۳۶۲	اپنا قراء کو تبلیغ
۳۹	عیسائیوں کو الزامی جواب	۱۶	۹۰، ۷۶، ۵۵، ۳۹، ۳۲، ۱۸	۳۶۲	صداقت
۳۹	لحمان علیہ السلام	۱۶	۵۲۳، ۳۶۰، ۱۹۰، ۱۸۵	۳۶۲	آپ کی نبوت کی شناخت کے ذرائع
۳۹	حکمت جو آپ کو دی گئی	۱۶	مقام	۳۶۲	آپ کی صداقت کے دلائل
۳۹	عقائد کے ذکر کے بعد عمل کے متعلق وعظ	۱۶	خاتم کلمات نبوت خاتم کمال انسانیت	۳۶۲	کعب بن اسد رئیس بنو قریظہ کا آپ کو
۳۹	بیٹے کو آپ کی نصیحت کے دس احکام	۱۶	انبیاء میں آپ کا خصوصی شرف	۳۶۲	تورات کی پیشگوئیوں کے مطابق سچا نبی
۳۹	نو مقرر اس نے لکھا ہے "بدکاری کرو اور پیٹ	۱۶	ختم نبوت کی صداقت پر دلیل	۳۶۲	تسلیم کرنا
۳۹	بھر کر کر کیا یہ تیرے لئے کفارہ نہیں ہوا"	۱۶	خاتم انبیاء ہونے کی حقیقت	۳۶۲	آپ کی وفات پر ابو بکرؓ کا انتخاب اسلوم
۳۹	لوط علیہ السلام	۱۶	اظم اللہ اور جامع کلمات نبوت و انسانیت میں	۳۶۲	کی حقانیت کی دلیل ہے
۳۹	لوقا	۱۶	نہی کریم اور رسول رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم	۳۶۲	آپ کے مجنون نہ ہونے کی دلیل
۳۹	لیٹی ہر شب	۱۶	۱۰۸	۳۶۲	نصرت الہی
۳۹	پرائیٹ ہونے کے جرم میں آگ میں زندہ	۱۶	لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ساتھ اگر مَحْمَدٌ	۳۶۲	ہر نبی کا قصہ آپ اور آپ کے سرور کاروں
۳۹	جلایا گیا	۱۶	رَسُولُ اللَّهِ کے الفاظ نہ ہوتے تو توحید کمال	۳۶۲	کی صداقت اور حقیقت کے ثبوت کے لئے
۳۹	لیکھرام معجزات قرآنی کا منکر تھا	۱۶	نہ ہوتی	۳۶۲	ہوتا ہے
۳۹	اس کے قتل ہونے پر آریہ سملج - برہمنوں اور	۱۶	سائوحنی ایٹک میں قرآن شریف اور حدیث	۳۶۲	آپ کی دعا سے مکہ والوں سے قحط کا
۳۹	سکھوں کی بھڑکائی ہوئی آگ	۱۶	صیح شامل ہیں	۳۶۲	دور ہونا
۳۹		۱۶	خدا کا محبوب بننے کیلئے آپ کی اتباع کی تاکید	۳۶۲	آپ کا فرقان جنگ بدر کا دل تھا
۳۹		۱۶		۳۶۲	آپ کے مخالفین کی تباہی کا انداز
۳۹		۱۶		۳۶۲	مخالف حالات کے باوجود کامیابی
۳۹		۱۶		۳۶۲	آپ کا ایک عظیم معجزہ

آپ کی چند گھنٹے کی صحبت بھی آدمی کو استباز  
بنادیتی تھی ۲۵۹  
حفاظت ۱۳۰  
صادق و امین ہونے کا ایک ثبوت ۲۱۳  
عَدِّ ذُنُوبِ ثَلَاثٍ کے مصداق ۲۵۸  
اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ۵۲۳، ۵۲۵، ۵۲۵  
آپ کے لئے الہی نصرت کا آنا لازم ۱۳۲  
قرآن میں کے نتیجہ میں الہی نصرت کا نمود  
بنے ۱۵۱

### پیشگوئیوں کے مصداق

سب نبیوں سے آپ کی نبوت کی خبر دینے والے  
آپ کے ظہور کی پیشگوئی کرنے کا عہد لیا گیا  
۳۹۱  
دانیال نبی کے کشف میں آپ کے ظہور کی پیشگوئی  
۳۳  
آپ کی ہجرت کے ایک سال بعد اہل مکہ پر  
عذاب آنے کے متعلق یسعیاہ کی پیشگوئی ۱۱۳  
اہل مکہ پر عذاب کے وقت آپ کسان میں  
موجود نہ ہونے کی پیشگوئی ۱۹۴  
موسیٰ کے واقعہ میں آپ کی ہجرت کی خبر ۲۴۳  
حضرت ایوب کے واقعہ میں آپ کے سفر ہجرت  
کی پیشگوئی ۲۹۱  
انجیل میں آپ کے متعلق شدت ۱۵  
مکاشفۃ یوحنا کے مطابق آپ سے ایک ہزار  
سال بعد یاجوج و ماجوج اسلامی سرزمین  
پر قبضہ کریں گے ۵۰

### مماثلت

آدم کا قصہ بیان کر کے آپ کو اللہ تعالیٰ کی  
نصیحت ۱۰۸  
حضرت ابراہیم سے مماثلت ۱۲۹  
قیل موسیٰ ۲۳۰، ۲۳۰، ۲۳۰  
۵۴۶، ۳۸۵، ۳۲۷  
موسیٰ کے حالات بتا کر آپ کو تسلی دیا جاتا  
۸۲  
موسیٰ کے واقعہ میں آپ کی ہجرت کی خبر ۹۸  
آپ کو بتا دیا گیا تھا کہ آپ کو جنگیں کرنی  
پڑیں گی ۸۶  
موسیٰ کے مقابلہ میں صبر ۳۲

آپ کے بیان اور موسیٰ کے بیان میں فرق ۲۶۴  
زکریا اور موسیٰ کے واقعات بتا کر آپ کو  
اللہ تسلی دیتا ہے ۶۱

### سیرت

اسوۂ حسنہ ۲۰۰  
كَانَ خُلُقُهُ الْقُدَانُ ۲۰۵  
حضرت خدیجہ کی نظر میں آپ کا مقام ۲۰۷  
حلف الفضول کا قیام اور مظلوموں کی  
حمایت ۵۸۴  
ہمت و استقلال ۵۸۴  
شجاعت ۳۲۸  
فراخ حوصلگی ۹۴  
جنگ احزاب کے موقع پر دشمن سے رولوری  
کاسلک ۳۹۴، ۳۹۵  
فتح مکہ کے موقع پر عام معافی ۵۹۱  
امن دوست تھے ۳۰۶  
سیاست اور دانائی ۳۹۶  
ولداری کا ایک انداز ۳۱۰  
نجران کے عیسائیوں کو مسجد نبوی میں عبادت  
کرنے کی دعوت ۱۵۷  
آپ اپنے واسطے مل جمع کرتا اور مل و دولت  
سے دل نہ لگانا سمجھتے تھے ۴۳  
قرآن کریم میں آپ کے اخص کا ذکر ۷۱  
خدا تعالیٰ کے حضور عاجزی ۱۹۴  
”مجھے کیا علم تھا کہ ملا علی میں میرے متعلق  
کیا مباحثات ہو رہے ہیں“ ۲۹۳  
اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر شکر ۲۴۶  
نیند سے اٹھتے ہوئے اور کھڑے ہونے پر  
بھی شکر یہ لو کرتے ہوئے دعا پڑھتے تھے  
۳۲۳  
آپ کے خطوط مختصر نویسی، جامع و مانع لکھا  
اور عمدہ طرز تحریر کے حامل ہیں ۳۹۱  
آپ کو حکم دیا گیا کہ اعلان کریں کہ میں متکلفین  
میں سے نہیں ہوں ۳۹۵  
صحابہ کے ساتھ مل کر اپنے ہاتھ سے کام کرنا  
۲۷۹، ۳۱۵  
امت پر آپ کا ایک احسان ۳۶۶

### تاریخ

آپ حضرت ابراہیم کی اولاد سے تھے  
۱۵۰، ۲۷۳  
آپ حضرت خدیجہ کے تیسرے خاوند تھے  
۲۱۶  
آپ سے پہلے عرب کے بعض موجد لوگ  
۲۴۹  
ہجرت ۳۱۳  
مدینہ کی طرف ہجرت ۱۵ جولائی ۶۲۲ء  
کو ہوئی ۳۶، ۲۳۵  
مدینہ سے آٹھ برس بعد وطن آئے اور  
دس برس بعد اسے فتح کیا ۳۱۴  
ملہ رمضان میں عید کے قریب ضحیٰ کے  
وقت مکہ فتح فرمایا ۹۴  
دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ پر حملہ  
۵۹۰  
غزوہ احزاب کی ایک رات حضور کا آواز  
دینا کہ کوئی جا کر کفار کے لشکروں کا  
پتہ لگائے ۳۹۲  
یہود کے حالات معلوم کرنے کے لئے  
آدمی روانہ فرمایا ۳۹۱  
آپ کے وقت مجوس کی ساسانی حکومت  
تھی ۲۶  
قیصر روم کے اثر و نفوذ کو روکنے کی  
کامیاب کوشش ۵۸۴  
لبن صیاد سے ملنا ۵۶۸  
محافظت  
بعض پیشگوئی کی بناء پر آپ پر اعتراضات  
۲۴۲  
آپ کے متعلق ایک عیسائی کے اعتراض کا  
جواب ۴۱۱  
آپ سے عبداللہ بن ابی اسلم کے  
حسد کی وجہ ۹۸  
آپ کو پکڑ کر لانے والے کیلئے اونٹوں کا  
انعام مقرر تھا ۹۹  
آپ کے خلاف نو عہدیں مکہ کی شرارتیں  
۲۹۵  
دعویٰ نبوت کے بعد آپ کے خلاف جو شس  
اٹھا ۱۱۰

منوجی  
۱۳۸، ۱۲۷، ۲۸  
موسے علیہ السلام ۸۵، ۶۷، ۶۴، ۲۸  
۱۲۹، ۱۰۲، ۱۰۰، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۷  
۳۲۷، ۳۲۳، ۳۱۹، ۳۰۶، ۱۵۸  
۵۲۰، ۵۱۷، ۴۷۶، ۴۵۸، ۴۱۱، ۳۷۸

### تاریخی واقعات

۸۶ وجہ نسبیہ  
آپ کے وقت فوج کی کیانی سلطنت تھی ۲۶  
آپ کی والدہ آپ کی طرف سے فارغ یعنی مطلق  
ہو گئی ۳۱۰  
آپ کی والدہ کا الہام پر عمل ۲۰۹  
آپ کو فرعون کی بیٹی نے پالا تھا ۲۰۹  
شادی کی شرط ۳۱۳  
یوشع کے ساتھ سفر ۲۶  
آپ کا قد؟ ۱۷۱  
آپ کی حقیقی بہن بھی آپ پر الزام لگانے والی  
میں شامل تھی۔ اسے جہاد ہو گیا ۴۲۳  
سامری کا جواب ۱۰۳  
حضرت خضر کے سامنے تین سوالات کا جواب  
خود انکی زندگی کے حالات میں ملتا ہے ۳۱

### مقام

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر انضال ۲۷۹  
سرفرازی ۲۲۳  
شکر قرآن میں ذکر ہونے کی وجہ ۵۷۶  
آپ کا معراج ۳۲، ۲۷  
آپ کا ایک کشف ۳۱۶  
آگ کی تجلی ۸۶، ۸۳  
آگ اور سانپ دکھائے جانے سے مراد ۲۸۰  
آپ کے ذریعہ گائے پرستی کا اثر دور کیا  
جانا ۱۰۱

### سیرت

شہانہ مزاج ۲۹  
بادشاہ کے گھر میں تربیت اس لئے دی  
کہ اللہ انہیں حکومت دینا چاہتا تھا ۳۱۰  
مجاہدات ۸۸  
اخلاص ۷۱  
اللہ تعالیٰ کا فضل ایسے لوگوں کے شامل حال  
رہتا ہے جو حضرت موسیٰ سی طبیعت رکھتے  
ہوں ۳۱۵

۳۴ کے بارہ میں آپ کا فرمان  
بدر کی جنگ میں کفار مکہ کی لاشوں پر آپ کا  
فرمان ۳۰۰  
آپ کی لائی ہوئی زبردہ ۱۳۳  
آپ کے استغفار کی حقیقت ۵۸۲  
اس بات کا رد کہ حضور کی زبان پر تین لفظ  
الْعَدَاوَةُ الْعُلَىٰ وَانَّ شَفَاعَتَهُمْ  
لَتُدْرَجُ کے کلمات جاری ہوئے تھے ۱۷۰  
غیب جاننے سے انکار ۳۶۵

### متفرق

آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہدایت ۱۰۷  
آپ کی خواہش کے بغیر آپ کو قرآن عطا کیا گیا  
۲۷۸  
باوجود عالم ہونے کے آپ کو ربّ زدنی  
عزما کی دعا کرنے کا حکم ۵۲، ۲۸۳، ۱۰۸  
آپ نے یہود و نصاریٰ کو بتایا کہ آپ کو اللہ  
نے الہامی کتابوں کا مفسر بنایا ہے ۲۰۱  
آپ کیلئے باعث فخر امر ۳۳۸  
آپ کی تسکین کیلئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ۲۸۲  
آپ کے صحابہ کی بے مثال اطاعت ۳۲۶  
صحابہ کی آپ سے ساریوں کیلئے درخاست ۶۳  
آپ کے ساتھ تین قسم کے لوگ ۱۸۲  
پہلے نبی کریم بھی دنیا سے جلدی چل دئے  
آپ کی وفات کے بعد مسلمان بھی فتنہ میں پڑے  
۱۰۰  
قرآن کریم کو مجبور چھوڑنے کے بارہ میں  
خدا تعالیٰ کے حضور شکایت ۲۴۶  
آپ کے در کی حقیقت ۹۵  
حضرت صفیہ کا اپنی سونوں کے متعلق مشکوہ  
۶۳

### محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا ایک قول ۲۱۳  
محی الدین ابن عربی نیز دیکھئے ابن عربی  
فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک عمارت  
کے کتبہ سے معلوم ہوا کہ تیس لاکھ سال  
قبل بنائی گئی تھی ۳۴۹  
معاویہ ۱۳۴  
عبداللہ بن سبا کو قید کرنا ۱۰۳  
مغل ہندوستان میں کروفر سے آئے اور  
پھر کچھ بھی نہ رہے ۱۲۰

اہل مکہ کا آپ کو اور آپ کے صحابہ کو عمرہ  
سے روکنا ۱۵۹  
عرب کے قدیم باشندے اور یہود آپ کے  
مخالف تھے ۵۵۴  
آپ کے خلاف مخالفین کا جنگ کی آگ بھڑکانا  
۱۲۹  
آپ سے موسیٰ کے معجزات کا مطالبہ ۳۱۹  
عیسائیوں کا آپ سے تعصب اور نفار ۷۸۰  
کشف، رؤیا، بشارات  
آپ پر اصحاب کف اور مغربی اقوام کی آئندہ  
ترقیات کا بذریعہ کشف ظاہر ہونا ۳۰۸  
مدینہ کے متعلق آپ کی ایک رؤیا ۳۱۶  
ایک رؤیا کی بنا پر پندرہ سو صحابہ کے  
ساتھ عمرہ کیلئے مکہ روانہ ہونا اور صلح حدیبیہ  
کا واقعہ ۵۸۶  
صحابہ کو دنیا کا حکمران بننے کی بشارت ۳۲۶  
سُراقہ کو کسریٰ کے طلائی کڑے  
پہنائے جانے کی بشارت دینا ۱۳۵  
ایک نوجوان کے متعلق آپ کی پیش گوئی اور  
اسکا پورا ہونا ۳۵  
فرمودات  
آپ کی ایک دعا ۱۳۷  
آپ کا لطیف ارشاد ۵۷۵  
انسان اور اسکی آرزوؤں کے متعلق ایک  
شکل بنانا ۴۶۶  
اُمت کو حفظ امراتہ کی تلقین ۲۹۰  
اَلْمَوَدَّةُ فِي الْقُدْبِیِّ کی حقیقت ۵۴۵  
اہل بیت المؤمنین کو ذیوی زینب و زینب  
اور مال و اسباب کی خواہش نہ کرنے کی تلقین  
۴۰۳  
حضرت زینب اور زید کے معاملہ میں پریشانی  
ہونے کی وجہ ۴۱۳  
حضرت جبرئیل سے ایک سوال ۷۵  
احسان کی تعریف ۲۵۹  
آپ جمعہ کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں  
اکثر سورۃ السجدہ پڑھا کرتے تھے ۳۷۶  
آپ نے متواتر روزے رکھنے اور ساری  
رات جاگنے سے منع فرمایا ہے ۳۲۳  
سب سے افضل اور سب سے اونچی نیکی



<p>۲۶۸ غوث شاہ تہی آپ کی قوم عالی شان مکان اور سپہر بناتی تھی</p> <p>۲۷۰ حضرت نوح کی عمر نو سو پچاس سال ہونے میں کوئی استہاد نہیں</p> <p>۳۳۳ اہلسیم آپ کے اتباع میں سے تھے ۲۷۰</p> <p>۱۰۹ آپ بھی آدم تھے</p> <p>پہلا انسان ہے جو غفلت کے زمانہ میں لوگوں کو آگاہ اور بیدار کرنے آیا تھا</p> <p>۱۷۶ آپ کی تعلیم کا خلاصہ</p> <p>۱۷۹، ۱۷۸ نوح کے واقعات میں اسباق</p> <p>۱۷۷، ۱۷۶ آپ کی تکذیب اور آپ کی دعا</p> <p>۲۵۷ دشمنوں کے مقابلہ پر نصرت الہی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عقیدت</p> <p>۷۹ عیسائی آپ کے عید بیان کرتے ہیں</p> <p>نور الدین خلیفۃ المسیح الاول</p> <p>مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت</p> <p>۲۰۶ مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت و محبت کا اظہار</p> <p>۳۰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معائنہ اللہ ہونے پر حق الیقین</p> <p>۱۸۲ میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ میرے سامنے اب کسی نشانی یا اعجاز کی ضرورت میرے ماننے کیلئے نہیں رہی</p> <p>۱۸۲ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ نکتہ سنا کہ صرف محبت کافی نہیں بلکہ ہم میں ہو کر جہاد بھی کریں</p> <p>۳۳۶ لائسنس لٹینی کے فقرے سے فیضیابی اور</p> <p>۳۹ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لوب</p> <p>خدا کا منشاء ان (حضرت کی حرم) کیلئے بھی وہی ہے جو رسول اللہ کی بیویوں کیلئے تھا</p> <p>۲۰۶ اس دفعہ کے نا عاقبت اندیش فیاضین کے رویہ پر تعجب</p> <p>۱۸۵، ۱۸۳ قرآن سے محبت و عقیدت</p> <p>۷۶ قرآن کریم سے متعلق اعتقاد</p> <p>۱۷۷ قرآن کریم کو ہر دفعہ نئی شان میں آیا پہلا</p> <p>۵ قرآن کریم سنانے کا جوش اور عشق</p> <p>مجھے قرآن کے برابر پلیدی کوئی کتاب نہیں ملی اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں</p>	<p>آپ اور آپ کی جماعت کی نجات</p> <p>۲۶۵</p> <p>فیاضیت اور فیاضین کا انجام</p> <p>۵۵۷، ۵۵۶ فرعون کی نظر میں آپ کا مقام</p> <p>۹۳ فرعون کی آپ پر بدعتی</p> <p>۱۸۳ فرعون کی طرف سے آپ پر افسوس</p> <p>آپ کے منکرین کے انکار کے دو سبب</p> <p>۲۸۲ عیسائی آپ کے عید بیان کرتے ہیں</p> <p>۷۹ آپ کے دشمنوں کا انجام</p> <p>۵۲۳</p> <p>میںس</p> <p>۵۷۱ موسیٰ سے مقابلہ</p> <p>۱۳۱ میری عک</p> <p>ن</p> <p>ناتک گرو</p> <p>ان کے چیلوں نے آپ کو اوتار بنایا</p> <p>۲۱۵ نذیر احمد حافظ</p> <p>۳۳۱ معجزات قرآنی کے منکر تھے</p> <p>نصرت جہاں بیگم حرم حضرت مسیح موعود علیہ السلام</p> <p>آپ کی ماں حضرت خدیجہ کا ذکر غیر</p> <p>۲۰۶ خدا کا منشاء ان کیلئے بھی وہی ہے</p> <p>۲۰۵ رسول اللہ کی بیویوں کیلئے تھا</p> <p>نصرین حارث</p> <p>۳۶۰ ایک قصہ گو کا فر سردار</p> <p>۲۹۵ منکر کے نو کے گروہ کا ممبر</p> <p>موجودہ زمانہ کے ناول نویس نصرین حارث</p> <p>۳۶۱ کے روحانی شاگرد ہیں</p> <p>نعمت خاں مؤرخ</p> <p>حسن کا نیک کیا ہے اسی کو گایا دی ہیں</p> <p>۲۹۰</p> <p>نبوکدنصر شاہ بابل</p> <p>۴۰</p> <p>نمرود</p> <p>۷۶</p> <p>۵۲۳ ہے نام و نشان رہ گیا</p> <p>۳۲۵ آج اسکی اولاد کا پتہ لگانا مشکل ہے</p> <p>نملہ (قوم)</p> <p>۲۸۷</p> <p>نوح علیہ السلام</p> <p>۱۷۱، ۱۵۸، ۷۳</p> <p>۱۸۷، ۱۸۳، ۱۸۴</p> <p>آپ کا وطن و جد و فرات کا علاقہ تھا</p> <p>۳۶۸ آپ کی قوم یورپ، امریکہ کی طرح</p>	<p>آپ کو پیغمبری آپ کی خواہش کے بغیر دی گئی</p> <p>۲۷۸، ۲۵۹</p> <p>نہی یا حکم بننے کے خواہشمند نہ تھے</p> <p>۳۹۳، ۹۳</p> <p>آپ کے جو کس ہونے کی دلیل</p> <p>۳۱۲ آپ نے فرعون کے احسان کا اقرار کیا تھا</p> <p>۳۶۰</p> <p>اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرعون سے نرمی سے گفتگو کرنے کا حکم دیا</p> <p>۳۹۰</p> <p>فرعون کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہو گئے</p> <p>۲۶۳</p> <p>نشانات</p> <p>آپ کے معجزات</p> <p>۳۶۱</p> <p>آپ کے نشانات</p> <p>۲۸۱</p> <p>آپ کا فتنہ وہ واقعہ تھا جس میں فرعون اور اسکا لشکر فرق ہوا اور آپ اور آپ کی جماعت بچ گئی</p> <p>۲۳۵</p> <p>آپ کی دعا کے نتیجہ میں بنی اسرائیل چالیس سال سرگرداں رہے</p> <p>۲۶۳</p> <p>میل موسیٰ</p> <p>اپنے قیل کی پیشگوئی فرمنا</p> <p>۵۷۷، ۲۳۰</p> <p>آپ نے تین دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی ہے</p> <p>۳۱۸</p> <p>آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ سے مشابہت</p> <p>۷۱</p> <p>چونکہ نبی کریم کو قبل موسیٰ فرمایا اسلئے حضرت موسیٰ کا ذکر قرآن مجید میں بہت آیا</p> <p>۳۰۶</p> <p>آپ کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت کی خبر</p> <p>۹۸</p> <p>فَلَا تَكُنْ فِي يَدَيْهِ مِنْ يَقَاقِلَ حَقِيقَتِ</p> <p>۲۸۵</p> <p>آپ نے اِن میں رقی فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِن اللہ مَعَنَا</p> <p>۳۶۳</p> <p>نصرت الہی</p> <p>نصرت الہی</p> <p>۵۳۵</p> <p>دشمنوں سے مخالفت اور پھر منظر و منصور ہونے کا ذکر</p> <p>۸۷</p> <p>فرعون کے مقابلہ میں آپ کی تائید</p> <p>۳۰۸</p> <p>فرعون کی شہادتوں سے مخالفت</p> <p>۵۲۳</p>
---	--	--



یا جوج و ما جوج کے بارہ میں اردو میں تحقیق  
شائع کر نوالے پہلے انسان ۴۷  
مباحثہ کے متعلق آپکا طریق ۵۶۸  
مسلمانوں کے اِدبار و فَلَاکت پر خدا تعالیٰ  
کے حضور رجوع ۱۶۵  
والدہ کی وفات کی خبر سُن کر اپنی صبیح بخاری  
وقف فرما ۵۷۸  
میں نے خود کئی بار کئے ہیں ہر بارہ میں  
مجھے آرام ۳۵۳  
بڑھاپے میں اولاد کا عطا ہونا ۵۸  
اپنی ایک چھوٹی بچی کا ذکر ۴۰۶  
آپکے ایک پیر شاہ عبدالغنی کا فرمان کہ  
ہندوستان کے لوگ سورۃ نور پر عمل نہیں کرتے  
۱۹۸  
فدوسی کے استاد قاسم علی راضی کا ذکر ۱۷۲  
دنیا میں سکمی رہنے کیلئے ایک ستلو کی نصیحت  
۴۵۵  
غولاب میں طاعون کو مانتی اور آدمی کی شکل  
میں دیکھنا ۴۲  
ایک واقعہ ۲۰۱  
ایک نوب کے گھر میں وعظ ۴۰۹  
ایک عیسائی سے گفتگو ۴۶۱

### نکات معرفت

میں یقین کرتا ہوں کہ خدا نے جو حکم دئے ہیں انکو  
ہم کر سکتے ہیں اور اس کے موافقت سے ہم  
رک سکتے ہیں ۴۰۵  
میرا تو اعتقاد ہے کہ ان (دنیا کے بادلوں)  
کو کوئی نہیں گن سکتا ۸۰  
وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ کے ذوقی معنی ۳۳۸  
ایک فقیر سے سوال اور اسکا عارفانہ جواب  
۱۲۰  
ایک نکتہ ۳۰  
میرے نزدیک دُعا سے کچھ لینا جائز ہے  
۳۱۵  
مردوں کو غولاب پہنچنے کے متعلق آپکا عقیدہ  
۵۷۸  
آپکے نزدیک اِذَا جَاءَ الْاِخْتِمَالُ بَطَلَ  
الْاِسْتِدْلَالُ کے معنی ۹۶

اِنِّیْ عَذْتُ بِدِقِّیْ وَرَتِّکُمْ اَنْ  
تَرْجُمُوْنِیْہِ دُعا میری قہر ہے ۵۶۹  
میں نے بڑے بڑے گھسان کے مباحثات  
میں جہاں میں تپ تہنا تھا اور ہزاروں مخالف  
ہی مخالف اس عَذْتُ بِدِقِّیْ کے  
جلوے دیکھے ہیں ۵۱۸

### خلافت اور جماعت

مجھے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے ۶۶  
اگر خلیفہ نہ ثابت کیا ہوں گے پڑھ لیجئے  
ہوتا تو چاہیے تھا کہ میں ہوتا..... مگر میں تو  
ایک آدمی پر بھی اپنا اثر ڈال نہیں سکتا ۲۲۶  
میں اس امر میں خود گولہ ہوں کہ خلافت خدا  
کے فضل سے ملتی ہے ۲۲۲  
جماعت کو مرکز میں اگر قسلی سے رہنے کی  
تلقین ۳۹۹  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں  
عصر کے بعد جماعت کو نصاب ۲۷۳  
جماعت کے اندر تفرقہ بازی کرنے والوں کو  
نصیحت ۶۶  
کثرت سے آنے والے خطوط لوگوں کے بجا آتے  
پر اطلاع ۱۸۱

### سیرت

امیر ایمان ۵۲۵  
اللہ تعالیٰ کا شکر ۲۲۶  
خدا کے فضل پر امید ۵۸  
خاکساری کا اظہار ۶۷  
تکلف سے پرہیز ۵۷  
ریاست، دولت و حکومت کا خیال بھی نہیں  
گھڑا ۹۳  
میں کبھی گھبرا نہیں کہ فلاں شخص کو کیوں ہلا  
خیال نہیں ۲۵۵  
خدا تعالیٰ کی طرف سے انشراح ۴۲  
اپنے علم پر یقین ۳۳  
صحابہ و تابعین کا ادب ۵۷  
حضرت عثمان کے قتل سے حضرت علی کے  
بری ہونے کا یقین ۱۰۲  
حضرت خدیجہ سے خصوصی محبت کا اظہار ۴۶  
آپ کے نزدیک حضرت عائشہ کا مرتبہ ۲۰۵  
کتابیں جمع کرنے اور پڑھنے کا شوق ۵۳۱

مجھے قرآن اس قدر محبوب ہے کہ میں بار بار اسکا  
تذکرہ کرتا اور اس کا پیارا نام لینا اپنی غذا  
سمجھتا ہوں ۲۲۷  
میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ قرآن شریف  
سے بڑھ کر راحت بخش کوئی کتاب نہیں ۳۳۷

### تفہیم قرآنی

تفہیم قرآنی میں اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ۱۷۱  
اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم کے مشکل مقامات  
کی تفہیم ۱۳۵  
مجھ سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں وحی  
کے مقابلہ پر اس (قرآن) کے معنی سمجھا دے گا  
۱۳۳  
تفسیر کے بارہ میں شرح صدر اور تفہیم کامل ۴۳  
میں نے بھی خود ہلکا سا حصہ حضرت علی سے قرآن  
کے بعض محاذ سیکھے ہیں ۲۲۳  
میں قرآن مجید کو مخلوق نہیں مانتا ۱۱۷  
میں نے بجائے خود قرآنی قصص سے بہت  
فائدہ اٹھایا ہے ۱۷۶  
میرے نزدیک سورۃ الحج مدنی ہے ۱۶۱  
سورۃ الحج آیت ۱۹ سجدہ حکومت کی فرضیت  
(میرے نزدیک بھی ایسا ہی ہے) ۱۶۲  
میں ان معنوں کی جوأت نہیں کر سکتا (یعنی  
مستحیوں کے معنی تیرنے والے) ۴۷۸  
'یوم' کے بارہ میں آپ کا اعتقاد ۵۳۶  
تخلیق میں تدبیر کے متعلق ایک عزیز کو جواب  
۵۳۷  
قرآن کریم پر ایک شخص کے اعتراض کا جواب  
۷۶  
کئی مدت سے قرآن کے میرے دیکھتے دیکھتے  
بند ہو گئے ۳۰۵  
دُعا پر یقین  
قرآن مجید پڑھتے ہوئے ایک دعا کا اترام ۱۷۷  
اس دعا (کسی شہر میں داخل ہونے کی  
مسئول دعا) کو میں نے خوب آزمایا میں ہمیشہ  
اس کے ذریعہ لوگوں کی نظروں میں محبوب  
بنا ہوں ۳۱۳  
میں کبھی کسی اختلافی مسئلہ سے نہیں گھبرا  
کہ میرے پاس دعا کا ہتھیار ہے ۵۰۶  
دُشمنوں کی ہلاکت کیلئے دعا کا تجربہ ۱۱۳

نوفل بن عبداللہ	۲۸۸	ہنومانی	یعقوب بن یوسف بنجار حضرت عیسیٰ کے بھائی
کھدک کی طرف سے حملہ آور ہوا اور عندق میں	۲۵۷، ۵۷	ہود	۵۲۱، ۶۲
گر کر مر گیا	۳۹۲	ہودہ بن قیس وائل	میرس . موسیٰ سے مقابلہ
و - ۵	۲۵۲	قریش کو جنگ احزاب کیلئے اکسانا	۵۲۱
وکیع امام شافعی کے استاد	۲۸	ہومر	یوحنا علیہ السلام نیز دیکھئے یحییٰ
ولید	۱۳۲	سی	آپنی بشت سے ایلیاء کے نزول کی پیشگوئی
مکہ کے نوکے گروہ کا ممبر	۲۹۵	یا جوج و ماجوج	کاپورا ہونا
ولیم میور اپنی کتاب "لائف آف محمد" میں	۵۳	ہاز گوش ہونے کی حقیقت	۵۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بیان	۲۲	یافت	یوحنا عارف مکاشفات یوحنا
ہاجرہ علیہا السلام آپ شاہزادی تھیں	۵۸۲	یترون (یعقوب)	یوسف علیہ السلام
لارون علیہ السلام	۶۵	یہی علیہ السلام	۵۶۹، ۳۸۸، ۶۲
۱۰۲، ۹۳، ۸۹، ۶۲	۵۹	۳۲ میں اشلہ	محسن
۵۱۷، ۴۷، ۲۵۸	۳۸۶	اپنی قوم کو ترک پر طاعت	۳۱۰
حضرت مریم کو آخرت لارون کہنے کا مطلب	۶۳	آپنی پیشگوئی کہ عرب بت پرستی چھوڑ دیں گے	آپ کے بھائیوں کی ایک غلطی
لارون الرشید خلیفہ عباسی	۲۸۵	۳۲۰	آپ کو کنوئیں میں ڈالنے والے لوگ
واوئی نخل میں آپ کی خدمت میں سونے کے	۱۰۲	یہ کہو لارون کیساتھ یریکو کا معاملہ	اصحاب الریں ہیں
ذرات پر مشتمل تھیلی کا دیا جانا	۵۸۳، ۱۱۳، ۷۶	یہ نبید	آپ کے بھائیوں کی شرمندگی
لامان	۵۲۲	اسکا کوئی ہم لیا نہیں	بے یار و مددگار تھے الہی نصرت سے
فرعون کا افسر تعمیرات تھا اور بنی اسرائیل	۳۲۵	اسکی اطلاع کا پتہ لگانا مشکل ہے	کامران ہوئے
سے اینٹیں بنانے کا کام لیتا تھا	۲۲۵	یسعیاء علیہ السلام	یوسف بنجار
فرعون کی طرف سے ایک محل بنانے کا حکم	۲۳۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت، جنگ و	یوسف آرمیتیا مسیح کا حامی تھا
۵۲۰	۳۰۰	اور قریش کی ہلاکت کی پیشگوئی	مسیح کو پھلنے میں بڑا حصہ لیا تھا
ایک عیسائی کے اس اعتراض کا جواب	۶۱	قیدار (قریش مکہ) پر عذاب آنے کے متعلق	یوسف حضرت عیسیٰ کے بھائی
کہ نامان تو موسیٰ سے ڈیڑھ سو سال بعد	۵۸۳، ۷۱، ۷۰	آپ کی پیشگوئی	یوشع بن نون
ہوا ہے	۳۳	مکہ کے متعلق پیشگوئی	موسیٰ کے ساتھ سفر
ہاؤ (How) پادری	۱۵	یعقوب علیہ السلام	یونس علیہ السلام
ہرقل	۵۲	شادی کیلئے مسسرال کی خدمت کرنی پڑی	نینوا کی طرف بشت

# مقامات

ب - پ - ت - ٹ	حضرت عباس کا ایک بیٹا افریقہ میں	ا
۴۸ باب الالباب ایک شہر کا نام	۲۷۵ دفن ہے۔	آذربائیجان
۴۳ بانتر	۴۸'۲۲ امرتسر (مہات)	۳۹'۲۲'۲۳'۳۷
۴۲ بارہ دہند	۶۸ امریکہ	آرمینیا
۴۸'۲۲ بحر خزر	۲۸۳ حضرت ابراہیم کی عزت	۳۹'۲۲'۲۳'۳۷
۱۳۳ بحر روم	۱۵۵ حضرت مسیح کی خدائی نیست و نابود ہو	آدم کی جنت
۴۳۰ حضرت سلیمان کا بحری بیڑا	۱۱۶ رہی ہے۔	۱۰۹
۴۸ بحر طبرستان	۲۶۹ غیرت دینی مفقود ہے	آرمینیا
۴۳۰ بحر قلزم	۲۵۸'۲۲ انگلستان نیز دیکھئے لندن	انگلستان کے جنوب مغربی گوشہ میں
۴۳۰ بحر ہند حضرت سلیمان کا بحری بیڑا	۴۷ یاجوج و ماجوج سے تعلق	ایک مقام۔
۳۹ بحیرہ اسود (BLACK SEA)	۴ یہاں کے جنوب مغربی گوشہ میں کھف	آریہ ورت
۱۳۳ بحیرہ قلزم	۴ واقع ہے	آریہ لوگ صرف آریہ ورت کو خدا کی جگہ گاہ
۳۳۶ (DEAD SEA) بحیرہ مردار	اور	مانتے ہیں۔
۴۲'۲۳'۳۷ بخارا	جس شہر میں حضرت ابراہیم پکڑے گئے	یہاں کے حکماء اور عوام نے سری کرشن اور
۴۲ بدخشاں	۱۱۷ اس کا نام	رام چندرجی کو خدا کا اقرار قرار دیا
۲۳۵ بدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرقان	۱۱۷ وجہ تسمیہ	ہندوؤں کے مختلف فرقے اور شرک کی
۱۶۲ حمامیہ مکہ کی ہلاکت	۴۳۰ اوقیر	انتہاء
جنگ بدر میں آٹھ بڑے آدمی ہلاک ہوئے	ایران نیز دیکھئے فارس	آئرلینڈ
۲۳۵ تھے۔	۲۸۶'۳۹'۳۷'۲۰	کرامول کا ورڈھیڈا شہر کے باشندوں
جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح کے ساتھ ہی	آتش پرستی اور خالق شر و خالق خیر	کے متعلق قتل کا فیصلہ
دویوں کو شام میں فتح حاصل ہوئی	۲۷۰ خداؤں کی پرستش	۳۹۷
۴۹ برازیل	۴۵۲ ایران فتح ہونے کی پیش گوئی	۲۹۲
برطانیہ نیز دیکھئے انگلستان	ایرانی ہندوستان میں کروفر سے آئے	جنگ احزاب میں غطفان کا لشکر اُحد
۴۳ گاتھ قوم کا آباد ہونا	۱۲۰ اور پھر کچھ بھی نہ رہے	کے پاس اُتر آتا تھا
برق وادی اٹل کے قریب ایک مقام	ایشیا	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتھے سے
۲۸۶'۲۸۵	وسط ایشیا میں یاجوج و ماجوج کا زور	ایک شخص کا لدا جانا
برقہ نمد قوم کے چشموں میں سے ایک چشمہ	۱۳۶	آدوم
۲۸۷	۳۳۷	آدوم کی سرزمین بحر قلزم کے کنارے
۱۰۴ بصرہ عبداللہ بن سبا کی آمد	۳۳۷	۴۳۰
	ایلام	ارض مقدس
	ایلیوت	مسلمانوں کے مالک ہونے کی پیش گوئی
	خلیج فارس کے ساحل پر ایک شہر	۳۹
		آسود بحیرہ
		۳۳۱'۱۳۳
		افریقہ



ص. ص. ط. ظ

صفا  
صومالیہ  
طائف

حضرت سلیمان طائف میں تھے جب  
ملکہ سبا کا واقعہ پیش آیا

یہاں ایک نالے کی ریت سے سونا نکلتا ہے

کتار کا خیال تھا کہ قرآن مگر یا طائف کے کسی

بڑے شخص پر نازل ہوتا

طبرستان بحر

طوبال (طوبی - ٹوبالک)

طور

کوہ طور پر حضرت موسیٰ کی طرف سے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چٹوٹی

ع. غ. ف. ق

عراق

صحیح مسلم میں اس ملک کو جنت عدن کہا گیا ہے

فتح عراق کی بشارت

عراق کی قوم کو اذار

عراق عرب اور عراقی عجم مسلمانوں کو ملے

عبداللہ بن عمر کی گورنری

عرب

عرب کے لوگ مامور من اللہ اور مکالمہ الہی

سے بالکل ناواقف تھے

عصیون جبر خلیج فارس کی ایک بندرگاہ

قاران "فدان" کے پہاڑ سے جلو گر ہوا

فارس

ابن فارس میں خندق کھودنے کا دستور تھا

فرات

فراس

فلسطین

یہاں کے قدیم کنعانیوں میں ہنسی

قربانی کا رواج تھا

لاسه (تبت)

لاہور (پاکستان)

ل

لاہور

لاہور

لاہور

لاہور

لاہور

لاہور

لاہور

لاہور

حضرت داؤد کے ماتحت تھا

پُر شوکت اسلامی سلطنت

فیروز پور (بجارت)

قلویان دارالامان

یہاں خدا کا نام لینے والا ایک شخص پیدا

ہوا جس کے نفوس قدسیہ کے فیض سے

تم یہاں بیٹھے ہو

ایک راستہ کی آمد

تحت گاہ خلافت

قبرص حضرت عثمان کے عہد میں فتح ہوا

قیق ایک پہاڑ

قیہ در بند کے قریب ایک بستی

قسططنیہ (ترکی)

قلمم بحیرہ

قو قلیا ایک پہاڑ

ک. گ

کابل (افغانستان)

حافظ قرنی مصلیٰ سے مشن تھے

کانگرہ زلزلہ

دوئی کانگرہ کا زلزلہ مسیح موعود کے لئے

فرقان ہے

کر بلا

امام حسین کی شہادت

کشمیر

مسیح علیہ السلام کے ذکر میں دیوہ سے

مراو کشمیر

صدائق العشاق میں کشمیر کا تذکرہ

کشتان

بنی اسرائیل کو عطا کیا جانا

کوفہ عبداللہ بن سبا کی آمد

کوسہ حضرت ابراہیم کو سرمیں دبتے تھے

کیسپین (بحیرہ)

گڈ ہل (لندن)

گنگا

گوندل بار (پاکستان)

جانوروں کے نام پر قومیں

ل

لاہور

لاہور

لاہور

لاہور

لاہور

لاہور

لاہور

لاہور

لاہور

لاہور

لدان

لکھنؤ

لندن

قیدی نام (TROYVACIAT) تھا

آبادی

ما جرج و ما جرج کا بت

لشکا (سری لنکا)

م

ماو نیز دیکھئے مید

ماسکو

مالیر کوٹلہ (بجارت)

مجمع السیال

مدینہ کے باہر برساتی تالوں کا سنگم

مجمع البحرین

نیل آندرق اور نیل اسیض کا سنگم

مدین

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

۳۹۷	کافیلہ	۳۲۷	جانے کی بشارت	۱۳۶، ۲۶	مک (ماسکو)
۳۲۶	وزیر آباد (پاکستان)	۳۲۷	آنحضرتؐ کے مکہ سے جانے کے بعد وہاں	۶۵، ۶۲، ۲۹، ۲۶، ۲۰	مصر
۳۲۵	ہجر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رویہ	۳۲۶، ۱۹۲	عذاب آنحضرتؐ کی پیشگوئی تھی	۵۵۶، ۲۵۸	
۳۲۴	سے اجتہاد کہ ہجر کی طرف ہجرت ہوگی	۱۳۵	فتح مکہ کی بشارت		مصر کی قوم کو انداز
۳۲۳	ہرات (افغانستان)	۵۲۳	فتح	۱۴۰	فراعنہ مصر عرب کو فتح نہ کر سکے
۱۶۵	ہرودوار (بھارت)	۳۲۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان میں	۱۳۵	موسیٰ علیہ السلام کا مصر جاتے ہوئے راستہ
۲۸	بہران	۹۲	عید کے قریب یعنی کے وقت مکہ کو فتح فرمایا	۸۴	میں آگ دیکھنا
۳۲۱، ۳۲۲، ۲۸۸، ۱۳۳، ۲۹	ہندوستان	۱۶۲	عمادین مکہ کی بدر میں ہلاکت	۲۶۳	تاریخ شہادت نہیں دیتی کہ بنی اسرائیل مصر
۳۲۰	شرک کی انتہاء	۳۲۲	عمادین مکہ کی مشکلیں کسی گئیں اسی دنیا	۶۳	کے مالک ہوئے
۲۱۵	لنگ کی خلاف تہذیب پوجا	۳۲۲	میں۔	۵۲۳	حضرت مریم کی واپسی
۲۱۸	مشرک ہونے کی وجہ سے بادشاہ کو بھی دیتا	۳۲۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد	۱۰۲	فتح
۲۱۸	سمجھتے ہیں	۲۲۳	آئندہ بناوت	۲۰۷	عبداللہ بن سبا کی آمد
۲۱۵	انسانی قربانی کا رواج	۲۲۳	مکہ میں دوبارہ بت پرستی نہ ہونے کی	۱۶۵، ۱۴۱، ۹۸، ۵۰، ۱۹	مکہ معظمہ
۲۱۴	عورتوں کی بے قدری	۲۲۲	پیشگوئی	۵۵۳، ۵۴۶، ۲۹۱، ۳۲۰، ۳۱۸	مکہ کا ایک نام ام القریٰ ہے۔
۱۵۴	بت پرست اقوام بت پرستی چھوڑ رہی ہیں	۲۹۶	اس اعتراض کا جواب کہ مسلمان مکہ معظمہ	۳۲۳، ۳۲۱	سکند کی دستبرد سے محفوظ رہا تھا
	ریاستوں میں سونے کے کلنگ عزت کا نشانی	۱۲۷	کی پرستش کرتے ہیں	۶۱	کہاں امید ہو سکتی تھی کہ یہاں نبی پیدا ہوگا
۵۵۷	میں	۲۸	مکہ کے ایک بزرگ کا ذکر	۵۵۳	کفار کا خیال تھا کہ قرآن طائف یا مکہ کے
۱۵۷	پہلی صدی ہجری میں عربوں کا دور		موصول	۲۹۵	کسی بڑے شخص پر منزل ہوتا
۱۲۰	قتل قوموں کی آمد اور پھر فنا ہو جانا	۱۳۶، ۲۹، ۲۸، ۲۲، ۳۸، ۲۷، ۳۲	مید	۱۵۵	مکہ میں بھی نو سرکش سردار تھے
۵۴۸	بارہ مسلمان بیستوں کی تباہی		ن	۵۶۸	مکہ معظمہ میں صحابہ پر مظالم
	باوجود ایک ہزار سال حکومت کرنے کے مسلمانوں	۲۲	نار منڈی	۵۶۸	مکہ میں قحط
۱۵۷	نے یہاں کے صابد نہیں مٹائے	۲۵	نارے	۶۱	مکہ کے متعلق یسایہ کی پیشگوئی
۳۲۵	مسلمان ہندوؤں سے متاثر ہیں	۳۹۲	نجد اہل نجد غزوہ احزاب میں	۶۱	مکہ میں ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کا اشارہ
	بادشاہوں میں اسلام علیکم کہنے کا رواج نہ		نجران یہاں کے عیسائیوں کو آنحضرت صلی	۲۸۲	اہل مکہ یحییٰ بن یحییٰ کی پیشگوئی کو
۲۲۳	ہونے کے نتائج		اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبویؐ میں عبادت	۲۳۳	خوب سمجھ گئے تھے
	عورتوں کو شادی و نکاح کے فرائض کا علم نہیں	۱۵۷، ۹۲	کرنے کی اہانت دی		مشرکین مکہ کو خطاب کہ بت تمہارے کام
۳۵۳	سکھایا جاتا		نصیبین یہاں کے یہود کا آنحضرت صلی اللہ	۲۲۳	نہیں آئیں گے (بدر کے دن)
	یہاں کے مسلمان سیرۃ النبیؐ کے احکام پر عمل	۵۷۹	علیہ وسلم کے پاس آنا		بت مشرکان کہ کو کچھ مدد دے کے
۱۹۸	نہیں کرتے (شاہ عبدالغنی)	۳۲۹	یہاں کے یہود کو بھی جتن کہا گیا ہے	۳۹۵	مکہ میں بنو نضیر اور خیمہ کے یہود کا آکر
۲۳۳	سایہ ہوئی طوائف اور اس کا عمل	۱۷۱	نیل		اہل مکہ کو مدینہ پر حملہ کیلئے آمادہ کرنا
	میر و سلم	۳۶	نیل ازل اور نیل ابیض		اہل مکہ کی طرف سے معاہدہ حدیبیہ
۲۵۸، ۲۴۸، ۵۰، ۱۸	تباہی کا سہ	۴۷	نیل ازل اور نیل ابیض	۵۹۰	از سر نو کرنے کی درخواست
۳۶	یہود میں بیت ایل	۴۷	نیل ازل اور نیل ابیض		اہل مکہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ
۱۶۵	بائبل کی پیشگوئی میں مذکور تانکستان	۴۷	نیل ازل اور نیل ابیض	۱۵۹	کے صحابہ کو عمر سے روکنا
۲۴، ۱۵	بشپ کی درخواست کے باوجود حضرت عمرؓ کا		وہ لو ائیل طائف اور یمن کے درمیان واقع		آنحضرتؐ کی مکہ سے ہجرت کی روایہ
	گرجے میں نماز پڑھنے سے انکار	۲۸۷، ۲۸۵	ایک دادی		آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس لائے
۱۵۷	عیسائیوں کی طرف سے بے حرمتی		ورڈھیدا (آئرلینڈ)		
۱۵۷	مکامہ آنحضرتؐ کا اجتہاد تھا کہ ہجرت ہجرت		سب باشندوں کے قتل کے متعلق کراہی		
۲۷۲	کی طرف ہوگی				





## لغت

٣٣٩	حَبَدٌ يَحْبِرُ	٤٢	الْأَيْمَنُ	١	أَبَدًا
٣٣٥	حَجَرًا مَخْجُورًا		ب . ت . ث	٢	أَبَقَ
٣١٨	حَسَنٌ	٩٨	بَعْدُ	٢٤٤	أَثَاثًا
٣٦	حَقَبٌ	٢٥٠	بَدُوْجٌ	٤٨	أَثَارٌ
٣٦٨	حُكْمٌ	٣٣٨	بَضْعٌ	٣٣٩	أَغْلٌ
٣٦٢	الْحِكْمَةُ	٢٤٤	بَعْلٌ	٣٣٢	أَجَّ
٣٥٩	الْحَكِيمُ	١٥٦	بَيْعٌ	٣٦	أَخَّ
٣٢٦	حَمَلٌ يَحْمِلُ	٣١	تَأْوِيلٌ	٤٣	إِذَا
٣٩٢	حَنِثٌ يَحْنُثُ	٤٣	تَحْمِيلٌ حَمَلٌ	٤٩	أَذْخَصَ يَذْخِصُ
٣٣٥	الْحَيَوْنُ	٢٤٠	تَذْيِيرٌ	٢٥	أَذْرَكَ
١٤١' ١٤٠	خَاشِعُونَ	٤	تَذَوُّرٌ (رَأَوْزٌ)	٢٩٩	أَزْوَاجٌ
٢٤٢	خَتَّارٌ	٨٢	تَذَجْدَةٌ	٢٤٠	أَسَاطِيرُ
٣٠	خَرَقٌ (يَخْرُقُ)	١٠٢	تَسْوِيلٌ (سَوَّلَ يَسْوِلُ)	١٩٣	إِسْتَهْزَأَ يَسْتَهْزِئُ
١٠٦	خَشَعَتْ (خَشَعَ يَخْشَعُ)	٥٧٨	تَغْيِلُونَ (عَقَلَ يَغْلِي)	٢٦٠	إِسْتَوَى
٢٠٨	خَضَعٌ يَخْضَعُ	٢٠٢	تَكْلَمٌ (كَلَّمَ)	٨٣	أَنْجَدُوا
٨٤	خَفِيٌّ	٣٦١' ١٢٣	تَعْنِدُ	٢٣	أَشْمَارَاتٌ
٥٤	خَفِيًّا	١٨٦	التَّنَوُّرُ	٥٠٥	أَضَلَّ
١٢٢	خَلَدٌ	٤٨	تَوَزَّ	٢٦٥	أَعَادَ يُعِيدُ
٤٢	خَلْفٌ	١٣١	ثَانِي عَطْفِهِ	٢٩٩	أَكْنَعُ
٢٥١	خَلْفَةٌ	٢٣٢	ثَبُورًا	٢٥	إِلَهُ
١٤٢	خَلَقٌ	٢٤٨	ثَمَّةٌ	١٩٣	أَلْفَدَ يَلْفِدُ
٥٠٤	خَوَلَنَاهُ		ج . ح . خ	٥٢٢	أَمْرًا
	ز - ر			٣٠	أَتَى
				٢٢١	إِنْتَبَذَتْ
١٢٢	رَلَقٌ	١٩٢	جَارٌ يَجَارُ	٦١	إِنْطَلَقَ
٤٩	رَجَمٌ	٢٨٠	جَانٌ	٢٨٨	إِنْفَلَقَ
١٢٦	رُشْدٌ	٦٠	جَبَّارٌ	٢٦٢	أَوْحَى
٣٣١	رَجَائِدُجُو	٢٢٩' ١٣٢' ٢١	جِبَالٌ (جَبَلٌ)	٦٠	أَوَّلَى
٤	رُقُودٌ	٢٢	جَدَلٌ	٢٩٠	أَهْلٌ
٣	الرَّقِيمُ	٢٨٤' ٣	جَدَزٌ	٢٤٨	الْأَيْكَةُ
٨١	رَغْدًا	٢٨١	جَنَدٌ	٢٤٢	
		٢٦٣	حَذَرُونَ		

٥٢٤	قَدَارًا	٢٩١	ضَعِثٌ	٢١	رَهَقَ يَرْهَقُ
٢٥٠٢٢	قَدَنٌ	٥١٩	ضَلَّ يَضِلُّ	٥١٥-٣٨٠	الرُّنْمُ
٢٥٢	قَوَامٌ	١١٢	ضَنَّكَ	٢٤٤	رَيْبٌ
٢	قَيْمًا		ط	٢٤٠	رَيْعٌ
	ك	٢٩٣	طَرَفٌ	١٠٥	رَزَقًا
١٩٥	كَابِحُونَ	١٠٠	طَقَى	٣٠	نَجِيَّةٌ
٢٢٠١	الْعَثَبُ	١٢٠	طِفْلٌ (أَطْفَالٌ)	س - ش	
٢٣٢٠٢٤٣	كَقُورٌ	٨٢	طَلَهَ	٢٩٢	سَاجِدٌ
١٢٥	كَلَّا يَكَلَّا	٢٨٥٠٢٨٣	طَيَّرَ	٢٤٤	سَاهَمَ (يُسَاهِمُ)
٣	كَهَفٌ	٢٩٥	طَيَّرَ	٣٤	سَبَبٌ
	ل - م - ن	٢٩٣	طِينٌ	١٣٢	سَبَّحَ يَسْبَحُ
١١٣	لِزَامًا		ع - غ	٢٩٩	مَنْحَرٌ
٢٢٥	لَعِبٌ	٤٤٠٥٩	عَتَبِيًّا	٨٣	سَدٌ
٢٢٥	لَقُورٌ	٢٤٢	عَدِيٌّ مَبِينٌ	٢٥٠	سَدَاجٌ
٤٢	مَاتِيًّا	٢٣٢	الْعَرِمُ	٩٢	سَرِيًّا
٢٥٩	الْمَبِينُ	٥٩٩	الْعِزَّةُ	١٩٤	مَطَا يَسْطُو
٢٩٩	مُتَطَهِّرٌ	٥٩٩	الْعَشِيَّةُ	١٣٩	سُكَارَى
٥٠١	مَثَانِي	١٠٩	عَمَتْ (عَنَّا يَعْنُو)	١٤٣	سُلَالَةٌ
٢٩٣٠٢٩٨٠٢٢	الْمُجْبِرُ	١	عَوَجًا	٥٣٩	سُلْطَانٌ
٢٥٨٠١١٤	مُعَذِّبٌ	٢٥٢	عَرَامٌ	٩٩	السَّلَوَى
٩٠	مُخَدَّبٌ	٢٢٣	عَدَبٌ	١٢٢	سَمَاءٌ
٢٢٠	الْمَرْحِفُ	٢٤٣	عَدُوٌّ	٤٥	سَمِيًّا
٢٤٠	مَسْحَدٌ	٢٩٢	عَسَاكٍ	١٠٣	سَوَّلَ (يُسَوِّلُ)
٢٢٢	مَسْجُورٌ	٥٨٠٣٠	عَلَامٌ	٩٩	مَسْوِيًّا
٢١	مُسْكِينٌ	١١١	مَحْوَى	٢٣٢	سَنِلَ الْعَرِمِ
٢٢	مُسْتَفْقِينَ	٤٣	عَفَى	٩١	شَرَقِيًّا
١٥٩	مَشِيدٌ		ف - ق	٥	شَطَطًا
٢٤٠	مَصَانِعُ	٢٠٨	فَاحِشَةٌ	٥٨	شَقِيًّا
٢٢٢٠٢٢٣	مَفَاتِحُ	١٢٢	فَتَقَ	٢٣٢	شُكُورٌ
٢٥٢	مَقْنَا	٩	فَتَنَ (يَفْتِنُ)	٢٩٥٠١٣٣	شَيْطَانٌ
٩٢	مَقْفِيًّا	٢	الْفَيْتَةُ	ص - ض	
٩٩	الْمَنْ		فَجْوَةٌ	٢٢١	صَبَرَ (يَصْبِرُ)
١٩٥	مَنْسَكٌ	٤	فَرَطٌ (يُفَرِّطُ)	٢٣	صَدَفٌ (يُصَدِّفُ)
٨٩	مَوْسَى	٥٠٨	الْفَرْقَانُ	١٤	صَلَبٌ (يُصَلِّبُ)
٢٥	مَوْئِلًا	١٢٩	فَرِيًّا	٢١٩	صَلَوَةٌ
٢٥٢	مَهَانٌ	٩٣	فَضِلَ الْخَطَابِ	١٥٩	صَلَوَاتٌ
٢٥٩	نَادَى (يُنَادِي)	٢٨٣	فَقِيرٌ	١٥٩	صَوَامِعٌ
١٣٢	نَافِلَةٌ	٢١	فَوَاقٍ	٢٢	صَهَاصَى
٥	نَبَا	٢٨٢	فُؤَادٌ	١٨٨	الصَّيْحَةُ
٤٢	نَجِيًّا	٢٢	فُؤَادٌ	٢٩	الْفُؤَادُ

١٧٤	يَسْطُونُ (سَطَا يَسْطُو)	٣٩٨	وَعَدَ يَعِدُ	١٠٥	نَسَفَ يَنْسِفُ
٥١٩	يُضِلُّ (ضَلَّ)	٢٠٣	وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَى	١٢٠	نُطْقَةٍ
١٢٥	يَعْلَأُ (كَلَأَ)	٥٨	وَهَنَ يَهِنُ		هـ - و
٢٩٩	يُعِيدُ (أَعَادَ)		ي	٢٢٥	هَبَاءٌ
٢٤٨	يَقْطِينُ	١٩٢	يَجَارُ (جَارَ)	٤٩	هَدَا
٥٢٢	يُلْحِدُونَ	٣٣٩	يُخْبِرُونَ (خَبَرَ يَخْبِرُ)	٢٤٠	هَضِيمٌ
٢٤٨	يَوْمٌ	٢٨٣	يَدُ	٢٥١	هَوْنٌ
٥١٩	يَوْمُ التَّنَادِ	٣٣١	يَرْجُو	٥٨٣	أَلَوَاؤُ
	•••	٢١	يَزْهِقُ (أَزْهَقَ يَزْهِقُ)	٢٢١	وَدَقٌ
		٢٧٠	يَسْتَهْزِءُونَ (اسْتَهْزَأَ)	٢٢٨	وَزِيرٌ